اسیرِ سلطنت
”دلیل کی نہیں، حوصلے کی بھی ہوتی ہے“
سچ اکثر تنہا ہوتا ہے،
لیکن تاریخ ہمیشہ اس کے ساتھ کھڑی ہوتی ہے۔
By Huma Qureshi

اسیر سلطنت

ہما قریشی

انتباہ!

"ناول میں پیش آنے والے تمام واقعات اور سینز فرضی ہیں۔۔جو محض قاری کو لفظوں کے جادو سے لطف آندوز کرنے کے لئے لکھے گئے ہیں۔۔انکا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔۔کسی قسم کی مماثلت محض اتفاقیہ ہے۔۔"

انتساب

میری یہ تحریر پیاری دوست رمشا خان کے نام

پیش الفاظ

اسیر سلطنت کی کہانی قانون، سیاست، محبت اور مڈر مسٹری کے گرد گھومتی ایک دلچسپ تحریر ہے۔ جو کسی بھی اچھے قاری کو اپنے سحر میں جکڑ لینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ مگر ناول پڑھنا شروع کرنے سے قبل ناول کے حوالے سے کچھ باتیں کر لیتے ہیں۔۔ یہ ناول بس اچانک خود ہی وجود میں آ گیا۔ مطلب میں نے سال دو ہزار چوبیس کے جنوری میں رمشا کو یوٹیوب ناول دینے کا کہا تھا۔ مگر جو لکھنا شروع کیا تھا وہ کہیں پیچھے چلا گیا، اور اچانک زہن میں ایک دلچسپ پلاٹ بنتا گیا اور میں نے اس خیال کو لفظوں کا جامہ پہنا کر نئے سرے سے قسط لکھ کر رمشا کو سینڈ کر دی۔ اور بس پھر ناول کا سلسلہ چل پڑا، اور آپ جیسے بہت سارے پیارے قارئین ساتھ جڑتے گئے۔۔ یہ کہانی مروان سلطان اور آئرہ الہیٰ کی کھٹی میٹھی نوک جھوک کے گرد گھومتی سسپنس سے بھرپور ایک مکمل داستان ہے۔۔ جہاں آپ کو ہر جذبہ پڑھنے کا ملے گا، پھر چاہے وہ دوستی ہو یا دشمنی، سیاست کا کھیل ہو یا کمرہ عدالت کے سنجیدہ مناظر، خون کا سفید ہونا ہو یا آخری سانس تک اپنے پیشے سے وفاداری۔ جہاں ایک باپ سیاست اور کرسی کی چاہ میں اپنے بیٹے کو قتل کرانے کا منصوبہ بناتا ہے۔۔ اُمید ہے کہ آپ مستقبل کے کبھی نہ ہونے والے سیاست دان مروان سلطان کی بیرسٹر صاحبہ کی عشق کی یہ انوکھی داستان پڑھ کر ضرور لطف آندوز ہونگے۔۔ اب پڑھئے۔

ہیپی ریڈنگ۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"مس آئرہ الٰہی آپ کا اس بارے میں کیا کہنا ہے۔ جہانزیب سلطان کے مڈر کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے، کیا واقعی یہ قتل سلطان صاحب کی مخالف پارٹی کے چیئرمین کے بیٹے خَطِیب عالمگیر ہی کی حرکت ہے یا پھر معاملہ کچھ اور ہے؟ آپ اس بارے میں کیا کہنا چاہیں گی۔" وہ اس وقت سندھ ہائی کورٹ کے باہر پریس والوں کے بیچ گھری کھڑی ازلی پُر اعتمادی سے جواب دے رہی تھی، جو اُس پر سوالات کی بوچھاڑ کر چکے تھے۔ آج جہانزیب سلطان قتل کیس کی پہلی شُنوائی تھی۔

ابھی عدالت اپنی کارروائی کر رہی ہے۔ اصل مجرم جلد آپ کے سامنے ہو گا۔ اس قتل کا میرے مؤکل خَطِیب عالمگیر پر جھوٹا الزام لگایا جا رہا ہے۔ جہانزیب سلطان کا قتل ایک پری پلینڈ منصوبے کے تحت ہوا تھا۔ اور ہم جلد یہ بات عدالت میں ثابت بھی کر دیں گے۔" وہ لہجے میں ازلی ہٹ دھرمی سموئے، درشت لہجے میں بولتی مزید کسی بھی سوال کا جواب دیے بغیر اپنی گاڑی میں جا بیٹھی تھی۔ جہاں اُس کا ڈرائیور گاڑی کے پاس کھڑا اسی کا منتظر تھا۔۔۔ جب کہ اپنے باپ کی ہمراہی میں باہر

آتامروان میڈیا کے سوالوں کے جوابات سرے سے نظر انداز کرتا، خود بھی تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر، آئرہ

الٰہی کی ڈبل کیبن کے تعاقب میں بڑھا تھا۔۔۔

شیشے کی چمکتی پُر شکوہ عمارت کے مین گیٹ سے داخل ہوتی وہ اپنے بابا کی قائم کردہ، لاء فرم کی ابھی ریسپشن تک ہی پہنچی تھی جب اسے دیکھ ریسپشنسٹ نے سلام جھاڑا۔ جس کے عین پیچھے ڈارک براؤن دیوار پر بڑے بڑے لفظوں میں "بیرسٹر ہال (آکیمیونٹی فار لاء)" کے گولڈن لفظ کنندہ تھے۔۔وہ مسکرا کر سلام کا جواب دیتی، اپنے چیمبر کی جانب بڑھی جس کے باہر دیوار پر "کرمنل لائر" کی تختی نصب تھی۔ جبھی کسی کی گاڑی آفس انٹرنس کے عین سامنے آکر ٹھری تھی جو روز کا معمول تھا۔۔۔

السلام علیکم میڈم! آج کی جہانزیب قتل کیس کی ہیرنگ کیسی رہی؟" وہ ابھی آفس میں داخل ہوئی تھی، اُس کی سیکریٹری نے جھٹ سوال داغا۔ وہ مسکرائی اور سیاہ رنگ گاؤن اُتار کر ایک طرف رکھا تھا۔ کرلی بالوں کی شریر زلفیں سر اور گلے میں لپٹے اسکارف سے باہر نکل رہی تھیں۔

.....

"وعلیکم السلام!کچھ خاص نہیں آج تو اِس کیس کی پہلی شُنوائی تھی، آج خطیب کی ضمانت نہیں ہو سکی۔ مگر مجھے اُمید ہے کہ ہم جلد اس کیس کی تمام گتھیاں سُلجھالیں گے۔"وہ اس کا پیش کیا گیا کافی کا مگ اُٹھا کر لبوں سے لگاتی خوشگوار لہجے میں گویا ہوئی تھی۔ جبھی کوئی بغیر اجازت اس کے کیبن میں داخل ہوا تھا۔

آئرہ نے ڈارک براؤن آنکھوں میں چمک لئے مقابل کھڑے مروان کو طنزیہ مسکراہٹ پاس کرتے آئی بروز اُٹھائے۔جو سیاہ رنگ پینٹ کوٹ میں ملبوس جاذب نظر چہرے پر سختی لئے سامنے کھڑی چھٹانک بھر کی لڑکی کو ہی گھور رہا تھا۔۔۔سیاہ آنکھیں ضبط کے باعث سُرخ پڑ گئی تھیں۔

"مسٹر مروان صاحب!آخر آپ کس کی اجازت سے کیبن میں آنٹر ہوئے ہیں؟"سیکریٹری مروان سلطان کو دیدہ دلیری سے کیبن میں آتا دیکھ ناگوار لہجے میں گویا ہوئی۔

"شش!خاموش۔۔۔ورنہ۔۔"لہجے میں چٹانوں کی سی سختی سموئے،وہ درشت لہجے میں غرایا تھا۔۔الہام جو اپنی ڈیوٹی کر رہی تھی،سٹپٹا کر رہ گئی تھی۔

"کیسی ہیں بیرسٹر صاحبہ!" اب وہ چیئر گھما کر، آئرہ کے عین مقابل آرام دہ انداز میں بیٹھ گیا تھا۔ آج عدالت میں، مخالف پارٹی کی جانب سے، اس لڑکی کو دیکھ اس کا خون کھول گیا تھا۔ جس کا اطمینان قابل دید تھا۔

آپ کو آندر آنے کی اجازت کس نے دی جناب؟" وہ پُر سُکون لہجے میں استفسار کرتی خود بھی اپنی مخصوص چیئر پر بیٹھ گئی تھی۔ مروان سلطان کا سلگتا لہجا لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا تھا۔۔

"کچھ بھی کرنے، یا کہنے کے لئے۔ مروان سلطان کو کبھی کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں رہی بیرسٹر صاحبہ! اور کم از کم آپ کے آفس میں آنے کے لئے تو مجھے کسی کے باپ کی بھی اجازت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔۔" اسکی چوڑی پیشانی پر پر غرور کی لکیریں، اور لہجے میں گھمنڈ واضح دکھائی دے رہا تھا۔

سیاہ رنگ آنکھیں آئرہ کا استہزائیہ لب ولہجا محسوس کر، شعلے اُگل رہی تھیں، جواب خاموش نگاہوں سے اُسے ہی گھور رہی تھی، سکریٹری کی جان پر بندھ گئی تھی۔

"ویسے ایک بات بتایئے، بیرسٹر صاحبہ کہ آپ کو پاکستان واپس آئے ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟ جمعہ جمعہ آٹھ دن۔۔ اور آپ نے پریکٹس کے لئے ایک ہائی پروفائل مڈر کیس میں ہمارے

مخالفین کا ساتھ چُن لیا، یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس اسٹیٹ میں عالمیگیر صاحب کی نہیں بلکہ ہماری حکومت چلتی ہے۔ اتنی دلیری!" وہ ٹیبل پر ذرا قریب جھکتا دُرشت لب ولہجا اپنائے ناگواری سے پھنکارا تھا۔ آئرہ کے لبوں کے پر ایک خوبصورت سی مسکان کھل گئی تھی۔ وہ جانتی تھی، کہ اس وقت وہ زخمی شیر بنا ہوا ہو گا۔

"آپ تو جانتے ہی ہیں مستقبل کے کبھی نہ ہونے والے وزیر اعظم صاحب کہ مجھے خطروں سے کھیلنے کا کس قدر شوق ہے۔" دل جلاتی مسکراہٹ پاس کر، دائیں ہاتھ پر رکھا بلیک کافی کا مگ اُٹھا کر لبوں سے لگایا۔۔ گرم کافی کا ایک گھونٹ بھرتی اُسے تپانا ہر گز نہیں بھولی تھی، مقابل کی گھور سیاہ آنکھوں کا رنگ یکدم تبدیل ہوا تھا۔۔۔

"مگر میری ایک بات ضرور یاد رکھیئے گا بیرسٹر صاحبہ کہ اگر آپ کو خطروں سے کھیلنے کا شوق ہے تو مجھے بھی اُن خطروں کی تہہ تک پہنچنے کا، ایسا نہ ہو کہ اسی کھیل کھیل میں، یہ کھیل آپ کے لئے خطرہ جان بن جائے۔" اسکے لہجے میں وارننگ واضح تھی، آئرہ نے ایک طنزیہ نظر اُٹھا کر مروان کو دیکھا تھا۔ جو آج بھی اتنا ہی خوبرو اور دلکش تھا جتنا پہلے کالج لائف میں، بلکہ اب تو اسکی ذات میں ایک رعب سا آگیا تھا جو اس پر خاصہ جچتا بھی تھا۔۔

”ویسے آپ کو نہیں لگتا مروان صاحب کہ خود وکالت کی ڈگری لے کر ایک وکیل کو سچ کو ساتھ دینے پر دھمکی لگانا آپ کے پیشے سے غداری کے زمرے میں آتا ہے۔"وہ ذرا قریب جھکتی ذو معنی مگر مسکراتے لہجے میں بولی۔

”وہ کیا ہے ناں آئرہ جی کہ وکالت ہو یا سیاست ہم سب کو اپنی سائیڈ والی جیب میں رکھنے کے عادی ہیں۔۔سوچا آپ کو یاد کرادوں، کہ آپ کا ہمارا ساتھ خاصہ پرانا اور دوستانہ رہا ہے تو اب یہ دوستی، دشمنی میں نہ بدل جائے ذرا خیال کیجئے گا۔"وہ اپنی نشست چھوڑ کر کھڑا ہوتا، کوٹ جھٹک کر، باور کرنے والے آنداز میں بولا تھا۔۔سیکریٹری نے جلدی سے دو قدم پیچھے کی جانب لئے۔۔۔

"سلطان صاحب! مجھے ایسا کیوں گماں ہو رہا ہے کہ یہاں، میرے آفس میں خود بانفس نفیس چل کر آنا ، آپ کی بے بسی کو ظاہر کر رہا ہے۔"وہ قاتلانہ مسکراتا ہوا لہجا، مروان نے نظر بھر کر اس آتش فشاں کو دیکھا تھا جو ہمیشہ سے اسے آگ لگانے میں پیش پیش رہی تھی

"مس الٰہی، یہ بے بسی خود سری میں نہ بدل جائے، ذرا خیال رکھئیے گا۔کیونکہ دونوں صورتوں میں نقصان آپکا ہی ہے۔"وہ جتاتے ہوئے لہجے میں بولتا، نگاہوں سے افشاں ہوتے راز کو چھپانے کے لئے آنکھوں پر سیاہ رنگ سن گلاسز چڑھاتا جس رعب و بدبے سے وہ آفس آیا تھا، اُسی آنداز میں اب باہر

بھی نکل گیا تھا۔۔کسی میں اتنی ہمّت ہی نہیں تھی کہ کوئی مروان سلطان سے سوال کر سکتا۔اس کی آمد آگرچہ روز کا معمول تھا۔مگر اس کی شخصیت کا یہ طنطنہ آج کے دن کا خاصہ تھا۔۔پیچھے بیٹھی آئرہ مسکرا کر سر جھٹک گئی،یہ شخص اور اسکی گیدڑ بھبکیاں۔۔۔۔۔۔

وہ لافرم کی پر شکوہ عمارت سے باہر آتا،اپنی نیو ماڈل گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر واپس آکر بیٹھتا بمشکل اپنا غصہ دبا سکا تھا۔جبکہ پیچھے کھڑی پروٹول کی گاڑی میں موجود گارڈز الرٹ ہو گئے تھے۔یہ قاتل مسکراہٹ والی حسینہ مروان سلطان کے لئے ہمیشہ سے ایک آزمائش ہی رہی تھی،اور اس بار تو وہ گویا کھلم کھلا جنگ کا اعلان کر چکی تھی۔۔وہ کم عقل نہ صرف اپنے لئے بلکہ اُسکے لئے بھی بہت سی مشکلات کھڑی کر رہی تھی

مروان جبڑے بھینچے،اسٹیرنگ پر سر گرائے بیٹھا،گہرے گہرے سانس بھرتا کچھ وقت اکیلے بیتانے کی غرض سے ابھی نکلنے ہی لگا تھا،کہ جبھی کوئی صنف نازک بڑی ہی دیدہ دلیری سے،فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بغیر اجازت گاڑی میں بیٹھا تھا،مروان نے نظر گھما کر اس قاتل حسینہ کو دیکھا،جس نے شرارت سے آنکھ کا کونا دباتے اسے آگ لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔سامنے دیکھ کر

بمشکل خود کو کمپوزڈ کئے، اب وہ سامنے نظر آتی خالی سڑک کو گھور رہا تھا، کیونکہ وہ واقعی اس کے سامنے بے بس تھا۔۔اور یہ جرأت بھی صرف وہی کر سکتی تھی۔

"کیا ہوا سلطان صاحب۔۔مجھے دیکھ کر اچھا نہیں لگا کیا۔مزاج خاصے خراب لگتے ہیں۔۔"جب کچھ دیر مزید گزر گئی اور گاڑی اسٹارٹ نہیں ہوئی تو وہ مسکراتے لہجے میں آئی برو اُٹھا کر چھیڑنے کی غرض سے بولی، جس نے اُس پر ایک تیز نگاہ ڈال کر گاڑی اسٹارٹ کر دی تھی۔۔پروٹول کی گاڑی ذرا فاصلے سے ساتھ ہی چل رہی تھی۔۔

"کہاں جا رہے تھے ویسے۔۔خودکشی کرنے، یا پھر آئرہ الٰہی کے قتل کی سُپاری دینے؟"سماعتوں سے ٹکراتی اس دلربا کی کھنکتی ہوئی آواز پر اس نے جبڑے بھینچے، مگر توجہ ساری ڈرائیونگ پر ہی مرکوز تھی۔

"کیا ہو گیا سلطان صاحب کمرہ عدالت میں تو آپ مجھے ایسے گھور رہے تھے، جیسے کچا چبا جائیں گے اور اب دیکھ بھی نہیں رہئے۔۔غلط بات۔"وہی دل جلتا انداز

"کیا تم دو منٹ کے لئے خاموش بیٹھ سکتی ہو؟"اسکا سخت لہجا بلا کی سرد گی لئے ہوئے تھا۔۔۔

"بالکل کیوں نہیں۔۔ویسے تمہیں پتہ ہے مائی لارڈ کہ آج میرے کیریر کے پہلے کیس کی پہلی شنوائی تھی۔افف کتنا مزہ آیا تھا مقابل وکیل سے جرح کرنے میں۔۔"وہ معمول کے مطابق ایسے بتا رہی تھی، جیسے بہت کوئی انوکھی بات کر رہی ہو، جس کا گویا اسے علم ہی نہ ہو۔مگر اُسکے طرز تخاطب پر مروان نے اسے ایک سخت نگاہ سے نوازہ تھا۔۔جس نے آئی برو اٹھائے۔اور اب اسے بھی شرارت سوجھی تھی۔

"میرے خیال سے آئرہ الہیٰ یوں منہ اُٹھا کر دشمن کی گاڑی میں آکر بیٹھنا آپ کی نازک صحت کے لئے مضر ثابت ہو سکتا ہے۔"اس بار مروان کی مسکراتی آواز پر اس کے لبوں کے گوشوں سے مسکراہٹ سرے سے ہی غائب ہو گئی تھی۔

"کیا ہوا مس الہیٰ؟زبان کو بریک کیوں لگ گیا؟"وہ جو اسے خشمگیں نگاہوں سے خاموشی سے گھور رہی تھی، مروان کے چڑاتے لہجے پر مزید تپ چڑھی تھی۔

"اپنی لمٹس میں رہو۔اپنی حدیں نہ عبور کیا کرو۔۔سخت زہر لگتے ہو۔"وہ جو کب سے اسکا خون خشک کر رہی تھی، مقابل کی طرف سے کی جانے والی، ایک جوابی کارروائی بھی نہیں جھیل سکی تھی"

"اوہ رئیلی!! کیا اب آپ مجھے بتائیں گی بیرسٹر صاحبہ۔۔ کہ میری حدود کیا ہیں۔" وہ طنزیہ مسکرایا تھا۔۔۔

"نہیں میں تم جیسے بیوقوف انسان کو صرف یہ بتانے کے لئے آئی ہوں کہ قاتل میرا موکل خطیب نہیں بلکہ۔۔۔۔۔" اسکی سخت گھورتی نگاہوں پر اُسکے لفظ لبوں میں اَدھورے ہی رہ گئے تھے۔۔ کینچی جیسی زبان کو آپ بریک لگا تھا۔۔۔

"اوہ تو، تمہارے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اپنے بھائی اور بیٹے کے قاتل ہم خود ہیں، اور وہ "تمہارا چاہنے" والا بے گناہ۔" وہ جس قدر سخت لہجے میں دھاڑا تھا، آئرہ یکدم خوف سے اُچھلتی مزید پیچھے سیٹ سے جا چپکی تھی۔ چہرہ شرمندہ کے باعث سُرخ پڑ گیا تھا۔

"تم مجھ سے اس ٹیون میں بات نہیں کر سکتے مروان۔" وہ تنبیہ کرنا نہیں بھولی تھی۔۔۔

"کیوں نہیں کر سکتا، تم کمرہ عدالت میں میرا، اور میرے خاندان کا تماشا بنا دو اور میں تم سے اس آنداز میں بات بھی نہیں کر سکتا۔۔ تم نے کسی رشتے کا لحاظ ہی نہیں رکھا آئرہ۔۔۔" وہ طنزیہ لب و لہجے میں بولتا استہزائیہ مسکرایا تھا۔ خود کو بہت مشکل سے کسی بھی قسم کا سخت لفظ کہنے سے باز رکھا تھا۔۔

"ہمیشہ جذبات سے ہی کام لینا تم۔" وہ ناراض لہجے میں بولتی، سر جھٹک کر گلاس ونڈو سے باہر دیکھنے لگی تھی۔۔

"اور تم مجھ پر ہمیشہ اپنے اُس چاہنے والے کو ہی فوقیت دینا۔" اسکا یہ آنداز آئرہ کو آگ لگانے کے لئے کافی تھا، اُسنے کبھی اس طرح کے لفظوں کا استعمال نہیں کیا تھا، وہ بلبلا کر رہ گئی تھی۔۔

"ہاں یہی بتانے آئی تھی میں تمہیں، کہ جلد از جلد اس کیس کو ختم کرو، پھر اس کیس کے جیتنے کی خوشی میں جلد ہی میری اور میرے چاہنے والے کی منگنی طے پائی ہے۔۔" مروان نے گاڑی ایک جھٹکے سے الٰہی ہاؤس کی شاندار عمارت کے سامنے روکی تھی۔ اُسکا سر بُری طرح سے ڈیش بورڈ سے ٹکرایا تھا، یہ اُسکے سخت لفظوں کی سزا تھی۔۔

"نکلو میری گاڑی سے باہر، اور خبردار جو آئندہ اوقات سے بڑی بات یا جرأت کی تو۔ زبان کاٹ دونگا تمہاری۔۔ اب تک تم نے میرا جو روپ دیکھا ہے وہ ایک وحشی مروان سے بالکل جدا ہے۔۔ میری حیوانیت کو مت للکارنا آئرہ۔۔" وہ جھٹکے سے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتا، اپنے بے حد نزدیک کرتا سخت لہجے میں غرایا تھا۔۔ اُس نے دانت پیس کر گھورا۔۔

"اب کبھی میری گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کی غلطی سے غلطی نہ کرنا کیونکہ اب ہم دوست نہیں صرف دشمن ہیں۔۔اور میں اپنے مخالف کو مات دینے کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں۔۔۔یاد رکھنا۔" وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اُسے کھینچنے کے آنداز میں باہر نکالتا غرا کر بولتا اُسے جتانا نہیں بھولا تھا۔ کہ اب وہ اس دل میں رہنے کا حق کھو چکی ہے۔۔ آئرہ اپنا ہاتھ اسکی سخت گرفت سے نکالتی بڑبڑاتی ہوئی، گارڈ کے دروازہ کھولنے پر الٰہی ہاؤس میں داخل ہوئی تھی۔۔۔جہاں اسکی بیوہ ماں اُسکی منتظر تھی۔۔۔

****

"السلام علیکم مما!" ہلکے سبز رنگ کے جوڑے میں ملبوس گریس فل سی خاتون الٰہی صاحب کی بیوہ اپنی لاڈلی کی چہکتی آواز پر، ہولے سے مسکرا اُٹھی تھیں۔جو گھر کی چوکھٹ عبور کرتی ہال میں داخل ہوتی انہی کے پاس آرہی تھی۔ نظریں اپنی زندگی کے واحد اثاثے کو دیکھ مسکرائی تھیں، مگر اسکے عین پیچھے ایک اور چہرہ دیکھ وہ جیسے کھل اُٹھی تھیں۔جو سر کے اشارے سے سلام کرتا مسکراتا ہوا اُنہی کی جانب آرہا تھا۔۔

"جلدی واپس آ گئیں؟؟ کس کے ساتھ آئی ہو آئرہ؟" وہ جانتی تھی مگر اپنی بیٹی کو چڑانے میں لطف بھی آتا تھا۔

"اپنے اُسی مفت کے چپکو، باڈی گارڈ کے ساتھ ہی آئی ہوں مما، جس کے ساتھ ہمیشہ واپس آتی ہوں۔" پہلا سوال نظر انداز کرتی، وہ ناگواری سے بولتی سر جھٹک گئی، پیچھے سے آتے مروان کے تراش لبوں پر مسکراہٹ کھل گئی تھی۔ جواب لاڈ سے ماں کے قریب ہی صوفے پر کندھے پر سر رکھ کر براجمان ہوئی تھی۔۔

"تھکی ہوئی لگ رہی ہو۔۔ آج تمہاری فرسٹ ہیرنگ تھی۔۔ کیسا رہا دن؟" وہ محبت سے اسکے بال سنوارتیں، مسکراتے لہجے میں بولی، جبکہ اشارے سے مروان سے اسکے بابت پوچھا۔۔ جو لاعلمی ظاہر کرتا کندھے اُچکا گیا۔۔ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اُڑس رکھے تھے۔۔ وہ ابھی بھی اس کی موجودگی سے غافل تھی۔

"ابھی تو جنگ کی شروعات ہوئی ہے۔" وہ آنکھیں موندے ہی بولی۔۔

"پھپھو شاید آپ نے اپنی بیٹی سے یہ نہیں پوچھا کہ یہ جنگ لڑکس کے خلاف رہی ہیں۔" وہ دوسری جانب سے جان بوجھ کر اُنہیں ہگ کرتا اُسے سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔۔وہ لمحوں کی تاخیر کئے بغیر ہی، آنکھیں کھول کر اُٹھ بیٹھی تھی۔جواب واپس چہرے پر سرد تاثرات سجائے اُسے ہی گھور رہا تھا۔۔۔

"اس کو چھوڑو تم مروان، یہ بتاؤ تم کیسے ہو۔۔بھائی صاحب کیسے ہیں؟" وہ بھتیجے کو دیکھ، پہلے ہی خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں۔

"جب تک آپ کی بیٹی صاحبہ کی نفرت زندہ ہے، ہم کیسے ٹھیک ہو سکتے ہیں پھپھو۔" اسکے لہجے سے شکوہ عیاں تھا، وہ سر جھٹک گئی۔۔

"کیا مطلب ہے، کیا اس نے پھر سے بد تمیزی کی ہے بھائی صاحب سے؟" زمرد بیگم نے گھور کر اپنی بیٹی کو دیکھا، جس نے جلدی سے نفی میں سر ہلا کر اپنی پوزیشن کلئیر کرنی چاہی۔

"نہیں اس بار انہوں نے ہمارے پورے خاندان کو، بھرے زمانے میں رسوا کیا ہے۔۔۔ آج جس کیس کی پہلی شنوائی تھی، یہ وہ کیس ہمارے خلاف ہی لڑ رہی ہیں۔ محترمہ کا کہنا کہ کہ اپنے بھائی اور بیٹے کی موت کے زمہ دار ہم خود ہیں۔۔ آسان لفظوں میں یہ ہمیں قاتل کہہ رہی ہیں۔" وہ سخت لہجے

میں بولتا آئرہ کو ہی دیکھ رہا تھا، جو ماں کی نگاہوں سے خائف اسے گھورتی ہوئی زندہ سالم نگلنے کے در پر تھی۔۔

"کیا؟ آئرہ یہ کیا کہہ رہا ہے مروان۔۔ تم ہوش میں تو ہو۔۔ تم اپنے ہی خاندان کے خلاف کیس لڑ رہی ہو؟ کیا بھائی صاحب پاگل ہیں۔ جو اپنے جوان بیٹے کا خود ہی قتل کروایں گے؟" انہیں بیٹی کی حماقت پر افسوس ہوا۔

"ہمارا خاندان نہیں کہیں ماما، میرے باپ کے قاتل ہیں یہ لوگ۔۔۔ آپ کا سہاگ اُجاڑا ہے، اس خاندان نے۔ اور مجھے چھوٹی سی عمر میں یتیم کیا ہے۔۔ اپنے باپ کے حق کے لئے تو میں کچھ نہ کر سکی۔ مگر اپنے ہونے والے منگیتر کو تو اس خاندان کی چال بازیوں سے بچا سکتی ہوں ناں۔" مروان کے چہرے کا رنگ یکدم متغیر ہوا تھا، جو ہمیشہ اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتی تھی۔

"بکواس بند کرو آئرہ۔۔ تمہارے باپ کی موت ایک طبعی موت تھی۔۔ تمہیں اتنی سی بات سمجھ کیوں نہیں آتی۔۔۔ اور میرے منع کرنے کے باوجود تم نے خطیب کا کیس کیوں لیا۔۔ منع کیا تھا ناں کیسز سے دور رہو کیا تمہیں اپنی ماں کی بات سمجھ نہیں آتی۔۔" وہ غم و غصے

کی کیفیت میں با آواز چلائی تھیں۔۔ آئرہ نے حیرت سے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔ جنہوں نے آج تک اُس سے اُونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی۔ شاید یہی اسکی خودسری کی اہم وجہ تھی۔۔

"پھپھو جان ریلیکس! آپ پریشان نہ ہوں۔۔ میں دیکھ لونگا سب۔" مروان کو یکدم اپنی بے اختیاری کا احساس ہوا تھا جو اب خاموشی سے آنکھوں میں بے پناہ غصہ سموئے اسے ہی گھور رہی تھی۔

"نہیں مروان تم کیا سمجھاؤ گے اس کو۔۔ اس کو تو اپنی بیوہ ماں کی التجائیں بھی نہیں سُنائی دیتیں۔ یا پھر اُس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ باپ کے ساتھ ساتھ اُس کی ماں بھی مر گئی ہے۔ تو جو دل میں چاہے گا، یہ وہی کرے گی۔" وہ سخت لہجے میں بولیں، آئرہ تڑپ کر رہ گئی، مروان جلدی سے نشست چھوڑ کر قریب آیا تھا۔۔۔

"پھپھو جان کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ آئرہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔" اس نے سمجھانا چاہا۔

"دور رہو تم میری ماں سے۔۔ پہلے تم لوگوں نے مجھ سے میرا باپ چھین لیا، اب ماں کو بھی چھیننا چاہتے ہو؟" وہ طیش میں غصے سے آپے سے باہر ہو گئی تھی۔۔۔

"آئرہ!"اُسکے طیش میں دھکیلنے پر مروان دو قدم دور ہوا تھا۔اسنے بے یقینی سے آئرہ کو دیکھا۔۔زمرد بیگم طیش میں اُٹھی تھیں،اور اسکی نا قابل برداشت بد تمیزی پر ایک تھپڑ جڑ دیا تھا۔۔آئرہ کے ساتھ ساتھ مروان بھی سناٹے میں آگیا تھا۔۔۔اس نے بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھا تھا ۔ اُسے پھول سے بھی نہیں مارا تھا۔۔۔۔

"پھپھو!"اسکے حلق سے بے یقین سی آواز بر آمد ہوئی تھی،آئرہ کا چہرہ شرمندگی وغصےٰ کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔

"اپنے کمرے میں جاؤ فوراً!اور خبر دار جو تم نے آئندہ مروان سے اِس قسم کی بد تمیزی کی۔"ماں کے سخت لہجے پر اپنے آنسو ضبط کرتی،اس پر ایک سخت طیش بھری نگاہ ڈالتی،وہ اپنے کمرے کی جانب بھاگی تھی۔اُسنے بھی پیچھے جانا چاہا مگر زمرد بیگم کی آواز پر اُسے اپنے قدم روکنے پڑے تھے۔۔۔

* * * * * * * * * * * *

"یہ کیا،کیا آپ نے پھپھو؟مجھے آپ سے یہ اُمید نہیں تھی۔۔میرا اس کا جھگڑا تو بچپن سے ہی چلتا رہتا ہے۔۔تو پھر اس قدر سخت رد عمل کی وجہ۔"وہ ناراض ہوا تھا۔

"نجانے یہ لڑکی کیا چاہ رہی ہے۔اسے اپنی ماں کی بے بسی نظر نہیں آتی۔میں اکیلی اسے کب تک لوگوں سے بچا کر رکھونگی۔"وہ شدید دکھ کی کیفیت سے دوچار گویا ہوئیں۔

"آپ کیوں بے بس ہونے لگیں۔۔کیا میں آپ کا بیٹا نہیں ہوں۔"وہ پاس قدموں میں ہی بیٹھ گیا تھا۔۔

"تم میرے لئے بیٹوں سے بھی بڑھ کر ہو، مگر نجانے بھائی صاحب کیا سوچتے ہونگے کہ میں نے کیسی تربیت کی ہے اپنی بیٹی کی۔"وہ رنج کی کیفیت سے دوچار بولیں۔۔

"کچھ نہیں سوچتے وہ ایسا۔۔اپنی بیٹیوں کی طرح ہی سمجھتے ہیں بابا۔۔۔مگر نجانے اسے کیا ہو گیا ہے۔"وہ مایوسی سے بولا۔۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔اور مجھے اچھی طرح سے صحیح بھی کرنا آتا ہے۔"انکا لہجا سخت تھا۔

"پلیز اب آپ اسے کچھ نہیں کہیں گی پھپھو۔میں اپنے طریقے سے کیس ہینڈل کر رہا ہوں۔اِسے بھی کر لونگا۔۔ورنہ آپ کی بیٹی مجھ سے ناراض ہو گئی تو راضی ہونے میں صدیاں لگا دے گی۔۔آپ جانتی تو ہیں کتنی ضدی ہے۔"اسکے شوخ لہجے پر انکے لبوں پر مسکراہٹ کھل گئی تھی۔

"ویسے یہ منگنی کا کیا چکر ہے؟"اُس نے گلا کھنکھار کر بات کا آغاز کیا۔

"خَطِیب عالمگیر کا رشتہ آیا ہے آئرہ کے لئے میں نے آئرہ کی رضامندی کے تحت انہیں ہاں کر دی ہے۔دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو۔"مروان کی آنکھوں کا تبدیل ہوتا تاثر، انہونے بخوبی محسوس کیا تھا، مگر جب انکی بیٹی ہی راضی نہیں تھی تو وہ کیا کر سکتی تھیں۔

"کیا اس رشتے میں آئرہ کی رضامندی شامل ہے۔۔۔"اسنے بمشکل خود پر ضبط کیا تھا۔۔۔

"ہاں!"یک لفظی جواب اُسے انگاروں پر لوٹانے کے لئے کافی تھا۔

"میں چلتا ہوں پھپھو!زندگی رہی تو پھر ملاقات ہو گی۔۔اپنی بیٹی کو بتا دیجیے گا اب اگلی ملاقات کمرہ عدالت میں ہی ہو گی۔یہ دشمنی کا کھیل اُس نے شروع کیا ہے۔۔اس کھیل کا اختتام اب میں ہی کرونگا۔۔"وہ چہرے پر ناگوار تاثرات سجائے، الٰہی ہاؤس سے باہر نکل آیا تھا۔۔جبکہ پیچھے بیٹھیں زمرد اپنا سر تھام گئیں تھیں۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے مرحوم باپ کی تصویر گود میں لئے وہ کتنی ہی دِیر سے صوفہ کم بیڈ پر لیٹی گلاس ونڈو سے باہر کا نظارہ دیکھ رہی تھی۔ وہ کافی دِیر سے منتظر تھی مگر، اُسے منانے کے لئے نہ مروان آیا اور نہ ہی زمرد بیگم، آنکھوں سے آنسو جھرنے کی مانند گالوں پر بہہ کر بے مول ہو رہے تھے۔

"آئرہ بی بی!" وہ کتنی ہی دیر یونہی بیٹھی خلاؤں کو گھورتی رہی تھی جب باہر سے کشمالہ بی کی آواز سُنائی دی۔

"جی!" وہ ناچاہتے ہوئے بھی اُن کی آواز نظر انداز نہیں کر سکی تھی۔ وہ عمر دراز خاتون اس کی ماں کی جگہ تھیں۔

"بی بی بڑی بی بی آپ کو نیچے بلُا رہی ہیں۔ کھانا کھالیں۔" وہ ڈرامائی سانس خارج کر کے رہ گئی، مطلب اس کی ماں واقعی اس سے بہت ناراض تھیں۔ موبائل اُٹھا کر ایک نظر دیکھا جہاں مروان کی جانب سے کوئی معذرتی میسیج موصول نہیں ہوا تھا۔ اُسے شدید تپ چڑھی۔

"ہونہہ! سستا سیاست دان! پتہ نہیں کیا سمجھتا ہے خود کو!" وہ خود ساختہ بڑبڑاتی سنگھار آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے حُلیے پر نظر ڈالتی نیچے کی جانب بڑھی تھی۔

وہ نیچے آئی تو الٰہی ہاؤس سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا۔ مطلب وہ جا چکا تھا۔ کھانے کی میز پر زمرد بیگم اُسی کی ے اپنی چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ انہوں نے چونک کر

اُس کی روئی-روئی آنکھوں کو دیکھا تھا۔

"آئرہ بیٹا کیا لیں گی آپ!" انہوں نے اُسے خاموش دیکھ پہل کی، اپنی لاڈلی پر ہاتھ اُٹھا کر اچھا تو انہیں بھی نہیں لگا تھا۔

"میں خود لے لوں گی ماما! آپ بسم اللہ کریں۔" وہ متوازن لہجے میں بولتی زمرد بیگم کو مزید شرمندگی کی گہرائیوں میں دھکیل گئی۔ جس نے شکوہ کرنا تو سیکھا ہی نہیں تھا۔

"آئرہ اپنی ماں کو معاف کر دو بیٹا!" وہ شدید ندامتی لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

"مما کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ اب آپ مجھ سے معافی مانگیں گی۔ آپ ماں ہیں میری۔" وہ جلدی سے اُٹھ کر ان کے گلے میں لاڈ سے بانہیں ڈال گئی۔

"بس مجھے غصہ آ گیا تھا۔" انہوں نے اس کا ماتھا چوما۔

"تو کیا ہو گیا آپ مجھ پر غصہ نہیں کریں گی تو کس پر کریں گی بھلا۔" وہ ان کا ہاتھ تھام کر بوسہ دیتی نرم لہجے میں بولی تھی۔

"تم تو میری بہت پیاری بیٹی ہو۔" وہ مسکرائی۔

"وہ تو میں ہوں۔" وہ شرارت سے بولی۔

"آئرہ اپنی ماں کی بات کا مان رکھ لو چندہ!" وہ اسے نارمل دیکھ مدعے پر آئیں۔

"ممی پلیز!" وہ خفا ہوئی۔

"آئرہ بیٹا! ہر چیز کا بدلہ نہیں لیا جاتا۔ کچھ اللہ پر بھی چھوڑا جاتا ہے۔" وہ سمجھانے والے لہجے میں بولی تھیں۔ جانتی تھیں کہ ان کی بیٹی کس قدر ضدی تھی۔

"میں مان تو رہی ہوں آپ کی بات مما!" وہ روہانسی ہو گئی۔

"میں چاہتی ہوں کہ تم خطیب کے کیس سے دور رہو۔" وہ خاموشی سے سر جھکا گئی۔

"مما وہ بے قصور ہے۔" اُن کی ملامتی نگاہ خود پر ٹکی دیکھ، وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولی۔

"مت بھولو بچے کہ وہ تمہارے ماموہیں۔اور ذراسوچو کیا کوئی باپ اپنے جوان سال بیٹے کو موت کے گھاٹ اُتار سکتا ہے۔" آئرہ خاموش ہو گئی۔

"مما آپ چاہتی ہیں میں سچ کا ساتھ دینا چھوڑ دوں۔" وہ کھانے سے ہاتھ روکتی سوالیہ بولی۔

"نہیں!تم ہمیشہ سچ کا ساتھ دینا، تمہارے بابا بھی ہمیشہ سے سچ کے حامی رہے ہیں۔ مگر بیٹا اپنے ہی خاندان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا چھوڑ دو، موت برحق ہے تمہارے بابا کی موت ایک طبعی موت تھی۔اس میں بھائی صاحب کا یا پھر مروان کا کوئی قصور نہیں۔" آئرہ سر جھٹک گئی، مگر خاموش رہی۔

"خیر!تم اب بڑی ہو گئی ہو۔میں تم پر زیادہ سختی نہیں کر سکتی۔ مگر یہی کہوں گی کہ ایسا کچھ نہ کرنا کہ مروان تم سے رُوٹھ جائے۔" وہ اپنی بیٹی کی دلی کیفیت سے بخوبی واقف تھیں۔

"اسے کون سا فرق پڑتا ہے ماما!" وہ تلخ ہوئی۔

"فرق پڑتا ہے آئرہ۔ابھی جب میں نے اسے تمہارے اور خطیب کے رشتے کی بابت بتایا تو اتنا غصے میں گیا ہے یہاں سے۔" وہ یکدم چونکی۔

ق سوالیہ گویا

ہوئی۔

"ہاں ظاہر ہے، تمہارے تو مزاج ہی نہیں ملتے۔ اگر تم میری بیٹی ہو تو وہ بھی میرے بیٹوں جیسا ہے۔ میں نہیں چاہتی تم دونوں میں سے کوئی ایک بھی ناراض رہے۔" وہ ناراضگی سے گویا ہوئی تھیں۔ آئرہ نے لب چبائے۔

"مما یار!" وہ ذرا سا خفا ہوئی۔

"اچھا کھانا کھاؤ خاموشی سے۔" وہ اثبات میں سر ہلاتی دل ہی دل میں خود کو کوستی رہ گئی۔ بھلا اُسے کیا ضرورت تھی اس سے دشمنی مول لینے کی۔۔۔ اب تو وہ اور غصے سے کھول رہا گا۔ جلدی جلدی کھانا کھاتی وہ اپنے روم کی جانب بھاگی تھی۔ جب کہ زمرد بیگم اپنی بیٹی کی تیزیاں دیکھتیں تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گئیں۔

وہ صبح صادق کا نکلارات گئے سلطان محل میں داخل ہوا تھا۔ آئرہ کی فضول حرکتوں نے اچھا خاصہ دماغ گھما دیا تھا۔ وہ جیسے ہی ہال میں داخل ہوا تو پہلا سامنا اپنی ماں سے ہوا تھا جو نیم تاریکی میں ڈوبے ہال کے گولڈن تھری سیٹر صوفوں پر نیم دراز یقیناً اس کی ہی منتظر تھیں۔

"السلام علیکم مما!" وہ کان کی لو سہلاتا، ہاتھ پر پڑا کوٹ اُتار کر ایک طرف رکھتا ان کے شفیق ہاتھ تھام کر عقیدت سے لبوں سے لگا چکا تھا۔ جو جوان بیٹے کی اچانک موت کے بعد ڈھل سی گئی تھیں۔

"وعلیکم السلام! کیا تم نے قسم کھا رکھی ہے اپنی ماں کو پریشان کرنے کی۔" وہ اُن کی گود میں سر رکھ کر لیٹتا دلکشی سے مسکرایا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ بس آج مصروفیت زیادہ تھی۔" وہ ان کے ہاتھ تھام کر ایک بار پھر لبوں سے لگاتا، اس بار ان کی ملامتی نگاہوں سے خائف ذرا شرمندگی سے بولا۔

"تو پھر کیسی بات ہے مروان۔۔۔ جہانزیب کے گزر جانے کے بعد پہلے ہی میرا دل ہر وقت تمہاری طرف سے خوفزدہ رہتا ہے اور اس پر تمہاری یہ حرکتیں، یہ نہیں کہ ماں کو ایک کال کر کے ہی بتا دو۔" وہ خفا ہوئیں۔

"سوری!" وہ جلدی سے معذرتی لہجے میں بولا۔

"تمہارے بابا آج بہت غصے میں تھے۔" وہ آنکھیں موند گیا۔

"وہ لڑکی آخر چاہتی کیا ہے۔" وہ تلخ ہوئیں، مگر وہ خاموش رہا۔

"اسے ذرا شرم و لحاظ نہیں رہا۔ کسی کا نہیں تو اس بات کا ہی خیال کر لے کہ ہمارے کتنے احسانات ہیں اس پر اور اس کی ماں پر۔" ان کے لہجے میں ناگواری سمو گئی تھی۔ مروان نے لب بھینچے۔ بس اسی وجہ سے وہ اس لڑکی کو فضولیات سے روکتا تھا۔ مگر وہ بد دماغ اُس کی سنتی ہی کب تھی۔

"مما! آپ چھوڑیں ناں اُس کو۔" وہ اُن کے بالوں میں گھومتے ہاتھ کو پکڑ کر محبت سے گویا ہوا۔

"کیسے چھوڑ دوں بیٹا! الیکشن سر پر ہیں۔ تمہارے بھائی کا قتل، بابا پر جان لیوا حملہ۔ اس مشکل وقت میں ہمارے ساتھ کھڑے ہونے کے بجائے وہ ہماری مخالفت کر رہی ہے۔" انہیں غصہ آیا۔

"بیوقوف ہے ماما"!

"وہ سمجھدار ہے یا بیوقوف! مجھے اس بات سے کوئی غرض نہیں۔ مگر تم اس لڑکی کو اپنے دل سے نکال دو چندا، کیونکہ ایک بات تو طے ہے کہ اب وہ اس گھر کی بہو ہرگز نہیں بن سکتی۔" وہ جتاتے ہوئے لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

"مما!" وہ آنکھیں کھولتا خفا ہوا۔

"کیا مما! مرد ان کیسے مرد ہو تم۔۔۔ تمہاری غیرت جوش نہیں مارتی کہ ایک لڑکی کبھی تمہارے باپ پر قتل کا الزام لگاتی ہے تو کبھی عدالت میں ہمارے خلاف محاذ کھول لیتی ہے۔ تمھیں زمانے کے سامنے کٹہرے میں لا کھڑا کرتی ہے۔۔۔ اور اس سب کے باوجود تم اس کی حمایت کر رہے ہو۔ آخر اس میں ایسا ہے ہی کیا جو تمہاری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت تک مفقود ہو گئی ہے۔" وہ تنفر سے گویا ہوئیں۔ چہرے پر سپاٹ تاثرات سجائے وہ ہنوز خاموش تھا۔ خود پر جمی ان کی تیز نگاہیں دیکھ وہ سرد آہ خارج کرتا صوفے پر اُٹھ کر بیٹھا۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتے بمشکل اپنا غصہ دبایا تھا۔

"بابا سو گئے ہیں کیا؟" اس نے موضوع تبدیل کرنا چاہا۔

"صبح سے غصہ کر کر کہ اپنا بلڈ پریشر ہائی کر لیا تھا۔ خیر آئرہ سے تو ہمیں یہی اُمید تھی مگر بیٹا تم۔۔ تم کس خوشی میں اس کے ڈرائیور بنے گھوم رہے ہو؟ ارے وہ بہت دیدہ دلیر لڑکی ہے اپنی حفاظت کرنا

خوب آتی ہے اُسے۔" اسے اپنے باپ کے چمچوں پر جی بھر کر غصہ آیا تھا۔ پروٹوکول ساتھ لے جانا اُس کی مجبوری تھی۔ جہانزیب کے قتل کے بعد وہ لوگ بہت ڈر گئے تھے۔ ورنہ وہ کبھی اُن مخبروں کو ساتھ لئے نہ گھومتا۔

"مما اب جیسی بھی ہے اس گھر کی ہونے والی بہوہ۔ آپ بابا کو بتا دیجئے گا کہ میں شادی کروں گا تو صرف اور صرف آئرہ سے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی لڑکی میری بیوی بن کر اس گھر میں نہیں آسکتی۔ رہی بات اس کی فضول حرکتوں کی تو ایک بار شادی ہو جانے دیجئے، پھر مجھے اپنی بیوی کو قابو کرنا بہت اچھے سے آتا ہے۔" اُس کے دوٹوک لہجے پر نشاط بیگم منہ کھولے ہونق ہوئیں۔

"مطلب تمہیں ذرا بھی اپنے والدین کی خوشی کا خیال نہیں ہے؟" انہوں نے اپنے لاڈلے کو ذرا خفگی سے گھورا۔

"کیا ہو گیا ہے ماما! بیٹی ہے اس خاندان کی۔۔۔ پھپھا صاحب کی اچانک موت کی وجہ سے ایسی ہو گئی ہے۔ ورنہ کیا آپ بھول گئیں۔ بچپن میں تو وہ سب سے زیادہ آپ کی لاڈلی تھی۔" اس نے شکوہ کناں لہجے میں احساس دلایا۔

"میں نے تو ہمیشہ اسے اپنی بیٹی ہی سمجھا!اور مجھ سے زیادہ کس کی خواہش تھی کہ وہ اس خاندان کی بہو بنتی، مگر تم یہ بھی تو دیکھوناں کہ وہ ہماری دشمن بنی گھوم رہی ہے۔ بچپن کی بات اور تھی، اب وہ بہت بڑی ہو گئی ہے۔ جو بھی ہے مگر اب بہتری اسی میں ہے مروان کہ تم اُسے بھول جاؤ۔" وہ سپاٹ اور تلخ لہجے میں بولتیں بات ختم کر گئیں۔

"آجاؤ میں کھانا لگوا رہی ہوں۔" انہوں نے بیٹے کی اُتری شکل دیکھ اس بار نرمی سے کہا۔

"تھینک یو! مگر میں نے باہر دوستوں کے ساتھ ڈنر کر لیا تھا۔ اور پلیز آپ سو جایا کریں۔ چھوٹا بچہ نہیں ہوں میں اگر بھوکا بھی ہوں گا تو اس قابل ضرور ہوں کہ کھانا خود گرم کر کے کھا سکوں۔" وہ پاس آتا اُنہیں اپنے حصار میں لیتا محبت سے بولا تھا۔

"ہاں واقعی اب تم بچے نہیں ہو۔ سُوچ رہی ہوں، کوئی اچھی سے لڑکی دیکھ کر تمہاری شادی کر دوں۔ بیوی بچے ہوں گے تو تمہارا دماغ بھی فضول کی خرافات سے باہر نکل آئے گا۔" وہ ایک بار پھر جان بوجھ کر باور کرواتے لہجے میں بولی تھیں۔

"پھر آپ کو معلوم ہے ناں مجھے کیسی بیوی چاہیئے ؟"اس بار وہ شرارت پر آمادہ ہوا، نگاہوں کے سامنے اس کرلی بالوں والی قاتل حسینہ کا دلکش سراپا گھوم گیا تھا، جس کی ہر حرکت محض اس کا دل جلانے کے لئے ہوتی تھی۔

"اب یہ ناں بولنا کہ ماما کوئی حور پری ہونی چاہیئے !"وہ بھی گھور کر بولی تھیں۔

"اب بھئی میری بیوی آئرہ کی ٹکر کی تو ہونی چاہیئے ناں، تاکہ پھر مجھے اسے جلانے میں مزہ بھی آئے۔"نشاط صاحبہ نے اس کی آئرہ کی رٹ پر گہری سانس خارج کی۔

"جتنی محبت تم اس لڑکی سے کرتے ہو کاش کہ وہ بھی تمہارے ساتھ اتنی ہی مخلص ہوتی۔"وہ ہولے سے اس کا گال تھپتھپاتی ہوئیں اپنے روم کی جانب بڑھ گئی تھیں۔جب کہ پیچھے کھڑا مروان گہری سوچ میں گم تھا۔کوٹ کی جیب میں پڑا موبائل مسلسل تھرتھرا رہا تھا۔

****

"مروان یار !پلیز پک اپ دا کال !"وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اپنے کمرے میں موجود، جلے پیر کی بلی کی مانند چکر کاٹ رہی تھی۔ مسلسل ایک ہی نمبر ڈائل کرتی اب وہ شدید جھنجھلاہٹ کا شکار تھی۔

"مروان!میری کال پک کرو ناں۔۔۔مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔"وہ کتنے ہی میسجز کر چکی تھی، مگر جواب ندارد۔اس کی بے رُخی پر یکدم آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔اس وقت اگر کوئی آئرہ الٰہی کو دیکھ لیتا تو شاید یقین نہیں کر پاتا کہ یہ وہی لڑکی تھی، جو آج صبح کمرہ عدالت میں نڈر انداز میں اس کی مخالفت کر رہی تھی۔۔۔اور اب اسی شخص کی ذرا سی بے رُخی جان پر بن گئی تھی۔

****

وہ سارے دن کا تھکا ہارا روم میں آکر کوٹ ایک طرف رکھتا شرٹ نکال کر اب شاور لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔اُسے اعصابی تھکن سے زیادہ ذہنی تھکن محسوس ہو رہی تھی۔ آئرہ کی حماقت کے بابت سوچ سوچ کر دماغ پھٹا جا رہا تھا۔

دس منٹ بعد وہ نم بالوں میں ہاتھ پھیرتا واش روم سے باہر آیا۔۔۔موبائل ایک بار پھر تھرتھرانے لگا تھا۔خاموش ماحول میں موبائل کے تھرتھرانے کی آواز سُن اس نے آگے بڑھ کر موبائل اُٹھایا، جہاں آئرہ کالنگ جگمگا رہا تھا۔وہ ناراض ہونے کے بجائے خود کال کر رہی تھی، وہ متعجب ہوا۔پیشانی پر فکروں کا جال سا بُن گیا تھا۔مروان نے تیزی سے کال ریسیو کی تھی۔

"ہیلو! کہاں ہو مروان۔۔۔میں کب سے کال کر رہی ہوں تمھیں۔" دوسری جانب سے اس کی پریشان سی آواز اُبھری، جس کے لہجے سے بے چینی واضح تھی۔اس کی چوڑی پیشانی پر سینکڑوں بل سمٹ آئے تھے۔

"کیا ہوا خیریت؟ پھپو تو ٹھیک ہیں ناں۔" اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر بغیر کچھ کہے گاڑی کی چابیاں اُٹھائیں۔

"ہاں سب ٹھیک ہے۔پریشانی کی کوئی بات نہیں۔وہ بس میں پریشان ہو گئی تھی۔تم میری کال نہیں ریسیو کر رہے تھے ناں۔" وہ لب چباتی دھیمی سی آواز میں بولی تو وہ ٹھہرا اور ضبط سے آنکھیں میچ گیا۔اس کو ایک بار پھر صبح والا غصہ عود آیا تھا۔

"فکر نہیں کرو، مرا نہیں ہوں۔ابھی زندہ ہوں۔" وہ استہزائیہ مسکراتا ہوا چابیاں سائیڈ پر رکھتا بیڈ پر نیم دراز ہوا۔

"اللہ نہ کرے۔۔۔پاگل ہو گئے ہو کیا۔کیسی باتیں کر رہے ہو۔" وہ تڑپ کر رہ گئی تھی۔

"کیوں۔۔۔کیا ہوا؟تم تو یہی چاہتی ہو ناں۔آج تمہاری وجہ سے سارا دن پتہ نہیں کہاں کہاں خواری کاٹی ہے۔تمہیں اس سب سے کیا فرق پڑتا ہے۔بھلا تمہیں فرق پڑتا ہی کب ہے۔تم وہی کرو جو تمہارا دل چاہے۔۔۔یا پھر وہ جس سے تمہارے ہونے والے شوہر خطیب عالمگیر صاحب خوش ہو سکیں۔"

بلآخر وہ سارے دن کی بھڑاس نکالتا تیز لہجے میں بول رہا تھا۔دوسری جانب وہ بالکل خاموش تھی۔

"ہاں!اب خاموش ہو جاؤ!پتہ ہے اس وقت میرا کیا دل کر رہا ہے کہ کاش تم میرے سامنے ہوتی،میں تمہارا سینہ گولیوں سے چھلنی کر دیتا،اس واہیات انسان کے لئے رشتے کی ہامی بھرتے تمہیں ذرا شرم نہیں آئی۔بیوقوف لڑکی۔"جبڑے بھینچے وہ سخت لہجے میں غرایا تھا۔آئرہ کی اس قدر گھٹیا حرکت اسے سر چوٹ لگی تھی۔

"اتنا غصہ کس بات پر کر رہے ہو۔تمہارے جو والد صاحب ہیں ناں،وہ کبھی بھی مجھ جیسی چرب زبان لڑکی کو اپنی بہو تسلیم نہیں کریں گے۔"وہ لہجے میں تلخی سموئے ناگواری سے بولی تھی۔

"ہاں تو وہ غلط بھی نہیں ہیں۔تمہارے جیسی بیوقوف لڑکی سے محبت کر کے اب میں بھی پچھتا ہی رہا ہوں۔"اس کی سیاہ آنکھیں ضبط کے باعث سُرخ پڑ گئی تھیں۔

"ہاں! یہ تو میں جانتی ہی تھی کہ ایک دن تم نے یہی کہنا ہے مجھ جیسی لڑکی کے بارے میں۔۔۔اور بات سُنو میری! میں نے نہیں کہا تھا تمہیں کہ مجھ سے محبت کرو۔" وہ آنسوؤں پر ضبط کرتی طنزیہ لہجے میں مسکرا کر بولی تھی۔لہجے میں کانچ کی سی چبھن تھی۔اس کی گلوگیر آواز محسوس کر مقابل کی موبائل پر گرفت سخت ہوئی تھی۔

"خیر! میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے کال کی تھی کہ یہ کیس تو میں جیت کر رہوں گی۔اس بار اپنے وکیل کو کہنا کہ کمرہ عدالت میں تبھی قدم رکھے۔جب اس کے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہوں۔" وہ ایک بار پھر تلخ ہوئی۔

"خیر مس الٰہیٰ! میں بھی آپ کو ایک گڈ نیوز دینا چاہ رہا تھا کہ ممانے میرے لئے لڑکی ڈھونڈلی ہے۔اور کچھ روز میں ہماری منگنی طے پائی ہے تو آپ پھپھو جان کے ساتھ ضرور تشریف لائیے گا۔بلکہ میں خود آؤں گا اپنی پیاری پھپھو اور جان کو انوائٹ کرنے۔۔۔" وہ دل جلاتے لہجے میں سخت لفظوں میں باور کراتا کھٹ سے موبائل بند کر گیا۔اس سے قبل کہ وہ مزید کوئی دل دکھانے والی بات کرتی اور وہ خود پر ضبط نہ کر پاتا۔

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ مسلسل اسی کو سوچ رہا تھا جو اب یقیناً آنسو بہا رہی ہو گی، مگر اس لڑکی کو راہِ راست پر لانے کا ایک یہی واحد طریقہ تھا۔ مگر شاید وہ بھول گیا تھا کہ وہ کوئی عام لڑکی نہیں تھی، جو جذباتی بلیک میلنگ میں آجاتی بلکہ وہ آئرہ الہیٰ تھی جو سلطان خاندان کو لف ٹائم دینے والی تھی۔

مشرق سے طلوع ہوتا سورج ہر سو اپنی روشن کرنیں بکھیرتا اپنے جوبن پر تھا۔ وہ معمول کے مطابق تیار ہوتی، مروان کی جانب سے بھیجی گئی گاڑی اور پروٹوکول کو واپس روانہ کرتی، اپنی گاڑی اور ڈرائیور کی ہمراہی میں اپنی فرم پہنچی تھی۔ یہ عمارت اس کے بابا کی سالوں کی محنت کے بعد وجود میں آئی تھی۔ وہ پاکستان کے ایک کامیاب وکیل تھے اور وہ یہی چاہتے تھے کہ ان کی بیٹی بھی ان کی پیروی کرے۔۔۔ جس نے باپ کے گزر جانے کے بعد اپنی ڈاکٹر بننے کی خواہش کو مار کر اپنے باپ کی خواہش کی تکمیل کی تھی۔

"گڈ مارننگ میڈم!" وہ بلیک ڈریس پینٹ اور شیفون کی سفید شرٹ پر سیاہ رنگ شرگ پہنے ابھی اپنے کیبن میں داخل ہوئی تھی۔ گیسوئے شبگوں ہمیشہ کی طرح پرنٹڈ سلک اسکارف میں مقید تھے۔ سیکریٹری نے اسے دیکھ فوراً مارننگ وش کیا۔

"گڈ مارننگ! کیسی ہیں الہام صاحبہ!" وہ خاصی پُرجوش نظر آ رہی تھی۔

"آئی ایم گڈ! میڈم آج بہت خوش لگ رہی ہیں؟" وہ اس کے حسین مکھڑے پر رقص کرتی مسکراہٹ دیکھ پوچھے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔

"ہمم! خوش تو میں واقعی بہت ہوں۔ اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ آج میں ایک ایسے شخص سے ملنے جا رہی ہوں جو ہمارے لئے کیس میں کافی مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔" وہ کٹاؤدار لبوں میں مسکراہٹ دبائے پُرجوش لہجے میں بولی۔

تھے۔" اس

نے ذرا جھجک کر پوچھا تھا۔ آئرہ کے لبوں سے مسکراہٹ غائب ہونے میں لمحہ لگا تھا۔

"جب دشمن کو شکست کا سامنا کرنا پڑ جائے تو وہ یونہی بلبلاتا ہے مس الہام!" لہجے میں آپ ہی ناگواری در آئی تھی۔

"خیر تم بتاؤ، میں نے آپ کے ذمہ کل جو کام لگایا تھا وہ سب ہو گیا۔ فضل صاحب کے کیس کی فائل کہاں ہے؟" وہ سر جھٹک کر بولی تو وہ تیزی سے اپنے کام میں جُت گئی تھی۔

"السلام علیکم بابا صاحب! کیسے ہیں آپ؟" وہ فریش سا ابھی ناشتے کی میز تک آیا تھا۔

"وعلیکم السلام برخوردار! آگیا آپ کو باپ کا خیال!" سربراہی کرسی پر براجمان رعب دار سی شخصیت کے حامل اجمل سلطان نے اپنے لاڈلے سپوت کو دیکھ طنز کیا۔

"اب طبیعت کیسی ہے آپ کی بابا؟" اس نے باپ کا طنزیہ لہجہ نظر انداز کر متوازن لہجے میں پوچھا۔

"تمھیں کب سے باپ کی بیماری کا خیال ہونے لگا۔" انہوں نے طنزیہ آئی برو اٹھائے۔

"کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ کل میں ذرا مصروف تھا اس لئے آپ کی خبر گیری کو نہیں آسکا۔" اس نے جلدی سے صفائی پیش کی۔ البتہ ماں کی تیز نظریں وہ خود پر بخوبی محسوس کر رہا تھا۔

"ہاں صاحب زادے کو تو عاشقیوں سے ہی فرصت نہیں ہے۔" ان کا لہجہ انتہا کا سرد تھا۔

"بابا پلیز!" وہ جھنجھلا گیا تھا۔

"بیگم ہم نے صرف سُن رکھا تھا مگر اپنے بیٹے کو دیکھ یقین بھی آگیا کہ اچھے خاصے آدمی کو ایک کم عقل عورت کی محبت مجنوں بنا دیتی ہے۔" انہوں نے براہ راست اپنے پاس بیٹھی شریک حیات کو مخاطب کیا۔

"اپنے بابا پر گیا ہوں۔ ہیں ناں ماما!" اس نے چائے کی چسکیاں بھرتیں نشاط بیگم کو دیکھ شرارتی لہجے میں کہا، جنہوں نے بیٹے کو گھور کر دیکھا تھا۔

"بیٹا بیوی اور معشوقہ کی محبت میں بہت فرق ہوتا ہے۔" وہ جتانے سے باز نہیں آئے تھے۔ وہ ایک دم تنک کر رہ گیا۔

"بابا پلیز! آئندہ آپ آئرہ کی ذات کے حوالے سے اس انداز میں بات نہیں کریں گے۔ مانتا ہوں کہ حد سے زیادہ بد دماغ اور بیوقوف ہے۔ مگر ہے تو اس خاندان کی بیٹی ناں۔" وہ تنفر سے گویا ہوا۔ اپنے باپ کا یہ لہجہ اسے ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

"وہ ہمارے نہیں الہیٰ خاندان کی بیٹی ہے۔ نمک حرام باپ کی نمک حرام اولاد!" وہ تنفر سے بولتے سر جھٹک گئے۔

"آپ لوگ ہر وقت آئرہ کی ذات میں ہی کیڑے نکالتے رہتے ہیں کہ وہ ایسی کیوں ہے۔ کیا آپ نے بھی اپنے لہجے پر غور کیا ہے؟" اس بار وہ گرجا۔

"دیکھ رہی ہیں بیگم اپنے لاڈلے کے تیور! اسے ابھی بھی وہ لڑکی صحیح اور ہم غلط لگ رہے ہیں جس نے زمانے کے سامنے ہمارا اور ہمارے خاندان کا مذاق بنا دیا۔" وہ سخت لہجے میں طیش میں غرائے تھے۔

"کیا چاہتے ہیں آپ۔" وہ زچ ہوا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اس لڑکی کا چکر چھوڑو، اور اب ذرا سیاست پر بھی دھیان دو۔ الیکشن سر پر کھڑے ہیں۔ ایسے میں تمہارے بھائی کے قتل نے میرے بازو کاٹ کر رکھ دیے ہیں۔ اگر آج میر اشیر جیسا بیٹا زندہ ہوتا تو مجھے تم جیسے مجنوں کی منتیں نہ کرنی پڑ رہی ہوتیں۔" ان کے لہجے میں شدید تاسف سمٹ آیا تھا۔

"میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا آج پھر کہوں گا۔ مجھے سیاست میں کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے بابا!" وہ سپاٹ تاثرات لیے بولا تھا۔

"تو پھر کس میں دلچسپی ہے اس دو ٹکے کی لڑکی میں؟" وہ تنفر سے پھنکارے۔

"اجمل! پلیز ریلیکس! میں سمجھاؤں گی اس کو۔۔۔" مروان کا ضبط سے سُرخ پڑتا چہرہ دیکھ انہوں نے شوہر کو ٹھنڈا کرنا چاہا۔

"سمجھائیں نہیں۔۔۔ بلکہ اس کو خبر دار کر دیں، میں اپنے دوست کو زبان دے چکا ہوں۔ مجھے نہیں لگتا کہ آپ کا بد دماغ بیٹا اتنی آسانی سے اس لڑکی کا پیچھا چھوڑ دے گا۔ بہتری اسی میں ہے کہ یہ اس لڑکی سے فاصلے پر رہے اور کل جو کچھ عدالت میں ہوا اس کے بعد تو اس لڑکی کا اس خاندان کی بہو بننے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔۔۔ اگلے ماہ پیشی کے دو روز بعد اس کی منگنی ہے شوکت کی بیٹی بسمل گردیزی کے ساتھ۔" وہ نیپکن سے منہ تھپتھپاتے تیز لہجے میں بولتے ناشتہ کی میز چھوڑ چکے تھے۔

"مروان میں نے سمجھایا بھی تھا تمہیں۔" وہ بیٹے کو دیکھ تاسفی لہجے میں بولی تھیں۔

"ماما پلیز! آپ لوگ ایک ہی ضد چھوڑ دیں۔ ورنہ پھر مجھے کوئی انتہائی قدم لازمی اُٹھانا پڑے گا۔" وہ شکل پر بیزار تاثرات سجائے کرسی کی پشت سے اپنا کوٹ اُٹھاتا کار پورچ میں آیا تھا جہاں گارڈز گاڑی کے پاس سر جھکائے کھڑے تھے۔

"کیا ہوا؟ آپ لوگ گئے نہیں؟" اس نے کلائی میں بندھی گھڑی دیکھ اچنبھے سے پوچھا۔

"وہ سر میڈم نے ہمیں ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا تھا اور وہ آفس بھی اپنی گاڑی میں خود اکیلی ہی اس کا رُخ گورنر ہاوس کی جانب تھا،

جہاں آج ان کی گورنر سندھ کے ساتھ ایک اہم میٹنگ تھی جو اِنہی کا پارٹی ممبر بھی تھا۔ اس لڑکی کی محبت میں لاء کی ڈگری لے کر اس نے خود کو برباد ہی کر لیا تھا۔ بہتر یہی تھا کہ وہ اپنے باپ کا شکوہ ہی دور کر دیتا۔

****

یہ منظر ہے عالمگیر ہاؤس کے ایک انتہائی پُر تعیش کمرے کا، جہاں عمر صاحب کی زوجہ شمیم آرا بیگم دوپٹہ منہ پر رکھے مسلسل اپنے شوہر سے شکوہ کناں تھیں، جو سیاہ رنگ شلوار قمیض میں ملبوس کندھوں پر شال ڈالے، دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے باندھے، چہرے پر سنجیدگی سجائے کمرے میں چکر کاٹ رہے تھے۔

"عمر صاحب! یہ کیسا اثر و رسوخ ہے آپ کا؟ آج پندرہ دن ہونے کو آئے ہیں، میرے بیٹے کو ابھی تک رہائی نہیں ملی۔" خطیب کی والدہ اور عمر صاحب کی زوجہ اپنے شوہر سے شکوہ کرتیں، مسلسل سینہ کوبی کر رہی تھیں۔

"بیگم میں کر تو رہا ہوں کوشش! وہ سلطان خاندان حد سے زیادہ تیز ہے، اس نے جان بوجھ کر میرے بیٹے کو اس کیس میں پھنسایا ہے تاکہ وہ اس بار کا الیکشن نہ لڑ سکے، اور نااہل قرار دے دیا جائے۔" وہ لب بھینچے شدید طیش کا شکار تھا۔

"بھاڑ میں گئے الیکشنز عمر صاحب! یہاں میرے بیٹے کی زندگی اور موت کے لالے پڑے ہیں اور آپ کو ابھی بھی کرسی اور پاور کی فکر لاحق ہے۔" وہ ماں تھیں، اپنے شوہر کی ایسی خود غرضی پر تڑپ کر رہ گئیں۔

"خطیب کی ماں! تم نے کیا مجھے بیوقوف سمجھ رکھا ہے جو میں اپنے جوان بیٹے کو اس اُلو کے پٹھے اجمل سلطان کی منصوبہ بندیوں کی بھینٹ چڑھا دوں گا۔ تم ذرا صبر کر جاؤ! اس کی بھانجی کے ہاتھوں ہی اگر اُس بدبخت کو ناکوں چنے نہ چبوائے تو میرا نام بھی ربان عالمگیر نہیں۔" وہ رعونت آمیز لہجے میں انتہائی طیش میں غرائے تھے۔ وہ جدی پشتی سیاست دانوں کی اولادوں میں سے تھے، جب کہ یہ سلطانوں کا خاندان کل سیاست میں آیا تھا، مگر کم عرصے میں سیاست کی دنیا میں اپنی دھاک بیٹھا چکا تھا۔ اور یہی چیز تھی جو اُنہیں بُری طرح کھٹک رہی تھی۔

"ارے میں تو کہتی ہوں کسی تجربہ کار وکیل کو ہائر کریں، بھاڑ میں گئی وہ آئرہ جو بھی کہو عمر صاحب ہے تو وہ انہیں کا خون نا، آج خاندانی دشمنی ختم ہو جائے، کل کو ہم پر ہی پتھر برسا رہی ہو گی وہ لڑکی۔" وہ شدید ناگوار لہجے میں بولی تھیں۔

"بد دماغ عورت ذرا صبر رکھو، جلد خطیب کی ضمانت ہو جائے گی۔ میں بس اس انتظار میں ہوں کہ کب سلطان اپنی بھانجی کے خلاف کوئی انتہائی قدم اُٹھائے اور ہم اس کی اسی غلطی کو وجہ بنا کر اُسی کی بھانجی کو اپنے مقصد کے تحت استعمال کریں۔" ایک جھٹکے سے سیاہ رنگ شال دوسرے کندھے پر منتقل کرتے دور اندیشی سے گویا ہوئے۔

"میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔ میں بس اتنا ہی جانتی ہوں کہ میرا بیٹا بے قصور ہے۔ اور یہ کیس ختم ہو جائے تو آپ اِس منگنی کے قصے کو بھی ختم کریں۔۔۔ ارے مجھے نہیں کرنی اپنے بیٹے کی شادی وہ بھی اِس قدر تیز طرار لڑکی سے۔" وہ لہجے میں بے پناہ نفرت سموئے سختی سے بولیں۔

"اوہ پاگل عورت! وہ لڑکی تیرے بیٹے کی محبت، میرے دشمن کی سب سے بڑی حریف، اور مروان سلطان کی کمزوری ہے، دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔ وہ چھٹانک بھر کی لڑکی ہمارے لئے بہت کام کی شے ہے تمہیں یہ بات سمجھ کیوں نہیں آ رہی؟" وہ بلآخر خود پر مزید ضبط نہیں کر سکے تھے۔

"ہونہہ! آگ لگے ایسی محبّت کو۔۔جب تک میں زندہ ہوں وہ لڑکی اس گھر کی بہو تو ہر گز نہیں بن سکتی، سُن لیں آپ، اور سمجھا دیجیے گا اپنے لاڈلے کو بھی۔" وہ ناگواری سے پھُنکاری۔ جب کہ وہ اپنی چرب زبان بیوی کی گوہر افشائیاں نظر انداز کرتے آگے کا لائحہ عمل ترتیب دے رہے تھے

****

وہ لافرم کی پُر شکوہ عمارت سے باہر آئی تو ذرا چونکی کیونکہ، معمول کے مطابق مروان کی گاڑی اس کے لئے بلڈنگ کی مین انٹرنس پر فل پروٹوکول کے ساتھ موجود نہیں تھی۔ حتیٰ کہ صبح گارڈز کی واپسی کے بعد بھی اس کا کوئی میسیج موصول نہیں ہوا تھا۔۔اور اب نہ وہ خود آیا تھا، وہ قدم اٹھاتی پارکنگ ایریا تک آئی جہاں اس کا ڈرائیور پہلے سے موجود تھا۔ آئرہ کو دیکھ اُس نے جھٹ آگے بڑھ کر اس کے لئے دروازہ کھولا۔

"ہمم! آج غیر حاضری کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔" سفر شروع ہو گیا تھا، جب کہ وہ سڑک پر نظریں مرکوز کئے کسی اور ہی دنیا میں گُم تھی۔ ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا کہ اُس نے اس کی خدمات لینے سے انکار کر دیا ہو۔ مگر دوسری جانب سے اس قدر سخت ری ایکشن کبھی نہیں آیا تھا۔

"کہیں مروان صاحب سچ میں تو اُس پھولن دیوی میں انٹرسٹڈ تو نہیں ہیں۔" وہ پُر سوچ ہوئی۔

"نہیں نہیں! ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ میں بھی ناں۔۔۔ وہ ہیرو صرف مجھے جلانے کے لئے ایسا بول رہا تھا۔ تاکہ میں ایمو شنل ہو کر اس کی ساری باتیں مان لوں۔" فوراً ہی خود ساختہ سوچ کی تردید کی۔

"لیکن اگر ایسا ہوا تو؟" اس کا دماغ خود ہی تانے بانے بننے میں مصروف تھا۔

"ہوتا ہے تو ہو جائے مجھے کیا۔۔۔ اس بار میں کسی کی باتوں میں نہیں آؤنگی۔" گویا ناک سے مکھی اُڑائی۔ مگر کہیں نہ کہیں اس بات کا دلی اطمینان تھا کہ مروان صرف اس کا تھا۔ وہ تیزی سے گزرتے سفر میں سڑک پر نظریں مرکوز کئے پُر سوچ دکھائی دے رہی تھی۔ جبھی اس کی نظر لال بتی ہونے پر سگنل پر کھڑی مروان کی گاڑی اور ساتھ پر ٹوکول پر پڑی تھی۔

وہ چونکی نظر گھما کر ذرا آگے کو ہو کر مروان کی گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا جائزہ لیا تو وہاں اس کی کسی بات پر کھلکھلاتی بسمل گردیزی کو پوری شان سے براجمان دیکھ وہ بری طرح تلملا کر رہ گئی۔

"اوہ مجھے اگنور کر کے یہ حسین مصروفیات تلاش کر لی ہیں سلطان صاحب نے۔ امپریسیو، ویری امپریسیو!" جلتی آنکھوں سے مروان کی دلکش مسکراہٹ اور بسمل کی فدا ہوتی نظریں دیکھ وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔

"تمہارا پیچھا تو میں قبر تک بھی نہ چھوڑوں مروان سلطان! تم کیا سمجھتے ہو کہ تم مجھے اتنی آسانی سے گمراہ کرلوگے تو یہ صرف تمہاری بھول ہے۔" وہ دانت پیستی سوچ ہی سکی تھی، جب کہ سگنل کی ہری بتی روشن ہوتے ہی مروان گاڑی تیزی سے بھگالے گیا تھا۔

آج پورا ماہ ہونے کو آیا تھا مگر مروان کی جانب سے خاموشی ہنوز برقرار تھی۔ دوسری جانب آئرہ نے بھی چپ سادھ لی تھی۔ کل جہانزیب قتل کیس کی پیشی تھی، اگر اب وہ باقاعدہ مخالفت پر اُتر آیا تھا تو آئرہ نے بھی ٹھان لیا تھا کہ وہ بھی اس بار کوئی لحاظ نہیں کرے گی۔

چیمبر میں موجود کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی، جب اس کے موبائل کی اسکرین روشن ہُوئی، پاپ نوٹیفیکشن میں مروان کا پیغام جگمگا رہا تھا، اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے، وہ آج اُسے کیوں یاد کر رہا تھا؟

"میں نیچے گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں، نیچے پہنچو فوراً۔" وہ پُرسوچ سی اپنا موبائل اور سیاہ رنگ گاؤن اُٹھاتی تیزی سے آفس سے باہر نکل آئی تھی۔ جہاں وہ مین انٹرنس پر پہلے ہی سیاہ رنگ شلوار

سوٹ میں ملبوس گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اس کا منتظر تھا۔ آئرہ کے بھاگتے قدم ایک لمحے کو تھم گئے تھے، وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔ دل سو کی اسپیڈ سے دھڑک رہا تھا، مگر فرنٹ سیٹ پر براجمان وجود کو دیکھ، اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔

سیاہ رنگ آنکھیں اُس کا فق چہرہ دیکھ مسکرائیں تھیں۔ آنکھوں پر سن شیڈز چڑھاتا وہ مسکرا کر دو قدم نزدیک آیا تھا۔

"رک کیوں گئی آؤناں!" اس نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام کر نرمی سے کہا، جس نے بے یقینی سے اس کی حرکت دیکھی تھی جو اب اس کے لئے بیک سیٹ کا ڈور کھولے کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔ وہ ضبط کرتی اسے گھورتی ابھی تک گاڑی کے پاس ہی کھڑی تھی۔

"ہیلو آئرہ! کیسی ہو؟ یار بیٹھوناں جلدی سے!" وہ اُسے ایک ہی جگہ جمع دیکھ متوازن لہجے میں گویا ہوئی تھی۔ اُس نے ایک بار پھر لاپروائی کا مظاہرہ کرتے مروان پر ایک شکوہ کناں نگاہ ڈالی تو وہ کندھے اُچکا گیا اور تیزی سے گاڑی میں بیٹھ کر ایک جھٹکے سے دروازہ بند کیا تھا۔

"جذباتی لڑکی!" وہ پیشانی کھرچتا تاسف سے سوچتا خود بھی گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔

میں بات

کر رہی تھی۔

"ہمم! اچھا اچھا لگ رہا ہے بہت!" پہلا سوال سرے سے نظر انداز کرتی وہ لب بھینچ کر فرنٹ مرر پر سے خود پر اس کی پُر شوخ نگاہیں مرکوز دیکھ دانت پیس کر بولی تھی۔

"اوہ دیٹس گریٹ! تمہیں پتہ ہے، آج میرے پاس تمہیں سُنانے کے لئے ایک گڈ نیوز ہے۔" وہ اس کی جانب پلٹتی پُر جوشی سے بولی۔

"کیا؟" وہ نا سمجھی سے بولی۔ مروان نے ایک گہرا سانس کھینچا تھا۔

"دو دن بعد میری اور مروان کی انگیجمنٹ ہے اور بہت جلد شادی۔" بلآخر اس نے بم پھوڑ دیا تھا، جس نے چونک کر فرنٹ مرر میں دیکھا جہاں مروان کی طنزیہ نظریں اپنا تمسخر اُڑاتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"کیا ہوا یار؟ تم خوش نہیں ہوئیں؟" آئرہ نے نظر پھیر کر اُس کی جانب دیکھا تھا۔ بسمل گردیزی ایک الٹرا ماڈرن لڑکی تھی اس کا کھلتا حسن کسی بھی حسن پرست کو بآسانی زِیر کرنے کی صلاحیت سے مالا مال

تھا۔ معصوم من موہنی صورت، بڑی بڑی دلکش آنکھیں، گلابی گال، سنہرے بال، وہ پُرکشش تھی۔ مگر آئرہ کی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔

"ہم کہاں جارہے ہیں؟" خود پر قابو پا کر اُس نے سرسری سے لہجے میں پوچھا تھا۔ لہجے میں آپ اجنبیت در آئی تھی۔ آنکھوں میں سپاٹ تاثرات سجائے وہ اسے ٹھٹھکنے پر مجبور کر گئی۔

"گھر اور کہاں، بسمل پھپھو سے اور تم سے ملنے کی ضد کر رہی تھی تو میں نے سوچا چلو اچھا ہے۔ سب آپس میں مل بھی لیں گے اور میں پھپھو کو اور تمہیں منگنی کا 'دعوت نامہ' بھی دے دوں گا!" وہ ضبط سے لب دبائے سر ہلا گئی۔ دل میں عجیب جھکڑ چل رہے تھے۔ یہ شخص نجانے آخر چاہتا کیا تھا؟

"چلو اچھا ہے! ویسے مروان صاحب کل جہانزیب کیس کی ہیرنگ ہے، پھر تیار ہیں آپ؟" اس نے یکدم بات کا رُخ موڑ دیا تھا۔ بھلا وہ کیوں اپنا دل جلاتی۔ مقابل کی گرفت اسٹیرنگ پر مضبوط ہوئی تھی

۔

"جی بالکل! ان شاءاللہ، اس بار بھی مخالفین ہمارے سامنے زیادہ دیر تک ٹک نہیں پائیں گے۔" وہ لہجے میں سردگی سموئے عجیب لہجے میں بولا، جب کہ پوری آنکھیں کھولے بغور اس کی باتوں کا مفہوم سمجھنے میں کوشاں وہ اب باقاعدہ مسکرائی تھی۔

"ویسے گائز مجھے تم کزنز کا یہ انداز سچ میں بہت اچھا لگا!" وہ دونوں ہی چونکے۔

"کون سا انداز؟" آئرہ نے گلا کھنکھار کر پوچھا۔

"بھئی یہی کہ تم لوگ بظاہر دشمن کے دوست بنے ہوئے ہو مگر، پس پردہ خود ایک جٹ کی صورت میں اپنے خاندان کی لڑائی لڑ رہے ہو۔" مروان بے ساختہ ہی قہقہہ لگا اُٹھا۔ آئرہ جھینپ گئی۔

"یار کتنی بیوقوف ہو تم! آئرہ صاحبہ سچ میں ہماری مخالفت پر اُتر آئی ہیں۔" وہ بری طرح چونکی تھی۔ اس نے باقاعدہ پلٹ کر شاکی نظروں سے آئرہ کو دیکھا۔

"سریسلی آئرہ؟ یار تم ایسا کیسے کر سکتی ہو۔ جہانزیب بھائی تمہارے بھی تو بھائی تھے۔ تم نے تو سچ میں مجھے بہت مایوس کیا ہے۔ بھلا کوئی اپنا کسی اپنے کے خلاف کیسے محاذ کھول سکتا ہے، جب کہ تب جب آپ کے درمیان اتنے اچھے تعلقات قائم ہوں۔" وہ تاسفی لہجے میں گویا ہوئی۔

"بسمل میں پرسنل اور پروفیشنل معاملات کو علیحدہ رکھنے کی عادی ہوں۔۔۔ اور میں اپنے پیشے کے ساتھ غداری نہیں کر سکتی جو سچ ہے میں صرف اس کا ساتھ دے رہی ہوں۔" وہ سنجیدگی سے بولتی رخ پھیر گئی۔ گاڑی میں عجیب معنی خیز خاموشی پھیل گئی تھی۔

"مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا! اجمل انکل اور نشاط آنٹی کتنا ہرٹ ہوئے ہوں گے تمہاری اس حرکت سے۔" گاڑی الٰہی ہاؤس کی بیلڈنگ کے مین انٹرنس پر آ کر ٹھہری تھی۔

"بسمل میرے خیال سے یہ ہماری فیملی کا بہت پرسنل معاملہ ہے اگر تم اس سب سے دور رہو تو ہی بہتر ہے۔" وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتی گاڑی سے اُترنے لگی۔

ی میری منگیتر

تو ان تمام باتوں میں انٹرفیئر کرنے کا وہ پورا پورا حق رکھتی ہے۔" وہ جتاتے لہجے میں بولتا، گاڑی سے باہر نکلا تھا۔ جب کہ وہ ایک زوردار جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ بند کرتی گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھی تھی۔

"آئی تھنک، آئرہ کو میرا بولنا اچھا نہیں لگا!" اُس نے اظہار رائے کیا۔

"تم چھوڑو اُس کو یار، چلو آؤ تمہیں پھپھو سے ملواؤں!" وہ سر جھٹکتا اس کی ہمراہی میں گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھا تھا۔ جب کہ نگاہوں میں تاسف اُبھر آیا تھا۔ دل میں بدگمانیاں زور پکڑ چکی تھیں۔ جب وہ خود اس کا دل دکھاتی تھی تو ہمیشہ آگے سے یہی اُمید کرتی تھی کہ وہ اُسے منائے مگر اِس

بار ایسا نہیں ہونے والا تھا۔۔۔اگر اُسے ان دونوں کے مابین ریلیشن کے سامنے اپنی جاب زیادہ عزیز تھی تو پھر ٹھیک ہے اب وہ بھی ایسا ہی کرنے والا تھا۔

****

"السلام علیکم پھپھو!" وہ جو آئرہ کو تن فن کرتا اپنے روم میں جاتا دیکھ پریشان ہو گئی تھیں کہ عقب سے اُبھرتی بھتیجے کی آواز پر نہال ہو گئیں۔

"وعلیکم السلام!" وہ اس کے ساتھ ایک انجان چہرہ دیکھ حیران ہوئیں۔

پھو؟"

"میں اللہ کا کرم! یہ پیاری سی بچی کون ہے؟" دل کو دھڑکا سا لگا تھا۔

"یہ بسمل ہے پھپھو!" بسمل مسکرا کر پیش قدمی کرتی خود حیران پریشان سی زمرد بیگم کے گلے سے جا لگی تھی۔

"کیسی ہیں آنٹی آپ؟" وہ بمشکل مسکرائیں، مروان مسلسل نظریں چرا رہا تھا۔

"دراصل پھپھو بابا نے میری اور بسمل کی انگیجمنٹ کی ڈیٹ فکس کر دی ہے تو میں نے سوچا کہ آپ سے ملوا بھی لیتا ہوں، اور انویٹیشن کارڈ بھی دے دوں گا۔" وہ دھیمے لہجے میں بولتا زمرد بیگم کو ہی دیکھ رہا تھا جو ہولے سے مسکرائی تھیں کہ یہ تو ہونا بھی تھا، جب کہ وہ اب پریشان سا اوپر آئرہ کے کمرے کی جانب دیکھ رہا تھا۔ وہ ان دونوں ماں بیٹی کا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا مگر آئرہ۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹے! آپ کھڑی کیوں ہیں۔ بیٹھیں ناں۔ پہلی بار ہماری بہو گھر آئی ہے۔ بتاؤ کیا چلے گا ٹھنڈا یا گرم!" انہیں فوری خاطر تواضع یاد آئی۔

"ارے نہیں، ابھی تو کچھ بھی نہیں بس آپ سے ملاقات کرنی تھی۔ مجھے آپ سے مل کر بہت اچھا لگا!" وہ عادتاً سلجھی ہوئی خوش اخلاق لڑکی تھی۔ زمرد کو اپنے بھتیجے کے لئے وہ اچھی لگی تھی۔ وہ خود غرض نہیں تھیں کہ بیٹی کی خاطر بھائی اور بھتیجے کی خوشیوں کی دشمن بن جاتیں۔

"آپ دونوں لیڈیز باتیں کریں میں ذرا آتا ہوں۔" وہ مزید خود پر ضبط نہ کر سکا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا آئرہ کے روم کی جانب بڑھا تھا۔ بسمل کی متجسس نگاہوں نے بغور اس کی بے چینی دیکھی۔

****

وہ کمرے میں آتی جلے پیر کی بلی کی مانند چکر کاٹ رہی تھی۔ دل میں عجیب سا درد ہو رہا تھا۔ ڈارک براؤن آنکھوں سے آنسو نکل کر گلابی رخساروں پر بہتے چلے جا رہے تھے۔ نظروں کے سامنے بار بار مروان کی جانب دیکھتی بسمل کی محبت سے بھری نگاہیں گھوم رہی تھیں۔ وہ جو کسی کے سامنے نہ ہارنے والی بس اس شخص کے سامنے ہار جاتی تھی۔ وہ صوفے پر گرتی اپنے ہی غم میں ڈوبی ہوئی تھی جب کسی نے کمرے کا دروازہ نوک کیا تھا۔ وہ گڑبڑائی، مگر جانتی تھی کہ دوسری جانب کون ہو گا۔ تیزی سے اپنی آنکھیں خشک کی تھیں۔ واش روم میں جا کر اپنا چہرہ دھویا۔ خود کو بالکل نارمل کرتی وہ مصروف سی واش روم سے باہر آئی۔

"کون!" آواز میں ڈھونڈنے سے بھی کسی قسم کا کوئی تاثر نہیں تھا۔

"میں ہوں آئرہ!" دوسری جانب سے اس کی سپاٹ سی آواز سنائی دی تھی۔

اپنا دوپٹہ دُرست کرتی وہ کمرے کے دروازے تک آئی تھی اور کھٹ سے دروازہ کھولا تھا۔

"جی سلطان صاحب! بتایئے کیا کام ہے۔" وہ دروازے میں استادہ سپاٹ انداز میں آئی برو اُٹھا کر بولی، مروان نے آئی برو اُٹھا کر بغور اس کے تیوروں کا جائزہ لیا تھا۔ جن میں ذرا لچک نہیں تھی۔

"باز آجاؤ اپنی حرکتوں سے تم۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں گھسیٹ کر لا تا روم لاکڈ کر چکا تھا۔ وہ یکدم گھبرائی۔

"یہ تم نے دروازہ کیوں بند کیا ہے؟" وہ ہونق ہوئی جس کے چہرے پر عجیب سا کھینچاؤ تھا۔

"کیوں ڈر لگ رہا ہے تمہیں مجھ سے!" وہ آنکھوں میں بے پناہ سرد مہری سموئے سختی سے گویا ہوا، اس نے آئی برو چلائے۔

"کیا کام ہے ہے جلدی بولو!" اس کے سرد تاثرات سے مقابل کو چنداں فرق نہیں پڑا تھا۔

"میری بات غور سے سنو! کل تم عدالت نہیں آؤ گی اور یاد کر لو، تم خطیب عالمگیر کا کیس نہیں لڑ رہی ہو۔۔۔ سمجھ آگئی میری بات!" وہ اُس کے تحکمانہ انداز پر سینے پر بازو لپیٹتی طنزیہ مُسکرائی جو ٹو سیٹر صوفے پر پھیل کر بیٹھا تھا۔

"اور سلطان صاحب کو ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں آپ کی بات مان جاؤں گی؟" اُس نے چار قدم چلتے نزدیک آکر آئی بُرو اُٹھائے۔

"تو مطلب نہیں مانوں گی؟" اسے غصہ آیا۔

"ویسے مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ آپ اپنی پیاری منگیتر کو چھوڑ کر اُوپر کیا لینے آئے ہیں۔"

"آئرہ دماغ نہ خراب کرنا میرا اور جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو۔" وہ استہزائیہ مسکرائی۔

"خوش فہمی ہے جناب کی کہ میں آپ کی ان ڈرامے بازیوں سے گھبرا کر پیچھے ہٹ جاؤں گی۔" وہ پلٹنے لگی تھی کہ مروان کے سپاٹ لہجے میں کہے گئے لفظوں نے اُس کے پاؤں کو زنجیر کر دیا تھا۔

"مطلب تم نے مروان سلطان کے وجود سے دستبرداری کا فیصلہ کر لیا ہے؟" وہ کڑے لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔ وہ پلٹی نہیں تھی۔

"بولو اب خاموش کیوں ہو؟" اس کی نظریں آئرہ کے اُلجھے گیسوئے شبگوں پر ٹکی تھیں۔ اُس نے اپنے لانبے چمکیلے بال اس وقت پشت پر بکھرا رکھے تھے جو ہمیشہ کی طرح اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گئے۔

"اگر حق و انصاف کی جنگ میں میرا تمہارے وجود سے دستبردار ہونا لازمی و ملزوم ہے تو پھر میں یہ قربانی خوشی خوشی دے دوں گی۔" وہ اپنے آنسوؤں پر ضبط کرتی روم سے باہر نکل گئی تھی۔ مروان نے اُس کے لہجے میں آنسوؤں کی آمیزش بخوبی محسوس کی تھی۔۔۔ مگر اس کے لفظ توقع کے عین

مطابق تھے۔ وہ طیش میں اٹھ کر کھڑا ہو تا ڈریسنگ ٹیبل کی ساری چیزیں زمین بوس کر تا خود بھی اس کی پیروی میں نیچے کی جانب بڑھا تھا۔

****

کمرہِ عدالت میں اس وقت خاصی گہما گہمی تھی، وکلاء کے لئے مخصوص نشستوں پر دونوں پارٹیوں کی طرف سے وکیل استغاثہ اور وکیل صفائی موجود تھے۔۔۔ البتہ سامعین کے لئے مخصوص نشستوں میں موجود لوگ عدالت کی کارروائی شروع ہونے کے منتظر تھے۔ آئرہ حد سے زیادہ پُرجوش تھی۔ البتہ مروان کے چہرے پر بلا کا اطمینان تھا۔ اجمل صاحب مسلسل مسکرا رہے تھے۔ عالمگیر خاندان حد سے زیادہ پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ جج صاحب کے آتے ہی عدالت کی کاروائی شروع ہو گئی تھی۔

چند لمحات قبل جہاں آئرہ کے چہرے پر مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ اب وہ کشمکش میں گھری شدید تذبذب کا شکار تھی۔ کیونکہ وہ اہم گواہ ابھی تک عدالت نہیں پہنچا تھا اور انہیں ایک بار پھر تاریخ مل گئی تھی۔ خطیب کی ضمانت ابھی بھی ممکن نہ ہو سکی تھی۔

"عمر عالمگیر صاحب! آپ عدالت کے فیصلے کے بارے میں کیا کہنا چاہیں گے۔ قتل کو ڈیڑھ ماہ ہونے کو آیا مگر خطیب عالمگیر کی ضمانت نہ ممکن ہو سکی۔۔۔ کیا واقعی آپ کا بیٹا جہانزیب سلطان کا قاتل

ہے؟"وہ جیسے ہی باہر آئے تھے۔میڈیا کے لوگ ان پر چڑھ دوڑے تھے۔عمر صاحب سب سے نظریں چراتے اپنی گاڑی میں بیٹھتے پروٹوکول کی ہمراہی میں وہاں سے نکلتے چلے گئے۔البتہ انہیں رہ رہ کر آئرہ پر طیش آرہا تھا جو خود بھی تیزی سے وہاں نکل آئی تھی۔

"مروان صاحب!آپ کیا کہتے ہیں۔۔۔کیا اجمل صاحب پر لگایا گیا قتل کا الزام جھوٹا ہے یا اس میں واقعی دشمن کی کوئی چال ہے؟"میڈیا اب ان کی جانب آیا تھا۔آئرہ مروان کو مسکراتا دیکھ خود بھی تیزی سے کورٹ سے سیدھی لافرم پہنچی تھی۔

"اور کریں اس لڑکی پر آندھا اعتبار!بس دیکھ لیا۔وہ لڑکی کسی کی سگی نہیں ہے۔سُنا آپ نے۔۔۔" شمیم آراء بیگم غصے سے کھولتی مسلسل آئرہ کی ذات کے حوالے سے متنفر کچھ نہ کچھ بول ہی رہی تھیں۔عمر صاحب کا غصے سے برا حال تھا۔جبھی ملازم کی آواز پر وہ چونک گئے تھے۔

"سر وہ آئرہ میڈم آئی ہیں۔"

"مہمان خانے میں بیٹھاؤ اسے۔۔۔"وہ نخوت سے حکم دیتے سر جھٹک گئے۔

"ہمارے ساتھ چلو شمیم آراء اور یاد رہے کہ تمہارے منہ سے کوئی بھی سخت لفظ نہیں نکلنا چاہئے۔" وہ بیوی کو تنبیہ کرنا ہر گز نہیں بھولے تھے۔

"ہونہہ! آپ ہی جا کر ملیں اس دو ٹکے کی لڑکی سے۔ مجھے کوئی شوق نہیں اس لڑکی کو منہ لگانے کا۔" وہ شدید بدزن دکھائی دے رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے تو پھر یہیں رہو۔ اور خبردار جو تم نیچے آئی۔" وہ درشت لہجے میں بولتے خود نیچے کی جانب بڑھے جہاں آئرہ ان کی منتظر تھی۔

"دیکھ لی تم نے اس لڑکی کی خودسری۔۔۔ تمہارے منع کرنے کے باوجود وہ آج عدالت آئی تھی۔ اور تم کہتے ہو کہ ہم تحمل کا مظاہرہ کریں۔" اجمل صاحب بیٹے کو پُر سوچ سا صوفے پر سر گرائے بیٹھا دیکھ طنزیہ لہجے میں پھنکارے۔ ہاتھوں میں دبا سگار لبوں سے لگایا تھا۔

"اگر باپ کی عزت کا جنازہ نکالنے کے لئے مزید کوئی کسر رہ گئی ہو تو وہ بھی پوری کر لو۔" اس کی خاموشی بُری طرح کھل رہی تھی۔

"پرسوں منگنی کے ایونٹ کی ساری تیاریاں ہو گئیں؟"اُس نے اچانک موضوع تبدیل کر دیا تھا۔

"ہاں!سوچ رہا ہوں۔ منگنی کے ساتھ ساتھ تمہارا نکاح بھی کروادوں۔"وہ دور تک کی سوچ کر بیٹھے تھے۔

"بابا پلیز!ضروری نہیں ہے کہ ہر کام میں جلد بازی کی جائے۔"وہ چڑ گیا تھا۔

"اگر تم ابھی بھی اس لڑکی کو دل میں بسائے بیٹھے ہو تو ایک بات یاد رکھنا کہ میں اب اپنی ہی اولاد کی مخالفت ہر گز بھی برداشت نہیں کروں گا۔"وہ سخت لہجے میں چنگھاڑے تھے۔

"تو پھر کیا چاہتے ہیں آپ؟"وہ براہِ راست باز پرس پر اُترا۔

"یہی کہ جتنی جلدی ہو سکے اس لڑکی کے عشق کا بھوت اپنے سر سے اُتار پھینکو!"وہ تنبیہ لہجے میں گویا ہوئے۔

"آپ کے کہنے پر کر تو رہا ہوں منگنی۔۔۔اور کیا کروں۔بولیں؟"وہ زچ ہو گیا تھا۔

"میری نسل پر ایک احسان اور کر دو برخوردار! کہ سیاسی معاملات میں ذرا دلچسپی لے لو۔ اگلا وزیر اعظم ہماری پارٹی کا ہو گا۔ اور میں یہ بات بہت واضح الفاظ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں کیا چاہتا ہوں۔" وہ چہرے پر حد درجہ سنجیدگی سجائے، متوازن لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"جیسا آپ چاہتے ہیں۔۔۔ ویسا ہی ہو گا۔" وہ نخوت سے سوچتے سر ہلا گئے۔ ساتھ ہی ہاتھ میں موجود سلگایا ہوا سگار لبوں سے لگایا تھا۔

"پھپھو کے گھر کارڈ دینے آپ خود جائیں گے۔ یا یہ کام بھی میں خود ہی سر انجام دے لوں؟" وہ بالآخر گلا کھنکھنار کر استفہامیہ نظروں سے دیکھ استفسار یہ بولا تو اجمل صاحب نے ایک کڑی نگاہ اپنے خوبرو بیٹے پر ڈالی جس کی سیاہ آنکھوں میں بے پناہ سنجیدگی سمٹ آئی تھی۔

"تمہیں تو بس اس لڑکی کے قریب رہنے کا موقع چاہیئے ہوتا ہے۔ تو بہتر یہی ہے کہ یہ فضول کام بھی تم خود ہی کر لو۔" وہ تمسخر بھرے لہجے میں بولتے سلطان محل کے ہال سے نکلتے چلے گئے، جب کہ اُس کی پُر سوچ نظروں نے دور تک اُن کا پیچھا کیا تھا۔

* * * * * * * * * * * *

وہ اس وقت عالمگیر ہاؤس کے شاندار سے مہمان خانے میں موجود دلچسپی سے زیبائش کی غرض سے دیواروں پر سجی بڑی نال والی بندوقیں دیکھ رہی تھی۔ ایک طرف چیتے کی کھال دیوار پر سجا رکھی تھیں۔ بارہ سنگھا کا سینگ۔ آئرہ نے مسکرا کر سر جھٹکا۔ وہ جس قبیلے اور حسب نصب سے تعلق رکھتے تھے یہ سب ان کے لئے شان کا باعث اور سجاوٹ روایات کا حصّہ تھا۔

"السلام علیکم سر"!

"کیسے ہیں آپ؟" آئرہ اُنہیں دیکھ احتراماً فوری کھڑی ہو گئی تھی۔

"جس باپ کا بیٹا ایک ماہ سے جیل میں ہو وہ باپ بھلا کیسا ہو سکتا ہے۔" اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے نڈھال لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"آئی ایم رئیلی سوری انکل کہ میری وجہ سے آپ کو اتنی سبکی اُٹھانی پڑی۔۔۔ مگر آپ فکر نہ کریں، اس بار ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ ان شاء اللہ فیصلہ ہمارے حق میں ہی آئے گا۔" وہ ذرا شرمندگی سے بولی تو وہ سمجھ کر سر ہلا گئے۔

"سُنا ہے کہ دو دن بعد تمہارے کزن کی منگنی ہے؟" انہوں نے جان بوجھ کر ذکر چھیڑا تھا۔ آئرہ کا چہرہ خجالت کے باعث سُرخ پڑ گیا تھا۔

"جی ایسا ہی ہے۔" وہ اپنی کیفیت پر قابو پاتی، بس اتنا ہی کہہ سکی۔

"تو پھر تم ہمارے دشمنوں کی خوشیوں کا حصہ تو ضرور بنو گی۔۔۔ آفٹر آل! اجمل سلطان کی بھانجی جو ٹھہریں۔" وہ ذرا ناگوار لہجے میں طنزیہ بولے تھے۔

"انکل یہ ہمارا فیملی میٹر ہے۔ اس بارے میں میں آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتی۔ کیونکہ، آخری فیصلہ تو مما کا ہی ہو گا۔" وہ بات کو مزید طول دیے بغیر گویا ہوئی تھی۔

"وہ دراصل مجھے آپ سے میرے اور خطیب کے رشتے سے متعلق کچھ ضروری باتیں کرنی تھیں۔" وہ ذرا جھجک کر گویا ہوئی۔

"خیریت؟" وہ ٹھٹھک گئے تھے۔

"جی دراصل میں آپ کو یہ بتانا چاہتی تھی کہ آپ خطیب کو سمجھا دیں۔۔۔فی الحال میرا شادی کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔" وہ اس بار بالکل سپاٹ لہجے میں بولی تو ان کی کشادہ پیشانی پر شکنوں کا جال سا بُن گیا تھا۔

"کہنا کیا چاہتی ہو لڑکی؟" انکا لہجا خفا سا تھا۔

"انکل جو میں کہنا چاہتی تھی وہ میں کہہ چکی۔اب آپ مجھے اجازت دیجئے۔" وہ سپاٹ انداز میں بولتی وہاں سے نکل آئی تھی۔جب کہ وہ کتنی ہی دیر اس کی پشت تکتے رہ گئے تھے۔

وہ عالمگیر صاحب کے گھر سے نکلنے کے بعد لا فرم جانے کے بجائے مروان کو میسیج سینڈ کرتی خود ہی اس کے فلیٹ پر آگئی تھی۔کیونکہ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ وہ یہ جنگ صرف ایک ہی صورت جیت سکتی تھی۔وہ بھی تب جب مروان اس کے ساتھ کھڑا ہوتا،ورنہ اپنے ماموں کے اثر ورسوخ سے وہ اچھی طرح سے واقف تھی۔

"السلام علیکم آئرہ بی بی!" یہ مروان کا ذاتی فلیٹ تھا وہ جو کبھی کمبائن اسٹڈی کے لئے اپنے دوستوں کے ساتھ شئیر کیا کرتا تھا۔ مگر فی الحال یہ خالی تھا۔ وہ پہلے بھی کئی بار یہاں آچکی تھی۔ مگر آج یہاں آنے کا مقصد کچھ اور تھا۔

"وعلیکم السلام! کیسے ہو زیان!" وہ متوازن لہجے میں گلا کھنکھار کر گویا ہوئی۔

"میں ٹھیک ہوں آئرہ باجی! آپ کیسی ہیں؟" وہ حال احوال دریافت کر رہا تھا۔

"میں اللہ کا کرم بالکل ٹھیک ہوں۔ تم بتاؤ پڑھائی کیسی چل رہی ہے؟" وہ ڈسپنسر سے پانی کا گلاس بھرتی کچن کی ہائی چیئر پر ہی بیٹھ گئی تھی۔

"پڑھائی اچھی چل رہی ہے۔ بس کچھ دنوں میں بورڈ کے امتحانات ہیں۔" اس نے ذرا مصروف سے انداز میں جواب دیا تھا۔

"اوہ ویری گڈ! اچھا ذرا ایک کپ کافی تو بنا دو مجھے۔" اس نے دکھتے سر کو دو انگلیوں سے دباتے نرم لہجے میں کہا تو وہ جلدی سے سر ہلاتا اس کے حکم کی تکمیل کرنے لگا۔ جب کہ اب وہ پُر سوچ سی موبائل اسکرین کو دیکھ رہی تھی جہاں مروان کی جانب سے شوخ سا جواب موصول ہوا تھا۔

"چیپ آدمی!" وہ بڑبڑائی۔

"کچھ کہا آپ نے؟" وہ چونکا۔

"نہیں تم ذرا جلدی سے کافی بنا کر میرے روم میں لے آنا! میں اب ذرا آرام کروں گی۔" وہ اس کی آمد سے قبل کچھ دیر آرام کرنا چاہتی تھی، بس اسی غرض سے اس فلیٹ میں مخصوص اپنے روم کی جانب بڑھی تھی۔

"مروان تم بھول رہے ہو کہ آج کا سارا دن تم نے میرے نام کیا تھا۔۔۔ یار دو دن بعد ہماری انگیجمنٹ ہے ایٹلیسٹ تم اب تو مجھے وقت دو۔" بسمل اس کی جلدی جلدی کی گردان پر زچ ہوئی تھی۔

"کم آن بسمل! آج میں صبح سے تمہارے ساتھ شاپنگ پر ہوں۔۔۔ یار اب رات کے آٹھ بج رہے ہیں۔" وہ اس لڑکی کی ایک ہی گردان پر زچ ہو گیا تھا۔

"اوکے بس ہم ڈنر ساتھ کر لیں۔۔۔ پھر تم مجھے گھر ڈراپ کر دینا۔" اس نے اسے چڑتا دیکھ بیچ کی راہ نکالی۔

"نو۔نو بسمل! بابا صاحب کی کال آئی ہے۔مجھے جلد ہی گھر پہنچنا ہے۔ڈنر پھر کبھی سہی!" وہ تیزی سے انکاری ہوا، کیونکہ آئرہ کے پچھلے دو گھنٹوں میں کوئی دو سو میسجز آ گئے تھے۔وہ کافی دیر سے فلیٹ پر اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"اچھا! چلو ٹھیک ہے۔پھر تم مجھے گھر ڈراپ کر دو۔" وہ لب چباتی منہ بنا کر بولی تو مروان نے ایک سکون کا سانس خارج کیا۔

"تھینکیو سو مچ! مگر یہاں مجھے تمہاری ایک فیور اور چاہیئے۔۔۔اور وہ یہ کہ یار پلیز تم گھر خود ہی چلی جاؤ یا ایک منٹ، ڈرائیور تمھیں ڈراپ کر دے گا۔اگر بابا صاحب کا حکم نہ ہوتا تو میں کبھی تمہیں اکیلے چھوڑ کر نہ جاتا۔" وہ موبائل اسکرین پر تیزی سے انگلیاں پھیرتا بڑی عجلت میں دکھائی دے رہا تھا۔بسمل کو اس کا انداز ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔

"تھینک یو سو مچ! میں خود چلی جاؤں گی!" وہ دانت کچکچا کر بولتی مروان کی 'سُنو تو سہی' کی گردان کو سرے سے نظر انداز کرتی پیر پٹختی وہاں سے نکل آئی تھی۔

"اوہ مائی گاڈ! یہ کون سی مصیبت مول لے لی ہے میں نے۔" مروان نے یکدم جھرجھری سی لی تھی۔

"چلو آئرہ بی بی! آج تمہارے ہوش ٹھکانے لگاتے ہیں۔ واقعی بڑے پر نکل آئے ہیں تمہارے۔" وہ گردن سہلاتا اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا تھا۔ پروٹوکول کی تمام تر گاڑیاں وہ وہیں سے واپس روانہ کر چکا تھا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اجمل صاحب کو اب ان ملاقاتوں کا بھی علم ہو۔

اسے مروان کا انتظار کرتے کرتے دوپہر سے شام اور اب شام سے رات ہونے کو آئی تھی۔۔۔ مگر اس کا کوئی پتہ نہیں تھا۔ وہ ایک نیند لے کر بھی اُٹھ گئی تھی۔ واش روم سے نکلتی وہ ابھی تولیے سے چہرہ تھپتھپا رہی تھی جب اسے محسوس ہوا کہ باہر کوئی آیا ہے۔ مطلب موصوف کو اب وقت ملا تھا یہاں آنے کا۔۔۔

وہ ابھی باہر جانے کا سوچ ہی رہی تھی کہ وہ دروازے پر دستک دیتا اسے بغیر سوچنے سمجھنے کا موقع دیے اچانک سے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ آئرہ اپنے حلیے کی وجہ سے سٹپٹا کر رہ گئی۔ ایک نظر سامنے پُر شوق نظروں سے گھورتے مروان کو دیکھا اور پھر ایک نظر بیڈ پر رکھے اپنے دوپٹے پر ڈالی۔۔۔ اس کا یوں اچانک کمرے میں داخل ہونا اسے شرمندگی میں مبتلا کر گیا۔

"اس بسمل گردیزی کے ساتھ رہ رہ کر کیا تم اخلاقیات اور ادب و آداب بھی بھول گئے ہو۔" لمحوں کے ہزارویں حصے میں خود کی حالت پر قابو پاتی دوپٹہ اُٹھانے کی غرض سے تیزی سے بیڈ کی جانب بڑھی، جب کہ اُس نے مسکراتی نگاہ ڈال اپنے درمیان حائل دو قدموں کا فاصلہ عبور کرتے تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔۔اچانک افتاد پر وہ گڑبڑائی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے مروان!" اپنی حالت پر شرمندہ ہونے کے باوجود وہ بڑی بڑی آنکھیں نکالتی گھور کر بولی تھی۔

"کیا کیا میں نے؟" آنکھوں میں شوخ جذبات لئے وہ مسلسل اسے ٹیز کر رہا تھا جواب خائف سی اُس سے نظریں چرا رہی تھی۔ مزاحمت مسلسل جاری تھی۔ ایسا تو کبھی کبھار ہی ہوتا تھا کہ وہ گھبرا جائے، ورنہ تو مقابل کو چاروں شانے چت کرنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

"یہ۔۔۔ہاتھ چھوڑو میرا!" نگاہوں سے اشارے کرتے اس نے دانت پیس کر بھرپور مزاحمت کی۔ مگر اس کی گرفت سخت تھی۔

"یہ ہاتھ چھوڑنے کے لئے تھوڑی پکڑا تھا۔" وہ جھٹکے سے وہی ہاتھ کمر پر کستا، ذو معنی لہجے میں بولا تھا، جب کہ دوسرا ہاتھ اس کی سیاہ گھنگھریالی زلفوں سے اُلجھ گیا تھا۔

"اوہ رئیلی! جبھی آج سارا دن تم اس چھمک چھلو کا ہاتھ تھام کر بازاروں کی خاک چھان رہے تھے۔" وہ بھی طنز کرنے سے باز نہیں آئی تھی۔

"اوہ تو تم جیلس ہو رہی ہو۔" بالوں میں لگا کیچر اُتار کر وہ اُس کے گھنگھریالے بال پشت پر بکھیر گیا۔ وہ جلبلا کر رہ گئی۔

"مروان ہاتھ چھوڑو میرا! میں نے تمہیں یہاں۔۔۔ یہ چھچھورا پن کرنے کے لئے نہیں بلایا ہے۔" ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ اس کی سخت گرفت سے نکالتی گھور کر بیڈ کی جانب بڑھی اور ساتھ رکھا دوپٹہ اُٹھا کر سینے پر پھیلایا تھا۔

بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ خود کو کمپوزڈ کرتا احتیاطاً کمرے کا دروازہ لاک کرتا بیڈ کے سرہانے تک آیا جہاں وہ قاتل حسینہ چھپکلی کی طرح دیوار سے چپکی، اسے بہکانے کے تمام ہتھیاروں سے لیس، اب خشمگیں نظروں سے گھور رہی تھی۔

"تو پھر کس لئے بلایا ہے۔" اس کا مخمور لہجہ اور حد درجہ قربت آئرہ کو بُری طرح سٹپٹانے پر مجبور کر گئی۔

"انسان بن کر ذرا فاصلے پر بیٹھو گے تو بتاؤں گی ناں کچھ !" وہ دانت پیس کر ایک بار پھر اپنی جانب بڑھتا اس کا ہاتھ ہوا میں تھام کر جھٹکتی درشت لہجے میں بولی۔ مروان کے لبوں پر مسکراہٹ اُبھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"مطلب تم مجھ سے گھبرا رہی ہو مس الہیٰ!" وہ اس کے چہرے کے اُڑے اُڑے رنگ دیکھ مزید شیر ہوا۔

"گھبراؤں تو میں اپنے ہونے والے بچوں کے باپ سے بھی نہ۔۔۔ تو پھر آپ کیا چیز ہیں سلطان صاحب!" اس بار وہ لہجے میں ازلی ہٹ دھرمی سموئے طنزیہ مسکرائی تھی۔ جب کہ وہ جو اتنے دنوں بعد اسے سامنے دیکھ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا تھا، اس کے بے باک لہجے پر قہقہہ لگاتا یکدم بیڈ پر گرا تھا۔

"کچھ روز قبل مما مجھے بسمل سے شادی کے لئے مجبور کرتی پوچھ رہی تھیں کہ ایسا کیا ہے آئرہ میں۔ جو تمہیں اس کے آگے کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اب میں اپنی معصوم ماں کو کیا بتاؤں۔" وہ ذرا فاصلے سے بیٹھتی آئرہ کے دمکتے سراپے کو اپنی شوخ نگاہوں میں سموتا شرارت سے بولا تھا۔ اس نے گھور کر دیکھا۔

"مروان! تم میری بات کیوں نہیں سُن رہے ہو۔" وہ دانت پیستی زچ ہوئی۔ دل زُوروں سے دھڑک رہا تھا۔

"کیا سُنانا ہے تمہیں۔۔۔ بولو میں سُن رہا ہوں۔" وہ بالآخر ایک گہری سانس خارج کرتا اس کی سننے پر آمادہ ہوا۔ جو اس کی بے باک نگاہوں سے خائف بدک کر اس سے فاصلہ قائم کرتی صوفے پر جا بیٹھی تھی۔

"تم مجھے یہاں قریب رہ کر بھی اپنی بات سنا سکتی تھیں۔" اس نے گھور کر دیکھا۔۔۔۔

"بکواس بند کرو اور میری پوری بات سُنو پہلے!" اس نے گھورا تو وہ بیڈ پر سیدھا ہو کر لیٹتا اُس کی جانب متوجہ ہوا جو مونگیا رنگ شلوار سوٹ میں ملبوس بکھرے بالوں کو سنوارتی اُسے بُری طرح تڑپا رہی تھی۔

"مامی کیسی ہیں؟" اس نے متوازن لہجے میں گفتگو کا سلسلہ جوڑا۔

"کیسی ہوں گی؟" اس نے ایک اچٹتی سی نگاہ ڈالی۔

"اور ماموں!" اس نے سر جھٹکا۔

"آج کورٹ میں تمہارے سامنے تھے، خود پوچھ لیتیں۔ مجھ سے کس خوشی میں پوچھ رہی ہو۔" وہ بگڑا۔

"اور آپ کی ہونے والی منگیتر صاحبہ! وہ کیسی ہیں؟" اس کے لہجے سے جلن واضح تھی۔

"دلکش! حسین! گورے گالوں اور سنہرے بالوں والی۔" وہ خیالوں میں گم اسے چھیڑنے کی غرض سے بولا۔ جس نے پاس رکھا کشن اٹھا کر اس کی جانب اُچھالا تھا جو وہ پھرتی سے کیچ کر چکا تھا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

"شرم نہیں آتی تمہیں نامحرم لڑکیوں کو تاڑتے ہوئے۔" اس نے گھورا تو مروان کی زبان میں ایک بار پھر کھجلی ہوئی تھی۔

"جب محرم تک رسائی ہی ممکن نہیں ہو سک رہی تو نامحرم سے ہی دل بہلانا پڑے گا۔" اس نے بھی بھرپور جوابی کارروائی کی تھی۔

"مروان! کتنے چیپ ہو تم۔" اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔ وہ اس آدمی کا سر پھاڑ دیتی۔

"کیا میرا سر پھاڑنے کا دل کر رہا ہے تو جاناں ذرا نزدیک آ کر اپنی خواہش پوری کر لو ناں۔۔۔یا پھر میں وہاں آ جاتا ہوں۔" اس کے تپے تپے تاثرات سے وہ خوب محظوظ ہو رہا تھا۔

"خبردار جو تم اپنی جگہ سے ہلے بھی تو۔" اس نے تیزی سے کمرے سے بھاگنے کے لئے پر تولے۔مروان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"لڑکی کب تک تڑپانے کا ارادہ ہے تمہارا! میں تو تم جیسی بد دماغ سے عشق کر کے بھی پچھتا رہا ہوں۔" بالآخر وہ واپس بیڈ پر گرتا گھمبیر لہجے میں بولا تو وہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھی۔

"یہ تم مجھے بتاؤ کہ تمہارے کیا ارادے ہیں؟ یہ اتنے بڑے پیمانے پر منگنی کا فنکشن رکھنے کا مقصد!" اس بار وہ سنجیدہ ہوتی تیکھے چتونوں سمیت گویا ہوئی۔

ڈ میں تھا۔

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں مروان۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

"مذاق کے موڈ میں تو میں بھی نہیں ہوں جانِ مروان۔۔۔اسی لئے کہہ رہا ہوں خود قریب آجاؤ۔اگر میں وہاں آیا تو پچھتاؤ گی۔"وہ اس کے تپے تپے تاثرات دیکھ خوب محظوظ ہو رہا تھا۔جہاں اب حیا کی لالی بھی پھوٹ پڑی تھی۔

"تمہارے اندر بہت سارے ٹھرکی کیڑے گھس گئے ہیں۔جب یہ مر جائیں پھر بات کرنا مجھ سے۔"وہ تپ کر بولتی کمرے سے باہر کی جانب بڑھنے لگی تو وہ تیزی سے اُٹھ کر اسے ہاتھ پکڑ کر واپس روم میں لاتا صوفے پر بیٹھا کر خود مقابل صوفے پر ذرا فاصلے سے بیٹھ گیا تھا۔

"بولو کیا کہنا چاہتی ہو۔"اس بار وہ بھی سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ چکا تھا۔اس نے گہری سانس خارج کی۔

"ہمارے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے۔ماموں مامی سے کب بات کرو گے تم؟"مروان نے گھور کر اس چالاک لڑکی کو دیکھا جو اب اسے پھنسانے کے موڈ میں تھی۔

"یہ تو تم مجھے بتاؤ گی ناں کہ تم نے ہمارے رشتے کے بارے میں کیا سوچا ہے۔ورنہ جیسی تمہاری حرکتیں ہیں مجھے لگ رہا ہے تم نے اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی ٹکا کر رکھنا ہے۔"وہ گھور کر بولا تو آئرہ نے استہزائیہ آئی برو اُٹھائے۔

"ویسے میں تو ہر گز بھی تمہاری خاطر خود کو نہیں ٹکانے والا۔" وہ پھر شُوخ لہجے میں بولا۔ وہ آنکھوں کی سیاہ پتلیاں گھما کر رہ گئی۔

"چلو ابھی گھر ساتھ چلتے ہیں اور مل کر سب بڑوں سے بات کر لیں گے۔" مروان نے آئی بروز اُٹھائے ، یہ لڑکی نجانے کیا چاہ رہی تھی۔۔۔

"کیا ہوا؟ کچھ غلط کہہ دیا کیا میں نے؟" وہ اس کے بگڑے تاثرات بھانپ کر بولی۔

"اچھا! کل تو کوئی کہہ رہا تھا کہ حق اور انصاف کی جنگ میں مجھے اگر تمہارے وجود سے دستبردار ہونا پڑا تو میں یہ قربانی خوشی خوشی دے دوں گی۔" اس بار وہ تلخ لہجے میں بولا تھا۔ آئرہ کے لبوں پر قاتلانہ مسکراہٹ رقصاں ہوئی۔

"اور تم نے جھٹ بسمل صاحبہ سے شادی کا فیصلہ کر لیا ہمم!" اس نے کینہ توز نگاہوں گھورا۔

"فی الحال تو میں بابا کو نہیں چھیڑ سکتا جو جیسا ہو رہا ہے۔ ویسا ہی ہونے دو۔ اگر تم ابھی اور اسی وقت اس خطیب عالمگیر کے کیس سے دستبردار ہو سکتی ہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ رہو پھر ایسے ہی۔" اس بار اسے بھی سابقہ غصہ عود آیا تھا۔

"تمہارے کہنے کا مطلب کیا ہے؟ تم ہمارے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤ گے؟" وہ جیسے بات کی تہہ تک پہنچی۔

"کل رات میں پھپھو کو ہمارے اہم فیصلے کے بارے میں بتا چکا ہوں۔" اس نے پُر سکون انداز میں بم پھوڑا۔

"کیا؟ تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا مروان۔۔۔ مما پتہ نہیں کیا سوچ رہی ہوں گی میرے بارے میں۔" اسے یکدم اپنی ماں کی فکر لاحق ہوئی وہ گڑبڑا کر اس کے نزدیک آئی۔

"دور رہ کر بات کرو!" اپنی پریشانی میں وہ جو ساتھ ہی بیٹھنے لگی تھی مروان کی تپی ہوئی آواز پر جان بوجھ کر نزدیک بیٹھ گئی تھی۔ ڈھٹائی میں تو اس لڑکی کا کوئی ثانی تھا ہی نہیں۔

"ویل! میں یہ کہہ رہی تھی کہ تم شوق سے منگنی، شادی جو کرنا ہے کرو۔۔۔ لیکن اب تم میرے معاملات سے دور رہو گے۔" وہ یکدم ہی اس کی جانب پلٹتی انگشت شہادت اُٹھا کر وارن کرتی مروان کو طیش دلا گئی جس نے بمشکل اس کا سخت لہجہ ہضم کیا تھا۔

"جلدی اُٹھو! تمہیں گھر چھوڑ کر مجھے کام سے نکلنا ہے۔۔۔اور ہاں، پلیز پرسوں پھپھو کے ساتھ میری منگنی میں ضرور آنا جاناں!" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا گاڑی میں جھٹکے سے بیٹھا تازن سے گاڑی بھگا لے گیا۔ جب کہ وہ ہونقوں کی مانند اس کے انداز ہی دیکھتی رہ گئی تھی۔

"آئرہ بیٹا! آج واپسی میں دیر ہو گئی۔" وہ گھر میں داخل ہوئی تو وہاں ہال میں منتظر سی بیٹھی اپنی ماں کو دیکھ اور ان کے سوال پر خوامخواہ ہی شرمندہ ہو گئی تھی۔

"جی مما! وہ دراصل میں کچھ کام کے سلسلے میں مروان کے ساتھ تھی۔" اس کی یہی عادت سب سے اچھی تھی کہ حالات جو بھی ہوں، وہ ہمیشہ سچ ہی بولتی تھی۔

"آئرہ مانتی ہوں کہ تم دونوں بچپن سے ہی ایک دوسرے سے کافی اٹیچڈ ہو اور پھر اب تو۔۔۔ خیر ہر رشتے میں احتیاط لازم ہے۔" انہوں نے ڈھکے چھپے لفظوں میں اسے احساس دلایا تو وہ خجل سی ہو گئی۔

"سوری مما! آئندہ خیال رکھوں گی۔" اس نے لب چبائے۔

"مروان چھوڑ کر گیا ہے؟"

"جی!"اس نے جھٹ سر ہلا کر تصدیق کی۔

"کھانا لگواؤں تمہارے لئے؟"انہوں نے گھڑی میں وقت دیکھا جو گیارہ کا ہندسہ عبور کر رہی تھی۔

"نہیں!وہ واپسی پر ہم لوگوں نے ڈنر ساتھ ہی کیا تھا۔"وہ ایک بار پھر شرمندہ ہوئی اور یہ سب اس مروان سلطان کی وجہ سے ہوا تھا جو اتنے غصے میں ہونے کے باوجود ایک گھنٹہ ڈنر کرنے کے چکر میں ضائع کر چکا تھا۔

"چلو پھر تم اپنے روم میں جا کر ریسٹ کرو،شب بخیر!"وہ نرم لہجے میں بولتیں خود بھی اپنے روم کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔جب کہ وہ شرمندگی کے باعث سُرخ چہرہ لئے تیز لہجے میں بڑبڑاتی اپنے رُوم کی جانب بھاگی تھی۔

صبح صادق سے طلوع ہوتا سورج معمول سے ہٹ کر آج بادلوں میں چھپا ہوا آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔ہر سو ٹھنڈی دلکش ہواؤں کا راج تھا۔آج چھٹی کا دن تھا۔وہ زرا دیر سے جاگی تھی۔آج مروان کی منگنی تھی۔وہ اپنی سُوچوں میں گم تھی جب زمرد بیگم دستک دیتیں رُوم میں داخل ہوئی تھیں۔

"آئرہ بیٹا!اُٹھ گئیں آپ؟"انہوں نے محبت سے بیٹی کے بال سنوارے۔

"جی مما!میں بس نیچے ہی آرہی تھی۔"وہ ان کا ہاتھ تھام کر نرم لہجے میں گویا ہوئیں۔

"چلو کوئی بات نہیں۔میں اُوپر آگئی۔"وہ اس کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ بیڈ تک لائی تھیں۔

نہیں تذبذب کا شکار دیکھ متعجب ہوئی۔

"ہاں بچے سب خیریت ہے۔میں دراصل تم سے کچھ پوچھنا چاہ رہی تھی۔"وہ لفظوں کو ترتیب دے رہی تھیں۔

"کیا پوچھنا چاہتی ہیں آپ مما!"وہ مسلسل نظریں چُرا رہی تھی۔

"جو مروان نے کہا، کیا وہ واقعی میں سچ ہے۔"اس بار ان کے چہرے پر سنجیدگی ہلکورے لے رہی تھی۔

"جی!"دھیمی سی آواز میں گویا اقرار جرم کیا گیا تھا۔جب کہ وہ آنکھیں میچتیں اپنی بیٹی کی حماقت پر تاؤ کھا کر رہ گئیں۔انہیں ان دونوں سے ہی اِس طرح کی اُمید ہرگز نہیں تھی۔

"اس کے علاوہ کچھ اور۔۔۔" وہ جو پوچھنا چاہتی تھیں آئرہ چاہ کر ان کی باتوں کا جواب نہیں دے سک رہی تھی۔

"جیسا آپ سوچ رہی ہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے مما!" اس نے جلدی سے ان کی سوچ کی تردید کی۔

"آج مروان کی منگنی ہے تو پھر یہ سب کیا ہے؟" وہ کڑے تیوروں سے استفساریہ گویا ہوئیں۔

"اُس کی مرضی مما!" وہ نظریں چُرا گئی۔

"یا میرے اللہ! تم دونوں کر کیا رہے ہو۔ دیکھو آئرہ اگر چہ یہ تم دونوں کی کوئی گھٹیا منصوبہ بندی ہے تو ایک بات یاد رکھنا، اس بار بھائی صاحب تو کیا میں تمہیں نہیں بخشوں گی۔" وہ سخت لہجے میں بولیں تو اُسے اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں۔

"شام کو جانا ہے ناں فنکشن میں؟" اس نے جان بوجھ کر موضوع چھیڑا تھا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے تماشا بننے کا۔۔۔ اگر تمہارا دل چاہ رہا ہے تو باشوق جاؤ۔" وہ ناگواری سے بولتیں اس کی طبیعت صاف کر گئیں۔

"مما مروان کیا سوچے گا؟" اُس نے لب چبائے۔

"یہ تم کہہ رہی ہو آئرہ! تم۔۔۔ تم تو کبھی اپنا کھلونا کسی کے ساتھ شئیر نہیں کرتی تھی۔ اب اپنی محبت شئیر کرنے جا رہی ہو؟" وہ تاسفی لہجے میں سوالیہ بولیں تو وہ ناچار خاموش ہو گئی۔

"مما! ہم لوگ جائیں گے، ضرور جائیں گے۔ ورنہ ماموں لوگوں کو کہنے کا موقع مل جائے گا کہ ہم ان کی خوشی میں خوش نہیں ہیں۔" اس نے سمجھانے کی ناکام سی کوشش کی تھی۔

"کال ملاؤ مروان کو، ابھی خبر لیتی ہوں اس کی۔۔۔ آخر یہ لڑکا چاہ کیا رہا ہے؟" وہ تو اپنے دونوں لاڈلوں کی کارستانیوں پر سر تھام کر رہ گئی تھیں۔

"مما! ریلیکس یار! کچھ نہیں ہوا۔" اس نے سمجھانے کی ناکام سی کوشش کی تھی۔

"میرا دل بہت گھبرا رہا ہے آئرہ۔ بیٹا جیسے بہت کچھ غلط ہونے والا ہو۔" وہ خدشوں کا شکار تھیں۔

"ماما! ریلیکس، چلیں جلدی سے فنکشن میں جانے کی تیاری کریں۔ میں نے کل رات ہی مروان کو کہہ دیا تھا کہ ہم لوگ ضرور آئیں گے۔" اس کا متوازن لہجہ انہیں ٹھٹکانے کے لئے کافی تھا۔

"نجانے تم دونوں کیا کرنا چاہ رہے ہو۔" وہ خود ساختہ قیاس کرتیں کمرے سے باہر نکل آئی تھیں۔ جب کہ وہ گہری- گہری سانس لے کر خود کو کمپوزڈ کرتی، مروان کا نمبر ڈائل کر چکی تھی۔ کیونکہ اب اس کا سارا غصہ اس شخص پر ہی نکلنے والا تھا۔

منگنی کا انتظام سلطان محل کے وسیع و عریض لان میں ہی کیا گیا تھا۔ ہر سو خوشیاں رقصاں تھیں۔ سیاہ رنگ کڑکڑاتے شلوار سوٹ میں ملبوس، کندھوں پر روایتی مردانہ شال ڈالے، اپنی سحر انگیز شخصیت سے لاپروا، محفل پر چھایا ہوا سا محسوس ہوا تھا۔

ہاتھوں میں پھولوں کا گلدستہ تھامے آئرہ نے محفل کا حصہ بنتے ہی متلاشی نگاہوں سے سب سے پہلے اس ستمگر کو تلاشنا چاہا تھا جو واقعی آج اس کا ضبط آزمانے کے در پر تھا۔ وہاں کی رونقیں عروج پر تھیں۔ سلطان جو اسٹیج سے ذرا فاصلے پر بسمل کی ہمراہی میں کھڑا اپنے مسخرے دوست کی شوخ مزاجی پر کسی بات پر مسکرا رہا تھا جب مین انٹرنس کے پاس اس کی غیر ارادی سی نگاہ اُٹھی تھی اور پھر پلٹنا بھول گئی۔

اپنے دو آتشہ حسن سے لاپرواسیاہ رنگ نگ موتیوں سے مزئین جوڑے میں ملبوس، سلور کلر کی ہلکی جیولری پہنے، کتابی چہرے کو چہرہ افروزی کے تمام ہتھیاروں سے لیس کئے، اس کا دل دھڑکا گئی تھی۔ گھنگھریالے گیسوئے شبگوں کو اس کی خواہش کے احترام میں سلیقے سے دوپٹے میں چھپا رکھا تھا۔ وہ اِرد گرد میں نگاہیں گھماتی یقیناً اِسی کو تلاش کر رہی تھی۔ سفید مرمری پاؤں میں چمکتی سیاہ رنگ سینڈلز سے لے کر اس کی اُٹھی ہوئی مغرور ناک میں جگمگاتا سیاہ پتھر، ہاتھوں میں جھولتیں ویلویٹ کی سیاہ چوڑیاں گو کہ اس کے حسن کو مزید نکھارتی ہر چیز ہی کسی مقناطیسی شے کی مانند مروان کو اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔

وہ جو بے خودی کی سی کیفیت سے دوچار اُسے تکے جا رہا تھا بے ساختہ ہی نگاہیں چار ہونے پر معنی خیزی سے مسکرایا، جب کہ آئرہ نے کتھئی رنگ آنکھوں کو مزید بڑا کرتے اُسے گھورا تھا۔ وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکرا کر نفی میں سر ہلاتا تبسم سے ایکسکیوز کرتا اس کی جانب بڑھا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی بھی اس سے تعریف کا پہلا حق چھین لے۔

"اُس کے حسن و جمال پر یاروں

کالے کپڑے کمال لگتے ہیں۔۔۔" !

وہ دلربا انداز میں شعر پڑھتا نزدیک آیا۔ آئرہ نے نظر بھر کر اس خوبصورت شخص کو دیکھا تھا جو سیاہ ہی شلوار سوٹ میں ملبوس اس کی دھڑکنیں منتشر کر گیا تھا۔

"اپنے یہ ٹھرکی جذبات اپنے تک محدود رکھا کرو ذرا۔" وہ اس کے اشارے پر ذرا کونے میں الگ تھلگ کو کھڑی ہوتی گھور کر بولی، جو تفصیلی نظروں سے اس کی تیاری کا جائزہ لے رہا تھا۔

"بیرسٹر صاحبہ یہ آپ میرے من پسندیدہ رنگ میں اتنی تیار ہو کر اس لئے آئی ہیں ناں، تاکہ میں آپ پر فدا ہو کر اس منگنی سے انکار کر دوں۔" وہ پُر شوق انداز میں اس کا شرمایا لجایا سا روپ نگاہوں میں بساتا شرارت سے باز نہیں آیا تھا۔

"میں تو یہاں آئی ہی خاص الخاص آپ کی منگنی کے لئے ہوں ڈیئر کزن۔۔۔ اور اگر آپ کے نیک ارادے اور ہمیشہ سے خراب نیت مجھے دیکھ کر حد سے زیادہ ناساز حالت کا شکار ہے تو پھر ماموں جان سے جوتے کھانے کے لئے تیار رہیے گا۔" وہ مسکراتے لہجے میں طنزیہ گویا ہوئی، مگر نظریں اِرد گرد کا طواف کر رہی تھیں۔

"میں یہاں کھڑا ہوں تو بہتر یہی ہے کہ تمہاری بھی ساری توجہ مجھ پر ہی مرکوز رہنی چاہیئے۔" تقریب کا لحاظ تھا ورنہ شاید وہ آج ہی اس حسینہ کو اپنے نام کر لیتا۔

"مروان! اپنی آنکھوں کو لگام دو۔ بسمل ہماری طرف ہی آ رہی ہے۔" اس نے بسمل کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ مسکرا کر قدم اس کی جانب بڑھائے تھے۔

"ہیلو! کیسی ہو بسمل؟ منگنی بہت بہت مبارک ہو تمھیں۔" مروان کے سائیڈ سے گزرتی وہ خوش اخلاق لہجے میں گویا ہوتی اس کے گلے لگی تھی۔ مروان نے ان محبتوں پر مسکراہٹ دبائی۔ وگرنہ دل ہی دل میں وہ یقیناً بسمل کے بال نوچنے کی خواہش مند تھی۔

"تھینکیو سو مچ یار! تم نے آنے میں کافی دیر کر دی۔" وہ اس کے ہاتھ سے فلاور بکے لیتی سرسری لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"ہاں بس! ویسے ہی۔۔۔" وہ مروان کو مسلسل نظر انداز کر رہی تھی۔

"آئرہ! پھپھو نہیں آئیں؟" کان کی لو مسلتے جان بوجھ کر مداخلت کی۔ آئرہ نے تپ کر اس کی جانب دیکھا جو ماں کے سامنے اس کے امیج کی بینڈ بجا کر اب میسنا شریف بن رہا تھا۔

"نہیں، وہ دراصل امی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ صدمہ جو کافی گہرا لگا ہے۔" وہ ناچاہتے ہوئے بھی طنز کر گئی، اس نے لبوں پر اُمڈتی مسکراہٹ کا بمشکل گلا گھونٹا تھا۔

"کیاہوا آنٹی کو خیریت؟"اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے وہ متجسس لہجے میں گویاہوئی۔ آئرہ نے ایک اچٹتی سی نگاہ اس کے وجود پر ڈالی جو نفیس سے لباس میں ملبوس لائٹ جیولری پہنے، سنہرے بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑے حسن کا چلتا پھرتا شاہکار تھی۔

"آپ دونوں خواتین یہاں کیوں ٹھہر گئی ہیں۔چلے آجائیں۔۔۔آئرہ! آؤ تمہیں مما سے ملواؤں۔"وہ گلا کھنکھار کر توجہ دلانے لگا تو وہ دونوں ہی مسکرا کر اس کی پیروی میں آگے بڑھی تھیں۔

"السلام علیکم مامی! کیسی ہیں آپ؟"وہ ان کے نزدیک آکر سلام کرتی جھٹ نشاط بیگم کے گلے سے لگی تھی جو ایک لمحے کو سٹپٹائیں، اور جھٹ خود سے دور کرنا چاہا مگر پھر بیٹے کی آنکھوں میں التجا دیکھ نا چاہتے ہوئے اسے گلے سے لگایا تھا۔

"وعلیکم السلام! ٹھیک ہوں۔تم بتاؤ۔۔۔تمہاری ماں نہیں آئی ساتھ؟"وہ ایک نظر اس کے دمکتے چہرے پر ڈال کر متوازن لہجے میں گویاہوئیں۔

"نہیں وہ دراصل مما کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو بس اس لئے۔" اُس نے کہتے ساتھ لب چبائے، جب کہ مروان اب انہیں باتوں میں مصروف دیکھ اپنے دوستوں کی جانب بڑھا، ویسے بھی اب رنگ سیرمنی کا وقت تھا۔

لان کے عین وسط میں کھڑے وہ دونوں ہی اس وقت محفل میں موجود لوگوں کی توجہ کا مرکز تھے۔ یہ منظر دیکھ ناچاہتے ہوئے آئرہ کی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔ مروان نے ایک نظر چہرے پر سپاٹ تاثرات سجائے کھڑی آئرہ کو دیکھا اور پھر ایک نظر خود کو والہانہ نظروں سے دیکھتی بسمل کو۔۔۔

مروان کو یکدم ہی اس لڑکی پر ترس سا آیا تھا، مگر وہ کیا کرتا؟ آئرہ کی ہٹ دھرمی نے حالات ہی ایسے بنا دیے تھے کہ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔

"چلیں بیٹا! پہلے آپ بسمل کو رنگ پہنائیں۔" شوکت صاحب کی آواز پر مروان نے ایک نظر ساتھ کھڑے اپنے ماں باپ کو دیکھ سیدھے ہاتھ کی مڈل فنگر میں انگوٹھی پہنائی تو ہر سو تالیوں کی آواز سے گونج اُٹھی۔

پھر یہی عمل بسمل کی جانب سے دہرایا گیا تو ایک بار پھر تالیوں کی گونج آئرہ کو اپنی خود سری پر طمانچوں کی مانند محسوس ہوئی تھی اور بس یہیں اس کے ضبط کی انتہا ہوئی تھی۔ وہ مزید ضبط نہیں کر سکی اور تیزی سے ہجوم سے نکلتی ایک طرف کو آگئی تھی۔

"اس سب کے لئے میں تمہیں معاف نہیں کروں گی۔" اپنی جانب مروان کی نظریں محسوس کر وہ نگاہوں میں لاتعداد شکوے سموئے دیکھتی محفل سے نکل آئی تھی۔

وہ اس وقت گھر کے اندرونی حصہ میں ہال میں موجود تھی۔ اگر مروان کی سخت ہدایت نہ ہوتیں تو وہ کب کا اس گھٹن زدہ محفل سے نکل چکی ہوتی۔

اسے بیٹھے نجانے کتنی دیر بیت گئی تھی۔ یقیناً اب محفل اپنے اختتام کی جانب گامزن تھی۔ گھڑی بارہ کا ہندسہ عبور کر رہی تھی۔ وہ مہمان خانے سے نکل کر گھومتی گھماتی سوئمنگ پول کی سائیڈ نکل آئی تھی۔ بے ساختہ ہی لبوں پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ کھل گئی۔ اس جگہ سے ان گنت یادیں وابستہ تھیں۔

سینے پر بازو لپیٹے وہ اسی تاریکی کا حصّہ معلوم دے رہی تھی جبھی کسی نے اُسے عقب سے اپنے حصار میں لیا تھا۔ وہ بُری طرح سٹپٹا کر ہوش میں آئی۔ مگر اِرد گرد پھیلتی اس کی خوشبو محسوس کر وہ پر سُکون ہوئی تھی۔۔

"یہاں کیوں آ گئیں؟" وہ دونوں اس وقت گھر کے دوسرے حصے میں موجود تھے جو تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ کانوں کے پاس سے اُبھرتی سپاٹ آواز کی سرگوشی پر وہ اس کی سخت گرفت میں بُری طرح کسمسائی تھی۔۔۔

"مروان چھوڑو مجھے۔ کیا کر رہے ہو؟ کوئی آ جائے گا۔" اس نے خبردار کرنا چاہا جو اس کے سر پر ٹکا دوپٹہ ایک طرف کو کرتا اس کے بالوں کی مہک اپنی سانسوں میں اُتار رہا تھا۔

"میں پوچھ رہا ہوں یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ سب مہمانوں سے فارغ ہوتا اندر آیا تو اسے غائب پا کر وہ یہاں چلا آیا تھا۔ جانتا تھا کہ گھر کا یہ حصہ اس کی سب سے پسندیدہ جگہوں میں سے ایک تھا۔

"تم مجھے چھوڑ رہے ہو یا پھر میں شور مچاؤں۔" اس کی پشت مروان کی جانب تھی، جب کہ حد درجہ قربت پر دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔

"میں کہتا ہوں آج تم شور مچا ہی لو، تا کہ یہ لوگ جلدی سے تمھیں میرے حوالے کر دیں۔" اُس کے بالوں میں اپنا گال سہلاتا وہ شرارتی لہجے میں بولا تھا۔

"تم مجھے چھوڑ رہے ہو یا پھر میں تمہیں اسی سوئمنگ پول میں دھکا دے دوں؟" وہ دانت پیس کر گویا ہوئی تھی۔

"اگر میری محبت کے حصار سے خود کو آزاد کرا سکتی ہو تو کوشش کر کے دیکھ لو۔" وہ متبسم لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"مروان تنگ نہیں کرو۔ کوئی آ جائے گا۔ میں فضول میں کسی قسم کا کوئی ڈراما افورڈ نہیں کر سکتی۔" وہ اس بار سرد لہجے میں پھنکاری، اس کے لہجے کی تلخی محسوس کر وہ سرد آہ خارج کرتا فاصلے پر ہوا جو تیزی سے فاصلہ قائم کرتی اس کی جانب پلٹی تھی۔

"چلو مجھے گھر چھوڑ دو!" وہ اس کی مخمور نگاہوں سے خائف نظریں چُرا کر بولی تھی۔

"گھر میں ہی تو کھڑی ہو جاناں!" وہ ایک بار پھر پٹڑی سے اُترا تھا۔

"تم مجھے گھر خود چھوڑنے جاؤ گے یا پھر میں ماموں سے کہہ کر کسی ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں۔" وہ دانت پیس کر گویا ہوئی۔ آئرہ کی گھبراہٹ محسوس کر وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرایا تھا۔

"اچھا چلو آؤ!" اپنے گرد لپٹی چادر اُتار کر اُس کے کندھوں پر ڈالتا، اُسے آگے چلنے کا اشارہ کرتا اس بار وہ تمیز کے دائرہ میں گویا ہوا۔ تو وہ اُسے ایک خفا نگاہ سے نوازتی تیزی سے وہاں سے نکل آئی تھی۔ سد شکر تھا کہ سب مہمان جا چکے تھے۔ اسے دیکھتے ہی ڈرائیور نے آگے بڑھ کر اُس کے لئے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تھا۔ مروان کے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہی ایک پرٹوکول کی گاڑی اُن کے ساتھ نکلی تھی جنہیں وہ فی الحال ہاتھ کے اشارے سے منع کرتا تیزی سے گاڑی کار پورچ سے نکال لایا تھا۔

"اب بتاؤ کہ تم محفل چھوڑ کر اندر کیوں چلی گئی تھی۔" وہ جو سڑک پر نظریں مرکوز کئے بیٹھی تھی اس کی آواز پر چونکی۔

"تو کیا وہاں کھڑی ہو کر تمہاری دیوانی بسمل صاحبہ کی تمہارے لئے محبت دیکھتی!" وہ خفا ہوئی، مروان نے اس کا ہاتھ پکڑ کے عین دل کے مقام پر رکھا تھا۔

"ابھی سے ہار گئیں۔۔۔ ابھی تو بہت کچھ برداشت کرنا ہے۔" وہ ایک نظر اُس کے ضبط کے باعث سُرخ چہرے پر ڈال کر جتاتے لہجے میں بولا، جب کہ ہاتھ ہنوز اس کی گرفت میں قید تھا۔

"مما اپنے لاڈلے بھتیجے کی خبر لینے کا ارادہ رکھتی ہیں، سوچا تمہیں بتادوں۔" اس نے سر جھٹک زِیر لب مسکراہٹ روکی۔

"کیوں؟ کیا آج صبح سے بیرسٹر صاحبہ پیشی بھگتا رہی تھیں؟" وہ آئی برو اُٹھا کر شرارتی لہجے میں بولا۔

"جی مہربانی تھی آپ کی۔" وہ طنز سے باز نہ آئی۔۔ اور ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ اس کی سخت گرفت سے آزاد کیا تھا۔

"ہونہہ!" اُسے اس کی حرکت ایک آنکھ نہ بھائی جبھی زبردستی ہاتھ تھام کر سابقہ مقام پر رکھا اور ایک مسکراتی نگاہ خود کو گھورتی اپنی جنگلی بلی پر ڈالی جو اس کی شال میں لپٹی اپنی اپنی سی لگ رہی تھی۔

"میں کیا کہہ رہا تھا آئرہ!" وہ یکدم پُرسوچ ہوا۔ وہ متعجب ہوئی۔

تھے؟" ماتھے پر نا سمجھی کے بل نمودار ہوئے۔

"تم برقعہ لینا شروع کر دو۔۔۔ آج جب سب تمہیں گھور گھور کر دیکھ رہے تھے تو مجھے وہ سب ذرا اچھے نہیں لگے۔" اسے یکدم ہی سب کی ستائش بھری نگاہیں یاد آئیں جو اس کے وجود پر ٹکی تھیں۔

"کون سا؟ ٹوپی والا عبایا نہ لے لوں۔" اس نے دانت پیسے۔ یہ آدمی اسے اور کتنا اپنا پابند بنانا چاہتا تھا۔

"گڈ آئیڈیا!اور ہاں آئندہ یہ رنگ نہ پہننا۔۔۔اس وقت تک، جب تک آپ مکمل طور پر میری دسترس میں نہ آجائیں۔"اس کا لہجہ جذبات سے بوجھل خود میں بے پناہ خماری سمیٹے ہوئے تھے۔اس کی پلکیں لرز گئی تھیں۔اپنے ہاتھ کے نیچے اس کا دل زوروں سے دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔

"سلطان صاحب! آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ آئرہ خود کو سات پردوں میں چھپالو۔"وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتی دانت پیس کر بولی۔

"آئیڈیا بُرا نہیں ہے ویسے!ایک بار میری دسترس میں آجائیں پھر آپ کو محبت کے نئے باب سے آشنا کرائیں گے۔"اس بار اس کا تھاما ہوا ہاتھ ہونٹوں سے لگاتا وہ گاڑی ایک جھٹکے سے الہیٰ ہاؤس کی بلڈنگ کے عین سامنے روک چکا تھا۔

"مروان!"اس کے چہرے پر پھوٹتی حیا کی لالی اسے ایک بار پھر اپنا دیوانہ کر گئی تھی۔

"جاؤ لڑکی!اس سے پہلے کہ میں ہمیشہ کے لئے تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں۔"وہ آٹو میٹک کار ڈور اُوپن کرتا نگاہوں کا رُخ پھیر گیا۔بُری طرح لرزتی آئرہ گارڈز کے دروازہ کھولنے پر تیزی سے گھر میں غائب ہوئی تھی۔آج تو سلطان صاحب کے تیور ہی بدلے ہوئے تھے۔

وہ آج ذرا دِیر سے لا فرم پہنچی تھی اور آتے ساتھ ہی اپنے چیمبر کی جانب بڑھی تھی۔ الہام کے سلام کا جواب دیتی وہ حد درجہ سنجیدہ دکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔

"کیسی ہیں آپ میڈم؟" وہ اُسے اس حد تک سنجیدہ دیکھ بات بنانے کی غرض سے بولی تھی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں، تم سناؤ۔۔۔ گھر میں سب ٹھیک ٹھاک ہیں؟" وہ ماتھے پر ڈھیروں بل سجائے سوالیہ گویا ہوئی۔۔۔۔

"جی اللہ کا کرم۔۔ آپ ٹھیک تو ہے ناں میڈم! کچھ پریشان لگ رہی ہیں؟" اس بار وہ چونکی کیا اس کا سرد انداز دوسروں کو بھی بخوبی محسوس ہو رہا تھا۔

"جو شخص ہمارے کیس میں مددگار ثابت ہونے والا تھا اطلاع ملی ہے کہ وہ مارا گیا ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں آگاہی دینے والے لہجے میں بولی۔

"کیا؟"

"مگر اس سب میں اس معصوم کا کیا قصور تھا؟" الہام کو افسوس ہوا۔

"الہام اگر واقعی ہم عدالت میں یہ بات ثابت نہ کر سکے کہ خطیب، جہانزیب سلطان کا قاتل نہیں ہے تو، پھر تم بتاؤ کہ کیا ہو گا؟" وہ یکدم ہی چیئر پر پیچھے کو ہو کر بیٹھتی پُر سوچ سی سوالیہ لب و لہجہ اپنا کر گویا ہوئی تھی۔

"ظاہر سی بات ہے کہ خطیب سلطان کو سزا ہو جائے گی۔" وہ اپنی دانستاں میں نا سمجھی سے بولی تھی، آئرہ مسکرائی۔

"مگر تم جانتی ہو ایسا نہیں ہو گا! بھلے میں یہ کیس ہار بھی جاؤں، مگر خطیب کو سزائے موت کبھی نہیں ہو گی۔" وہ ذرا تلخی سے پھنکاری تھی۔

"مگر کیوں میڈم؟" وہ ماتھے پر ہزاروں بل سجائے ذرانا سمجھی سے بولی تھی۔

ی پاڑتی کے لیڈر کا

بیٹا ہے۔" وہ خیالوں میں کھوئی تھی۔

"اگر ایسی بات ہے تو آپ کے ماموں کون سا کم ہیں۔" آئرہ نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"یہی تو بات ہے کہ یہ کیس اگر میں نہ جیت سکی تو جیت تو سلطان خاندان کی بھی ممکن نہیں، مگر ہاں یہ ضرور ممکن ہے کہ اس قتل کیس کو سالوں کے لئے لٹکا دیا جائے۔۔۔اور جس دور میں جس کی سیاست کی زیادہ گُڈی چڑھی ہوئی ہو گی جج فیصلہ اسی کے حق میں دے دے گا۔"وہ تلخ لہجے میں پھنکاری تھی۔

"اب اتنا بھی اندھا قانون نہیں ہے ہمارے ملک کا۔"وہ برا مان گئی تھی۔

"اندھا قانون؟مس الہام یہ بتایئے کہ اس ملک میں قانون ہے ہی کہاں؟"وہ استفہامیہ نگاہوں سے دیکھ تاسفی لہجے میں بولی۔

"آپ کہنا کیا چاہتی ہیں، میں سمجھ نہیں پا رہی۔"اس بار وہ بے چارگی سے بولی۔

"یہی کہ اگر میں یہ کیس لڑنے سے انکار کر دوں تو؟"وہ ہاتھوں میں موجود بال پین انگلیوں میں گھماتی اس کی رائے جاننا چاہتی تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے میڈم!"وہ ہونق ہوئی۔

"مس الہام ہونے کو تو میرا قتل بھی ہو سکتا ہے۔"وہ صاف گوئی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔

"اوہ مائی گاڈ!کیا آپ کو کسی نے قتل کی دھمکی دی ہے؟"وہ پریشان لہجے میں سوالیہ بولی۔

"ابھی تک نہیں، مگر نجانے کیوں مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میرے نام کی پرچی ضرور کٹ چکی ہے۔" وہ قاتلانہ انداز میں مسکرائی تھی۔

"پھر تو میڈم! آپ کی جان کو خطرہ ہے۔"

"جان کا خطرہ کس وکیل کو نہیں ہوتا الہام صاحبہ۔۔۔" وہ حد سے زیادہ پُر سوچ دکھائی دے رہی تھی۔

"پھر اب آپ کیا کریں گی؟" وہ متجسس ہوئی۔

علی رہ گئی تھیں۔

"میڈم آپ اپنے کیریئر کا پہلا کیس ہار جائیں گی؟" حیرت کی زیادتی سے منہ کھل گیا تھا۔

"نہیں، نہیں، تم دیکھنا میں یہ کیس ہار کر بھی بہت کچھ جیت جاؤں گی۔" وہ ذو معنویت سے مسکرائی تھی۔

"ہیلو! مس الہام کہاں کھو گئیں آپ؟" غائب دماغی سے بیٹھی الہام کے سامنے چٹکی بجائی۔ وہ گڑبڑا کر ہوش میں آئی تھی۔

"کچھ نہیں میڈم۔۔۔وہ بس مجھے آپ کی فکر ہو رہی تھی۔"وہ گڑبڑا کر بولی۔

"اچھا!میرے لئے ایک کب کافی تو منگوا دیں پلیز"!

"شیور میڈم!"وہ سر ہلاتی کیبن سے باہر نکل گئی تھی،جب کہ اس کی مسکراتی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

"اجمل یہ تمہاری بھانجی کیا کرتی پھر رہی ہے آج کل؟"سلطان محل کے مہمان خانے میں اس وقت اجمل صاحب کے کچھ سیاسی دوست احباب جمع تھے۔

"کیا مطلب ہے؟"وہ سمجھ کر بھی انجان بنے تھے۔

"مطلب تمہاری بھانجی کا تمہارے ہی خلاف کھڑا ہونا کچھ عجیب نہیں ہے۔عوام پر تمہارا کیا تاثر جائے گا۔"شوکت گردیزی منہ میں سگار دبائے تفتیش بھرے لہجے میں بولے۔

"کوئی تاثر نہیں جائے گا۔وہ بدذات آج کل اس عالمگیر کے بیٹے کے چکر میں ہے۔اس لئے اتنا پھڑ پھڑا رہی ہے۔"وہ ناگواری سے پھنکارے تھے۔

"وہ ہماری راہ کا بہت بڑا کانٹا ثابت ہو سکتی ہے اجمل!" انہوں نے باور کراتے لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو، وقت پڑنے پر میں راہ میں آئے روڑوں کو ہٹانا بھی خوب جانتا ہوں۔" وہ ناگوار لہجے میں غرائے تھے۔

"سُوچ لو! اس بار جو بھی قدم اٹھاؤ تو سوچ سمجھ کر اُٹھانا۔۔۔ کیونکہ تمہارا کوئی بھی قدم پارٹی کی ساکھ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔" انہوں نے تنبیہ ضروری سمجھی۔

"ویسے مائنڈ نہ کرنا اجمل! تم یہ کہہ رہے ہو کہ تمہاری بھانجی خطیب کے چکر میں ہے۔ جب کہ میں نے نوٹس کیا ہے کہ تمہارا بیٹا بھی اس لڑکی کے چکر میں اس کے گرد ہی منڈلاتا رہتا ہے۔" فیاض صاحب کے کہنے پر اُنہیں چپ لگی تھی۔

"یہ جو مردوں کے شانہ بشانہ چلنے والی لڑکیاں ہوتی ہیں ناں، یہ ایسے ہی سب کو اپنی انگلیوں پر نچاتی ہیں۔ لیکن تم فکر نہیں کرو، میری بہو بسمل ہی بنے گی۔" وہ شاید بھول گئے تھے کہ یہ تلخ الفاظ اپنی ہی بھانجی کے لئے بول رہے تھے۔

ے باہر کی ہوا

لگی، وہ مرد کو پاؤں کی جوتی سمجھنے لگتی ہے۔" دوسروں نے بھی ان کی رائے کا اتفاق کیا تھا۔

"السلام علیکم! کیا باتیں چل رہی ہیں؟" وہ سب ہی مروان کی آواز پر چونکے۔

"آیئے برخوردار! ابھی ہم آپ ہی کو یاد کر رہے تھے!" شوکت صاحب داماد کو دیکھ خوشی سے چوڑے ہو گئے تھے۔

"مجھے! خیریت۔۔۔" وہ ون سیٹر صوفے پر بیٹھتا استفہامیہ نظروں سے دیکھ گویا ہوا۔

"ہمم! اجمل میں سوچ رہا تھا کہ الیکشن سے پہلے ہم کیوں نا اپنی دوستی کو رشتہ داری میں بدل لیں۔۔۔ اور ان دونوں بچوں کی شادی کی ڈیٹ اناؤنس کر دیں۔" مروان کے لبوں کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی تھی۔

"انکل اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ ابھی جہانزیب بھائی کے قتل کا کیس عدالت میں لٹکا ہوا ہے اور میری اور بسمل کی منگنی کو ابھی عرصہ ہی کتنا ہوا ہے۔ تقریباً ایک ماہ۔" وہ متوازن لہجے میں بولا۔

"تو بیٹا یہ تو اچھی بات ہے ناں کہ دشمن کو یاد رہے گا کہ وہ کچھ بھی کر لے مگر ہم سے زیادہ طاقت ور ہر گز نہیں ہو سکتا ہے۔" اجمل صاحب کے لہجے میں غرور بول رہا تھا۔

"یہ تو کوئی لاجک نہیں ہوئی انکل۔۔۔فی الحال میرا سارا دھیان پولیٹکس پر ہے۔۔۔اور الیکشنز سے پہلے ان گھریلوں پولیٹکس کو بالکل بھی وقت نہیں دے سکتا تو، سو میری طرف سے سوری۔" وہ ہاتھ اُٹھا کر ہی نائینٹیز کے سیاسی کھاپڑوں کا قہقہہ پڑا

تھا۔

بسمل کی منگنی کے بعد سے ان دونوں میں بات چیت نہ ہونے کے برابر تھی۔ایسی گمبھیر صورت حال میں وہ خود کو بہت اکیلا اکیلا فیل کر رہی تھی۔کچھ روز بعد عدالت کی پیشی تھی جبھی وہ کچھ سوچتی آج سلطان محل چلی آئی تھی۔

"السلام علیکم آئرہ بی بی"!

"علیکم السلام" !

"ماموں مامی کہاں ہیں؟" اس نے براہ راست سوال کیا۔

"میڈم سر تو چھوٹے صاحب کے ساتھ کام سے اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔ البتہ میڈم اپنے روم میں موجود ہیں۔" اس کی اطلاع پر وہ سر ہلا گئی۔ جبھی آج کل موصوف کا نمبر بند جا رہا تھا۔

"چلیں ٹھیک ہے۔ میں مامی کے روم میں ہوں۔ دو کپ کافی لے آیئے گا پلیز!" وہ استحقاق آمیز لہجے میں حکم سُناتی، دو طرفہ سیڑھیاں عبور کرتی، اپنی پیاری مامی جان کے روم میں گئی تھی۔

"السلام علیکم مامی! کیسی ہیں آپ؟" ہولے سے دستک دیتی، وہ اجازت ملتے ہی روم میں داخل ہوئی تھی۔

"تم یہاں؟" ان کی پیشانی پر ناگواریت کے بل سمٹ آئے تھے۔ چہرہ غصے کی زیادتی کے باعث سُرخ پڑ گیا تھا۔

"کیوں میں اپنی مامی سے ملنے نہیں آسکتی!" وہ لاڈ سے گلے میں بانہیں ڈال گئی۔ وہ جو انہوں نے خود پر ایک خول سا چڑھا رکھا تھا اس کے والہانہ انداز پر سٹپٹا کر رہ گئیں۔

"پیچھے ہٹ جاؤ آئرہ! میں نہیں چاہتی کہ میں جذبات میں کچھ ایسا کہہ دوں جو تمہارا دل دکھانے کا باعث بنے۔ ویسے بھی تم نے میرا بہت دل دکھایا ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولیں تو وہ نرمی سے مسکراتی اُن کا ہاتھ تھام کر پاس ہی بیٹھ گئی تھی۔

"سوری مامی اگر آپ میری کسی بھی بات سے ہرٹ ہوئیں ہوں۔ میں یہاں آپ سے معافی ہی تو مانگنے آئی ہوں۔" وہ ذرا نادم لہجے میں بولی تھی۔ ایک وہی تو تھیں جو اس سے محبت کرتی تھیں۔

یہ پھنکاری تھیں۔

"آپ تھکتی نہیں ہیں یہ اداکاری کرتے کرتے۔" وہ دکھ سے بولی۔

"کہنا کیا چاہتی ہو لڑکی۔" وہ درشتگی سے بولیں۔

"آپ بھلے ہی مجھ سے اپنا آپ کتنا ہی کیوں نہ چھپالیں یا پھر بُرا بھلا کہہ لیں۔ مگر میں آپ کے ہر انداز سے واقف ہوں۔" اس کے لہجے میں مان تھا۔

"یہاں کیوں آئی ہو۔" وہ لہجے میں بے پناہ نفرت سموئے ناگواری سے بولیں جو واضح ڈھونگ دکھائی دے رہی تھی۔ کوئی سمجھے نہ سمجھے مگر آئرہ تو اُن کے ہر انداز سے واقف تھی۔

"کہا تو ہے اپنی پیاری مامی جان سے معافی مانگنے آئی ہوں۔ اپنی پیاری سی دوست کو راضی کرنے جو مجھ سے روٹھ گئی ہیں۔" وہ روہانسے لہجے میں بولی تھی، ان کا یہ بناوٹی رویہ بھی بہت تکلیف پہنچا رہا تھا۔

کا الزام لگانے کی۔ یا

پھر میرے بیٹے کا دل توڑنے کی۔" وہ استہزائیہ مسکرائی تھیں۔

"مامی سچ کیا ہے یہ آپ بھی جانتی ہیں اور میں بھی۔" وہ نم نگاہیں اٹھا کر ان کے تھامے ہوئے ہاتھ لبوں سے لگا گئی۔ ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے تھے۔

"میں ایسا کیا جانتی ہوں آئرہ! تم بتاؤ ناں مجھے!" وہ نڈھال سے لہجے میں سوالیہ گویا ہوئیں۔

"آپ نے تو مجھ سے ہر حق ہی چھین لیا ہے۔ مامی نا سہی پھپھی ہونے کے ناطے تو آپ مجھے گلے لگا ہی سکتی ہیں۔" وہ یکدم ہی شدتوں سے روتی اسے سینے سے لگا گئیں جو ان کے مرحوم بھائی کی اکلوتی نشانی تھی۔

"آئرہ میرے بچے مت کھیلو اس آگ سے! تمہارے ہاتھ جل جائیں گے اور پھر تمہارے ہاتھ ماسوائے خساروں کے کچھ نہیں آئے گا۔" وہ جو پہلے ہی ایک بیٹے کا روگ دل سے لگائے بیٹھی تھیں۔ شدتوں سے روئی تھیں۔

"نہیں مامی! اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ اس بار آپ کی آئرہ کمزور نہیں پڑے گی۔ میں ہمارے مجرم کو سزا دلوا کر ہی دم لوں گی۔" وہ ان کے آنسو پونچھتی اُمید بھرے لہجے میں بولی تھی۔

"بیٹا لیکن اس سب میں میرے بچے کا کیا قصور ہے۔ تم اُسے کس بات کی سزا دے رہی ہو۔۔" وہ اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام چکی تھیں۔

"مامی میں اس کا دل نہیں دکھانا چاہتی۔ مگر وہ میری کوئی بات ماننے کو تیار ہی نہیں ہے۔ اگر وہ میرا ساتھ دے تو۔۔۔" نشاط بیگم کے سرد تاثرات دیکھ یکدم اس کی زبان کو بریک لگا تھا۔

"اپنے ماموں سے نفرت کرنا چھوڑ دو۔ مروان اور میں تمہیں اس وقت تک نہیں مل سکتے جب تک تم اپنے ماموں کے دل میں جگہ نہ بنالو۔" وہ کڑے دل سے بولی تھیں۔

"مطلب آپ مجھے ان ڈائریکٹلی اپنی زندگی سے دفعہ ہو جانے کا بول رہی ہیں کیونکہ اجمل سلطان اس زندگی میں آئرہ الٰہی سے محبت کریں۔ ایسا ہونا تو ناممکنات میں سے ہے۔" وہ اپنے جذباتی پن پر قابو پاتی استہزائیہ مسکرائی تھی۔

"تو پھر بہتر یہی ہے کہ تم ہمیں بھول جاؤ! ویسے بھی میں فیصلہ کر چکی۔ اس خاندان کی بہو اب صرف بسمل ہی بنے گی۔" وہ بھی اپنی کیفیت پر قابو کر سخت لہجے میں بولیں، وہ دکھ سے انہیں دیکھ کر رہ گئی۔

"مجھے کچھ نہیں چاہئے مامی، ماسوائے آپ کی دعاؤں کے۔" ان کے دونوں ہاتھوں پر عقیدت سے بوسہ دیتی وہ دل میں ڈھیروں بوجھ لئے واپس پلٹ آئی تھی۔

نیلگوں آسمان کو اَبر آلود بادلوں نے اپنی چھاؤں سے ڈھک رکھا تھا۔ آج موسم کے تیور خاصے چڑچڑاہٹ کا شکار تھے۔ سورج گویا رُوٹھ کر بھیگی بادلیوں میں جا چھپا تھا۔ موسم میں خنکی سی گھلی تھی۔۔۔ آئرہ انگڑائیاں بھرتی بیدار ہوئی۔ آج وہ زمرد بیگم کی طبیعت کی ناسازی کے باعث فرم جانے کا ارادہ ترک کر چکی تھی۔ گلابی رنگ سلک کے نائٹ سوٹ میں ملبوس وہ جمائیاں روکتی، بستر سے

پاؤں فرش پر رکھتی، دھیرے سے قدم اُٹھاتی، گلاس ونڈو کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی جبھی اچانک سے اِس کا موبائل بج پڑا تھا۔

وہ قدم اُٹھاتی بیڈ کے سرہانے رکھا موبائل اُٹھانے کی غرض سے نزدیک آئی، مگر اسکرین پر چمکتا ان نون نمبر دیکھ اس کے ماتھے پر سینکڑوں بل نمودار ہوئے تھے۔

"یہ کون ہے؟"خود ساختہ قیاس کرتے، گلا کھنکھار کر کال پک کی۔

"ہیلو! آئرہ الہیٰ اسپیکنگ!"سماعتوں سے ٹکراتی اس شعلہ جوالا لڑکی کی آواز سن مقابل موجود وجود کے لبوں پر خباثت بھری مسکراہٹ کھلی تھی۔

"آپ کی آواز کی یہ کڑک بہت نشیلی ہے آئرہ صاحبہ! کسی پرانی شراب کے نشے کی مانند۔۔۔جو ایک بار دماغ پر چڑھ جائے تو سرور کی مستی و مدہوشی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔"مقابل ہستی کی انتہائی غلیظ آواز سن آئرہ کو شدید تپ چڑھی تھی۔

"کیا بکواس ہے یہ؟ کون بات کر رہا ہے؟"اُس کا لہجہ انتہا کا سرد تھا۔کال وہ ریکارڈنگ پر لگا چکی تھی۔

"آپ کی موت۔۔۔جو دن بادن آپ سے قریب سے قریب تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ مگر آپ ہیں کہ سر پر منڈلاتے اِس خطرے کو دیکھنے کو تیار ہی نہیں ہیں؟"وہ ذو معنی لہجے میں مسکرایا تھا۔

ر انا تو سیکھا ہی نہیں

تھا۔

"ہاہاہا!لڑکی تم انتہا کی پٹاخا چیز ہو۔اب تو یہ کمبخت دل مجھے بُری طرح اکسا رہا ہے کہ آپ کو ایک بار اپنے بستر کی زینت ضرور بنایا جائے۔"مقابل کی کمینگی پر اس کا چہرہ غصے کی زیادتی سے سُرخ پڑا تھا،جو آواز سے ہی کوئی عمر دار شخص لگ رہا تھا۔

"بکواس بند کرو اپنی بیہودا انسان۔۔۔سمجھے!"وہ بلبلا اُٹھی تھی۔

"صرف سُن کر ہی بلبلا اُٹھی ہیں بیرسٹر صاحبہ!اگر جو میری سوچ کل کا سورج طلوع ہونے سے قبل حقیقت کا روپ دھار لے تو پھر کیا کریں گی؟"وہ اس کا ضبط آزما رہا تھا۔

ہے؟"وہ

اس کال کا مقصد تو خوب سمجھ رہی تھی۔

"اپنے ماموں کے خلاف سازشیں کرنا بند کر دو لڑکی۔۔۔ورنہ تمہارا بھی وہی حال ہو گا، جو آج سے کئی سال قبل تمہارے باپ کا ہوا تھا۔" دھمکی آمیز لہجے میں کہہ کر ایک جاندار قہقہہ لگایا تھا۔اس کا چہرہ غصّے کی تمازت سے تپ اُٹھا تھا۔

"شٹ اپ! خبر دار۔۔۔ خبر دار جو اپنی ناپاک زبان سے میرے باپ کا ذکر بھی کیا تو۔" وہ انتہائی شدّت سے چلائی تھی، مگر دوسری جانب سے رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔اس نے جھٹکے سے موبائل پرے رکھا۔

"ریلیکس آئرہ! ان لوگوں کا مقصد محض تمہیں ڈرا کر اپنے مقصد سے ہٹانا ہے۔ مگر تم ایسا کچھ نہیں ہونے دو گی۔ تم ہمّت نہیں ہارو گی۔ سمجھ گئیں۔" وہ گہرے گہرے سانس بھرتی، خود کو دلاسہ دیتی پورے وجود سے لرزی تھی۔ جبھی اس کا موبائل ایک بار پھر تھرتھرایا تھا۔اس نے طیش میں بغیر دیکھے کال ریسیو کی تھی۔

"سمجھا دینا میرے پیارے ماموں جان کو کہ اس بار وہ اپنے ناپاک ارادوں میں ہرگز بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔" آئرہ کی آواز میں لرزش محسوس کر دوسری جانب موجود مروان کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"کیا کہہ رہی ہو لڑکی؟ کیا ہوا ہے؟ اتنے غصے میں کیوں ہو؟" وہ یکدم خاموش ہوئی، کان سے موبائل ہٹا کر دیکھا تو دوسری جانب مروان تھا۔ وہ خود کو کوستی آنکھیں میچ کر رہ گئی۔

"کیا ہوا آئرہ؟ میں تم سے بات کر رہا ہوں۔" وہ اس کی خاموشی پر ذرا تیز لہجے میں بولا تھا۔

"کال کیوں کی؟" اس کا لہجہ انتہا کا سرد تھا۔ وہ خود پر ضبط کر چکی تھی۔

"میں جو پوچھ رہا ہوں پہلے اس کا جواب دو۔۔۔ کس سے بات کر رہی تھیں تم؟" اس کا اگنور کرنا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

"آپ کے والد صاحب کے کسی پالتو کا فون آیا تھا۔ مجھے دھمکی لگا رہا تھا کہ میں ان کے خلاف یہ کیس لڑنا بند کر دوں۔" وہ طنزیہ انداز میں پھنکاری، مگر چاہ کر بھی اس شخص کے غلیظ لفظوں کے بارے میں نہیں بتا سکی تھی۔

"تم کیوں ہر وقت خود کو اور مجھے پریشان رکھتی ہو۔ دو لمحوں کا سکون نہیں ہے تمہیں۔" وہ جس نے بہت اچھے موڈ سے کال کی تھی، دوسری جانب سے اس طرح کی بات سن کر اس کا لہجہ تلخ ہوا۔

"رکھ رہی ہوں میں۔" وہ سر جھٹک گئی۔

"بات سُنو میری۔ مما بتا رہی تھیں کہ میرے پیچھے تم گھر آئی تھی؟" اس نے بمشکل خود پر قابو پا کر نرمی سے سوال کیا۔

"کیوں نہیں آسکتی کیا؟" وہ پھاڑ کھاتے لہجے میں بولی تھی۔

"بالکل آسکتی ہو بھئی، تمہارا اپنا گھر ہے۔ مگر میں تو یہ جاننا چاہ رہا تھا کہ پہلے تو کبھی میری موجودگی میں نہیں آئیں تو میرے جاتے ہی وہاں آنے کا خیال کیسے آگیا؟" اُس کے لہجے کی شوخی پر آئرہ نے دانت پیسے، جسے بس موقع چاہیے ہوتا تھا۔

"ماموں چاہتے ہیں کہ اب تم ذرا سیریس ہو کر سیاست میں دلچسپی لو، مستقبل کے کبھی نہ ہونے والے وزیر آعظم، مگر تمہیں ہر وقت ٹھرک جھاڑنے سے ہی فرصت نہیں ہے۔" بیزار لہجے میں بولتی وہ فیس واش کرنے کی غرض سے واش روم میں آگئی تھی۔ جانتی تھی کہ اس چپکو شخص نے اتنی جلدی تو پیچھا نہیں چھوڑنا۔

"یہ تم ہر وقت مجھے کبھی نہ ہونے والا سیاست دان کیوں بولتی رہتی ہو۔ کیا پتہ اگلا وزیر آعظم میں ہی بنوں۔" وہ صوفے کی پشت پر سر گراتا متبسم لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"خوش فہمی ہے آپ کی! ویسے سیاست میں جا کر تم شریف رہو ایسا ہونا تو ناممکنات میں سے ہے۔ اور اگر تم بھٹک گئے تو پھر میں تمہیں راہِ راست پر لانا بھی خوب جانتی ہوں۔ پھر میرا طریقہ تمہیں یقیناً پسند نہیں آئے گا۔ تو یہی بہتر نہیں ہے کہ تم مستقبل میں سیاست دان بننے کے بجائے صرف ایک اچھے انسان بن کر رہو۔" مروان اس کی قیاس آرائی پر دلکشی سے قہقہہ لگا گیا۔

"کتنا آگے تک کا سوچ رکھا ہے تم نے۔" وہ محظوظ ہوا۔

"مگر پھر بھی تم میری سوچ تک رسائی نہیں پا سکتے۔" وہ تفاخر سے بولتی اب چہرہ واش کر رہی تھی۔ موبائل اسپیکر پر تھا۔

"اور تم بھی بیرسٹر صاحبہ!" اُس کی گمبھیر آواز پر ہاتھ لرز اُٹھے تھے۔ ساتھ ہی ٹوتھ برش ہاتھ سے نیچے گرا تھا۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم؟" اُس نے عجیب سی کھٹ پٹ کی آواز محسوس کرنا سمجھی سے پوچھا۔

"منہ دھو رہی تھی۔ فی الحال اب روم میں آ گئی ہوں۔" وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔

"اب بتا بھی دو کال کیوں کی تھی؟" وہ زچ ہوئی، جو ہر بات بولنے میں گھنٹوں لگاتا تھا۔

"پتہ نہیں بھول گیا۔جب یاد آجائے گی تو بتاؤں گا۔"وہ اس کی بیزار آواز سے خظ اُٹھا رہا تھا۔

"اوکے !تو پھر اب کال بھی جبھی کرنا۔"وہ تنک کر رہ گئی۔

"خبر دار!جو تم نے میری کال بند کی تو۔"وہ خفا ہوا۔

"کیا ہے بھئی!یہ صبح صبح کون سا بخار چڑھ گیا تمہیں؟"

"کتنی سیلفش ہو تم۔آج ہم پورے ایک مہینے بعد ایک دوسرے سے بات کر رہے ہیں۔مگر مجال ہے جو تمہیں ذرا میری یاد آئی ہو؟"وہ شکوہ کناں لہجے میں بولا تھا۔

"کتنا جھوٹ بولتے ہو تم۔ابھی چار روز قبل ہی بات ہوئی ہے ہماری۔"اس نے جتایا۔

"جی!وہ بات جس میں آپ فل شعلہ جوالا بنی ہوئی تھیں۔"اس بار وہ مسکرائی،اور یقیناً اس لڑکی کی قاتلانہ مسکراہٹ کسی کو بھی گھائل کر سکتی تھی۔

"کاش کہ تم اس وقت میرے سامنے ہوتیں۔"دوسری جانب سے اس کی جذبات سے بوجھل گمبھیر آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"کیوں؟ پھر کیا ہوتا؟" وہ سمجھ کر بھی انجان بنی تھی۔ چہرہ دہک اٹھا تھا۔ دل کی دھڑکنیں کانوں میں گونجتی سنائی دے رہی تھیں۔

"تاکہ میں تمہاری یہ مسکراہٹ چُرا کر اپنے پاس محفوظ کر لیتا اور تمہارے چہرے پر بکھری حیا کی لالی کے دلکش رنگ فرصت سے نہارتا، کیونکہ ان گناہ گار آنکھوں کو ایسے نظارے تو کم ہی دیکھنے کو ملتے ہیں۔" دوسری جانب کی بیتابی محسوس کر وہ بری طرح جھینپ گئی تھی۔

نہیں ہے ان

ں اٹھا تھا۔

"کیا ہوا پھپھو کو؟" لہجے میں تفتیش عیاں تھی۔

"کچھ خاص نہیں۔ بس ذرا طبیعت ناساز ہے۔" وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔

"اچھا! آتا ہوں میں۔ ہسپتال چلتے ہیں۔" اس کے لہجے میں پرواہ تھی، جو ہمیشہ ہی آئرہ کا دل تسخیر کر لیتی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہے آجاؤ!ویسے بھی میری بات تو سنیں گی نہیں۔۔۔کیا پتہ اپنے بھتیجے کی مان لیں۔"وہ جان بوجھ کر طنزیہ انداز میں بولی۔

" بھتیجے کی بات پھپھو تو مان لیتی ہیں۔افف!ان کی بیٹی کب مانے گی۔"وہ سرد آہ خارج کر کے بولا۔

"تمہارے خوابوں میں تو شاید مان ہی لے گی۔"وہ شرارت سے کہتی کھٹ سے فون بند کر چکی تھی۔

"افف ظالم!تم تو خوابوں میں بھی بس لڑتی ہی نظر آتی ہو۔"وہ تاسفی انداز میں سوچ کر نفی میں سر ہلاتا خود اُٹھ کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا تھا۔

"یار مما!کیا ہو گیا ہے آپ کو۔اتنی سی بات پر بھلا طبیعت کون خراب کرتا ہے؟"وہ زمرد بیگم کو بخار میں پھونکتا دیکھ ذرا خفا سے لہجے میں بولی تھی۔

"تمہارے نزدیک یہ اتنی سی بات ہے؟"وہ ناچاہتے ہوئے بھی غصہ ہوئیں۔

"جی مما،بہت چھوٹی سی بات ہے یہ۔"وہ نظریں چراتی اس بار ان کی توپوں کا رخ اپنی جانب موڑ چکی تھی۔

"ہاں! یہی ہٹ دھرمی ہے تمہاری جس کی وجہ سے تم ماں کو اور ماں کی کسی بات کو کھاتے میں نہیں لاتیں۔ میں پھر کہہ رہی ہوں۔ آئرہ ہوش کے ناخن لو۔ جس شخص کے خلاف تم کیس لڑ رہی ہو وہ مروان کا باپ ہے۔" انہوں نے اپنی بیٹی کی حماقتوں پر سر پیٹ لیا تھا۔

"اچھا ناں مما! سن لیا میں نے۔۔۔" وہ ناراض ہوئی۔

"اور عمل کب ہو گا؟" انہوں نے خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔

"آپ جو چاہ رہی ہیں وہ ممکن نہیں۔" وہ ایک بار پھر تلخ ہوئی۔

"یا میرے اللہ! مجھے تو رہ رہ کر تمہارے مستقبل کی فکر ہو رہی ہے۔ یہ کیا حماقت کر بیٹھی ہو۔" وہ غصے سے بولیں۔

ل کرنا

چاہا۔

"پتہ نہیں کیسے ٹھیک ہو جائے گا۔ کیا ہوا ؤں میں سب ٹھیک ہو جائے گا؟" وہ سیخ پا ہوئیں۔ وہ خفت زدہ سی نگاہیں چُرا گئی۔

"آپ کیوں اپنا بلڈ پریشر ہائی کر رہی ہیں؟" اب کی بار وہ مصنوعی غصے سے بولی۔

"تمہیں فرق پڑتا ہے۔ میں مروں یا جیوں۔ تم بس وہی کرو جو تمہارا دل چاہتا ہے۔" وہ ناچاہتے ہوئے بھی تلخ لہجے میں بولی تھیں اور بس یہیں آکر آئرہ کی بس ہو جاتی تھی۔ وہ بظاہر مضبوط نظر آنے والی لڑکی ماں کی ناراضگی اور سخت لفظوں پر کتھئی آنکھوں میں آنسو بھر لائی تھی۔

"لیکن مجھے تو آپ کی خراب طبیعت سے بہت فرق پڑتا ہے۔ میں اپنی پھپھو کو ہنستا کھیلتا دیکھنا چاہتا ہوں۔" وہ نگاہیں جھکائے خاموش آنسو بہا رہی تھی۔ جب عقب سے مروان کی بھاری گمبھیر مردانہ آواز اُبھری۔ وہ دونوں ہی چونک گئی تھیں۔

"مروان! وہاں کیوں کھڑے ہو، یہاں آؤ میرے پاس۔" آج وہ ہمیشہ کی طرح بھتیجے کو دیکھ چہکی نہیں تھیں۔ وہ سیاہ رنگ سوٹ میں ملبوس کسی مرجھائے ہوئے گلاب سی آئرہ کو گال رگڑتا دیکھ ایک بے تاثر نگاہ ڈالتا قدم اُٹھا کر نزدیک آیا اور ذرا فاصلے سے بیڈ پر ہی بیٹھ گیا تھا۔

"کیا ہوا طبیعت کو۔ چلیں ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔" وہ ان کا ہاتھ تھام کر نرمی سے بولا تھا۔

"میں ڈاکٹر کے پاس، ایک ہی شرط پر جاؤں گی۔۔۔پہلے تم اس لڑکی سے کہو کہ اپنی بیوقوفانہ حرکتوں سے باز آجائے اور یہ کیس لڑنا چھوڑ دے۔" وہ بولتے ہوئے ہانپ گئی تھیں۔

"مما کیا ہو گیا ہے آپ کو، کیا بچوں جیسی ضدیں کر رہی ہیں۔" وہ زمرد بیگم کے تقاضے پر تلملا کر رہ گئی۔

"آئرہ! مجھے بات کرنے دو۔" اس نے تحمل رکھنے کا اشارہ کیا جو منہ بناتی چولہے پر دم لگی یخنی لانے کی غرض سے کچن کی جانب بڑھ گئی تھی۔

"پھپھو کیا ہو گیا ہے آپ کو؟" وہ اُن کے ہاتھ تھامتا، قریب ہی نیچے گھسوں کے بل بیٹھ گیا تھا۔

"مروان! یہ کیا چاہ رہی ہے۔ میری کچھ سمجھ نہیں آرہا۔ اوپر سے تم دونوں نے کسی کے علم میں لائے بغیر اتنا بڑا اقدم اُٹھالیا۔ کیا ہم مر گئے تھے۔" وہ شدید اضطرابی کیفیت سے دوچار مروان کو بھی جھڑک چکی تھیں۔

"اللہ پاک آپ لوگوں کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔۔۔ایسا کیوں سوچ رہی ہیں؟" اس نے سمجھانا چاہا۔

"مجھے اپنی زندگی کا بھروسہ نہیں رہا مروان۔ میں اپنی زندگی میں ہی اپنی بچی کو اس کے گھر کا کرنا چاہتی ہوں۔" انہوں نے دبے لفظوں میں اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ مروان کو چپ سی لگ گئی تھی۔

"تم دونوں نے کسی سے رائے مشورہ کئے بغیر اتنا بڑا فیصلہ کر لیا۔۔۔ کبھی یہ سوچا کہ اس فیصلے کا کیا انجام ہو سکتا ہے؟" وہ سختی سے باز پرس کر رہی تھیں۔

"ایک بار کیس ختم ہو جانے دیں پھپھو۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔" وہ زمین پر نظریں گاڑے بیٹھا تھا۔

۔اور اس سب میں تم

لوگوں کی یہ حماقت۔۔۔" وہ تاسف سے بل کھاتی رہ گئیں۔

"آپ فکر نہ کریں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اور پلیز خود کو یوں سوچ سوچ کر ہلکان کرنا چھوڑ دیں۔ آئرہ میری زمہ داری ہے۔" وہ شدید ٹینشن کے باعث مسکرا بھی نہ سکیں۔

"آپ کو مجھ پر یقین نہیں رہا پھپھو؟" اُن کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ دیکھ چہرے پر ملال در آیا تھا۔

"تم پر یقین ہے، مگر قسمت کے چکر سے ڈر لگتا ہے۔" دروازے سے داخل ہوتی آئرہ کے قدم تھم سے گئے تھے۔

"آپ نے بلاوجہ کی سوچیں پال رکھی ہیں مما! ابھی آپ کی بیٹی اتنی کمزور نہیں ہوئی کہ اسے عارضی سہاروں کی ضرورت پڑے۔ میں اپنا آپ خود سنبھال سکتی ہوں۔" وہ جتاتے لہجے میں بولی، مروان نے اس کا دوپٹے سے ڈھکا سر دیکھ دانت پیسے جسے بس طنز کرنے کا موقع چاہیئے ہوتا تھا۔

"بس یہی! یہ جو تمہاری گز بھر لمبی زبان ہے ناں اور ہٹ دھرمی۔۔۔ڈر لگتا ہے مجھے آئرہ۔ لڑکیوں کا اتنا بے باک ہونا اچھا نہیں ہوتا۔ ہم جس معاشرے کا حصہ ہیں یہاں عورت کی اتنی آزادی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔" وہ ایک بار پھر بیٹی کے سامنے ہار گئی تھیں۔ جب کہ وہ مروان کو گھور رہی تھی۔

"معاشرے کی پرواہ ہے کسے مما؟؟" وہ ازلی بے پرواہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"مروان سمجھالو اس لڑکی کو!" وہ بیٹی کو گھور کر بولیں، جواب ریلیکس سا شرارتی نظروں سے آئرہ کی کلاس لگنے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"میں کیا سمجھاؤں پھپھو! یہ لڑکی تو میری کسی بات کو کھاتے میں ہی نہیں لاتی۔" وہ شرارتی لہجے میں چھیڑنے کی غرض سے بولا، جو ایک چھوٹے سائز باؤل میں سوپ نکالتی اب پسی کالی مرچ چھڑک رہی تھی۔

"تم یہاں باتیں بنانے آئے ہو یا مما کو ہسپتال لے جانے!" وہ خونخوار انداز میں پلٹی تھی۔

"یہ کس انداز میں بات کرتی ہو تم مروان سے۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا پھر کہہ رہی ہوں۔ اپنی سوچ کا قبل درست کر لو آئرہ۔۔۔ اور زبان پر ذرا لگام ڈالو۔" زمرد بیگم کی جھڑکی پر وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

"ٹھیک بول رہی ہیں آپ پھپھو! اور میں نے اسے کتنی بار کہا ہے کہ اب مجھ سے آپ کہہ کر بات کیا کرے۔ باہر میری بہت عزت ہے جب یہ محترمہ تم کہتی ہیں تو سب تمسخر آمیز نظروں سے گھورتے ہیں مجھے۔" وہ جلی پر تیل کا کام کر رہا تھا۔

"تم اپنا منہ۔۔۔" لفظ لبوں میں ادھورے ہی رہ گئے تھے۔

"خاموش! بالکل خاموش ہو جاؤ آئرہ! اور خبر دار جو تم نے آئندہ مروان کو تم کہہ کر مخاطب کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ یاد رکھنا۔" وہ تنبیہی لہجے میں بولیں، جب کہ اس نے چھپ کر شرارت سے آنکھیں دبائی جس کا چہرہ غصے کی تمازت سے سُرخ پڑ گیا تھا۔

"جو حکم والدہ صاحبہ! اب ذرا ناچیز کی ذات پر ایک احسان عظیم کیجئے اور اپنے لاڈلے بھتیجے کے ساتھ ہسپتال چلی جائیں۔ ورنہ ان صاحب کا کھاتا کھل جائے گا کہ میں نے فضول میں بلا کر مروان جی کا ٹائم ویسٹ کیا۔" وہ دانت کچکچا کر بولتی شدید تپی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

"جی پھپھو چلیں! اور آپ بھی جلدی سے چادر لے کر آئیں!" وہ جان کر ذرا رعب سے بولتا مسکرایا۔ زمرد بیگم نے بمشکل مسکراہٹ دباتے ان کی دائمی خوشیوں کی دعا کی تھی۔

"جو حکم عالی جان!" وہ طنزیہ جملہ پاس کرتی واک آوٹ کر گئی جبھی اس کی پشت تکتے مروان کی کمر پر اچانک ایک دھومکا جڑا گیا۔ وہ سٹپٹایا۔

"تنگ نہ کیا کرو میری بچی کو۔ آدھا خون تو غصہ کر کے ہی جلا لیتی ہے۔" اس بار وہ بیٹی کے حق میں بولی تھیں۔

"جو حکم!" وہ شرارت سے سر جھکا گیا تو وہ بھی مسکرا دیں۔ آئرہ چادر لے کر آئی تو وہ اشارہ کرتا باہر نکل آیا تھا۔ اب وہ تینوں ہسپتال کے راستے کی جانب گامزن تھے۔

رات کا سیاہ آندھیرا ہر سو اپنے کشادہ پنکھ پھیلا چکا تھا۔ اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ موسم کے تیور تو صبح سے ہی بگڑے ہوئے تھے اور اب تیز ہواؤں کے سنگ مینہ برسنے لگا تھا۔ آئرہ مروان کی موجودگی کے باعث ڈنر کا اہتمام کرنے کی غرض سے کافی دِیر سے باورچی خانے میں گھسی ہوئی تھی۔ اُنہیں ہسپتال سے واپسی پر کافی دیر ہو گئی تھی۔ مروان ابھی تک زمرد بیگم کے پاس موجود اُن کی دلجوئی کرنے میں مصروف تھا۔ جو نجانے کیوں آج حد سے زیادہ پریشان تھیں یا پھر اپنے سگے بھائی سے مایوس تھیں۔ وہ سارا کھانا تیار کر چکی تھی، البتہ اب بس کام آخری مراحل میں تھا۔

"کشمالہ بی سب ریڈی ہے؟" وہ ذرا مصروف سے انداز میں بولی تھی۔

"جی میڈم! آپ کہتی ہیں تو میں صاحب کو اور میڈم کو بلا کر لاتی ہوں۔" وہ آخری کام چولہا صاف کرتی، ایک گہری سانس لے کر پیچھے ہوئی۔

"نہیں آپ ٹھہریں، میں خود دیکھتی ہوں۔" وہ کمر پر کسا دوپٹہ کھولتی اس وقت فل گھریلو حلیے میں پسینے پسینے ہو رہی تھی جبھی وہاں مسکراتا ہوا مروان داخل ہوا تھا۔

"تم ہمیں کمرے میں اکیلا چھوڑ کر کہاں مصروف ہو گئی ہو لڑکی۔" مروان نے جانچتی نگاہوں سے اُس کے سراپے کا جائزہ لیا تھا۔ گھور سیاہ گھنگھریالے بالوں کا جوڑا بنا رکھا تھا۔ لان کے سیاہ رنگ سادہ سے شلوار سوٹ میں ملبوس وہ آتش فشاں سی کامنی لڑکی سیدھا دل میں اُتر رہی تھی۔

"کشمالہ بی آپ جائیں ذرا مما کو دیکھیں، میں یہ سب دیکھ لوں گی۔" وہ مروان کو گھورتی، انہیں کچن سے نکال چکی تھی جو اب مزے سے اُوپن کچن کاؤنٹر کے عین سامنے رکھی ہائی چیئر سنبھال کر بیٹھ گیا تھا۔

"بیرسٹر صاحبہ! کیا آپ نے یہ سارے لذیذ پکوان خاص الخاص مابدولت کے لئے اپنے ہاتھوں سے تیار کئے ہیں؟ مطلب آپ شاید دنیا کی واحد وکیل ہوں گی جو اپنے مخالفین کو گھر بلا کر اُس قدر عزت سے نوازتی ہیں۔ مہمان نوازی کی داد دینی پڑے گی۔۔۔" وہ سلاد کی پلیٹ سے ایک کھیرے کا پیس اُٹھا کر منہ میں رکھتا شرارت سے بولا۔

"وہ کیا ہے ناں مسٹر مروان! ہم خاندانی لوگ ہیں۔ ہم مخالفت میں بھی ادب و آداب ملحوظ خاطر رکھنے کے پابند ہیں۔ ویسے بھی دشمنی کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں۔ اور دشمنی کا پہلا اصول یہی ہے کہ حریف کی بے عزتی بھی اتنی عزت سے کی جائے کہ مقابل کو پھولوں کا گلدستہ محسوس ہو۔" وہ اسے تپانے کی غرض سے لبوں پر بھسم کر دینے والی مسکراہٹ سجا کر گویا ہوئی تھی۔ جب کہ وہ ڈھیٹ ہڈی کی طرح اُلٹا قہقہے لگا اُٹھا تھا۔

"تو آپ محترمہ غالباً ہمیں بلواسطہ خاندانی نہ ہونے کا طعنہ دے رہی ہیں۔" آئرہ نے اس کے بات گھمانے پر کینہ توز نگاہوں سے گھورا تھا۔

"بالکل! خاندانی لوگوں کی یہ حرکتیں نہیں ہوتیں کہ کسی کے گھر مہمان بن کر جائیں اور مہمان خانے میں بیٹھنے کے بجائے میزبان کے باورچی خانے میں ہی تشریف لے آئیں۔" اُس نے بھی گھور کر حساب برابر کیا تھا جسے چنداں فرق نہیں پڑا تھا۔ لبوں کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی مسکرائی تھیں۔ جب کہ منہ مسلسل چل رہا تھا۔

"اوہ! تو میزبان سے کس نے کہا تھا کہ وہ مہمان کو توجہ دینے کے بجائے فضول کی خاطر داریوں میں مصروف ہو جائیں۔ کیا میزبان کو ہمارے دل تک رسائی نہیں کہ ہم ان لذیذ پکوانوں کے بھوکے نہیں

بلکہ ان کی ایک نگاہ الفت کے منتظر ہیں۔"اس کے لہجے کی گمبھیر تا پر اُس نے خفت سے نگاہیں چرائی تھیں۔ مگر ڈھٹائی ہنوز قائم تھی۔

"دیکھیں مروان صاحب۔ بھوکا تو ہم اپنے گھر سے دشمن کو بھی نہیں بھیجتے آپ تو پھر ہمارے ساتھی مخالف ٹھرے۔"سینے پر بازو لپیٹے وہ اس کی بکواس نظر انداز کرتی ازلی لاپروائی سے گویا ہوئی تھی۔

"ویسے بیرسٹر صاحبہ ساتھی مخالفین کے لئے اس قدر اہتمام کی کوئی خاص وجہ؟"وہ سیاہ آنکھوں میں شرارت سموئے معنی خیزی سے بولا تھا۔

"یہ تم کیا اس گھاس پھونس سے ہی پیٹ بھر لوگے۔"اس کا شرارتی جملہ نظر انداز کرتی، اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارتی اب وہ ذرا خفگی سے بولی تھی۔

"اوہ اچھا! یاد آیا، آپ نے تو اپنے ہاتھوں سے میرے لئے کھانا بنایا ہے تو ظاہر ہے اب آپ اس ناقدری کو کیسے برداشت کر سکتی ہیں۔"وہ شرارت سے باز نہیں آیا تھا۔ آئرہ نے ابرو اُٹھائے۔

"میں نے نہیں بنایا! کشمالہ بی نے بنایا ہے۔"اُس نے اس کی خوش فہمی دور کی۔

"رئیلی!"اُس نے استہزائیہ انداز میں کہتے سر جھٹکا تو وہ خفت چھپانے کو مسکرائی۔

"یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی

یوں لب کشا ہوئے کہ گلستاں بنا دیا۔۔۔" !

وہ دلربا انداز میں شعر پڑھتا اسے جھینپنے پر مجبور کر گیا، جس نے گھورنے پر اکتفا کیا تھا۔وہ مسکرا کر اپنی نشست سے اُٹھا۔

"مما آپ یہاں کیوں آ گئیں؟" وہ جواب اس کی جانب قدم بڑھا رہا تھا، یکدم سٹپٹا کر ٹھہرا جو اس کی بوکھلاہٹ پر شریر انداز میں قہقہہ لگاتی دوسری سمت سے کچن سے باہر نکل گئی تھی۔

"حسین لڑکی! تم نے لوٹ کر واپس تو میرے پاس ہی آنا ہے ناں۔" وہ پیچھے سے ہانک لگاتا اسے باور کرانا نہیں بھولا تھا، پھر خود بھی سر جھٹکتا دلکشی سے مسکراتا ہولے سے سر میں ہاتھ پھیرتا خود بھی اُس کے پیچھے بڑھا تھا۔

"نشاط بیگم! صاحب زادے کہاں ہیں آپ کے؟ باہر موسم دیکھا ہے۔کچھ خیر خبر ہے؟" اجمل صاحب مروان کا موبائل بند جانے پر کڑے تیور لئے استفساریہ گویا ہوئے۔

"زمرد کی طرف گیا ہے اجمل صاحب! میری کچھ دیر پہلے ہی بات ہوئی ہے، کہہ رہا تھا زمرد کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ہسپتال سے ابھی گھر پہنچا ہے۔" انہوں نے شوہر کے بگڑے تیور دیکھ رسانیت سے جواب دیا۔

"کیوں؟ بیٹی کہاں ہے اس کی۔۔۔ کیا یہ انہیں کاموں کے لئے رہ گیا ہے بس؟" وہ درشت لہجے میں بولتے خفا ہوئے۔

"حد کر دی اجمل صاحب! بہن ہے آپ کی۔" انہوں نے تاسف زدہ لہجے میں احساس کرایا۔

"بہن تھی۔ اماں، بابا دنیا سے گئے ہمارا بھی واسطہ ختم۔" وہ انتہائی ناگواری سے بولتے سگار سلگا چکے تھے۔

"خون کے رشتے ہیں اجمل صاحب۔ آپ کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔" وہ استہزائیہ مسکرائیں۔

"میرے کہنے سے بہت کچھ ہوتا ہے۔ میری ایک بات ذرا اچھے سے بیٹھا دو لاڈ صاحب کے دماغ میں۔ وہ لڑکی کسی صورت اس گھر میں نہیں آسکتی اس لئے فضول کی کوشش کرنا چھوڑ دے۔" وہ باور

کراتے لہجے میں بولے، وہ آئرہ کی آمد سے بھی بخوبی واقف تھے۔ مگر ان کی بیوی نے ان کے علم میں لانے کی زحمت نہیں کی تھی۔

"مروان کی منگنی ہو گئی ہے بسمل گردیزی کے ساتھ۔ وہ بھی اس کی مکمل رضامندی پر تو پھر اس بنا سر پیر کی بات کا مقصد؟" وہ اپنے شوہر کے مفروضات پر ناگواری سے بولیں۔

"خیر تم نے تو مجھے اپنی بھتیجی کی آمد سے باخبر کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ لیکن میں ضرور تمہارے ناقص علم میں اضافہ کرنا چاہوں گا۔۔۔ تمہاری نمک حرام بھتیجی نے تو تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ وہ تمہارے بیٹے کے قاتل کے ساتھ نیا رشتہ جوڑنے جا رہی ہے یا پھر مجھے لگتا ہے پہلے سے کوئی چکر ہے۔۔۔" انہوں نے گویا بم ہی تو پھوڑا تھا۔ وہ حیرت سے گنگ کچھ لمحے کچھ بول ہی نہ سکی تھیں۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں اجمل صاحب! زمرد ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔ اور آئرہ تو مروان، میرا مطلب ہے میری آئرہ ایسا نہیں کر سکتی۔ آپ کو یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔" وہ بے یقینی سے گویا ہوئیں تو وہ طنزیہ مسکرائے۔

"مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔ تمہیں کیا لگتا ہے وہ لڑکی خطیب عالمگیر کا کیس کیوں لڑ رہی ہے؟" وہ استہزائیہ مسکرائے۔

"نہیں! یہ سچ نہیں ہو سکتا۔"

"کیوں سچ نہیں ہو سکتا۔ جو لڑکی اپنے بھائی کے قاتل کی وکالت پر اُتر آئے تو کیا وہ اس شخص کے ساتھ گھر نہیں بسا سکتی۔" اس بار انہوں نے ان کی جذباتیات پر حملہ کیا تھا۔

"آئرہ جہانزیب سے بہت پیار کرتی تھی۔ اور وہ بھی تو اُسے چھوٹی بہنوں کی طرح سمجھتا تھا۔ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں ہے اجمل صاحب۔" ان کے لہجے سے کرب عیاں تھا۔ ایک بار پھر جوان بیٹے کا غم یاد آیا تھا۔

"تم اسی خوش فہمی میں زندہ رہنا! اور تم دیکھنا کہ وہ لڑکی ہمیں کتنی بڑی چوٹ پہنچانے والی ہے۔" وہ ناگواری سے بولتے رخ پلٹ کر لیٹ گئے تھے۔ جب کہ وہ آنکھوں میں ڈھیروں آنسو لئے اپنے جوان بیٹے کو یاد کر اس کی یاد میں آنسو بہانے لگی تھیں۔ اس ظالم شخص نے اس قدر بے دردی سے گولیاں برسائی تھیں کہ اس کا جسم تک چھلنی ہو گیا تھا۔

الٰہی ہاؤس میں موجود ان تینوں نفوس نے مل کر کھانا بہت خوشگوار انداز میں کھایا تھا۔ آئرہ اور مروان کی نوک جھونک ہنوز جاری تھی۔ وہ دونوں ہی اس وقت زمرد بیگم کے کمرے میں موجود کافی سے لطف اندوز ہونے کے بعد باتوں میں مصروف تھے۔ جہاں مروان مسلسل آئرہ کو تنگ کر رہا تھا۔ وہیں دوسری جانب سے سے بھی بھرپور انداز میں جوابی کاروائی جاری تھی۔

"پھپھو اب مجھے اجازت دیں۔ مما کی دوبار کال آچکی ہے۔" اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ وہ ان کے سرہانے نزدیک ہی صوفے پر بیٹھا گھڑی میں وقت دیکھتا جانے کے لئے کھڑا ہوا۔ آئرہ بھی زمرد بیگم کے پاس بیٹھی تھی۔

"نہیں مروان اتنی تیز طوفانی بارش ہو رہی ہے۔ بیٹا آج رات یہیں رُک جائیں۔" زمرد بیگم کی غیر متوقع بات پر وہ دونوں ہی چونکے تھے۔ نگاہیں ایک لمحے کو ملی تھیں۔ آئرہ نگاہیں چرُا گئی۔

"نہیں پھپھو! اماں کی کال آئی تھی۔ وہ پریشان ہوں گی۔ بس اب گھر ہی نکلوں گا۔" اس نے رسانیت سے کہتے انکار کرنا چاہا۔

"نہیں مروان بچے! میں تمہیں یوں نہیں جانے دوں گی۔ ویسے بھی تمہاری دادی کہتی تھیں کہ یوں طوفانی موسم میں پہل پہلوٹی کے بچوں کو باہر نہیں نکالنا چاہیئے۔" وہ ماں کو یاد کر آبدیدہ ہو گئی تھیں۔ آئرہ نے حیرت سے، جب کہ مروان نے مسکرا کر اپنی پھپھی کو دیکھا تھا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں پھپھو۔۔۔ یہ سب پرانی باتیں ہو گئی ہیں اب۔" وہ سر جھٹک کر ازلی نرمی سے گویا ہوا تھا۔ آئرہ ان محبتوں پر دل مسوس کر رہ گئی۔

"خیر میں تھوڑی دیر اور ٹھہر جاتا ہوں۔ بارش رکتی ہے تو پھر چلا جاؤں گا۔" اس نے ان کی پریشانی دور کرنی چاہی۔

"میں گیسٹ روم ریڈی کرا دیتی ہوں۔ مما کہہ رہی ہیں تو رک جاؤ۔۔۔ اتنے نخرے کس بات کے دکھا رہے ہو۔" وہ اس کی نہ نہ کی گردان پر زچ ہوئی تھی۔

"اونہوں آئرہ!" زمرد بیگم نے بیٹی کو تنبیہ کرنی چاہی۔ جو اس کی شعلہ بیانی پر سر جھٹک کر مسکرا دیا تھا۔

"ہاں مروان بیٹا! آئرہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ آپ بھابھی کو کال کر کے بتادو۔ آئرہ جاؤ تم مروان کے لئے روم سیٹ کر دو ذرا۔۔۔"اس کا یہاں قیام کا ایسا کوئی ارادہ تو نہ تھا، مگر آئرہ کو گھورتے دیکھ وہ کسی شرارتی سوچ کے زِیر اثر اپنا ارادہ ملتوی کر گیا۔

"چلیں اب آپ اور آئرہ جی اتنا اسرار کر ہی رہی ہیں تو رک جاتے ہیں۔ مگر ایک شرط پر!"وہ لبوں میں مسکراہٹ دباتا اسے نظروں کے حصار میں لئے بولا۔

"کیسی شرط؟"اس نے بھنویں اچکائیں۔

"یہی کہ صبح ناشتے میں تم اپنے ہاتھ کے آلو کے پراٹھے کھلاؤ گی۔"اس نے جان بوجھ کر اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔

"اوہو! مروان صاحب کی خوش فہمی۔ پرسوں پیشی ہے۔ مجھے صبح جلدی فرم کے لئے نکلنا ہے۔ میں کوئی فرصت سے فارغ گھریلو لڑکی ہر گز نہیں ہوں جو علی الصباح اُٹھ کر تمہارے لئے پراٹھے سینکوں گی۔"اس نے استہزائیہ مسکرا کر اس کے ارمانوں پر پانی پھیرا تھا۔۔

"چلو تو کوئی بات نہیں۔ اپنے بیٹے کے لئے پراٹھے میں بنادوں گی۔" زمرد بیگم نے بیٹی کو گھور کر محبت سے کہا۔

"آپ تو ہیں ہی میری بہت سویٹ سی پھپھو۔ پھوپھا بھی بہت سویٹ، لونگ اور کیئرنگ تھے۔ مجھے سمجھ نہیں آتا یہ آتش فشاں محترمہ کس پر چلی گئی ہیں؟" وہ ہنوز شرارات کے موڈ میں تھا، جب کہ اس کے چہرے کا نرم تاثر یکایک تبدیل ہوا تھا۔ جب کہ مروان بول کر پچھتایا تھا۔

"میں گیسٹ روم ریڈی کرتی ہوں تمہارے لئے۔ تھوڑی دیر میں آجانا۔" وہ سپاٹ تاثرات کے ساتھ بولتی، بیڈ سے نیچے پاؤں رکھتی، دوپٹہ صحیح کرتی کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔ جبکہ کمرے کے ماحول میں یکدم تناؤ سا پیدا ہو گیا تھا۔

"مروان وہ۔۔۔" انہوں نے صفائی میں کچھ کہنا چاہا۔

"آپ آرام کریں پھپھو! بارش تھم گئی ہے۔ میں بس نکلوں گا۔" وہ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتا الٰہی ہاؤس سے نکل آیا تھا۔ جب کہ وہ ان دونوں کے مستقبل کے بارے میں تاسفی انداز میں سوچتیں آنکھیں موند گئی تھیں۔

وہ اس کے لئے گیسٹ روم سیٹ کرتی کچھ دیر بعد روم میں واپس آئی تو زمرد بیگم کو سوچوں میں ڈوبا پایا

۔

"مروان کہاں گئے مما!" زمرد بیگم اس کے طرز تخاطب پر چونک گئی تھیں۔ جوان کی بے حد تعبدار اولاد تھی، مگر ایک معاملے میں وہ کسی کی نہیں سنتی تھی۔

"چلا گیا۔" انہوں نے خشک لہجے میں یک لفظی جواب دیا۔

"مگر کیوں؟" وہ حیران ہوئی۔

"بس اُس نے ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔ رات بہت ہو گئی ہے، اب تم بھی جا کر سو جاؤ۔ صبح فرم جانا ہے۔ سارا دن میرے ساتھ خوار ہوتی رہی ہو۔" وہ سر جھٹکتیں بیٹی کے خیال سے نرم لہجے میں بولی تھیں۔

"جی بس اسی لئے آئی ہوں۔ آج میں یہیں سوؤں گی، اپنی مما کے پاس۔" وہ بیڈ پر چڑھ کر بیٹھتی لاڈ سے بانہیں ان کے گلے میں ڈال گئی۔

"چلو اچھا ہے! ذرا لائٹ آف کر دو۔" وہ جانتی تھی کہ اس وقت وہ لیپ ٹاپ میں منہ دے کر بیٹھنے کی عادی تھی۔ یہ فرمائش صرف ان کی ناساز طبیعت کی باعث کی جا رہی تھی۔

"مما! اب طبیعت ٹھیک ہے ناں آپ کی۔" وہ اب ساتھ میں اپنا بھی تکیہ لگا کر استفسار یہ گویا ہوئی۔

"ہاں میرا بچہ! میں بالکل ٹھیک ہوں۔ تم سو جاؤ۔" انہوں نے محبت سے اس کی پیشانی چومی جو مسکرا کر آنکھیں موند گئی تھی۔

عالمگیر ہاؤس کے مہمان خانے میں اس وقت ایک الگ ہی رنگ جما ہوا تھا۔ وہ کچھ دیر قبل ہی ایک سیاسی جلسہ نمٹا کر آ رہے تھے۔۔۔ جس میں اچھی خاصی عوام نے شرکت کی تھی اور اپنی شرکت سے اس بات کا ثبوت دیا تھا کہ اس بار بھی الیکشن میں وہ سلطان خاندان کو بڑی ٹکر دینے والے تھے۔

یہ بات پچھلے دو ماہ سے ہر فرد کی زبان پر تھی کہ "انصاف پارٹی" کے چیئر مین عمر عالمگیر کا بیٹا ناحق قتل کے الزام میں جیل میں سڑ رہا ہے۔ عوام کی ساری ہمدردیاں عالمگیر خاندان کے ساتھ تھیں۔ کچھ

سلطان خاندان سے ہمدردی رکھتے تھے تو زیادہ تر عالمگیر خاندان سے۔اور اس سب کی سب سے بڑی وجہ آئرہ کی مخالفت تھی۔

"عمر کیا لگتا ہے تمہیں، اجمل کا وہ کل کا لونڈا سیاست میں قدم جما لے گا؟" ہاتھ میں دبے سگار کا ایک گہرا کش لیتے مرزا صاحب نے بھاری آواز میں رائے جاننی چاہی۔

"مشکل ہے۔وہ لڑکا باہر سے وکالت پڑھ کر آیا ہے۔اصولوں کا بڑا پکا ہے۔پاکستان میں سیاست کرنا اس کے بس کی بات کہاں۔" وہ شاید مروان سلطان کو ہلکے میں لے رہے تھے۔

"ایک بار پھر سوچ لو عمر! میں تمھیں پھر خبر دار کروں گا کہ مجھے تو یہ سب اس پھلجھڑی لڑکی اور اجمل کے شاطر بیٹے کی کوئی گہری چال لگتی ہے۔۔۔ آخر خون تو ایک ہی خاندان کا ہیں۔" انہوں نے یاد دہانی کرائی۔

"تم فکر نہ کرو مرزا۔وہ جو چابی والی گڑیا ہے ناں تم نے اسے ہلکے میں لے رکھا ہے۔میں بتا رہا ہوں، وہ بڑے کام کی چیز ہے۔اجمل سلطان اس وقت وہ زخمی شیر ہے جو ایک بیٹے کو کھونے کو بعد باقی سب کو چیر پھاڑ دینے کے در پر بیٹھا ہے۔ہم اس زخمی شیر کی سب سے بڑی کمزوری مروان سلطان سے بڑا فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اور مروان سلطان کی سب سے بڑی کمزوری ہے وہ چابی والی گڑیا ہے، جس کی لگامیں

میرے ہاتھ میں ہیں۔ذرا وقت آنے دو۔۔۔کب؟کیسے؟اور کہاں کیا چوٹ پہنچانی ہے میں خوب جانتا ہوں!"وہ دور اندیشی سے گویا ہوئے۔

"ہمم!تو کیا اپنی بہو بنانے کا ارادہ ہے اس چابی کی گڑیا کو؟"وہ تمسخر سے مسکرائے۔

"چار دن کی زندگی ہے۔بے فکری اور عیاشی سے جیو،لڑکی کوئی بھی ہو چند راتوں کی عیاشی کے لئے کیا فرق پڑتا ہے۔بیٹا ضد پر اُتر آیا تو بنالیں گے بہو بھی،اجمل سلطان کو زخم دینا اور زیادہ آسان ہو جائے گا۔"وہ استہزائیہ مسکرائے۔حمزہ مرزا کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

صبح صادق سے طلوع ہوتا سورج ہر سو اپنی نرم گرم کرنیں بکھیرتا ماحول میں تازگی سی پھونک رہا تھا۔کل رات الٰہی ہاؤس سے واپسی کے بعد وہ شدید تھکن کے باعث ایسا سویا کہ پھر ارد گرد کی کوئی خبر ہی نہ رہی۔۔۔بمشکل شدید خماری سے لبریز آنکھیں کھول کر گھڑی میں وقت دیکھا،جہاں صبح کے دس بج رہے تھے۔موبائل مسلسل تھرتھرا رہا تھا۔موبائل اسکرین پر چمکتا،متوقع نمبر دیکھ وہ نظر انداز کر گیا۔جس طرح وہ پچھلے کئی دنوں سے کر رہا تھا۔فی الحال عجلت میں تیزی سے پاؤں سے کمبل ہٹاتا ڈریسنگ روم سے اپنا ڈریس اٹھاتا،وہ جلدی سے فریش ہو کر نیچے ناشتے کی میز پر آیا تھا،کیونکہ

اجمل صاحب کی سخت ہدایات تھیں کہ آج اُسے بھی ان کے ساتھ ایک سیاسی جلسے میں شرکت کرنے دوسرے شہر جانا تھا۔

"مما-بابا کہاں ہیں ثاقب؟" وہ اس وقت ناشتے کی میز پر اکیلا ہی موجود تھا۔

"صاحب کی تو آج وزیر اعلیٰ سے میٹنگ تھی، وہ اسی سلسلے میں گئے ہیں۔ لیکن آپ کے لئے حکم ہے کہ آج جلسے میں آپ اکیلے ہی شرکت کریں گے۔" مروان کی پیشانی پر بل سمٹ آئے تھے۔ الیکشن قریب تھے۔ ایسے میں سیاسی جلسوں کا ہونا بڑی عام سی بات تھی۔ مگر اس کے لئے پہاڑ سر کرنے کے مترادف تھا۔

"میں۔" اس کا موڈ یکدم بگڑ گیا تھا۔ اس کے لئے دس منٹ بات کرنا ہی محال تھا کجا کہ گھنٹہ بھر ڈائس پر کھڑے ہو کر عوام کے سامنے تقریر جھاڑنا انتہا کا مشکل کام۔۔۔ پاس رکھے موبائل کے چنگھاڑنے پر ایک نظر اسکرین پر ڈالی جہاں بسمل کالنگ جگمگا رہا تھا۔ وہ بیزاری سے موبائل سائلینٹ پر کر گیا۔

"مما کہاں ہیں؟" وہ سر جھٹک کر استفساریہ گویا ہوا۔

"اپنے روم میں ہیں سر!" وہ سر اثبات میں سر ہلاتا ناشتہ کئے بغیر ہی اپنی جگہ سے اُٹھ چکا تھا۔

"سر ناشتہ" !

"رہنے دو۔" وہ سر جھٹک کر اپنی ماں کے کمرے کی جانب گیا تھا جو آج شاید کمرے سے باہر نہیں نکلی تھیں، ورنہ وہ مروان کے سارے کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادی تھیں۔

وہ مضبوط قدم اٹھاتا اپنے والدین کے کمرے کی جانب آیا، دستک دینے پر اندر سے نشاط بیگم کی آجاؤ کی آواز پر وہ متجسس سا کمرے میں داخل ہوا۔ نیم اندھیرے کے باعث آنکھوں کو ماحول سے مانوس ہونے میں چند لمحوں کا وقت لگا تھا۔ اس وقت نشاط بیگم کو بستر پر لیٹا دیکھ اُسے حیرت ہوئی تھی۔

"مما!" اس کی پکار پر وہ جو آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹی تھیں، یکدم چونکیں۔

"مروان تم! خیریت ہے بچے؟" وہ اُٹھ بیٹھی تھیں۔

"ایسے کیوں لیٹی ہیں۔" اُس نے آگے بڑھ کر بورڈ پر ہاتھ مار کر اندازے سے لائٹ آن کی تھی۔

"بس کچھ نہیں ذرا طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔" انہوں نے اپنی نم آنکھیں خشک کیں۔

ں بیٹھ گیا

تھا۔

"کچھ نہیں ہوا۔بس سر درد۔۔۔ مگر میری جان تم پریشان نہ ہو بلکہ آج پارٹی کی طرف سے جلسہ ہے۔تمہارے بابا نے کہا ہے کہ تم نے لازمی جانا ہے۔"وہ اجمل صاحب کی تنبیہ یاد آنے پر جلدی سے بولی تھیں۔

"چلا جاؤں گا۔ آپ بتایئے۔۔۔بھائی کو یاد کر رہی ہیں۔"وہ شب بیداری کی چغلی کھاتی آنکھیں دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا۔

"وہ مجھے کب یاد نہیں آتا۔میں اُسے بھولی ہی کب ہوں مروان۔"وہ آبدیدہ لہجے میں کہتیں، پھپھک کر رو پڑی تھیں۔

"ماما! کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ ریلیکس رہیں۔دیکھیں بھائی جہاں کہیں بھی ہیں، ہم سے بہتر جگہ پر ہیں۔ آپ بے فکر ہو جائیں۔"وہ اُن کا رونے کے باعث ہچکولے لیتا وجود سینے سے لگا تا دلاسہ دینے لگا تھا۔

"مروان۔"

"جی مما"!

"تمہارے بابا کہہ رہے تھے آئرہ کے لئے خطیب عالمگیر کا رشتہ آیا ہے۔ کیا یہ بات سچ ہے؟" وہ مخمصے کا شکار تھیں۔

"اگر بابا نے کہا ہے تو کچھ تو سچائی ضرور ہو گی۔" وہ دھیمی سی آواز میں گویا ہوا تھا۔

"مجھے سچ سچ بتاؤ۔ کیا واقعی ایسا ہے؟ وہ ہمارے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہے مروان۔۔۔ وہ اپنے ہی بھائی کے قاتل سے رشتہ کیسے جوڑ سکتی ہے۔ تم سمجھاؤ ناں اس کو۔" وہ حد سے زیادہ رنجیدہ دکھائی دے رہی تھیں۔

"آپ اس کی فکر نہ کریں مما! وہ اپنا اچھا برا خوب جانتی ہے۔" وہ سردگی سے گویا ہوا تھا۔ آئرہ کی وجہ سے اسے بارہا اپنے والدین کے سامنے شرمندگی اُٹھانی پڑتی تھی۔

"کیسے نہ فکر کروں مروان۔ اجمل بہت ناراض ہیں آئرہ سے۔۔۔ اسے سمجھاؤ کہ وہ مخالفین کی صف میں کھڑی ہونے کے بجائے ہمارے ساتھ کھڑی ہو۔" وہ اُنہیں سینے سے لگائے بیٹھا تھا جن کی حالت بیٹے کے غم میں گھل گھل کر روز بارروز گرتی ہی جارہی تھی۔

"ریلیکس رہیں! میں سمجھاؤں گا اُسے۔ فی الحال مجھے اجازت دیں۔ شام سے پہلے مجھے حیدرآباد پہنچنا ہے اور پلیز اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔ اور پریشان ہونے کی یا پھر میرا انتظار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں رات کو جلدی واپس آنے کی کوشش کروں گا۔" وہ بمشکل انہیں بہلا کر میڈیسن دیتا ایک گہری سانس بھر کر کار پورچ میں آیا جہاں اس کے ساتھ جانے والی دو گارڈز کی گاڑیاں پہلے ہی تیار اس کی منتظر کھڑی تھیں۔

"چھوٹی بی بی کے گارڈز کو خبر دار کر دیا ہے ناں کہ پہلے سے زیادہ ہوشیار رہیں اور جیسے ہی کوئی مشکوک حرکت نظروں میں آئے فوراً مجھے اطلاع کریں۔" گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھتا وہ فرنٹ سیٹ پر براجمان اپنے خاص آدمی کو خبر دار کرتا سنجیدہ لہجے میں بولا تھا۔ ڈرائیور گاڑی آگے بڑھا چکا تھا۔

"سر آپ فکر نہ کریں۔ بی بی ہر وقت ہماری ٹائٹ سیکورٹی میں ہی ہوتی ہیں۔" وہ گردن موڑ کر اسے مطمئن کرنے والے انداز میں بولا تو وہ سنجیدگی سے سر ہلا گیا۔ بسمل گردیزی کے نمبر سے اب کالز آنی

بند ہو گئی تھیں۔ سلطان محل کے پارکنگ ایریا سے نکلتی گاڑیاں تیز رفتاری سے حیدرآباد کی سڑکوں کی جانب گامزن تھیں۔

****

شام کا سماں تھا۔ ہر سو افراتفری سی چھائی ہوئی تھی۔ کیفے، ریستوران گو کہ ہر جگہ ہی لوگوں کا رش سا امڈ آیا تھا۔ ایسے میں ہوٹل کے الگ سے گوشے میں گلاس ونڈو کے پاس بیٹھی آئرہ ہلکے بیگنی رنگ کے سادہ سے شلوار سوٹ میں ملبوس سر پر سلیقے سے دوپٹہ لئے کندھوں پر سیاہ رنگ چادر ڈالے وہ عام سے حلیے میں انو سٹیگیشن آفیسر کے ساتھ موجود تھی۔ وہ کسی کو اطلاع دیے بغیر اکیلی ہی یہاں آئی تھی۔ لیکن جو بات اسے پتہ لگی تھی وہ یقیناً کل کی پیشی میں بہت فائدہ مند ثابت ہونے والی تھی۔

"دلاور! تمہارا یہ ثبوت تو پکا ہے ناں۔ ایسا نہ ہو پہلے کی طرح اس بار بھی ہمیں شکست کا سامنا ہو۔" وہ خدشات میں گھری تھی۔

"جی میڈم! خبر پکی ہے۔ فرانزک رپورٹ میں ردوبدل کی گئی ہے اور عملہ بھی آپ کے ماموں کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ خطیب سے گولیاں ضرور چلی تھیں۔ مگر موت جس بولٹ سے ہوئی وہ بولٹ خطیب عالمگیر کی گن کی نہیں ہے۔۔۔ خطیب صاحب اور جہانزیب صاحب کے

درمیان لڑائی ہوئی تھی۔ مطلب ان دونوں کے درمیان فاصلہ بہت کم تھا۔ جب کہ دل کے عین مقام پر لگنے والی دونوں گولیاں فاصلے سے چلائی گئی تھیں جو خطیب صاحب کی گن کی بولٹ نہیں ہیں۔ مطلب وہی بات کہ یہ قتل پری پلینڈ تھا۔ کوئی تھا جو پہلے سے جانتا تھا کہ یہ سب ہونے والا ہے اور اس سے بھی زیادہ چونکا دینے والی بات یہ ہے کہ حقیقت خطیب صاحب کے والد بہت اچھے سے جانتے ہیں کہ قتل ان کے بیٹے کے ہاتھوں نہیں ہوا۔۔۔ مگر انہوں نے فی الحال بیٹے کے لئے کوئی سورس نہیں لگائی ہے۔۔۔ جب کہ ان کی ایک کال پر بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ مگر وہ سارا وزن آپ کے کندھوں پر ڈال کر خاموش بیٹھے ہیں۔ یعنی وہ اس قصّے کو مہرہ بنا کر اپنا ووٹ بینک پکا کرنا چاہ رہے ہیں اور آپ کی مخالفت پر تو ویسے ہی چاروں صوبوں کی سیاست ہل کر رہ گئی ہے کہ اس بار بال کس کے کوٹ میں جا کر گرے گی۔" وہ اس کی جانب سے فراہم کی گئی تفصیلات توجہ سے سنتی پُر سوچ دکھائی دے رہی تھی۔ وہ دونوں فریقین کے درمیان کھیلے جانے والی گیم سے پہلے ہی واقف تھی۔ ایک نے بیٹے کو مروا کر سیاست چمکانی چاہی تھی تو دوسرا قتل کے جھوٹے الزام کو اپنے مقصد کے تحت کیش کرانا چاہ رہا تھا۔

"عمر انکل میری ذات کو مہرہ بنا کر ڈبل کراس کرنا چاہ رہے ہیں۔جب کہ وہ نہیں جانتے ایسا کر کہ وہ اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار رہے ہیں۔" وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔

"خطیب نے محض نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی قتل نہیں کیا!یعنی اگر کل ہم عدالت میں یہ بات ثابت کر دیں تو سیکشن 324 کے تحت ضمانت ممکن ہے۔" وہ سمجھ کر سر ہلا گئی۔

"اس بار ان کے پاس اجمل سلطان کے خلاف بہت سے ٹھوس ثبوت موجود تھے۔اگرچہ ابھی انہیں قاتل ثابت کرنا ان کے بس سے باہر تھا تو فی الحال کچھ نہ سہی کم از کم وہ ضمانت تو لینے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔

"اوکے تھینک یو!اب میں چلوں گی۔" وہ دوپٹہ ٹھیک کرتی اُٹھ کھڑی ہوئی،ساتھ ہی قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔۔۔اُس کا ارادہ خطیب سے ملنے کا تھا جو ابھی زیرِ حراست تھا۔

"کیسے ہیں خطیب؟" وہ اس وقت قدر بہتر حالت کے لاک اپ میں موجود تھا۔آئرہ کو دیکھ کتاب ایک جانب رکھتا مسکراتا ہوا نزدیک آیا جو سلاخوں کے اس پار کھڑی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں آئرہ! آپ بتایئے کیسی ہیں؟"اُس نے مسکرا کر سوال کیا۔ آئرہ نے اُوپر سے لے کر نیچے تک اس کا جائزہ لیا تھا جسے یقیناً باپ کی وجہ سے یہاں بہت سی سہولیات میسر تھیں۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔"

"دراصل مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔"

"جی بولیں۔۔۔"

"آپ نے مجھے بتایا تھا کہ آپ کی اور جہانزیب بھائی کی کافی دنوں سے لڑائی چل رہی تھی۔ مگر یہ نہیں بتایا تھا کہ اس لڑائی کی شروعات ہوئی کہاں سے تھی؟"وہ پُر سوچ تھی۔

"میں نے آپ کو بتایا تو تھا سیاسی معاملات کی وجہ سے ہماری کبھی نہیں بنی۔"اس نے ایک بار پھر بات گھمائی۔

"خطیب آپ نے پہلے بھی میری بات کو رد کیا تھا۔ اس بار آپ کو بتانا ہی ہو گا کیونکہ، قتل جس نے بھی کیا اصل وجہ وہ لڑائی ہی تھی۔ بتائیں کیا وجہ تھی؟ اور اتنا تو میں اچھے سے جاتی ہوں کہ بات وہ نہیں جو آپ بتا رہے ہیں۔۔۔ مجھے اصل وجہ جاننی ہے۔"وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

"کیا آپ سن پائیں گی؟" اسے اچنبھا ہوا۔

"ایسی بھی کیا بات ہے؟"

"آپ ہیں وہ وجہ۔۔۔"

"واٹ! میں؟"

"آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟" وہ گرجی۔

"دیکھا، نہیں سن پائی نہ آپ۔"

"مجھے سیدھے طریقے سے بتائیں کہ آخر وجہ کیا ہے۔"

"آئرہ میں شروع سے ہی آپ سے بہت محبت کرتا ہوں، اور اس بات کا اظہار ایک دن میں نے غصے میں آپ کے بھائی کے سامنے بھی کر دیا۔ مجھے لگا وہ آپ کو بہنوں کی طرح سمجھتا ہے اس لئے مجھ سے لڑ پڑا ہے۔ مگر در حقیقت وجہ کچھ اور تھی۔"

"کیا وجہ تھی؟"

"آئرہ جہانزیب آپ کو پسند کرتا تھا۔ آپ سے شادی کرنا چاہتا تھا، جب اس نے میرے سامنے اس بات کا اظہار کیا تو میرا خون کھول اُٹھا اور میں اسے قتل کی دھمکی دے بیٹھا اور مخالفین نے اس بات کا فائدہ اٹھایا۔ اس رات ہمارے ٹکراؤ پر گولیاں ضرور چلی تھیں، مگر جہانزیب کو جو گولی لگی وہ میری بندوق کی نہیں تھی۔" وہ کچھ من گھڑت اور کچھ حقیقت کے ساتھ صفائیہ لہجے میں گویا ہوا۔

"کیا؟ یہ کیا بکواس کر رہے ہیں آپ خطیب۔" وہ حیرت سے گنگ کچھ کہہ ہی نہ سکی۔

"دیکھا مجھے پتہ تھا آپ کو یقین ہی نہیں آئے گا۔ مگر یہی سچ ہے جہانزیب کو جو گولی لگی، وہ میری گن سے نہیں چلی تھی۔"

"مگر کورٹ میں پیش کی گئی فرانزک رپورٹ کے مطابق بھائی کے جسم میں جو بولٹ تھیں وہ آپ کی گن سے چلائی گئی ہیں۔" وہ اپنی حیرت پر قابو پا چکی تھی۔ اب وہ اس کے دل کی جاننا چاہ رہی تھی۔

"مجھے صرف تمہارے ماموں جان پھنسانا چاہ رہے ہیں۔ جب کہ یہ بات آپ بھی بخوبی جانتی ہیں کہ اپنے بیٹے کے قاتل وہ خود ہیں۔" وہ شدید کنفیوژن کا شکار تھی۔

"تیار رہیے گا! کل پھر نئے ثبوتوں کے ساتھ کمرہ عدالت میں ملاقات ہو گی۔" وہ سن ہوتے دماغ کے ساتھ واپس پلٹ آئی تھی۔ ذہن میں بہت ساری سوچیں بازگشت کر رہی تھیں۔

آج عدالت میں پیشی تھی۔ ٹھوس ثبوتوں اور گواہوں کی بناء پر آئرہ الٰہی خطیب عالمگیر کی ضمانت کرانے میں کامیاب رہی تھی۔ خطیب عالمگیر کی ہمراہی میں سندھ ہائی کورٹ کے باہر پریس والوں کے گرد گھری کھڑی آئرہ اپنی فتح پر مسلسل مسکرا رہی تھی۔ انصاف پارٹی کے کارکنان مسلسل نعرے بازی کر رہے تھے۔ البتہ مروان سپاٹ تاثرات کے ساتھ اجمل صاحب کی ہمراہی میں کمرہ عدالت سے باہر آیا تھا۔ ان کی لاکھ باز پرس کے باوجود وہ انہیں پروٹوکول کے ساتھ گھر روانہ کرتا، خاموشی سے پارکنگ ایریا میں آیا جہاں آئرہ کی گاڑی بمع ڈرائیور موجود تھی۔ اشارے سے ڈرائیور کو گاڑی سے باہر نکلنے کو کہتا خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔

"مس آئرہ حبیب الٰہی! آج خطیب صاحب کی ضمانت ہو گئی۔ ایک بات جو میڈیا کے ساتھ ساتھ عوام بھی جاننا چاہتی ہے کہ آپ اپنے ہی ماموں کے خلاف کیوں کھڑی ہوئی ہیں۔ اجمل صاحب پر قتل کا

جھوٹا الزام لگایا گیا ہے۔اس کی بڑی وجہ کیا ہے؟"ایک رپورٹر نے مائیک آئرہ کی جانب کرتے سوال کیا۔

"میں حق کے ساتھ کھڑی ہوں۔اور شعور کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ جب بات حق و انصاف کی آجائے تو گھر، قبیلہ، خاندان، رنگ و نسل، حسب نسب، اپنا پرایا کچھ معنی نہیں رکھتا۔"وہ سپاٹ انداز میں ازلی نڈر لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"آپ کے کہنا کا مطلب ہے کہ جہانزیب سلطان کے قاتل ان کے والد صاحب یعنی آپ کے ماموں اور 'عوامی پارٹی' کے چیئرمین اجمل سلطان ہی ہیں؟"نجی چینل کے صحافی کے سوال پر وہ چونکی۔

"اجمل سلطان پر لگایا گیا قتل کا الزام ابھی تک عدالت میں ثابت نہیں ہو سکا۔پولیس اپنی انویسٹیگیشن کر رہی ہے۔۔۔فی الحال ہم قاتل کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔جہانزیب سلطان پر گولی بہت قریب سے چلائی گئی تھی، مگر رپورٹ سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ گولی خطیب عالمگیر کے ریوالور سے نہیں چلی تھی، بلکہ ہم یہ بات عدالت میں ثابت کر چکے کہ رپورٹز چینج کی گئی تھیں۔"وہ نڈر لب و لہجے میں بولتی، اب رپورٹرز کے جمگھٹے سے باہر نکل آئی تھی۔

"تو میڈم آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ جہانزیب صاحب کا قتل ایک مکمل منصوبہ بندی کے تحت ہوا تھا؟ اور اس قتل کے پیچھے ان کے والد محترم کا ہاتھ ہے۔ آپ اتنا بڑا الزام آخر کس ثبوت کی بناء پر لگا رہی ہیں؟ کیا آپ اس قتل کی آڑ میں کوئی پرانی خاندانی دشمنی نکال رہی ہیں؟" رپورٹرز مزید سوالات کر رہے تھے مگر وہ خطیب کو اشارہ کرتی 'نو مور کیو سچنز' کا بورڈ چہرے پر سجاتی، اپنی گاڑی کی جانب بڑھی تھی۔ وہ اپنی جون میں پسینجر سیٹ پر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ فرنٹ سیٹ کا ڈور کھلا اور ڈرائیونگ سیٹ پر مروان کو براجمان دیکھ حیران ہوئی۔

"جلدی بیٹھو!" وہ حد درجہ سنجیدگی سے بولا تھا، نظریں سامنے سڑک پر جمگھٹا لگائے میڈیا کے نمائندوں پر مرکوز تھیں جو اب مسکراتے ہوئے خطیب پر سوالات کی بوچھاڑ کر چکے تھے۔ وہ میڈیا کی نظروں میں آئے بغیر جلدی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھی اور جھٹ دروازہ بند کیا تھا۔ وہ ونڈو گلاس پہلے ہی چڑھا چکا تھا۔ جب کہ اس کے بیٹھتے ہی وہ تیزی سے گاڑی بھگا لے گیا۔

"مبارک ہو بیرسٹر صاحبہ!" اِس کا لہجہ انتہا کا سَرد تھا۔ آئرہ نے فی الحال خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔

"مل گیا تمہاری بے چین رُوح کو سکون!" اس کی خاموشی پر وہ طنزیہ انداز میں بولا تھا۔

م سے لہجے میں بولی تھی۔

"خاموش ہو کر بیٹھی رہو۔" وہ سرد گی سے گویا ہوا تو وہ کندھے اُچکاتی موبائل پر مصروف ہو گئی تھی۔ جب کہ اس نے دانت پیس کر موبائل اس کے ہاتھ سے جھپٹنے کے انداز میں چھینا تھا۔

"اب کیا ہے؟" وہ حیران ہوئی۔

"میرا دماغ مت خراب کرو آئرہ۔۔۔ ایسا نہ ہو میں غصے میں کچھ کر بیٹھوں۔" شدید طیش کے باعث دماغ کی رگیں تک پھول رہی تھیں۔

"دھمکی دے رہے ہو؟" اس کے گلابی چہرے کا تاثر یکایک تبدیل ہوا تھا۔

"آئرہ میں نے کہا خاموش رہو۔ پتہ ہے تمہاری وجہ سے کتنی سبکی جھیلنی پڑ رہی ہے ہمیں؟" وہ ضبط سے بولا تھا، جب کہ گاڑی ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی۔

"اوہ! تو تمہیں اور تمہارے خاندان کو صرف اپنی شرمندگی، نام اور ساکھ خراب ہونے کی فکر ہے۔ میرے دکھ کا کوئی احساس نہیں ہے تمھیں؟" وہ شدید تاسفی لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"کون سا دُکھ ہے تمہارا؟ ایسا کون سا دُکھ ہے تمہارا جو ختم ہی نہیں ہوتا؟" سوچیں تھیں جو دماغ پر بُری طرح حاوی تھیں۔

"آپ رہنے دیجئے مروان صاحب! آپ نہیں سمجھیں گے۔۔۔پہلے کبھی سمجھا ہے جو اب میرے دکھ کا اندازہ ہو گا۔" وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔

"جانتی ہو کہ تم فخر سے جس مجرم کو رہا کرا کر آ رہی ہو وہ بدبخت جہانزیب سلطان کا قاتل ہے۔ وہ جہانزیب سلطان جس نے تمہیں ہمیشہ چھوٹی بہنوں کی طرح سمجھا تھا۔" اس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ کیا کر گزرتا، جب کہ وہ بے رُخی سے رُخ موڑتی خاموش ہو گئی تھی۔ حلق سے آواز نکلنے سے انکاری ہوئی تھی۔ جب کہ وہ اس کی پشت دیکھ لبوں پر مٹھی جمائے ضبط کر گیا۔

"گھر چھوڑ دو مجھے۔" وہ انجان راستہ دیکھ تلخی سے بولی تھی، جب کہ وہ سر جھٹکتا گاڑی کا رُخ موڑ چکا تھا۔

کافی دیر گزر گئی، دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی، گاڑی ہواؤں سے باتیں کر رہی تھیں۔

"اُترو۔" گاڑی ایک جھٹکے سے الٰہی ہاؤس کے عین سامنے آکر ٹھہری تھی، وہ بغیر اس پر ایک نگاہ ڈالے گاڑی سے اُترنے لگی تھی، جب کہ وہ بھی نظریں پھیر کر بیٹھا اس کے اُترنے کا منتظر تھا۔ دونوں کے درمیان انا کی دیوار حائل تھی۔ وہ گاڑی سے اُترتی جانے سے قبل ایک لمحے کو پلٹی تھی۔

"اس وقت اپنے بھائی کے قاتلوں کو یوں کھلے عام گھومتا دیکھ جتنا دُکھ آپ کو ہو رہا ہے، بالکل اسی طرح مجھے بھی اتنی ہی تکلیف محسوس ہوتی ہے جب اپنے باپ کے قاتل! اور تمہارے باپ کو یوں آزاد اور خوش و خرم زندگی گزارتا دیکھتی ہوں۔ میرے باپ کا خون اتنا سستا نہیں تھا مروان سلطان کہ کوئی بھی بہا دے اور کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ میں اپنے باپ کے ناحق قتل کا بدلہ ضرور لوں گی۔ سُنا تم نے! اور اگر تمہیں زیادہ تکلیف ہے تو ویسے بھی ابھی کچھ نہیں بگڑا ہے، ابھی بھی وقت ہے، بہتر یہی ہے کہ آپ اپنا راستہ بدل لیں۔۔۔ کیونکہ، میں تو مر کر بھی اپنے قدم پیچھے نہیں لوں گی۔" وہ دانت کچکچا کر بولتی ایک جھٹکے سے پلٹتی الٰہی ہاؤس کی دہلیز عبور کر گئی، جب کہ وہ آنکھیں میچے ہنوز ساکت و خاموش بیٹھا تھا۔

"دیکھ لیا بیگم اپنے بھائی کی گندی اولاد کو۔۔۔کیسے اس نے تمہارے بیٹے کے قاتلوں کو آزادی بخشوائی ہے۔"وہ انتہائی ناگواریت سے گویا ہوئے تھے۔نشاط بیگم تو خاموش بیٹھی آنسو بہا رہی تھیں۔

"میں کچھ نہیں جانتی اجمل صاحب! آپ کچھ بھی کریں،مجھے میرے بیٹے کے قاتل چاہئے۔"وہ شدید کرب سے دوچار تھیں۔

ں کہتا تھا تو تمہیں

میری بات سمجھ نہیں آتی تھی۔اب دیکھ لیا اپنی آنکھوں سے،اس کا باپ اور یہ دونوں آستین کے سانپ ہیں۔پتہ نہیں کون سا منحوس وقت تھا جب میں نے اپنی بہن کو تمہارے بھائی کے ساتھ بیاہ دیا تھا۔"وہ شدید ناگواری سے بول رہے تھے،جب کہ وہ منہ پر دوپٹہ رکھے اپنے آنسو ضبط کرنے میں کوشاں تھیں۔

"اور وہ تمہارا نکما- نکھٹو بیٹا! ابھی بھی عاشقیاں بگھار رہا ہے۔"وہ مسلسل کمرے میں مارچ کر رہے تھے۔کسی کل چین نہیں آرہا تھا۔

"ڈرائیور سے کہیں مجھے زمرد کے گھر چھوڑ کر آئے۔"وہ یکدم کچھ سوچ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھیں جو چونک کر ٹھہرے۔

تم کیا کرو گی وہاں جا کر؟"وہ اچنبھے سے گویا ہوئے۔

"یہ آپ کا مسئلہ نہیں ہے!"وہ ڈریسنگ روم سے اپنی چادر اُٹھاتیں کمرے سے باہر نکلنے لگی تھیں۔

"اب جا ہی رہی ہو تو اپنی اس آوارہ بھتیجی کو صاف لفظوں میں سمجھا دینا کہ اپنے قدموں کا رُخ موڑ لے۔ورنہ اس بار انجام اچھا نہیں ہو گا۔"وہ انتہائی سفاک لہجے میں باور کراتے گویا ہوئے تھے،نشاط بیگم کے پاؤں تک کپکپا گئے تھے۔۔۔مگر پھر وہ نظر انداز کرتیں،دل میں ڈھیروں بُرے گماں لئے وہاں سے نکل آئی تھیں۔

مروان کی گاڑی سلطان محل میں داخل ہوئی مگر،وہاں سے دوسری گاڑی نکلتی دیکھ وہ متعجب ہوا۔

"عابد!"ڈرائیونگ سیٹ چھوڑ کر گاڑی کا دروازہ بند کرتے اس نے سوال کیا۔

"یہ باہر کون گیا ہے؟"وہ سوالیہ گویا ہوا۔

"سر بیگم صاحبہ کا حکم تھا کہ انہیں الہیٰ ہاؤس لے جایا جائے۔"مروان کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا بن گیا تھا۔

"واٹ! مگر کیوں؟" وہ حیران و پریشان دونوں ہوا تھا۔

"معلوم نہیں۔۔۔ لیکن وہ سر بیگم صاحبہ بہت غصے میں لگ رہی تھیں۔" وہ اسے جانے کا اشارہ کرتا، اُلٹے پاؤں ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا الہیٰ ہاؤس کے لئے نکلا تھا۔

وہ کافی دیر سے خود کو کمرے میں بند کئے بیٹھی تھی۔ اب تو رُو رُو کر آنکھیں بھی خشک ہو گئی تھیں۔ وہ عجیب منجھدار میں پھنسی تھی۔ ایک طرف باپ کی محبت تھی تو دوسری جانب اس کی بچپن کی محبت، جو ان حالات میں بھی ہمیشہ اس کے ساتھ ڈھال بن کر کھڑا رہا تھا۔ وہ کسی کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی۔۔۔ مگر وہ اجمل سلطان پر اپنے باپ کا خون معاف بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"آئرہ بی بی!" وہ جو کمرے میں واپس آتی ڈھیروں آنسو بہا چکی تھی، دروازے کی دستک پر بیدردی سے گال رگڑے۔

"وہ بی بی، نیچے مروان صاحب کی والدہ اور آپ کی مامی آئی ہیں۔ آپ کو نیچے بلوایا ہے۔" کشمالہ بی نے آگاہی دینے والے لہجے میں کہا تو ایک لمحہ کو اس کے چہرے پر مسکراہٹ کھل گئی تھی، مگر دوسرے ہی

پل یہ مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی۔ اتنے سالوں بعد ان کی آمد پر حیرت زدہ سی دوپٹہ لیتی وہ ان کی ہمراہی میں ہی نیچے کی جانب بڑھی تھی۔

"مامی کو بیٹھنے کو کہا تھا آپ نے۔" وہ ساتھ ساتھ چلتی استفساریہ بولی۔

"السلام علیکم مامی! کیسی ہیں آپ؟" کشمالہ بی انہیں ڈرائینگ روم میں بیٹھا کر اسے بلانے چلی گئی تھیں۔

"آپ کو پتہ ہے، آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے۔ کشمالہ بی آپ مما کو بھی بلا لیں۔" وہ خوش دلی سے بولتی ساری تلخی اور رنجشیں ایک طرف کرتی، مسکراتے لہجے میں کہتی ان کے گلے لگنے کو تھی۔ جنہوں نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کیا تھا۔ یہی وہ لمحہ تھا جب مروان بھی ڈرائینگ روم میں داخل ہوا تھا۔

"بے شرم، بے حیا، بے غیرت لڑکی! اپنے اس عاشق کی خاطر، اپنے بھائی کے قاتل کو رہا کراتے تمہیں شرم نہیں آئی۔۔۔" وہ غصّے سے اس پر چڑھ دوڑی تھیں۔ مروان کے قدم توزمیں پر جم سے گئے تھے۔

"نمک حرام۔۔۔تم نے میرے بھائی کا نام ڈبو کر رکھ دیا۔"انتہائی طیش میں بولتے آئرہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔مروان جو سکتہ کی سی کیفیت میں ٹھہر سا گیا تھا۔یکدم گڑبڑا کر آگے بڑھا تھا۔آئرہ حیران و پریشان سی ان کے زہریلے لفظ برداشت نہیں کر پائی تھی کہ وہ مزید نفرت جتانے پر اُتر آئی تھیں۔

"چٹاخ!"نشاط بیگم کا ہاتھ رُکا نہیں تھا بلکہ پے در پے وہ کئی تھپڑ رسید کر گئی تھیں،جو آئرہ کی ہستی ہلا کر رکھ گئے تھے۔

"مما!یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟"مروان تیزی سے دس پندرہ قدموں کا فاصلہ طے کرتا ان کے نزدیک آتا انہیں تھام کر پیچھے ہٹا چکا تھا،جب کہ وہ تو بے یقینی کی سی کیفیت سے دوچار،سرخ چہرہ لئے،گال پر ہاتھ رکھے اپنی ماں جیسی مامی کو دیکھ رہی تھیں۔جنہوں نے اس کے بارے میں وہ الفاظ استعمال کئے تھے جو آج تک کسی نے کرنے کی جراءت نہیں کی تھی۔

"نشاط!تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بچی پر ہاتھ اُٹھانے کی۔"زمرد بیگم جو نشاط بیگم کی آمد کا سن خوشی خوشی کمرے سے باہر آئی تھیں،مگر اپنی بھاوج کے انتہائی غلیظ لفظوں اور ان کی حرکت دیکھ انتہائی طیش میں آگے بڑھی تھیں،جب کہ مروان تو حیران و پریشان سا کبھی سُرخ چہرہ لئے کھڑی آئرہ کو دیکھ رہا تھا تو کبھی آپے سے باہر ہوتی ماں کو۔۔۔

"آجاؤ تم بھی آجاؤ! یہ تربیت کی ہے تم نے اس لڑکی کی۔۔۔ارے اس نے تو ہمارے خاندان کا نام تک ڈبو دیا۔پہلے ہی اللہّ نے میرے خاندان کو کوئی وارث نہیں دیا۔اوپر سے تمہاری نامراد بیٹی کی یہ حرکتیں۔۔۔"مروان نے ایک بار پھر آگے بڑھتی اپنی ماں کو بمشکل قابو کیا تھا جو ڈھیت بنی کھڑی آئرہ کو ایک بار پھر تھپڑ رسید کرنے کی غرض سے آگے بڑھی تھیں۔

"ماں کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ ہوش کریں۔آئرہ کے بارے میں اس طرح کے الفاظ کا استعمال کرنے کا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں؟"وہ ماں کو سنبھالتا بُری طرح چنگھاڑا تھا۔

"مروان! صرف تمہاری شہ حاصل ہے اس لڑکی کو جو یہ آج ہمارے منہ کو آگئی ہے۔بدبخت!"زمرد بیگم تو حواس باختہ سی رہ گئیں۔آنکھیں بیٹی کے ذات کے پرخچے اُڑتے دیکھ جھرنے کی مانند بہہ اٹھی تھیں۔

"آئرہ اپنے روم میں جاؤ تم۔"اس نے سیچویشن آؤٹ آف کنٹرول ہوتی دیکھ پلٹ کر آئرہ کو طیش میں وہاں سے جانے کو کہا تھا جو پتھرائی ہوئی آنکھوں میں بے یقینی لئے کھڑی تھی۔

"تم دور رہو میرے بیٹے سے۔شرم نہیں آتی تمھیں ایک ساتھ دو دو مردوں کو پاگل بناتے ہوئے۔"وہ مزید درشتگی سے دھاڑی تھیں۔

"ماں۔" وہ بمشکل ان کے لفظوں پر ضبط کر پایا تھا۔ اس نے پلٹ کر غصّے سے آئرہ کو دیکھا۔

"آئرہ جاؤ یہاں سے۔۔۔ تمھیں میری بات سمجھ نہیں آ رہی کیا؟" وہ خود کو بے بس محسوس کرنا چار اس پر برہم ہوا جو ابھی تک ڈھیٹوں کی طرح نشاط بیگم کے پاس ہی کھڑی شاید مزید تھپڑ کھانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"میں کیوں جاؤں۔۔۔ آخر ایسا بھی کیا کر دیا میں نے جو میں منہ چھپاتی پھروں۔ ذرا مجھے بھی بتائیں ناں مسز اجمل! کہ آخر میری ایسی کون سی عاشقیوں کے قصے سُن لئے ہیں انہوں نے جو انہیں مجھ پر ہاتھ اُٹھائے بغیر سکون نہیں ملا۔" وہ مروان کی دھاڑ پر شدید نفرت سے چنگھاڑی تھی۔

"کیوں ایک طرف تم نے میرے بیٹے کو اپنے پیچھے پاگل بنایا ہوا ہے، دوسری طرف اس خطیب عالمگیر سے عاش۔۔۔" وہ ایک بار پھر غصے سے زہر اگلنے لگی تھیں۔

"ماں پلیز!" بیٹے کے لہجے کی تیزی اور ضبط سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ انہوں نے نخوت بھرے انداز میں بمشکل اپنے لفظوں پر قابو کیا تھا۔

"تم ہٹوں بیچ سے مروان۔ چھوڑ دو بھابھی کو اپنی نفرت کی آگ بجھا لینے دو انہیں۔ میں بھی دیکھتی ہوں۔ کون ہاتھ لگاتا ہے میری بچی کو۔ نشاط باپ مرا ہے اس کا۔ ماں ابھی زندہ ہے۔ لاوارث نہیں ہے میری بچی جو آپ اور بھائی صاحب اس کے ساتھ کچھ بھی کر لیں گے۔" زمرد بیگم بیٹی کے سامنے ڈھال بن کر کھڑی ہوتیں سخت لہجے میں غرائی تھیں۔ نشاط بیگم کو یکدم چپ سی لگی تھی، جب کہ وہ آنکھوں میں ڈھیروں نمی اور شکوے سموئے سپاٹ چہرہ لئے اُن کے عقب میں بالکل خاموش کھڑی تھی۔

"پھپھو ریلیکس! مما کی طرف سے میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ آئرہ! پھپھو کو روم میں لے کر جاؤ۔" اس بار وہ معاملے کی نزاکت کے تحت نرمی سے بولا۔

"میں کہیں نہیں جا رہی۔ اللہ کا واسطہ تم اپنی ماں کو یہاں سے لے کر چلے جاؤ۔۔۔ بلکہ بہتر یہی ہو گا کہ ہماری زندگیوں سے بھی چلے جاؤ۔ اکیلا چھوڑ دو ہمیں۔ تمہیں اللہ کا واسطہ ہے سکون کی زندگی گزارنے دو ہمیں۔" زمرد یکدم ان کے آگے ہاتھ جوڑتی انتہائی کرب سے بولی تھیں۔ اس نے پھپھی کی بے بسی پر تڑپ کر نفی میں سر ہلاتے انہیں تھامنا چاہا تھا۔

"چلو یہاں سے مروان۔ آج سے ہمارا ان ماں بیٹی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ سہی کہتے ہیں اجمل صاحب، میر ابھائی مر گیا، اب ہمارا اور ان کا ہر واسطہ تعلق ختم۔۔۔" وہ درشتگی سے بولتیں مروان کو اپنے ساتھ لے جانے لگیں جس کی نظریں زمرد بیگم کو سنبھالتیں آئرہ پر ٹکی تھیں۔

"مہربانی آپ کی۔۔۔" زمرد بیگم ناگواری سے بولتیں رُخ پھیر گئیں، جب کہ آئرہ ان دونوں ماں بیٹے پر ایک تاسفی نگاہ ڈالتی زمرد کو سنبھالتی روم میں لے گئی تھی۔ مروان کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

"مما یہ کیا کیا آپ نے؟" وہ ماں کو دیکھتا شکوہ کناں لہجے میں بولا جو خود بھی عجیب سی کیفیت سے دوچار تھیں۔

"چلو یہاں سے۔۔۔ اور میری ایک بات کان کھول کر سُن لو تم کہ اب اگر تم نے اپنی ماں اور باپ کے خلاف جانے کی کوشش کی یا ان ماں بیٹی سے کوئی بھی واسطہ تعلق رکھا تو تم میرا مرا منہ دیکھو گے۔" وہ سختی سے بولی تھیں۔ مروان نے آنکھیں میچ کر خود پر ضبط کیا تھا۔

"فی الحال یہاں سے چلیں پلیز۔" وہ ایک تاسفی نگاہ خالی در و دیواروں پر ڈالتا ان کی ہمراہی میں الہیٰ ہاؤس سے پلٹ آیا تھا۔

وہ اس وقت نشاط بیگم کی ہمراہی میں واپسی کے راستے پر گامزن تھا۔لبوں پر مٹھی جمائے وہ شدید اضطراب میں مبتلا تھا۔دماغ میں ڈھیروں سوچیں تھیں،ایک طرف ماں تھی تو دوسری طرف وہ دونوں ہستیاں۔۔۔اسے وہ دونوں بھی اتنی ہی عزیز تھیں۔

"ماں یہ سب کیا تھا؟"وہ بہت مشکل سے خود پر ضبط کر پایا تھا۔

"کیا مطلب کیا تھا؟کیا تم ابھی بھی اس لڑکی کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہو جس نے تمہاری اور تمہارے باپ کی عزت خاک میں ملادی۔"وہ سخت برہمی سے گویا ہوئی تھیں۔

"ماں!تو اگر آپ کوئی بات کرنا چاہتی تھیں تو یہ بات آرام سے بھی کی جاسکتی تھی،اس میں اتنا ہائیپر ہونے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔اور مجھے تو اب تک یقین ہی نہیں آرہا کہ آپ نے آئرہ پر ہاتھ اُٹھایا۔"اس کی حیرت انتہاؤں کو چھو رہی تھی۔

"وہ بے شرم لڑکی اسی قابل ہے۔"وہ لہجے میں بے پناہ نفرت سموئے بولی تھیں۔

"اگر آج ماموں جان زندہ ہوتے تو کیا آپ جب بھی آئرہ کے لئے دل میں اتنی ہی نفرت رکھتیں یا پھر اتنے ہی برے الفاظ استعمال کرتیں؟ کیا وہ آپ کو اس بات کی اجازت دیتے کہ آپ ان کی اولاد پر ہاتھ اٹھائیں؟" مروان کے سوال پر انہیں ایک لمحے کو چپ سی لگی تھی۔

"میں کچھ نہیں جانتی فی الحال تم خاموش رہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہیں بیوقوف بنا کر وہ اس خطیب عالمگیر سے عشق کی پینگیں لڑا رہی ہے؟" وہ انتہائی درشتگی سے بولی تھیں۔

"اول تو ایسا کچھ ہے ہی نہیں، آپ شدید قسم کی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اور بلفرض اگر آئرہ کا جھکاؤ اس طرف ہے بھی تو اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے۔ آپ تو اپنے بیٹے کی منگنی بسمل گردیزی کے ساتھ کر چکی ہیں ناں، تو پھر اب کیا مسئلہ ہے؟" وہ حتیٰ المقدور خود پر ضبط کرتا استفسار یہ گویا ہوا، نشاط بیگم کو ایک بار پھر چپ سی لگی تھی۔

"آخر آپ نے کیا سوچ کر آئرہ پر ہاتھ اٹھایا ماں۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ میری ماں کسی پر ظلم بھی کر سکتی ہے۔ اور آپ نے آئرہ پر، جسے آپ نے بیٹیوں کی طرح پالا، جسے آپ خود سے زیادہ جانتی ہیں۔ اس کے بارے میں ایسی رائے رکھنا۔۔۔ یہ سب کیسے؟ جب کہ آپ اچھے سے جانتی ہیں کہ میں

اس کے لئے کسی کا ایک غلط لفظ بھی نہیں برداشت کر سکتا۔ محبّت کرتا ہوں میں آئرہ سے۔ مگر آپ نے پھر بھی میرا ضبط آزمایا۔ آخر کیوں مما؟" اس کا دماغ پھٹا جا رہا تھا۔

"میں کچھ نہیں جانتی مروان۔۔۔ جب وہ ہمیں اپنا کچھ نہیں سمجھتی تو پھر ہم کیوں اس کے لئے قربانیاں دیتے پھیریں۔ اور اچھا ہی ہے کسی سے شادی کرے، اپنے گھر کی ہو تو ہماری زندگیوں میں بھی سکون آ جائے گا۔" ان کے لہجے میں نفرت واضح تھی۔

"اور تم بھی میری ایک بات کان کھول کر سُن لو۔ خبردار! خبردار جو تم نے ان ماں بیٹی سے کسی قسم کا کوئی تعلق واسطہ رکھا تو۔" وہ انگشت شہادت اُٹھاتیں تنبیہ لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

"آپ ابھی غصے میں ہیں مما!" وہ سر جھٹک گیا۔

"غصے میں نہیں ہوں مروان! وعدہ کرو۔ وعدہ کرو مجھ سے مروان کہ اب تم آئرہ سے کوئی تعلق نہیں رکھو گے۔" وہ کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو رہی تھیں۔

"مما آپ۔۔۔"

"وعدہ کرو مروان۔۔۔ورنہ میں تم سے ماں کہنے کا حق چھین لوں گی۔"وہ حیران و پریشان سا اپنی ماں کو دیکھ کر رہ گیا۔

"مما۔۔"

"وعدہ کرو۔"وہ ناگواری سے بولتیں ہانپنے لگی تھیں۔

"اوکے!اوکے ریلیکس!وعدہ،بس۔"وہ ماں کو ٹھنڈا کرنے کی خاطر بغیر سوچے سمجھے بولا تھا۔جب کہ باقی کا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔

"افف ماما جیل سے آیا ہے آپ کا بیٹا جہاد جیت کر نہیں آیا جو آپ نے استقبال کے لئے اتنے کھانوں کا اہتمام کیا ہے۔"وہ جب سے عدالت سے واپس آیا تھا،تب سے ہی کبھی کوئی ملنے والا،کوئی سیاسی سماجی کارکن ملنے آرہا تھا تو کبھی رشتے دار،دوسری جانب شمیم آراء بیگم خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں۔

"ہاں تو ذرا اپنی حالت تو دیکھو کیسے کمزور ہو گئے ہو۔" انہوں نے ہٹے کٹے خطیب کو صدقہ واری نظروں سے دیکھ دکھ سے کہا تو عمر صاحب قہقہہ لگا گئے۔

"بیگم! اب تمہارا بیٹا واپس آ گیا ہے، جتنا مرضی چاہے بیٹے پر پیار لٹاؤ۔ مگر ذرا صبر رکھو، اب اسے سکون سے کھانے دو۔" وہ جو ہر تھوڑی دیر بعد کچھ نہ کچھ اس کی پلیٹ میں ڈالے جا رہی تھیں، ذرا کھسیا کر رہ گئیں جس نے آگے بڑھ کر ماں کو حصار میں لیا تھا۔

"ارے بابا صاحب! خوش ہونے دیں میری ماں کو۔ اتنے دن تو میں بھی کبھی ان سے دور نہیں رہا۔ مما میں نے آپ کو اور آپ کی محبت کو بہت مس کیا۔"

"ارے وہ تو بیڑا غرق ہو اس اجمل سلطان کا، میرے معصوم بچے پر اتنا بڑا قتل کا الزام لگا دیا۔" وہ نخوت سے گویا ہوئیں۔

"افف مما! اب میں واپس آ گیا ہوں ناں۔ تو فکر کس بات کی ہے۔" وہ نرم لہجے میں گویا ہوا۔

"ہاں ویسے بھی شمیم بیگم اب تم اپنے بیٹے کے سر پر سہرا سجانے کی تیاری کرو۔" انہوں نے پاس بیٹھے بیٹے کی پیٹھ تھپتھا کر کہا۔

"اللہ وہ گھڑی جلد لائے۔ چاند سی دلہن ڈھونڈوں گی میں اپنے بچے کے لئے۔" وہ اس کی بلائیں لے چکی تھیں۔

"ارے ماں ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ آئرہ ہے تو۔" وہ شرارت سے بولا تو ان کا حلق تک کڑوا ہوا، مگر بیٹے کی خوشی کی خاطر ضبط کر گئیں۔

"مگر بیٹا، وہ اجمل کی بھانجی ہے۔"

"مما اسی اجمل سلطان کی بھانجی نے آپ کے بیٹے کو رہا کرایا ہے۔" وہ سمجھانے کی غرض سے گویا ہوا تھا۔

"ہاں بیگم! بس تیاری کر لو۔ ایک دو روز میں ہم الٰہی ہاؤس جائیں گے آئرہ بیٹی کے لئے اپنے بیٹے کا رشتہ مانگنے۔" وہ شیریں لہجے میں گویا ہوئے پھر بھلا وہ کیسے شوہر کی نفی کر سکتی تھیں۔

"آپ دونوں باپ بیٹے اگر سب کچھ پہلے سے طے کئے بیٹھے ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ واقعی آئرہ بڑی پیاری بچی ہے۔" وہ کڑے دل سے گویا ہوئیں تو خطیب بھی مسکرا کر باتوں میں مصروف ہو گیا تھا۔

* * * * * * * * * * * *

رات کا نجانے کون سا پہر چل رہا تھا۔ روہانسی سی آئرہ ماں کے سرہانے بیٹھی خاموش آنسو بہا رہی تھی۔

مروان اور نشاط بیگم کے جانے کے بعد اچانک ہی زمرد بیگم کی طبیعت بگڑ گئی تھی۔ اُس نے فوری طور پر کال کر کے ڈاکٹر کو گھر بلوایا تھا۔ ان کا شدید ٹینشن کی وجہ سے بلڈ پریشر ہائی ہو گیا تھا۔ فوری ٹریٹمنٹ ملنے کے باعث اب وہ قدر بہتر تھیں۔ مگر آئرہ نے ایک لمحے کے لئے بھی آنکھ نہیں جھپکی تھی۔ وہ ان کے سرہانے بیٹھی پل پل تیز ہوتی ان کی سانسیں گن رہی تھی۔ دل میں خوف سا بیٹھ گیا تھا۔ باپ کو تو وہ بہت پہلے ہی کھو چکی تھی، مگر ماں کو کھونے کا حوصلہ نہیں تھا۔

کانوں میں نشاط بیگم کے تلخ لفظ بازگشت کر رہے تھے۔ آنکھیں رونے کے باعث گلابی ہو گئی تھیں۔ چہرے پر شدید قسم کا رنج قائم تھا۔ مروان کی بے رُخی، واپس جا کر پلٹ کر نہ پوچھنا اسے تکلیف پہنچا رہا تھا۔ ساری دنیا بھی مخالفت پر اُتر آئے تو اتنا دکھ محسوس نہیں ہوتا جتنا ایک چاہنے والے کی بے رُخی برتنے سے ہوتا ہے۔

وہ شاید ساری رات ہو نہی گزار دیتی اگر فجر کی اذان کی آواز سماعتوں سے نہ ٹکراتی، جہاں موٴذن صاحب کے خوبصورت لفظ اللہ کی بڑائی بیان کر رہے تھے۔اور بے شک اللہ سب سے بڑا ہے۔

اسے یقین تھا کہ بھلے ہی فرعون کی فرعونیت طویل عرصہ قائم رہی، مگر جیت حق اور سچ کا ساتھ دینے والے موسیٰ کی ہوئی تھی۔

اپنے آنسو خشک کرتی وہ وضو کرنے کی غرض سے واش روم میں جا کر بند ہو گئی تھی۔اس وقت جو ہمت اور حوصلہ اسے رب کا ذکر کرنے سے حاصل ہونا تھا، وہ کسی بندہ بشر کا ساتھ کبھی فراہم نہیں کر سکتا تھا۔

اپنے معمول کے مطابق صبح صادق سے طلوع ہوتا سورج ہر سو اپنی نرم گرم ٹھنڈی کرنیں بکھیرتا منظر میں تازگی سی بخش رہا تھا۔ کھڑکیوں کے پردوں سے چھن کر آتی سورج کی تیز کرنوں نے اس کی نیند میں خلل ڈالا تھا۔وہ بیدار ہوتا غائب دماغی سے کچھ لمحے تو چھت کو ہی گھورتا رہا تھا اور پھر رُخ موڑ کر گھڑی دیکھی جہاں صبح کے نو بج رہے تھے۔وہ کسملندی سے اُٹھ کر واش روم کی جانب بڑھا۔ کل واپسی

پر وہ شدید سر درد کے باعث عادت کے بر خلاف دوا لیتا جلدی نیند کی وادیوں میں کھو گیا تھا۔ مگر اس وقت اس کا ارادہ آئرہ کی فرم جانے کا تھا تا کہ اس سے اس موضوع پر دو ٹوک بات کی جا سکے۔

بیڈ کے سرہانے رکھے سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اُٹھایا تو اس کا پاور آف تھا۔ کل پریشانی میں وہ موبائل چارج پر لگانا ہی بھول گیا تھا۔

موبائل چارج پر لگاتا، وہ ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ خوشبوئیں بکھیرتا روم سے باہر نکلا تھا۔ اُس نے آسمانی رنگ جینز کے ساتھ سیاہ رنگ ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ بال پیچھے کو سیٹ کئے وہ موبائل پینٹ کی پاکٹ میں ڈالتا گارڈز کو اشارہ کرتا سلطان محل سے نکل آیا تھا۔

"سوری سر! میڈم آج چھٹی پر ہیں۔" وہ اس کے چیمبر کی جانب جا رہا تھا جب الہام اپنے کیبن سے بھاگتی ہوئی باہر آتی اطلاع دینے لگی تو اس کے تیز قدموں کو بریک لگی۔

"کیوں، خیریت؟" ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے۔ کیونکہ وہ چھٹی تو کبھی نہیں کرتی تھی۔

"معلوم نہیں سر!" وہ سر ہلاتا واپس پلٹ آیا تھا۔ فرم کے باہر کھڑے ہو کر اپنے بندوں کو کال ملائی تھی، جو الہیٰ ہاؤس کے قریب ہی پھیرا دیتے تھے۔

"یہ تو نہیں معلوم مگر آپ کے جانے بعد ڈاکٹر صاحبہ ضرور آئی تھیں۔"

"واٹ! تو آپ لوگوں نے مجھے کیوں خبر نہیں کی؟" وہ تیز لہجے میں بولا تھا البتہ تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا وہ گاڑی الہیٰ ہاؤس کے راستے پر ڈال چکا تھا۔

"وہ سر ہم نے کال تو کی تھی، مگر آپ کا فون بند جا رہا تھا۔" وہ سمجھ کر رابطہ منقطع کر گیا۔ مگر وہ ابھی آدھے راستے میں ہی پہنچا تھا جب کل رات کیا گیا وعدہ یاد آیا۔ وہ ایک جھٹکے سے گاڑی بیچ سڑک میں ہی روک چکا تھا۔

کچھ سوچ کر الہیٰ ہاؤس کے گارڈز کو کال ملائی تھی۔ ان کے مطابق زمرد بیگم کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ مگر اب وہ بالکل ٹھیک تھیں۔ خیریت پوچھنے کے لئے آئرہ کا نمبر ڈائل کیا، مگر وہ کال ریسیو نہیں کر رہی تھی۔ فی الحال جو جیسا تھا اسے اس کے حال پر چھوڑتا وہاں سے نکل آیا تھا۔ دوسری جانب اسے بار بار گورنر سندھ کا فون آ رہا تھا جو نجانے اسے کیوں یاد کر رہا تھا۔

"آئرہ!میرا بچہ!میں بالکل ٹھیک ہوں۔تم کیوں بلاوجہ خود کو ہلکان کر رہی ہو؟"وہ اسے پریشان دیکھ ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بیٹھا چکی تھیں۔

"کہاں ٹھیک ہیں۔میں تو کہہ رہی تھی آپ میرے ساتھ ہسپتال چلیں۔"وہ ان کا پیلا زرد چہرہ دیکھ فکر مندی سے گویا ہوئیں۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔یہ تو عمر ہی ایسی ہے۔اب کیا تم ذرا ذرا سی باتوں پر پریشان ہونے بیٹھ جاؤ گی۔"وہ اس کا ہاتھ تھام کر پاس ہی بیٹھا چکی تھیں۔

"یہ بتاؤ کہ تم نے آج کام سے چھٹی کیوں کر لی تھی؟"وہ سوالیہ لب و لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

"آپ خود بتائیں،میں بھلا آپ کو کیسے اکیلا چھوڑ سکتی ہوں؟"اس کا لہجا دھیما تھا۔نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔

"مروان سے کوئی بات ہوئی ہے؟"وہ بیٹی کی اداسی بھانپ گئی تھیں۔

"نہیں!اور اب مجھے اس خاندان سے کوئی تعلق واسطہ رکھنا بھی نہیں ہے۔"وہ سخت ناگواری سے گویا ہوئی تھی۔

"بیٹا یہ جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا مقام ہے۔میں کہتی ہوں چھوڑ دو یہ سب۔پیچھے ہٹ جاؤ اس کھیل سے۔سوائے خسارے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔"وہ ایک بار پھر بیٹی کو سمجھانے کی غرض سے گویا ہوئی تھیں۔

"مما!اس کھیل کی شروعات اس دن ہوئی تھی جس دن میرا باپ حق اور انصاف کی جنگ میں اپنے سگے رشتوں کے ہاتھوں درندگی کا نشانہ بنا تھا۔یہ کھیل ماموں جان نے شروع کیا تھا۔مگر اس کھیل کا اختتام ان شاءاللہ میں ہی کروں گی۔"وہ اپنے ارادوں پر ڈٹی ہوئی تھی۔

"اور اگر اس کھیل میں تم مروان کو ہار گئی۔اس کی محبت کو کھونا پڑ گیا تو کیا کرو گی پھر؟"انہوں نے سپاٹ انداز میں بولتے تصویر کا دوسرا رُخ دکھایا تھا۔

"کچھ بھی ہو جائے مما!میں ماموں پر اپنے باپ کا خون معاف نہیں کروں گی۔"لہجے میں ناگوری در آئی تھی۔

"اجمل بھائی باپ ہیں مروان کے۔۔۔کیا تمہیں لگتا ہے کہ کوئی بھی بیٹا اپنے باپ کی مخالفت برداشت کرلے گا؟"انہوں نے بیٹی کو سمجھانا چاہا۔

"آپ اور مامی تو سب جانتی تھیں ناں مما!پھر آپ سب نے کبھی مروان کو سچائی سے آگاہ کیوں نہیں کیا۔کیوں اس سے سب کچھ چھپاتے آئے ہیں آپ لوگ۔۔۔پتہ ہے وہ مجھ سے اتنی محبت کرتا ہے کہ میری ہر بات پر آنکھیں بند کر کے یقین کرلیتا ہے۔مگر یہ سچائی میں اسے بتا بتا کر تھک گئی وہ کبھی یقین ہی نہیں کرتا۔"آئرہ کی آنکھوں سے آنسو جھرنے کی مانند بہنے لگے تھے۔

ر میں لا چھوڑا ہے

جہاں نہ وہ تمہارا ہاتھ تھام سکتا ہے اور نہ ہی اپنے ماں باپ کا ساتھ چھوڑ سکتا ہے۔کیونکہ دونوں ہی صورتوں میں نقصان اسی کا ہے۔"وہ سسکتی ہوئی آئرہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتیں سمجھانے کی غرض سے گویا ہوئی تھیں جو اب روتی ہوئی ان کے سینے سے جا لگی تھی۔

"میں کیا کروں مما!میرے سینے میں بدلے کی آگ ہے وہ کسی طور بجھنے کا نام نہیں لیتی۔"وہ ان کی گود میں سر رکھتی،ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی تھی۔بیٹی کی دلی کیفیت پر زمرد کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ آیا تھا۔

"معاف کر دو انہیں۔۔۔ معاف کرنے والے کا بڑا اجر ہے اللہ کے گھر۔ مجھے دیکھو۔ ایک طرف شوہر کی محبت تو دوسری طرف بھائی اور نند کا سہاگ۔"

"ماموں اتنے ظالم اور سفاک کیسے ہو سکتے ہیں مما! سچ میں مجھے آج بھی یقین نہیں آتا کہ وہ بابا سے اور مجھ سے اتنی نفرت بھی کر سکتے ہیں۔ آپ تو ان کی سگی بہن ہیں ناں تو پھر ہم سے اتنی نفرت کیوں؟" وہ آج خود پر ضبط نہیں کر پا رہی تھی۔

"صبر کرو آئرہ! میں نے صرف تمہاری خاطر اپنی پوری زندگی صبر میں گزار دی۔ کیونکہ میں تمہیں نہیں کھونا چاہتی میری بچی۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ میرے بعد مروان تمہیں سنبھال لے گا۔ مگر تمہیں اللہ کا واسطہ ہے آئرہ۔۔۔ خدا کے لئے اس خون خرابے سے باہر نکل آؤ۔" سالوں پہلے جب اچانک ایک رات حبیب صاحب انہیں اکیلا چھوڑ گئے تو انہوں نے دل پر کتنا بڑا پتھر رکھا تھا۔ اس کا دکھ صرف وہی جانتی تھیں۔ وہ آج تک زندگی میں رونما ہونے والے اس حادثے کو نہیں بھلا پائی تھیں۔

"جہانزیب کے قتل کا جھوٹا الزام کیوں لگایا ہے تم نے بھائی صاحب پر؟" وہ بیٹی کی بد دماغی سے خوب واقف تھیں۔

"میرا وعدہ ہے آپ سے مما! میں اس الزام کو سچ ثابت کر کے دکھاؤں گی۔" وہ جس نفرت کی آگ میں جل رہی تھی۔ عین ممکن تھا کہ اپنے ساتھ ساتھ وہ سب کو جلا کر راکھ کرنے والی تھی۔ مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس آگ کا سب سے پہلا نشانہ اس کا اور مروان کا خوبصورت رشتے بننے والا تھا جو یقیناً اسطوار ہونے سے قبل ہی ٹوٹنے جا رہا تھا۔

* * * * * * * * * * * *

وہ آج صبح جلدی میں وقت سے پہلے فرم پہنچ چکی تھی۔ اتفاق کی بات یہ تھی کہ اب تک گارڈز کے سوا اسٹاف بھی نہیں پہنچا تھا۔ ریسیپشن خالی پڑا تھا۔ اپنے کیبن کے لاک ڈور کو چابی سے انلاک کرتی، وہ سوچ چیئر پر جا بیٹھی تھی۔ چہرے پر اضطراب قائم تھا۔ گھنگھریالی لٹیں چہرے پر
اٹکھیلیاں کر رہی تھیں۔ دماغ تھا کہ ان گنت سُوچوں کے باعث پھٹا جا رہا تھا۔ ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھی وہ اِرد گرد سے غافل تھی جبھی سیاہ رنگ تھری پیس سوٹ میں ملبوس کوئی ادھیڑ عمر شخص اُس کے کیبن میں داخل ہوا تھا۔ اس نے آہٹ پر چونک کر سر اُٹھایا تھا۔

"آپ کون ہیں؟اور کس کی اجازت سے میرے کیبن میں داخل ہوئے ہیں؟"اس کی پیشانی پر سینکڑوں بل نمودار ہوئے تھے۔اس نے تیزی سے ایکسٹینشن اُٹھایا۔مگر مقابل کی حرکت پر وہ تھم گئی تھی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے۔ہم کون ہو سکتے ہیں وکیل صاحبہ!"وہ چیئر گھما کر مزے سے عین مقابل بیٹھتا کمر پر لگی گن ٹیبل پر رکھ چکا تھا۔آئرہ فوری طور پر اپنی نشست سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے بیٹھ جائیں۔۔۔اتنی جذباتی کیوں ہو رہی ہیں۔ہم نقصان تھوڑی پہنچائیں گے آپ کو؟"وہ خباثت سے مسکرایا تھا۔آئرہ نے غیر محسوس انداز میں پیپر ویٹ اٹھانے کی کوشش کی مگر مقابل اس کی جراءت پر قہقہہ لگا گیا۔

"اگر آپ یہ سمجھ رہی ہیں کہ میں آپ کا قتل کرنے کی غرض سے یہاں آیا ہوں تو آپ غلط ہیں میڈم۔۔۔میں تو صرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے کی غرض سے آیا ہوں۔"وہ کمینگی سے مسکراتا، بے غیرتی کی انتہاؤں کو چھو رہا تھا۔

"کیا چاہتے ہو؟اور کس کے کہنے پر اندر آئے ہو؟"وہ چونکنے انداز میں کھڑی،اب باز پرس پر اُتری تھی۔جب کہ مقابل کی خباثت بھری نگاہیں اسی کے وجود کا طواف کر رہی تھیں۔

"بھلا ہم مروان صاحب کی نورِ نظر سے کیسی چاہ رکھ سکتے ہیں۔۔۔ہم تو بس التجا کرنے آئے ہیں۔اگر آپ خاموشی سے مان جائیں تو۔۔۔" آئرہ کا چہرہ شدید سبکی کے باعث سُرخ پڑ گیا تھا۔

"شٹ اپ!بکواس بند کرواپنی!" وہ شدت بھرے انداز میں چنگھاڑی تھی۔

"دھیرج رکھیں آئرہ صاحبہ!ہم تو بس اتنا کہنے آئے تھے کہ یہ شادی بیاہ کی عمر میں خون خرابے میں ہاتھ کیوں ڈال رہی ہیں؟کسی میرے جیسے اچھے سے شریف آدمی سے شادی کریں اور اپنا گھر بسائیں۔" آئرہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس شخص کا منہ توڑ دیتی۔نجانے سب کہاں مر گئے تھے۔

"اجمل ماموں کے کہنے پر آئے ہو یہاں؟" وہ نفرت آمیز لہجے میں پھنکاری تھی۔

"یہ صاحب کون ہیں؟" وہ انجان بنتا متعجب لہجے میں بولتا انتہا کا خبیث لگ رہا تھا۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ میں پولیس کو بلاؤں گی۔" جھپٹنے کے انداز میں موبائل اُٹھاتی وہ بظاہر خود کو نارمل ظاہر کرتی حد سے زیادہ خوفزدہ دکھائی دے رہی تھی۔

"پولیس۔۔۔۔۔۔ہاہاہاہا، اوہ مائی گاڈ! آئرہ جی اس ملک کی پولیس کو کال کرنے سے بہتر ہے آپ اپنے پرسنل باڈی گارڈ۔۔۔ مروان سلطان کو کال کریں۔ پولیس سے زیادہ جلدی تو وہ آجائیں گے۔" وہ اُس کی حالت سے حظ اُٹھا رہا تھا۔

"سکیورٹی!" آئرہ بآواز بلند چلائی تھی۔ مگر جواب نادار!

"اس وقت کوئی نہیں آئے گا آئرہ جی! اگر میں آپ کا قتل بھی کر دوں، تب بھی کوئی نہیں آئے گا۔ اس لئے فضول سی کوشش کرنا چھوڑ دیں۔" وہ پچکارنے والے لہجے میں بولا تھا۔

"تم جس مقصد کے تحت یہاں آئے ہو۔ وہ کبھی پورا نہیں ہو سکتا، جا کر بتا دو اجمل سلطان کو۔۔۔ یا تو کیس ختم ہو گا یا پھر آئرہ سلطان کا وجود۔ مگر دونوں صورتوں میں تباہی سلطان خاندان کا ہی مقدر ٹھہرے گی۔" وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ محض ڈرا، دھمکا رہا تھا۔ خود پر قابو پاتی وہ نڈر لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"ارے واہ وکیل صاحبہ! آپ کی دلیری کی تو داد دینی پڑے گی۔ خیر، آپ کی مرضی ہے بھئی! ہمارا کام تھا بُرے وقت سے آگاہ کرنا جو ہم کر چکے اب سمجھنا نہ سمجھنا آپ کا ذاتی فعل ہے۔ ویسے بھی عرصہ ہوا ان ہاتھوں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ اس بار آپ کے خون سے ہولی کھیلیں گے۔ اللہ حافظ!" وہ گن کا

نشانا اس کے ماتھے کی جانب کرتا، مسکراتا ہوا کیبن سے نکل گیا تھا۔ آئرہ ڈھنے کے انداز میں اپنی چیئر پر واپس بیٹھ گئی تھی۔ تقریباً پانچ منٹ لگے تھے اپنی حالت پر قابو پانے میں۔۔۔ وہ فوری طور پر باہر آئی تھی، مگر باہر آکر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی کیونکہ، معمول کی سرگرمیاں جاری رسسپشنسٹ نے اسے دیکھ فوری سلام جھاڑا تھا۔ وہ سر ہلاتی غائب دماغی سے بلڈنگ سے نکل آئی تھی۔ وہ غصّے میں بپھری شیرنی بنی ایک بار براہِ راست اجمل سلطان سے ملاقات کا ارادہ رکھتی تھی۔

صبح کی ٹھنڈی نرم گرم کرنیں ہر سو اپنے پنکھ پھیلا رہی تھیں۔ سلطان محل کے لان میں صبح- صبح کی وٹامن ڈی سے بھرپور دھوپ لینے کی غرض سے اکیلی بیٹھیں نشاط بیگم اس وقت گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں جبھی ملازم کی پکار پر وہ چونک گئیں۔

"وہ میڈم چھوٹے صاحب کا فون آیا ہے۔ وہ پوچھ رہے ہیں آپ نے میڈیسن لے لی؟" وہ بیٹے کی محبت پر رنجیدہ ہوئی تھیں جسے سب کا خیال تھا مگر شاید وہ چاہ کر بھی اس کے دل کی بات نہیں مان سک رہی تھیں۔

"مروان سے کہو وہ پریشان نہ ہو۔ میں تھوڑی دیر میں خود لے لوں گی۔ وہ اپنے کام پر دھیان دے بس۔" وہ صبح- صبح ایک ضروری میٹنگ کے سلسلے میں اجمل صاحب کے ساتھ پنڈی گیا تھا۔ جب سے نشاط بیگم آئرہ کو برا بھلا سنا کر آئی تھیں، اس دن سے ہی ان کی طبیعت خراب تھی۔

"اوکے میڈم!" وہ سر جھکا کر مودب سا واپس پلٹ گیا تھا۔ جب کہ وہ ایک بار پھر سوچوں میں گم ہو گئی تھیں۔

ے ٹکراتی آئرہ کی

سنجیدہ آواز نے ان کی محویت میں خلل ڈالا۔

"آئرہ بچ۔۔۔" وہ خوشی سے کچھ بولنے ہی لگی تھیں کہ یکدم پرسوں رات کے مناظر نگاہوں میں گھوم گئے۔ آئرہ کی شعلے اگلتی نگاہوں میں صاف اجنبیت دکھائی دے رہی تھی۔

نہیں خود سے

بہت دُور محسوس ہوئی تھی۔

"کیوں آئی ہو یہاں؟" وہ سخت لہجے میں باز پرس کر رہی تھیں۔

"اجمل صاحب کہاں ہیں؟ دکھائی نہیں دے رہے۔" اس نے اِرد گرد میں ایک طائرانہ نگاہ گھمائی۔

"تمیز سے بات کرو آئرہ۔۔۔ماموں ہیں تمہارے۔" انہوں نے اس کی خود سری پر جھڑک دیا تھا۔

"ماموں؟ ماموں ایسے ہوتے ہیں؟ اپنی ہی بیٹی جیسی بھانجی کو غیر آوارہ مردوں سے قتل کی دھمکیاں دلواتے ہیں؟" وہ لہجے میں بے پناہ ناگواری سمو کر گویا ہوئی تھی۔

"کیا بکواس کر رہی ہو؟" انہیں حیرت انگیز جھٹکا لگا تھا۔

"بکواس نہیں کر رہی۔۔۔سچ بول رہی ہوں، اور اجمل صاحب کو میری ایک بات ضرور بتا دیجئے گا کہ مجھے موت تو قبول ہے مگر اپنے باپ کے قاتل کو یوں کھلے عام گھومتا دیکھنا مجھے کسی صورت قبول نہیں ہے۔ اسی لئے بیکار کے اوچھے ہتکنڈے استعمال کرنا چھوڑ دیں۔" وہ شدت سے غرائی تھی۔

"لگتا ہے بڑوں سے بات کرنے کی تمیز اور لحاظ سب بھول گئی ہو۔" وہ تاسفی انداز میں بولیں۔

" صحیح کہا آپ نے۔۔۔میرے دل میں ایسے لوگوں کے لئے کوئی عزت واحترام باقی نہیں بچا جو کبھی میرے کردار پر انگلی اٹھاتے ہیں تو کبھی میری تربیت پر۔" وہ درشتگی سے گویا ہوئی تو انہیں چپی سی لگ

گئی تھی۔۔۔انہوں نے بغور اس کا دھوپ اور غصے کی تمازت سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھا تھا جس پر تکلیف عیاں تھی۔

"یہاں کیا کرنے آئی ہو؟"وہ بیگانے پن سے سوالیہ ہوئیں۔

"آپ کے شُوہر نامدار تو یہاں موجود نہیں۔ورنہ آج انہیں اچھے سے باور کراتی کہ مجھ سے دامن بچانا چھوڑ دیں۔کیونکہ آئرہ نامی سایہ تو آسیب کی طرح ان کی قبر تک پیچھا کرے گا۔"نشاط بیگم کو اس کے بلند حوصلوں سے خوف محسوس ہوا تھا۔

"اپنی ضد چھوڑ کیوں نہیں دیتی تم؟"وہ ایک بار پھر سمجھانے پر آئیں۔

"یہ ضد نہیں، نفرت ہے۔۔۔اور اب یہ نفرت انتقام کا روپ دھار چکی ہے۔میں نے خود کو جس دلدل میں دھکیل دیا ہے وہاں سے واپسی ناممکن ہے۔مگر میری ایک بات یاد رکھیے گا کہ آئرہ الٰہی کو نقصان پہنچانے والی ہر شے کی اذیت صرف اور صرف آپ کا بیٹا محسوس کرے گا۔فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔"وہ استہزائیہ مسکراتی وہاں سے نکلتی چلی گئی،جب کہ ان کی سپاٹ نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

"آئرہ!" وہ ماں کی آواز پر چونک گئی تھی جو اسے اس پہر گھر میں داخل ہوتا اور اپنے کمرے کی جانب جاتا دیکھ حیران ہوئیں۔

"جی مما!" وہ جو نظر بچا کر نکلنا چاہ رہی تھی۔ماں کی پکار پر چاروناچار سیڑھیاں اُترتی واپس آئی تھی۔جو شاید اسے پہلے ہی دیکھ چکی تھیں۔

"بیٹا خیریت اتنی جلدی واپس آگئی؟" انہوں نے گھڑی میں وقت دیکھا جہاں ابھی صرف صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔

"بس طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔" اس نے جھٹ بہانا گڑھا تھا۔

"کیوں، کیا ہوا طبیعت کو؟" ان کے لہجے سے فکر عیاں تھی۔

"کچھ نہیں ہوا مما! بس ہلکا سا سر درد ہے۔آفس میں کوئی کام بھی نہیں تھا۔ویسے بھی میں نے خطیب کا کیس نہ لڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔" وہ بیزار لہجے میں بولتی، ان کے سر پر دھماکا کر چکی تھی۔

"کیا واقعی؟ تم سچ کہہ رہی ہو؟" وہ بیٹی کے اقدام پر نہال ہوئیں۔

"جی مجھ میں ہمت نہیں ہے ماموں جان سے مقابلہ کرنے کی۔۔۔مجھے اپنی تو کوئی پروا نہیں۔ مگر میں آپ کو کوئی دکھ نہیں دینا چاہتی۔" وہ اپنی ماں کو مطمئن کرنے کی غرض سے گویا ہوئی تھی۔

"یہ مردوں کا معاشرہ ہے۔ تم اور میں اکیلی عورتیں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔"

"لیکن خاموش بھی تو نہیں بیٹھ سکتے ناں مما!" وہ نجانے کیا سوچے بیٹھی تھی۔

"تم کیا کرنا چاہ رہی ہو آئرہ؟" وہ بیٹی کے ارادوں سے خوفزدہ ہوئیں۔

"جو بھی کروں گی، آپ کو جلد پتہ چل جائے گا۔" وہ ہولے سے مسکرا کر انہیں مطمئن کرنے کی غرض سے بولی، جنہیں ایک پل کو چین آیا تھا مگر اب وہ مزید ہول کر رہ گئی تھیں۔

"مروان!" وہ کل سے اس کا نمبر ٹرائی کر کے تھک چکا تھا جو مسلسل بند جا رہا تھا۔ باپ کی آواز پر چونکا۔ جو پُر سوچ سے سگار کے کش لگا رہے تھے۔

"جی بابا!" موبائل ایک طرف کو رکھا تھا، وہ اس وقت اسلام آباد کے ایک انتہائی لگژری ہوٹل کے شاندار روم میں موجود تھے۔

"تمہاری بسمل سے کوئی بات ہوئی؟" اس کی پیشانی پر بل پڑے۔

"نہیں! کیوں خیریت؟"

"یہ تو مجھے تم سے پوچھنا چاہیے۔ کیونکہ وہ تمہاری منگیتر ہے۔ تم اپنی منگیتر سے بات نہیں کرتے۔ کیوں خیریت؟" اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔

"میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہوتا۔" وہ ناگواری سے گویا ہوا۔

"اور اس لڑکی سے بات کرنے کے لئے تو تمہارے پاس بہت وقت ہوتا ہے۔" انہوں نے کڑے تیوروں سے باز پرس کی تھی۔

"جی بالکل ہوتا ہے۔ کیونکہ میری بیوی تو آئرہ ہی بنے گی۔" اس بار وہ بے لچک لہجے میں گویا ہوا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" وہ گرجدار آواز میں سوالیہ گویا ہوئے۔

"بکواس نہیں، حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ پہلے پہل مجھے لگتا تھا کہ پھپھا کی موت کا صدمہ ہے اسے۔۔۔ مگر آئرہ سے اپنی سگی بھانجی سے آپ کی نفرت دیکھ کر مجھے اب ایسا محسوس ہونے لگا کہ واقعی میں اس کی بات میں کچھ تو سچائی ضرور ہے۔" مروان آج پہلی بار باپ کے مقابلے پر اُتر آیا تھا۔

"یہی وجہ ہے۔۔۔بس یہی وجہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ وہ لڑکی تمہاری بیوی بنے۔ آج تم باپ پر شک کر رہے ہو، کل قاتل بھی ٹھہرا دو گے۔" وہ اپنا طیش بمشکل ضبط کر پائے تھے۔

"آئرہ سے نفرت کی وجہ کیا ہے آخر؟" اس نے سوالیہ نظروں سے گھورا تھا۔

"وہ اس شخص کی بیٹی ہے جس نے کبھی میری بہن کو سکون کا سانس نہیں لینے دیا۔ مجھے نفرت ہے اس شخص کی اولاد سے، سُنا تم نے۔" وہ سختی سے گویا ہوئے تھے۔

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا کچھ ہوتا تو پھپھو کبھی انکل کی یاد میں اتنے آنسو نہ بہاتیں۔ مجھے آج بھی یاد ہے وہ انکل کے جانے کے بعد کتنا تڑپتی تھیں۔" مروان کو اپنے باپ کی بات پر شبہ ہوا۔

"مرضی ہے تمہاری۔ مگر میری ایک بات اپنے دماغ میں جتنا جلدی ہو سکے بیٹھا لو کہ وہ لڑکی اس گھر کی بہو کبھی نہیں بن سکتی۔ اور اگر تم نے میرے فیصلے کے خلاف جانے کی کوشش کی تو اس بار میں خود پر لگایا گیا قتل کا الزام سچ ثابت کر گزاروں گا۔" وہ بیٹے کو تنبیہ کرتے ہاتھ میں پکڑا سگار لبوں میں دباتے موبائل پر مصروف ہو گئے تھے۔ جب کہ مروان کی پُر سوچ نگاہیں اپنے باپ کے بے تاثر چہرے پر ہی ٹکی تھیں۔

"آئرہ بی بی!" وہ ابھی ڈنر سے فارغ ہو کر رُوم میں آئی تھی جب کشمالہ بی کمرے میں چلی آئیں۔

"جی!" وہ ایک کیس اسٹڈی کرنے کے ارادے سے لیپ ٹاپ گود میں لئے بیٹھی مصروف سی بولی۔

"وہ بی بی نیچے خطیب صاحب آئے ہیں اپنے والدین کے ساتھ۔" وہ متوازن لہجے میں آگاہی دینے والے لہجے میں بولیں۔ جب کہ اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے تھے۔

"اچھا آپ بٹھائیں انہیں۔ میں آتی ہوں۔ اور پلیز ذرا مما کو بھی بلا لیں۔" وہ اتنی رات گئے اُن کی آمد پر ذرا حیران ہوئی تھی۔

"بہتر!" وہ اس کے حکم کی تکمیل کرنے کی غرض سے الٹے قدموں پلٹ گئی تھیں، جب کہ اس نے بے بسی سے ایک سرد آہ خارج کی۔ پھر ایک نظر اپنے کپڑوں پر ڈالی جن پر ڈھیروں شکنیں پڑ چکی تھیں۔

"اب یہ کوئی نیا تماشہ نہ لگا دیں۔" سر جھٹک کر ہاتھوں سے کپڑوں کی شکن دور کرتی، سر پر دوپٹہ لیتی، بڑبڑاتی ہوئی نیچے کی جانب بڑھی۔ جہاں وہ لوگ اس کے منتظر تھے۔

* * * * * * * * * * * *

"السلام علیکم!" وہ ڈرائینگ روم میں داخل ہوتی بآواز بلند سلام کرتی صوفے پر ہی ٹک گئی تھی۔ جب کہ وہ تینوں نفوس ہی اسے سامنے دیکھ رسمی سا مسکرائے۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہیں بیٹا!" شمیم آرا بیگم نے مسکرا کر پوچھا، جب کہ آئرہ کا سارا دھیان خطیب عالمگیر کی جانب تھا جو الفت بھری نگاہوں سے اس کو دیکھ کم اور گھور زیادہ رہا تھا۔

"الحمدللہ! آپ بتایئے آنٹی! سب خیریت ہے۔ اتنی رات گئے آنے کی کوئی خاص وجہ؟" وہ اس کی بے باک نگاہوں سے اُلجھن محسوس کرتی سپاٹ لہجے میں استفساریہ گویا ہوئی۔ شمیم آرا بیگم کے لبوں سے مسکراہٹ پل میں ہوا ہوئی تھی۔

"جی بیٹا سب خیریت ہے۔ آپ کی والدہ کہاں ہیں؟" عمر صاحب نے گلا کھنکھار کر اپنے لہجے کی تلخی کو خوبصورتی سے چھپالیا تھا۔

"کیوں آئرہ کیا ہم آپ کے گھر نہیں آسکتے کیا؟" عجیب سی تذلیل محسوس کر خطیب کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"ضرور آیئے، آپ کی آمد ہمارے لئے باعث مسرت ہو گی مگر تب، جب آپ موقع محل کے حساب سے تشریف لائیں۔ قصّہ مختصر یہ کہ اخلاقیات کا تقاضہ ہے کہ بعد نماز عشاء بلاوجہ کسی کے گھر مہمان بن کر جانے سے بھی گریز کیا جائے۔ کیونکہ یہ انسان کے آرام کا وقت ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کا وجود میزبان کے لئے باعث رحمت کے بجائے باعث زحمت بن جائے اور خاص کر جب آپ کسی ایسے گھر میں مہمان بن کر جا رہے ہوں تو پھر تو احتیاط لازم و ملزوم ہے جہاں صرف خواتین رہتی ہیں، گھر میں کوئی مرد نہ ہو۔ تو کم از کم اوقات کا تو لازمی خیال رکھنا چاہئے۔ سورج ڈھلنے کے بعد اتنی رات کو کسی کے گھر مہمان بن کر جانا پڑھے لکھے باشعور لوگوں کو زیب نہیں دیتا۔ پیشگی معذرت انٹی مگر یہ غیر اخلاقی حرکت ہے۔" وہ دیوار گیر گھڑی پر ایک طنزیہ نگاہ ڈالتی ذرا جتا کر بولی تھی جہاں گھڑی گیارہ کا ہندسہ عبور کر رہی تھی۔ عمر صاحب اور خطیب کا چہرہ شرمندگی اور ضبط کے باعث ایسا تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

"بیٹا معذرت چاہتے ہیں کہ ہماری وجہ سے آپ کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ دراصل ہم آپ کی والدہ سے کچھ ضروری بات کرنا چاہتے تھے۔" شمیم آرا نے بمشکل ناگوار تاثرات چھپا کر شیریں بیانی سے کام لیا۔

"جی بہن میں آگئی۔ کیسی ہیں آپ؟" وہ خیر و خیریت کے بعد آئرہ کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئی تھیں۔

"زمرد بہن آپ بھی یہاں ہیں، اور ہم بھی۔ اور خیر سے آئرہ بیٹی کی کوششوں کی وجہ سے خطیب کی بھی ضمانت ہو گئی ہے۔ تو سوچا کیوں ناں بچوں کے رشتے کی بات ہی کر لی جائے۔ بھلا نیک کام میں دیری کیسی؟" اس سے قبل یہ ماں بیٹی مزید بے عزتی کرتیں وہ تیزی سے گویا ہوئیں۔

"رشتہ؟" وہ ہونق ہوئی۔

"آپ کا اور میرا رشتہ آئرہ! اور اس بارے میں ہماری پہلے بھی بات ہو چکی ہے۔ مما نے آنٹی سے رشتے کی بات کی تھی اور ایسا تو ممکن ہی نہیں کہ یہ بات آپ کے علم میں نہ ہو۔" خطیب اس کے رویے کی سردگی کی وجہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

"انکل کیا آپ نے خطیب کو میرے فیصلے سے آگاہ نہیں کیا؟" عمر صاحب گڑبڑائے۔ اس نے ناسمجھی سے باپ کی جانب دیکھا تھا۔

"بیٹا خطیب محبت کرتا ہے آپ سے تو ہم چاہتے۔۔۔"ان کے لفظ آئرہ کی سرد آواز پر ادھورے ہی رہ گئے تھے۔

"مگر میں ایسا نہیں چاہتی انکل!تو پھر آپ کی یا کسی کی بھی چاہ معنی نہیں رکھتی۔"وہ صاف لہجے میں گویا ہوئی۔

"آئرہ خاموش رہو تم!"زمرد بیگم نے اسے باز رکھنا چاہا جس کا چہرہ ضبط کے باعث سُرخ پڑ گیا تھا۔

"بھائی صاحب آئرہ خطیب سے شادی نہیں کرنا چاہتی تو میری طرف سے بھی نہ ہی سمجھیں۔"زمرد بیگم نے بات کو طول دینا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

"مگر آنٹی میرے جیل جانے سے قبل تو یہ راضی تھیں؟"وہ حیران ہوا تھا۔

"ایسا نہیں ہے بیٹا!میں نے آپ کے والد کو کہا تھا کہ میں آئرہ کی مرضی جان کر جواب دوں گی۔"انہوں نے اس کی خوش فہمی دور کی۔اتنے میں کشمالہ بی ریفریشمنٹ کا سامان لے آئی تھیں۔

"آئرہ یہ سب کیا ہے؟"خطیب کو سبکی سی محسوس ہوئی تھی۔

"یہ میرا جواب ہے خطیب! تم اور میں بہت اچھے دوست ہیں بٹ سوری۔۔۔ جیسا تم سوچ رہے ہو وہ ممکن نہیں۔" وہ صاف گوئی سے بولی تو شمیم آرا نے اس لڑکی کی ہٹ دھرمی پر بھنویں چڑھائیں۔

"بہن۔۔۔" عمر صاحب نے کچھ کہنا چاہا تھا۔

"معذرت بھائی صاحب! جو میری بچی کا فیصلہ ہے وہی فیصلہ میرا ہے۔ ویسے بھی ابھی اس کے بڑے زندہ ہیں۔ میں آئرہ کی شادی سب کی باہمی رضامندی کے تحت ہی کروں گی۔" ان کا لہجہ صاف جتاتا ہوا تھا۔

"آئرہ میں چاہوں گا کہ آپ ایک بار پھر اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لیں۔۔۔ بکاز آئی لو یو۔" اس شخص کی بے باکی پر آئرہ ایک لمحے کو گڑبڑائی، مگر پھر فوراً ہی خود پر قابو کیا تھا۔

"خطیب آپ یہ بات اچھے سے جانتے ہیں کہ میں درست فیصلہ لینے کی اہل نہیں، بلکہ فیصلہ لے کر پھر اس پر قائم رہنا ضروری سمجھتی ہوں۔ تو پھر مزید سوچ بچار کی گنجائش ہی ختم ہو گئی۔۔۔ اور میری ماں آپ کو میرا فیصلہ بتا چکی ہیں۔ مزید بحث بیکار ہے۔ اب پلیز ہمیں اجازت دیجئے مما کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ یہ ان کے آرام کا وقت ہے۔" آئرہ کے کھڑے ہونے پر خطیب بھی ساتھ کھڑا ہوا تھا۔

"مگر میں پھر بھی آپ کے فیصلے کی ردوبدل کا انتظار کروں گا آئرہ!" وہ چہرے پر بے حد سنجیدگی سجائے گویا ہوا تھا۔

"مرضی ہے آپ کی خطیب! سراب کے پیچھے بھاگنے سے خواب کبھی بھی حقیقت کا روپ نہیں دھارتے۔ آپ ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہمیں سچ میں بہت اچھا لگا، مگر ہم آپ کو خالی ہاتھ لوٹا رہے ہیں شاید یہ بات آپ کو اور آپ کے والدین کو ناگوار گزرے تو عقل مندی کا تقاضہ یہی ہے کہ زندگی میں ایک ہی جگہ سے سبکی و شرمندگی محض ہی بار برداشت کی جائے۔ یہی آپ کی صحت کے لئے اچھا ہے!" وہ ہولے سے مسکرا کر جتاتے لہجے میں بہت کچھ باور کراتی ڈرائینگ روم سے باہر نکل آئی تھی۔ جب کہ طیش کے باعث بمشکل خود پر ضبط کئے وہ خفت زدہ سا الٰہی ہاؤس سے نکل آیا تھا۔ عمر صاحب نے اس چھٹانک بھر کی لڑکی کی پشت کو غصّے سے گھورا تھا۔ جب کہ شمیم آرا، زمرد بیگم کو ناگواری سے دیکھتیں اپنے شوہر کی پیروی میں ہی بغیر کچھ کہے سنے الٰہی ہاؤس کی دہلیز پار گئیں۔

"یہ لڑکی نجانے کیا کرنا چاہ رہی ہے۔" زمرد بیگم بیٹی کی ہٹ دھرمی پر تاسف سے سوچتیں خود بھی اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھیں۔

صبح کا روشن سویرا ہر سو ایک تازگی سے پھونک رہا تھا۔ آئرہ اپنے مخصوص لباس میں تیار ناشتے کی میز پر آئی تھی جہاں زمرد بیگم پہلے ہی سے اس کی منتظر بیٹھی تھیں۔

"السلام علیکم مما! طبیعت کیسی ہے اب آپ کی؟" وہ ان کے گلے میں بانہیں ڈالتی محبت سے گویا ہوئی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ میری بیٹی آج بہت پُرجوش دکھائی دے رہی ہے۔" وہ اسے ہشاش بشاش دیکھ پوچھے بغیر نہ رہ سکیں۔

"بس بات ہی کچھ ایسی ہے مما!" وہ دھیمے سے مسکائی تھی۔

"تو ماں کو نہیں بتاؤ گی؟" اُنہوں نے ابرو اُٹھائے۔

"بس یوں سمجھیں کہ آپ کی بیٹی کی قسمت آج کل بہت مہربان ہے۔" وہ ٹوسٹ پر جیم لگاتی ہنوز ذو معونیت سے گویا ہوئی۔

"ہمم! آئرہ۔۔۔" وہ جانتی تھیں کہ اگر وہ نہیں بتانا چاہ رہی تو مطلب وہ کچھ بھی کر لیتیں، مگر اُس نے منہ نہیں کھولنا تھا۔

"جی مما بولیں۔" وہ لاپروائی سے گویا ہوئی۔

"مروان سے بات ہوئی تمہاری؟" اس نے ایک گہری سانس خارج کی۔

"نہیں! فی الحال میں اس شخص سے کوئی بات کرنا بھی نہیں چاہتی مما!" وہ تلخ ہوئی۔

"اس سب میں مروان کا کیا قصور ہے بیٹا؟" انہوں نے تاسف سے بیٹی کو دیکھا، جس کی پیشانی پر انگنت بلوں کا اضافہ ہوا تھا۔

"قصور تو ہمارا بھی نہیں ہے مما!" وہ تلخ ہوئی۔

"اچھا خیر! یہ خطیب عالمگیر کے کیس کا کیا بنا؟" انہوں نے بات کا رخ تبدیل کیا تھا۔

"ابھی عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے۔ ماموں اتنی آسانی سے تو خاموش نہیں بیٹھیں گے۔ دیکھتے ہیں یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔" وہ سمجھ کر سر ہلا گئی تھیں۔

"چلیں پھر میں نکلتی ہوں، دیر ہو رہی ہے۔ آپ اپنا خیال رکھیے گا۔ اللہ حافظ!" وہ ان کا ماتھا چومتی الہیٰ ہاؤس کے کار پورچ میں آئی تھی، جہاں گاڑی اور ڈرائیور پہلے ہی تیار کھڑے تھے۔

وہ پیسینجر سیٹ پر بالکل خاموش ونڈو اسکرین سے باہر سڑک پر نظریں جمائے بیٹھی تھی جبھی موبائل کی چنگھاڑتی آواز نے اس کی سوچوں میں خلل پیدا کیا تھا۔

"افف!اب کیا چاہتا ہے یہ شخص۔"اس نے اسکرین پر چمکتا مروان کا نام دیکھ بیزاری سے سوچا۔

"آئرہ میری کال ریسیو کرو۔"موبائل بج بج کر خاموش ہو گیا تھا، جبھی پاپ اپ نوٹیفیکشن میں ایک پیغام جگمگایا تھا۔ساتھ ہی موبائل ایک بار پھر گنگنایا تھا۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ، میری کال کیوں نہیں ریسیو کر رہی تھیں؟"وہ رابطہ بحال ہونے کا اطمینان ہوتے ہی غصے سے چڑھ دوڑا تھا۔

"کیا کام ہے؟"وہ بے رخی سے بولی۔جب کہ اس دلربا کی سماعتوں سے ٹکراتی آواز دل پر ٹھنڈی پھوار کی مانند محسوس ہوئی تھی۔

"آئرہ میں آخری بار وارن کر رہا ہوں۔اپنا یہ بی ہیویر میرے ساتھ درست کر لو۔ورنہ میں کوئی لحاظ نہیں کروں گا۔"اسے نجانے کس بات کا غصہ تھا، وہ سمجھ نہیں پائی تھی جس کا لہجہ دھیما مگر ہنوز سخت تھا۔

"بولیں مروان صاحب! کیسے یاد کیا آپ نے؟" اس بار وہ طنزیہ گویا ہوئی۔

"یاد کرنے کی بہت ساری وجوہات ہیں آئرہ صاحبہ! اب ہم تمام تر وجوہات خود بانفس نفیس آپ کے روبرو آکر خود گوشہ گزار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔" دوسری جانب سے اس کی شوخ سی گمبھیر آواز اُبھری تھی۔

"کوئی کام نہیں ہے تمہیں؟" وہ خفا ہوئی۔

"فی الحال ایک ہی کام ہے اور وہ ہے ناراض بیرسٹر صاحبہ کو راضی کرنا سو وہی کر رہا ہوں۔ کیوں تمہیں کوئی اعتراض ہے کیا؟" صرف چند لمحوں میں اس کے لہجے میں شوخی سمٹ آئی تھی۔

"فون رکھ رہی ہوں میں۔" وہ جلبلا کر بولی تھی۔

"دو دن سے فرم کیوں نہیں جا رہی ہو؟" وہ مدعے پر آیا۔

"اگلی بار تم سے پوچھ کر چھٹی کروں گی۔" وہ تنک کر بولی۔

"آئرہ پہلے میری بات کا جواب دو۔" وہ سنجیدہ تھا۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔" اس نے بہانہ تراشا۔

"کیوں کیا ہوا طبیعت کو؟" وہ متفکر لہجے میں گویا ہوا۔

"سب جاننا ہے تمہیں۔ طبیعت خراب تھی مطلب طبیعت خراب تھی۔ اب ساری تفصیل بتاؤں کیا۔" وہ بے تکے سوالات پر زچ ہوئی۔

"تو اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو جاناں۔ ویسے ہی تمہارے خیال سے پوچھ رہا تھا۔ اگر کوئی بہت پرسنل ریزن ہے تو نہ بتاؤ۔ میں فورس تھوڑی کر رہا ہوں۔" وہ اس کی خفگی محسوس کر متبسم سا ذو معنویت سے گویا ہوا تھا۔ آئرہ نے ضبط سے دانت پیسے۔

"فضول بولنے سے بہتر ہے تم ایک کام کرو۔ منہ پر ٹیپ لگالو اور خاموش ہو جاؤ۔" وہ خفت زدہ سی تنک کر بولی تھی۔ دوسری جانب اس کا بلند بانگ قہقہہ بے ساختہ تھا۔ وہ پچھلے تین روز سے اس کا یہ والا انداز مس کر رہا تھا اور اب اس کی تڑکتی بھڑکتی آواز پر وہ دلی طور پر راحت محسوس کر رہا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ آج واپس آ رہا ہوں، تمہاری خراب طبیعت کا علاج بھی کر لوں گا۔ آپ ذرا شرمانے کی پریکٹس کے ساتھ ساتھ ذرا خود کو مضبوط بھی کر لیجئے گا بیرسٹر صاحبہ! کیونکہ اس بار میرے حصار سے آزادی حاصل کرنا آپ کی نازک صحت کے لئے ذرا مشکل ہو جائے گا۔" وہ معنی خیز لب و لہجے میں گویا ہوا تھا، جب کہ وہ خفت زدہ سی کان کی لو تک سُرخ پڑ گئی تھی۔

"لگتا ہے والدہ ماجدہ سے کیا گیا وعدہ توڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں مروان صاحب۔" وہ اپنی خفت چھپاتی اس بار پھر تپانے کی غرض سے بولی تھی۔

"تمہاری زبان تو خاموش رہ ہی نہیں سکتی۔" وہ سرد آہ خارج کرتا تاسفی لہجے میں بولا۔

"لوگ لاوارث سمجھ کر کچھ بھی کر گزریں اور میں بولوں بھی ناں واہ۔۔۔" وہ استہزائیہ مسکراتی مزید کچھ بھی سنے بغیر رابطہ منقطع کر گئی۔ وہ اس کی شکوہ کرتی نگاہوں سے بچنے کے لئے اس کے سامنے نہیں جا پایا تھا۔ مگر وہ پھر بھی اسے شرمندہ کرنا نہیں بھولی تھی۔

"لاوارث۔۔۔" اس کے لفظوں کی کاٹ محسوس کر سوری کا ٹیکسٹ ٹائپ کر کے سینڈ کرتا وہ سختی سے لب بھینچتا ہوٹل کے کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔ اس رات کے بعد سے وہ سینکڑوں بار معذرتی پیغام بھیج چکا تھا۔ مگر وہ ہنوز ناراضگی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔

"کیا ہوا بابا، گاڑی کیوں روک دی؟" وہ لافرم کی بلڈنگ سے دس قدموں کے فاصلے سے گاڑی روک چکے تھے۔

"وہ میڈم پتہ نہیں گاڑی میں کیا ہو گیا ہے۔ آپ آفس تک پیدل ہی چلی جائیں، میں دیکھتا ہوں گاڑی کو کیا ہوا؟" وہ اگنیشن میں چابی گھماتے آگاہ کرنے والے انداز میں بولے۔

"چلیں کوئی بات نہیں۔ میں چلی جاؤں گی۔" وہ بولنے کے ساتھ ہی اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی، موبائل اور ہینڈ بیگ اُٹھاتی گاڑی سے باہر نکل آئی تھی۔ وہ دونوں جانب دیکھتی سامنے کھڑی لافرم کی عمارت میں انٹر ہونے کی غرض سے ابھی صرف دو ہی قدم اُٹھا سکی تھی کہ جسم کو ایک زبردست جھٹکا سا لگا تھا۔

اپنے بازوؤں میں سوئیاں سی چبھتی محسوس ہوئی تھیں۔ ایک لمحے کے لئے آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا تھا۔ ہینڈ بیگ بازوؤں سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ تکلیف کی شدت ناقابل برداشت تھی۔ اس نے سن ہوتے حواسوں کے ساتھ بے یقینی سے کندھے کو چھو کر دیکھا تو ہاتھ پر نمی محسوس ہوئی تھی۔ جب کہ ہتھیلی سرخ ہو گئی تھی۔ وہ یکدم لڑکھڑائی۔۔۔ سڑک پر چلتے راہ گیر اس کی جانب بھاگتے محسوس ہوئے تھے۔ بمشکل خود کو سنبھالتی وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔ ڈرائیور بابا کو اس نے اپنی جانب بھاگتا محسوس کیا تھا۔ گاڑیوں کا شور، صبح کی افراتفری آئرہ کی آنکھیں بند ہونے سے قبل مروان کی گھورتی نگاہیں تھیں، جو نگاہوں کے سامنے گھوم گئی تھیں۔

"ہیلو!" وہ ابھی ایک سیاسی نشست بھگتا کر فارغ ہوا تھا، جبھی اسے ایک شناسا نمبر سے کال موصول ہوئی تھی۔

"واٹ! کیا بکواس کر رہے ہو؟" دوسری جانب سے کچھ ایسا کہا گیا تھا جو اس کے اوسان خطا کرنے کے لئے کافی تھا۔

"آئرہ کو گولی کیسے لگ گئی؟ تم سب کہاں مر گئے تھے۔" وہ طیش میں چلایا تھا۔ ساتھ ہی قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

"دعا کرنا کہ اسے کچھ نہ ہوا ہو ورنہ میں تم سب کی قبریں اپنے ہاتھوں سے بناؤں گا۔" وہ بھاگنے کے سے انداز میں ابھی لابی تک ہی پہنچا تھا کہ اس کا ٹکراؤ اجمل صاحب سے ہو گیا تھا۔

"کیا ہوا سب خیریت؟" انہوں نے بیٹے کو حواس باختگی کے عالم میں بھاگتا دیکھ اچنبھے سے پوچھا۔

"بابا کسی نے میری آئرہ پر قاتلانہ حملہ کرایا ہے۔ گولی لگی ہے اس کو، دعا کریں کہ اس حملہ کے پیچھے میرا کوئی اپنا نہ ملوث ہو۔ ورنہ یاد رکھیے گا۔ میں کسی کو نہیں بخشوں گا۔" وہ انتہائی ضبط کے عالم میں درشت لہجے میں بولتا تیز قدم اُٹھاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ جب کہ ان کی پُر سوچ نگاہوں نے دور تک

بیٹے کی پشت کا پیچھا کیا تھا۔وہ جانتے تھے کہ ان کا لاڈلا آئرہ الٰہی کے لیے کس حد تک جنونی تھا اور اس کی یہی جنوں خیزی تھی جو دن بدن ان کے لئے خطرے کا باعث بنتی جا رہی تھی۔

"یہ لڑکا ایسے نہیں مانے گا۔کچھ تو کرنا پڑے گا۔"وہ ناگواری سے سوچتے خود بھی کراچی واپس جانے کے ارادے سے اپنے مطلوبہ روم کی جانب بڑھے تھے۔

"ہیلو!مس الہام آئرہ کسی ہے؟"اس نے پیسینجر سیٹ سنبھال کر ڈرائیور کو گاڑی چلانے کا اشارہ کرتے ایک نمبر ملایا۔

"اوکے،تھینک گاڈ!مس الہام آپ میک شیور کیجئے کہ اس حادثہ کی خبر پھپھی جان کو نہیں ہونی چاہیے۔میں کچھ گھنٹوں میں کراچی پہنچ جاؤں گا۔آپ پلیز آئرہ کا خیال رکھیں۔۔۔اور فی الحال کسی کو بھی آئرہ سے ملنے کی اجازت نہ دیجئے گا۔اور پریس والوں کے کسی سوال کا جواب دینے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔"وہ تیزی سے ہدایت کر رہا تھا جو وہ خاموشی سے سُن رہی تھی۔آئرہ خطرے سے باہر تھی اور ابھی سو رہی تھی۔

نیلے رنگ کے گاؤن میں ملبوس آئرہ ہسپتال کے بیڈ پر نڈھال سی لیٹی کچھ دیر پہلے ہی ہوش میں آئی تھی۔ پولیس اس کا بیان لے کر جا چکی تھی۔ جب کہ اب وہ چت لیٹی سپاٹ نظروں سے چھت کو گھورتی اس منظر میں ہی کھوئی ہوئی تھی جب اُسے گولی لگی تھی۔ گولی اس کا بازو چھو کر گزر گئی تھی۔ وہ زمین پر گر گئی تھی۔ اسے یاد تھا کہ وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں آفس کی ہی گاڑی میں ہسپتال لائی گئی تھی۔ الہام اس کے ساتھ-ساتھ تھی۔ اس کی بینڈج کر دی گئی تھی۔ مروان کو یقیناً اب تک خبر مل چکی تھی۔ کلک کی آواز پر وہ چونکی۔ جہاں کوئی وارڈ میں اندر داخل ہوا تھا۔ الہام کا چہرہ دیکھ وہ لمحے کے لئے ٹھہر گئی تھی۔

"میڈم اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" الہام اسے بیدار دیکھ قریب آئی تھی۔

"ٹھیک ہوں۔ اس حادثے کی خبر مما کو تو نہیں کی ناں؟" اُسے ماں کی غیر موجودگی محسوس ہوئی تھی۔

"مروان صاحب کا پیغام آیا تھا کہ وہ کچھ دِیر میں کراچی پہنچ جائیں گے اور آپ کی والدہ کو اس بارے میں خبر نہ کی جائے۔" آئرہ نے سکون کی سانس خارج کی تھی۔

"میری چھٹی کب ہو گی یہاں سے۔" اسے اب اکتاہٹ سی ہو رہی تھی۔

"بس کچھ دِیر میں چھٹی ہو جائے گی۔" وہ سر ہلا گئی۔

"میڈم یہ کیسے ؟ مطلب آپ کو یہ گولی کیسے لگ گئی ؟" وہ اب تک پریشان تھی۔ کیونکہ آئرہ اور پولیس کے مطابق گولی چلانے والے نامعلوم افراد تھے۔ وہ ایک گہری سانس لیتی بولنا شروع ہوئی۔

"ہم جس معاشرے کا حصّہ ہیں ناں مس الہام یہاں ایک Audacious Personality کی حامل عورت کا سروائیو کرنا مرد کی بانسبت بے انتہا مشکل ہے۔ کیونکہ یہ مرد ذات کی نفسیات ہے کہ وہ کسی صورت ایک بے باک اور نڈر عورت کو قبول نہیں کرتا جو اس پر حکمرانی قائم کرنا چاہے۔ بلکہ نہ صرف ہم ساؤتھ اشینز بلکہ آپ امریکا بھی چلی جائیں گی تو یہ جو مرد ذات ہے ناں اسے ایک خود مختار، بہادر اور بے باک عورت کسی صورت برداشت نہیں ہوتی۔ یہ اس دنیا کے ہر مرد کی کمزوری ہے کہ وہ ایک مضبوط عورت کو کسی صورت قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ یہ صنف نازک کو صنف آہن بنتا دیکھ جبری طور پر تو قبول کر سکتے ہیں مگر دلی طور پر قبول کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ آپ تاریخ اُٹھا کر دیکھ لیں یا کسی بھی چھوٹے سے چھوٹے ادارے میں کام کرنے والے مرد کو دیکھ لیں وہ کتنا بھی باظرف ہو مگر دلی طور پر کبھی کسی عورت کی کامیابی برداشت نہیں کرتا۔۔۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان تمام مردوں کو آئرہ الٰہی کا وجود اس قدر کھٹکتا ہے۔ کیونکہ یہ ان کا نفسیاتی اور جنس کا مسئلہ ہے۔ مرد کی انا

کبھی یہ گوارہ ہی نہیں کرتی کہ کوئی بھی عورت ان سے ایک قدم آگے نکل جائے۔بہت کم مرد ہوتے ہیں جو عورت کی ترقی کو خوش دلی سے قبول کرتے ہیں انا کا مسئلہ نہیں بناتے۔ورنہ اکثریت جنگ پر اتر آتی ہے یا اپنی سطحی سوچ کے تحت عورت کے کردار پر انگلی اٹھا کر منہ سے گند اگلنا شروع کر دیتے ہیں۔ہم ان سے لڑ نہیں سکتے۔مگر ہاں اپنے بہتر سے بہترین فیصلوں سے اس مخلوق کو مات ضرور دے سکتے ہیں۔اور بس میں وہی کر رہی ہوں اور میرے ایکشن کا ریکشن تمہارے سامنے ہے۔اتنے سارے مردوں کو ایک واحد آئرہ الٰہی کا وجود نہیں برداشت ہو رہا۔سارے مقابلہ بازی پر اتر آئے ہیں۔یہ چاہتے ہیں کہ عورت بھلے مضبوط ہو مگر مرد سے ہمیشہ ایک قدم پیچھے ہی چلے پھر چاہے وہ بلینز ڈالر کی مالک ہو یا پھر ہاؤس وائف۔"وہ تلخ لہجے میں حقیقت پسندی سے بولی تھی۔جب کہ وہ سمجھ کر اسے آرام کرنے کی تاکید کرتی باہر نکل آئی تھی۔

"میڈم وہ خطیب صاحب کے والد آئے ہیں آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔"وہ الٹے قدموں واپس بھی آگئی تھی۔الہام کی آواز پر آنکھیں کھولتی آئرہ کی چھوٹی سی پیشانی پر ڈھیروں بل پڑ گئے تھے۔کتھئی آنکھوں میں ناگواری اپنی چھاپ دکھا رہی تھی۔

"خطیب بھی ساتھ ہیں؟" اسے ان کی آمد پر اُلجھن سی ہوئی تھی۔

"نہیں۔ فی الحال تو اکیلے ہی ہیں۔" وہ سر ہلا گئی۔

وہ پاس رکھے اسکارف سے اپنا سر کور کرتی، اسے اجازت دے چکی تھی جبھی عمر صاحب وارڈ میں داخل ہوئے تھے۔

"کیسی ہیں آئرہ صاحبہ!" وہ ذرا فاصلے سے رکھے صوفے پر بیٹھ گئے تھے۔

"اللہ کا شکر!" وہ سپاٹ تاثرات سے گویا ہوئی تھی۔

"مجھے اس حادثہ کا پتہ لگا تو میں تو آپ کے ماموں کی کم ظریفی پر حیران رہ گیا۔" انہوں نے بات کا آغاز کیا۔ آئرہ نے ابرو اٹھائے۔

"ماموں ایسا نہیں کر سکتے۔" اس نے ناگواری سے کہا۔

"حیرت ہے جو ماموں آپ کو آپ کے ہی آفس میں قتل کی دھمکی دلوا سکتے ہیں۔ پھر وہ جان لیوا حملہ کیوں نہیں کروا سکتے۔" وہ تعجب کا اظہار کر رہے تھے۔ آئرہ کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ مجھے قتل کی دھمکی ملی ہے؟" وہ سٹپٹائے، اس نے بغور ان کے تاثرات کا جائزہ لیا تھا۔

"وہ مجھے ابھی آپ کے اسٹاف کی زبانی پتہ چلا ہے کہ کل صبح اجمل کی جانب سے کچھ بندوں نے آپ کو گھیر لیا تھا۔" وہ وضاحتی لہجے میں بولے۔

"مگر یہ حملہ ماموں جان کی جانب سے نہیں کرایا گیا۔ وہ مجھے پسند نہیں کرتے۔ مگر وہ کبھی اس حد تک نہیں جاسکتے۔" وہ نجانے کیوں ان کا دفاع کر رہی تھی۔ عمر صاحب کو اس کا انداز ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔

"تو پھر کون ہو سکتا ہے؟" وہ پُر سوچ ہوئے۔

"کوئی بھی ایسا دشمن، جو میرے بہت قریب ہو۔" اس کی کھوجتی نگاہیں ان کے چہرے پر ہی مرکوز تھیں۔

"ہمم! تو ممکن ہے کہ مروان سلطان!" وہ قیاس لڑا رہے تھے۔

"مروان کیسے؟" وہ انجان بنی تھی۔

"آپ نے مروان سلطان کے بھائی کے قاتل کو آزادی دلوائی ہے۔یعنی خطیب عالمگیر کو۔۔۔"اس نے ابرو اُٹھائے۔

"مگر خطیب تو بے قصور ہے۔"

"یہ حقیقت تو آپ اور میں جانتے ہیں ناں آئرہ صاحبہ !مگر مروان سلطان تو اپنے باپ کو بے گناہ اور خطیب کو قاتل سمجھتا ہے۔اور آپ کو اپنا سب سے بڑا رقیب۔۔۔کیونکہ آپ کی وجہ سے آج خطیب سلاخوں کے باہر ہے۔"وہ سمجھ کر سر ہلا گئی۔

"ویسے میرا نہیں خیال کہ ایسا ہے۔بھلا مروان کیوں مجھ پر حملہ کروائیں گے۔ہم ناراض ضرور ہیں۔مگر کزنز ہیں۔"اس نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"جناب اب ایسے بھی کوئی لاپروا نہیں۔آپ کی رشتے سے انکار کی وجہ خوب جانتے ہیں ہم، مگر۔۔۔"وہ طنزیہ مسکرائے۔آئرہ کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا بن گیا تھا۔

"مگر۔۔۔"اس نے ابرو اُٹھائے۔

"یہ کرسی کا چکر ہی برا ہے آئرہ جی۔ کرسی کے لئے تو لوگ بیوی کو قتل کرانے سے دریغ نہیں کرتے۔ تو پھر معشوقہ پر گولی چلوانا کون سی بڑی بات ہے۔" وہ زخمی آئرہ کی آنکھوں کا سرد سا تاثر دیکھ کمینگی سے مسکرائے، اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

"میرے خیال سے عمر صاحب! اب آپ کو جانا چاہئے۔" وہ خار کھاتے لہجے میں گویا ہوئی۔ وہ ہولے سے مسکائے۔

"جی! مگر میری باتوں پر دھیان ضرور دیجئے گا۔ جان کا معاملہ ہے۔ آفٹر آل آپ اپنی والدہ کی اکلوتی اولاد ہیں اور اولاد کا غم تو ویسے بھی جان لیوا ہوتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ زمرد بیگم کو اس عمر میں کوئی غم جھیلنا پڑے۔" وہ شاطرانہ لب و لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"عمر صاحب دروازہ اس طرف ہے۔ پلیز جاتے ہوئے بند کر دیجیے گا۔" لحاظ اور وہ بھی آئرہ الہیٰ۔۔۔ جب کہ ان کا چہرہ شدید قسم کی تذلیل کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔

"بیٹا مانا کہ جوان ہو، وکیل بھی ہو اور گرم خون بھی۔۔۔ مگر بڑا ہمیشہ بڑا ہی رہتا ہے۔" وہ جتاتے لہجے میں تن کر کھڑے ہوتے باہر جانے کے لئے آگے بڑھے تھے۔

"اپنی عزت اپنے ہاتھ میں ہوتی ہے انکل۔ بڑے کو چھوٹے کے سامنے منہ کھولتے وقت کچھ نہ سہی تو اپنی عمر کا ہی لحاظ کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ بڑا تھپڑ مار دے تو چھوٹے کی عزت میں کوئی فرق نہیں آتا، البتہ اگر چھوٹا پلٹ کر یہی عملا دہرا دے تو بڑا کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا۔" وہ ان کی پشت کو گھورتی درشتگی سے بولی تھی۔ یہ ان کے کچھ دیر قبل بولے گئے سخت لفظوں کا ردعمل تھا۔

"آئندہ کے لئے ہوشیار رہیے گا آئرہ صاحبہ! کیونکہ آپ کے مخالفین کے شوٹرز کا نشانہ اس بار تو چونک گیا، مگر ہر بار ایسا نہیں ہو گا۔ وکیل ہیں تو نظر بھی سب طرف رکھیں۔" وہ اپنے لفظوں سے نجانے کیا جتانا چاہ رہے تھے۔

"فکر نہیں کریں انکل۔ میری نگاہیں ہر طرف ہیں۔ میری نظر وہاں بھی ہے جہاں آپ کی نگاہ بھی نہیں ہے۔" وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔ جب کہ وہ غصہ ضبط کرنے کے چکر میں سرخ پڑتے وہاں سے نکلنے کو ہوئے، جبھی وہ مزید بولی۔

"اپنے لاڈلے کو بتا دیجئے گا انکل کہ اب وہ اپنے لیے کوئی دوسرا وکیل تلاش کر لے۔ اب میں مزید اس کا کیس نہیں لڑوں گی۔" وہ باور کراتے لہجے میں بولی۔

"بیٹا جی! اب آپ میں اتنی طاقت ہے بھی نہیں کہ آپ ہمارا مقدمہ لڑ سکیں۔ فی الحال تو آپ اپنا خیال رکھیں کیونکہ اس شعلہ بیانی کے باعث بہت سے دشمن پال رکھے ہیں آپ نے۔" وہ طنزیہ مسکراتے وارڈ سے باہر نکل گئے تھے۔ جب کہ وہ سرہانے سے ٹیک لگاتی آنکھیں موند گئی تھی۔

"آئرہ کیسی ہے اب؟" وہ پہلی فلائٹ سے کراچی پہنچا تھا اور اب ائیر پورٹ سے سیدھا ہسپتال ہی آیا تھا۔ الہام اسے لفٹ میں ہی مل گئی تھی۔

"زیادہ گھبرانے والی بات نہیں ہے۔ میڈم اب بالکل ٹھیک ہیں۔ گولی بس چھو کر نکل گئی ہے۔" اس کی آگاہی پر وہ لب بھینچ گیا۔ اس بد دماغ لڑکی نے سب کو پاگل کرنے کی قسم کھا رکھی تھی۔

"سر ویسے آپ بالکل ٹھیک وقت پر آئے ہیں۔ ابھی میڈم جاگ ہی رہی ہیں۔ کچھ دیر قبل ہی عمر عالمگیر صاحب میڈم سے ملاقات کر کے گئے ہیں۔" وہ مزید گویا ہوئی۔

"کیا خطیب بھی ساتھ آیا تھا؟ میرے منع کرنے کے باوجود ملاقات کی اجازت کیوں دی؟" اس کے بھاگتے قدموں کو بریک لگی تھی۔

"نہیں عمر صاحب اکیلے ہی تھے اور میڈم کی پریشن تھی تو۔۔۔"وہ اس کی خودسری پر لب بھینچ گیا۔ اور پھر سر جھٹک کر وارڈ میں داخل ہوا جس میں آئرہ الٰہی کا ٹریٹمنٹ چل رہا تھا۔

وہ جو آنکھیں موندے لیٹی نیند کی دیوی مہربان ہونے کی منتظر تھی۔کھٹکے کی آواز پر یکدم چونک کر اُٹھی تھی۔

"کیا ہوا تمہیں؟ یہ گولی کیسے لگ گئی؟ ٹھیک تو ہو ناں۔"وہ چیل کی سی تیزی سے اس کے قریب آتا اپنے حصار میں لے چکا تھا جو اُسے دیکھ کہنیوں کے بل اُٹھنے لگی تھی۔اس کے جذباتی پن پر ٹھہر گئی تھی۔

"تم کب آئے؟"وہ جو اس کے ہاتھ کے زخم کا جانچتی نگاہوں سے معائنہ کر رہا تھا اس کی نقاہت بھری آواز پر ٹھہرا۔

"ابھی آیا ہوں۔کیونکہ تمہاری روح کو تو سکون ہی نہیں ہے۔"وہ اس کے چہرے کے ایک سائیڈ کو سُرخ دیکھ بغور جائزہ لیتا ناراضگی سے بولا۔جو اس کی فکر پر دل ہی دل میں مسکائی تھی۔

"تو میں نے تو نہیں کہا کہ تم آؤ!" وہ مصنوعی خفگی ظاہر کرتی واپس لیٹ گئی تھی۔ مروان نے گھور کر دیکھا۔ مگر خاموش ہی رہا۔

"یہ چہرہ کیوں سُرخ ہو رہا ہے۔ یہاں بھی چوٹ لگی ہے کیا۔" وہ اس کے سر پر لپٹا دوپٹہ اتار کر ایک طرف رکھتا اب کان تک کا معائنہ کر رہا تھا۔

"کافی دیر سے اس رُخ پر سُو رہی تھی اس لئے سن ہو گیا ہے شاید!" اس نے وضاحت پیش کی جو اس کے ٹھیک ہونے کا اطمینان کر تا سینے سے لگا چکا تھا۔ اسے گولی لگنے کا سُن کر وہ کتنا پریشان ہوا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔

"ٹھیک ہوں میں۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ اس کی گرفت کی شدت محسوس کر گویا ہوئی۔

"تمہیں کچھ اندازہ ہے کہ یہ گولی کس نے چلوائی ہے تم پر۔۔۔" اس بار اس کا لہجہ انتہا کا سرد تھا۔ اس کے ٹھیک ہونے کا اطمینان ہوتے ہی اسے اب ایک نئی فکر لاحق ہوئی تھی۔

"میں نہیں جانتی! مگر۔۔۔" وہ کچھ کہتے ہی خاموش ہوئی۔

"مگر؟" وہ ذرا پیچھے ہوا، جب کہ آئرہ نے نگاہ اُٹھا کر اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھا۔

"مگر کیا؟" اس نے ایک تاسفی سانس خارج کی۔

"کل صبح صبح ماموں کی طرف سے کوئی شخص آیا تھا مجھے قتل کی دھمکی دینے۔" وہ سپاٹ آواز میں بولی تھی۔

"واٹ" !

"کون تھا اور کب آیا؟ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟" وہ یکدم متفکر لہجے میں بولا۔

"کیا فرق پڑتا ہے۔ ایسی دھمکیاں تو مجھے میرے ماموں جان کی طرف سے روز ہی ملتی ہیں۔" وہ اپنا آپ آزاد کراتی پیچھے کو ہوتی نیم دراز ہو گئی تھی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا بابا ایسا بھی کر سکتے ہیں۔ میں بات کروں گا اُن سے۔" وہ حیرت کا اظہار کرتا اس کے زرد پڑتے چہرے پر اٹکھیلیاں کرتی شرارتی لٹوں کو سنوار کر نرمی سے گویا ہوا تھا۔

"تمہیں تو کبھی میری بات پر یقین آتا ہی نہیں ہے۔" وہ بے رُخی سے بولتی آنکھیں موند گئی تھی۔

"ایسا نہیں ہے یار! مگر وہ باپ ہیں میرے۔" وہ ہمیشہ کی طرح اس کے سامنے بے بس ہوا۔

"درد تو نہیں ہو رہا؟" وہ آنکھیں موندتی خاموش رہی۔ کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے تو وہ پوچھنے کی غرض سے بولا۔

"جو الزامات مسز اجمل نے مجھ پر، میرے کردار پر لگائے، میری ماں کی تربیت پر انگلی اُٹھائی ان لفظوں کی تکلیف کے سامنے یہ تکلیف کچھ بھی نہیں ہے۔" وہ ہنوز اسی پوزیشن میں لیٹی تھی۔ جب کہ وہ خاموش رہا۔ آئرہ نے آنکھیں کھول کر دیکھا جس کی بھوری آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں۔

"جانتا ہوں کہ ممی کی باتوں نے بہت ہرٹ کیا تھا تمہیں۔ مما کی طرف سے میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔ پلیز!" آئرہ نے خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

"کس کس بات کی معافی مانگو گے مروان؟ اپنے باپ کے قاتل ہونے کی یا پھر ماں کا سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی مجھ پر الزام لگانے کی؟" وہ شکوہ کناں لہجے میں ابرو اٹھا کر سوالیہ ہوئی۔

"اس بارے میں ہم بعد میں بات کریں گے تم فی الحال آرام کرو۔" وہ اس کے شکوے پر دور ہوتا روم سے جانے لگا تھا، آئرہ نے اسے خاموشی سے جاتا دیکھ یکدم اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔ وہ ٹھہرا۔

"یہیں رہو میرے پاس۔" وہ اس کے لہجے کی آس پر ٹھہر گیا تھا اور ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔ وہ اس کا ہاتھ تھامتی آنکھیں موند گئی تھی۔ جب کہ اس کا ہاتھ اب اُس کے بالوں کی جڑیں سہلا رہا تھا۔ وہ پُر سکون تھی۔ مروان کی موجودگی ہمیشہ سے اس کے لئے سکون کا باعث تھی۔

"ہمارے نکاح کے بارے میں گھر کب بات کرو گے ؟" وہ جو سوچوں میں گم بیٹھا تھا سماعتوں سے ٹکراتی آئرہ کی سپاٹ سی آواز پر وہ چونک گیا تھا۔

"جب میں کہتا تھا کہ سب کو نکاح کا بتا دیتے ہیں تو تمہیں فضول کے اعتراضات تھے۔ تو اب کیوں جلدی پڑ گئی ہے ؟" وہ سرد لہجے میں پھنکارا۔

"تو تم کیا چاہتے ہو اب ؟" وہ آنکھیں کھول کر استفساریہ گویا ہوئی۔ اس کا ہاتھ ہنوز بالوں میں گھوم رہا تھا۔

"فی الحال خاموش رہو۔ جب تک الیکشن نہیں ہو جاتے میں کچھ نہیں کر سکتا۔" وہ سپاٹ تاثرات سے بولا۔

"ہاں تو پھر تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ اس بات کا انتظار کر رہے ہو کہ کوئی یہاں آئے اور مجھ پر تمہاری ذات سے منسلک کر کے کوئی نیا الزام لگائے۔" وہ یکدم ہی ہتھے سے اکھڑ گئی تھی۔

"بکواس نہیں کیا کرو ہر وقت۔ نکاح کیا ہے تم سے، اپنی زمہ داری میں لیا ہے تو تحفظ بھی تمہیں میں ہی فراہم کروں گا۔ فضول کی سوچیں دماغ سے نکال دو۔" وہ ناگواری سے بولا تو وہ جو دل کی بھڑاس نکالنے کا ارادہ رکھتی تھی خاموشی سے لب بھینچتی خاموش ہو گئی۔ نجانے کتنے ہی پُر سکون لمحے بے معنی سی خاموشی کی نظر ہو گئے تھے۔ مروان نے ذرا سی نظر پھیر کر دیکھا جو شاید غنودگی میں چلی گئی تھی۔ وہ دھیرے سے اس کے پاس سے اُٹھا تھا تاکہ اس کی نیند نہ خراب ہو۔

"میری ضدی بیرسٹر!" وہ خود ساختہ قیاس کرتا دھیرے سے چہرے پر جھکا تھا اور پیشانی پر اپنے دہکتے لبوں کا لمس چھوڑتا پیچھے ہوا۔ اُس کی نیند میں ذرا خلل پڑا تھا، وہ مسکرایا اور اب باری باری دونوں آنکھوں اور گالوں پر بوسہ دیتا، مسکراتی نگاہوں سے چہرے پر جھکا کھڑا تشنہ نگاہوں کی طلب پوری کر رہا تھا۔ اس کی پُر تپش نگاہوں کا ارتکاز ہی تھا کہ اس نے پٹ سے ایک لمحے میں آنکھیں کھولی تھیں۔

"میری نیند کا ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ مروان سلطان۔" وہ تھوڑی سی آنکھیں کھولتی گھور کر بولی تھی، جو بھرپور مسکراہٹ سے جان بوجھ کر اس کا ہاتھ نرمی سے قابو کرتا چہرے پر جھکا تھا اور باری باری دونوں

آنکھوں اور گالوں پر شدت بھرا لمس چھوڑتا مسرور سا پیچھے ہوا۔ مروان کی ذرا سی قربت پر ہی اس کے گال دہک اُٹھے تھے۔

"میری محبت تو تم سے برداشت کی نہیں جاتی، ذرا سی قربت پر ہی لال ٹماٹر ہو جاتی ہو۔ گر جو میں نے اپنے جنون سے واقف کرا دیا تو کیا ہو گا بیرسٹر صاحبہ کا!" اس کی ناک سے اپنی ناک مس کرتا وہ پیشانی سے چہرہ ٹکائے اس کی خوشبو اپنی سانسوں میں اُتارتا خمار آلود نگاہوں سے دیکھتا گمبھیر لہجے میں بولا تھا۔ جو اس کی پناہوں میں خود کو محفوظ اور پُرسکون محسوس کرتی سرشاری سے سینے سے سر ٹکاتی آنکھیں موند گئی تھی۔

"بابا حد کر دی آپ نے۔۔۔ اس لڑکی نے آپ کی اتنی تذلیل کی اور آپ صرف سُن کر آ گئے؟ منہ توڑ دینا چاہیے تھا آپ کو؟" خطیب تو عمر صاحب کی زبانی آئرہ کی بدتمیزیاں سن آگ بگولہ ہو گیا تھا۔

"ٹھنڈے ہو جاؤ۔ اور فکر نہ کرو اتنی آسانی سے تو میں نہیں بخشوں گا اس لڑکی کو۔" وہ سختی سے بولے۔

"آئرہ کو دھمکانے کے لئے آپ نے جو آدمی بھیجا تھا، کہیں اس کے بارے میں پتہ تو نہیں چل گیا کہ وہ اجمل سلطان کا نہیں بلکہ ہمارا آدمی تھا۔" اس نے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔

"بیٹا تمہارے باپ نے کچی گولیاں نہیں کھیلی ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ اس لڑکی کی ساری اکڑ تو میں ہی نکالوں گا۔" وہ انتہائی نفرت آمیز لہجے میں غرائے تھے۔

"تو کیا آئرہ پر گولی آپ نے چلوائی تھی؟" وہ پُر سوچ ہوا۔

"اگر یہ گولی میں نے چلوائی ہوتی تو وہ اس وقت چار کندھوں پر اپنے آخری سفر کی جانب گامزن ہوتی۔" وہ ناگواری سے پھنکارے۔

"تو مطلب یہ گولی اجمل سلطان کی جانب سے چلوائی گئی ہے؟" وہ جیسے نتیجے پر پہنچا۔

"ہاں بالکل ایسا ہی ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت بپھرا شیر بنا ہوا ہے۔ آئرہ بار بار اس کے راستے میں آ رہی ہے تو ایسا کیسے ممکن ہے کہ وہ خاموش بیٹھ جائے۔" وہ پُر سوچ دکھائی دے رہے تھے۔

"مجھے تو لگتا ہے کہ ہمارے درمیان ضرور کوئی تیسرا ہے جو یہ سب گیم کھیل رہا ہے۔" خطیب کی اپنی ہی سوچ تھی۔

"تم یہ بتاؤ اس لڑکی سے شادی کرنی ہے کیا؟" وہ بیٹے کی جانب متوجہ ہوئے۔

"بالکل کرنی ہے۔ پہلے میں آئرہ سے شادی محبت میں کرنا چاہتا تھا مگر اب وہ لڑکی میری ضد بن گئی ہے۔ آخر اس لڑکی کی اتنی جراءت کیسے ہوئی کہ وہ مجھے۔۔۔ خطیب عالمگیر کو ٹھکرائے۔" وہ لہجے میں بے پناہ ناگواریت سموئے درشتگی سے غرایا تھا۔

"تو بس پھر تم ذرا انتظار کرو۔ اگر وہ تمہارے قدموں میں بیٹھ کر اپنے کئے کی معافی نہ مانگے تو تم اپنے باپ کا نام بدل دینا۔ مگر فی الحال الیکشن تک خاموش رہو۔۔۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ہمارا ایک غلط قدم عوام میں انتشار برپا کر دے۔" وہ دور اندیشی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ جب کہ وہ غصے سے کھولتا وہاں سے واک آوٹ کر گیا تھا۔

وہ ہسپتال سے چھٹی کے بعد مروان کی ہمراہی میں ہی گھر واپس آئی تھی۔ زمرد بیگم تو اس کے ہاتھ پر زخم دیکھ گڑبڑا کر رہ گئی تھیں۔ مروان نے بمشکل انہیں سمجھایا تھا۔ صد شکر تھا کہ انہوں نے آج کی نیوز نہیں دیکھی تھی۔ ورنہ اب تک وہ سب جان چکی ہوتیں۔

"یہ سب ہوا کیسے ؟وہ کون لوگ تھے آئرہ؟میرا تو دل بیٹھا جارہا ہے۔"وہ آئرہ کے کمرے میں موجود تھے جو بستر پر نیم دراز آنکھیں موندے لیٹی تھی۔ایک ہی دن میں وہ جھٹک کر رہ گئی تھی۔مروان خاموش سا ذرا فاصلے سے صوفے پر بیٹھا تھا۔

"کچھ نہیں ہوا ہے مما!یار ریلیکس رہیں۔ایک وکیل کی والدہ ہیں آپ اور اتنا نازک دل۔"وہ ان کا ہاتھ تھامتی،ان کی توجہ بھٹکانے کی غرض سے شرارتی لہجے میں گویا ہوئی۔

"بھاڑ میں گئی ایسی وکالت جو میری بچی کی جان پر ہی بن گئی ہے۔بس اب تم کچھ دن کی آف لے لو۔کوئی کیس نہیں لڑ رہی ہو تم۔یہ میرا آخری فیصلہ ہے آئرہ۔ورنہ میں بہت برا پیش آؤں گی۔"وہ آنسو ضبط کرتیں سختی سے بولی تھیں۔

"جو حکم والدہ کا۔"وہ شرارت سے سر خم کرتی مروان کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"بس یہی حرکتیں ہیں تمہاری۔۔۔مگر اب بس۔ذرا تم اپنی من مانی کر کے دکھاؤ۔"وہ ناراض ہوئیں۔

"مطلب آپ کو یقین دلانے کے لئے ابھی بھی من مانی کر کے دکھانی پڑے گی؟"اس نے مسکراہٹ دبائی۔

"مروان بتادو اسے میں اب اس کی عمر کا بھی لحاظ نہیں کروں گی اور ٹھیک ٹھاک قسم کی مار لگاؤں گی۔" وہ بیٹی کو محبت سے دیکھتیں اب خاموش بیٹھے مروان کی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔

"میں تو کہہ رہا تھا پھپھو اس بد دماغ بیرسٹر کو راہِ راست پر لانے کے لئے آپ ایک بار ڈنڈا اٹھا ہی لیں۔" وہ مزے سے بولا، آئرہ نے ابرو اٹھائے۔

"اوہ رئیلی! ویسے مما مجھے لگتا ہے کہ ڈنڈا تو مروان صاحب پر ان کے ابا حضور نے اٹھایا ہوا ہے۔" وہ مسکراہٹ دباتی مروان کو چھیڑنا ہرگز نہیں بھولی تھی، جس نے اپنی خرافاتی بیوی کو دیکھ پھپھی کے لحاظ میں دانت پیسے تھے۔

"آئرہ! بری بات ہے۔ شوہر سے ایسے بات کرتے ہیں۔" انہوں نے بیٹی کو ڈپٹا۔

"شوہر نہیں نا کہ! ابھی یہ پورے شوہر نہیں ہیں میرے۔" وہ مسکراتی آنکھوں سے خاموشی سے اُسے ہی دیکھ رہا تھا جو بندوق کی گولی کھا کر کچھ زیادہ ہی خوش مزاج ہو گئی تھی۔

"ایک ہی بات ہے۔ اصل نکاح ہی ہوتا ہے بس۔" زمرد بیگم نے بیٹی کی بات ہوا میں اڑائی۔

"آپ میری مما ہیں یا مروان کی؟" اس نے خشمگیں نظروں سے ماں کو دیکھا۔

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔"وہ سر جھٹک گئیں۔

"مروان!"وہ جو نگاہوں ہی نگاہوں میں اسے گھورتا بہت کچھ باور کروا رہا تھا۔زمرد کی آواز پر چونک کر ہوش میں آیا۔

"جی پھپھو"!

"بھابھی کو پتہ ہے کہ تم یہاں ہو؟"مروان نے گہری سانس خارج کی۔آئرہ اب سنجیدگی سے اس کی جانب متوجہ تھی۔

"نہیں!مگر آپ ان کی باتوں کو زیادہ سیریس نہ لیں پھپھو!وہ اس دن غصے میں تھیں۔مما نے آپ سے جو کچھ بھی کہا اس کی میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔"زمرد خاموش رہی تھیں۔

"بھائی صاحب اور بھابھی سے کب بات کرو گے تم مروان؟"وہ سوالیہ گویا ہوئیں تو وہ ایک لمحے کو خاموش رہ گیا۔

"ابھی تو میں بابا سے بات نہیں کر سکتا پھپھو۔آپ تو جانتی ہی ہیں ناں کہ بسمل سے منگنی بابا نے الیکشنز کی وجہ سے ہی کروائی ہے۔"وہ لب بھینچ گئیں۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا کہ تم دونوں کو اتنا بڑا اقدم اٹھانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔" وہ خفگی سے بولیں۔

"اگر میں آئرہ کو نکاح میں نہیں لیتا تو کیا آپ لوگ اس رشتے کے لئے راضی ہو جاتے؟" وہ چپ رہیں۔

"آپ لوگ کبھی نہیں مانتے پھپھو۔۔۔اور میں آئرہ کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔" آئرہ نے بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا جو ضبط سے سُرخ پڑ رہا تھا۔

"جتنا جلدی ہو سکے بھائی صاحب سے بات کرو۔ میں ماں ہوں آئرہ کی، اپنی بچی پر کسی کے جھوٹے الزامات کی بوچھاڑ برداشت نہیں کر سکتی۔" وہ شرمندگی کے باعث نگاہیں چرا گیا۔

"مما چھوڑیں ان باتوں کو۔ یہ بتائیں آپ نے کھانے میں کیا بنوایا ہے؟" وہ مروان کو شرمندہ ہوتا دیکھ ماں کو خاموش کرا گئی۔

"کیا مطلب ہے کہ کیا بنوایا ہے۔ تمہارا پرہیز کا کھانا بنا ہے۔" انہوں نے گھور کر دیکھا۔

"اور اپنے لاڈلے کے لئے؟" اسے ایک بار پھر شرارت سوجھی تھی۔

"نہیں پھپھو! یہ پاگل ہے۔ میں بس اب گھر کے لئے نکلوں گا۔" اس نے آئرہ کو گھور کر باز رکھنا چاہا۔

"نہیں کھانا کھا کر جانا مروان۔"

"نہیں پھپھو! بابا کی کالز آ رہی ہیں مسلسل، شاید وہ بھی کراچی پہنچ گئے ہیں۔ میں بس تھوڑی دیر میں نکلوں گا۔ ہاں اگر میری پھپھو کے ہاتھ کی کافی مل جاتی تو۔۔۔" وہ فرمائشی لہجے میں بولا تو زمرد بیگم اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"کیوں نہیں بھئی!" وہ کہتی کمرے سے باہر نکل گئی تھیں، جبھی وہ خود کو گھورتی آئرہ کی جانب مسکراہٹ پاس کرتا قریب آیا تھا۔ جہاں کچھ دیر قبل زمرد بیٹھی تھیں اب وہاں مروان بیٹھا تھا۔

"جان بوجھ کر کافی کے لئے بھیجا ہے ناں تم نے ماما کو۔" وہ اس کے تیکھے پن سے کئے جانے والے سوال پر مسکرایا۔

"ظاہر سی بات ہے اب پھپھو کے سامنے تو تم سے اپنی محبت نہیں جتا سکتا تھا ناں۔" وہ اس کے دونوں ہاتھ گرفت میں لیتا شرارت سے بولا۔۔۔

"اور تمہیں لگتا ہے کہ اب تم آزاد ہو؟" اس نے ابرو اٹھائے۔

"تو کون روک سکتا ہے مجھے؟" اس نے طنزیہ بھویں سمیٹی۔

"انسان بن جاؤ اور ذرا ہاتھ چھوڑ میرا، غالباً آج صبح ہی گولی لگی ہے مجھے اس ہاتھ پر جسے تم نے اتنا سختی سے تھام رکھا ہے۔" وہ گھور کر بولی تو اس کی گرفت میں نرمی آئی۔ مگر اب چہرے پر سنجیدگی قائم تھی۔ ہاتھ ہمیشہ کی طرح اس کی گھنگھریالی زلفوں سے جا اُلجھے تھے۔

"میں نے تم سے ہسپتال میں پوچھا تھا کہ تم پر گولی کس نے چلوائی تھی تو تم نے جھوٹ کیوں بولا؟" وہ یکدم سرد لب و لہجے میں گویا ہوا۔ وہ جو اس کی گرفت سے آزاد ہونے کے لئے مچل رہی تھی یکدم ٹھہر گئی۔ نظر اُٹھا کر اس کے سپاٹ چہرہ کو دیکھا، جو اپنی نگاہیں اس کے سر پر مرکوز کئے نجانے کن سوچوں میں گم تھا۔

"کیا جھوٹ بولا؟" وہ انجان بنی۔

"یہی کہ تم نہیں جانتی کہ تم پر گولی چلانے والا شخص کون تھا۔"

"ہاں تو میں واقعی نہیں جانتی، آہ! مروان۔۔۔" وہ روانگی سے جھوٹ بول ہی رہی تھی کہ وہ بالوں کو ایک جھٹکا دیتا چہرہ اپنے قریب کر چکا تھا۔ گرفت میں نرمی تھی۔ مگر آئرہ کو اس کا یہ انداز ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔

"یہ کیابد تمیزی ہے؟"اس کا اشارہ اس کے سابقہ عمل کی جانب تھا۔

"فی الحال تو کوئی بد تمیزی نہیں کی ہے میں نے۔ لیکن اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں تو پھر یاد رکھنا میں سختی کرنے سے دور نہیں ہوں۔"اس کے غصّے کے باعث سرخ پڑتے رُخسار پر شدّت بھرا لمس چھوڑتا، اس کے کان کے بے حد نزدیک سرد لہجے میں غرایا تھا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تمہارا۔"وہ اس کی گرفت سے آزادی ملتے ہی کندھے پر ہاتھ مارتی ناراضگی سے گویا ہوئی۔

"تم میری محبت ہو آئرہ۔۔۔بلکہ تم مروان سلطان کی کمزوری ہو، مگر اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ تم میری آزادی کا ناجائز فائدہ اٹھاؤ۔"وہ سخت لہجے میں باور کرا رہا تھا۔چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی۔

"کہنا کیا چاہ رہے ہو؟"وہ اس کی سختی پر نرم پڑی تھی جو یقیناً کسی بات کو لے کر حد سے زیادہ سنجیدہ تھا۔

"جو بات مجھے پتہ لگی ہے دعا کرنا کہ وہ سچ نہ ہو آئرہ۔ورنہ تمہیں باز رکھنے کے لئے مجھے تمہیں اپنے ہاتھوں سے تکلیف پہنچانے میں بھی ذرا تکلیف نہیں ہو گی۔"اس کے ہونق زدہ تاثرات کو سرد نگاہوں

سے گھورتا، سرخ رخسار کو دو انگلیوں سے چھوتا وہ عجیب سے لہجے میں بولا تھا۔ آئرہ نے بمشل تھوک نگلا تھا۔

"تم زیادہ ہی ٹینشن لے رہو ہو مروان۔ میں بالکل ٹھیک ہوں اب۔" اس نے بات گھمانی چاہی تھی۔

"نظر آرہا ہے مجھے۔ ویسے مجھے لگ رہا ہے کہ تمہاری پرواز زیادہ ہی اونچی ہوتی جارہی ہے۔ اب واقعی تمہارے پنکھ کاٹنے پڑیں گے۔" آئرہ نے اس کے لفظوں کی سختی پر خفگی سے گھورا تھا۔

"انسان بن جاؤ۔ میں کوئی دبو لڑکی ہرگز نہیں ہوں جو تمہاری ان گیدڑ بھبکیوں میں آجاؤں گی۔" اس نے بھی حساب بے باک کیا۔

"چلو شاباش اپنا سامان پیک کرو تم۔ اُٹھ جاؤ فوراً۔ ایک گولی ہی لگی ہے۔ اچھی بھلی ٹھیک ٹھاک ہو۔۔۔" وہ جیسے کسی فیصلہ پر پہنچا تھا۔

"کیا مطلب ہے؟" وہ ہونق ہوئی۔

"مطلب یہ مائی لو کہ اب میں مزید تمہاری کوئی بھی بیوقوفی برداشت نہیں کر سکتا، تمہاری رخصتی ہو رہی ہے اپنے شوہر کے ساتھ ابھی اور اسی وقت۔ اب ویسے بھی اتنے سالوں سے میں تمہارا آدھا

ادھوراساشوہر بن کر تھک چکاہوں۔۔ آئی وانٹ آئرہ الٰہی کمپلیٹلی۔انڈرسٹینڈ!"خمار آلود لہجے میں جنونیت سموئے،اسے گریبان سے تھام کر اپنے بے حد نزدیک کئے،اس کی بادامی خوفزدہ آنکھوں میں اپنی سرد نگاہیں گاڑتا معنی خیزی سے مسکرایا تھا۔

"دماغ خراب ہو گیاہے تمہارا!"وہ ایک ہاتھ سے اسے پیچھے دھکا دیتی جان کر کمبل سر تک تان کر لیٹ گئی تھی۔گویااس سے راہ فرار اختیار کی گئی تھی جواب سر پر کھڑا اُسے ہی گھور رہا تھا۔کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے تھے۔

"کیاہے بھئی!"وہ جو ہنوز یونہی کھڑا رہاتو کمبل سے چہرہ نکالتی ناچار مسکرائی تھی۔

"بہتر ہے خود اُٹھ کر اپنی پیکنگ کر لو۔میں جارہاہوں پھپھو سے بات کرنے۔ورنہ پھر تم جانتی ہوں کہ تمہیں لے کر میں کتنا پاگل ہوں۔میری انا کو نہ للکارو آئرہ۔اُٹھ جاؤشاباش فوراً۔"وہ ذرا سا جھک کر چہرہ تھپتھپاتا تنبیہی لہجے میں بولا تھا۔

"میں فی الحال رخصتی نہیں چاہتی۔"

"لیکن میں رخصتی چاہتا ہوں۔ اور ویسے بھی مجھے اب تم پر بھی یقین نہیں رہا۔ تم میری پناہوں سے زیادہ کہیں محفوظ نہیں رہ سکتیں اور جو تم نے کیا ہے ناں۔ سزا بھگتنے کے لئے خود کو تیار کر لو۔" اس کے لہجے کا جنون واضح تھا۔

"مروان، اچھا سوری!" وہ فوراً سے لائن پر آئی تھی۔ جانتی تھی کہ اگر وہ شخص اپنی پر آجائے تو ضد میں اس سے بھی دو ہاتھ آگے تھا۔

"نہ نہ! بہت رہ لی تم یہاں اور بہت باتیں ہو گئیں۔۔۔ اب ہم باقی کی تمام باتیں ہمارے بیڈ روم میں چل کر ہی کریں گے۔" وہ آنکھوں کو جنبش دیتا، مسکراہٹ پاس کرتا، اسے سوچوں میں غرق دیکھ زمرد بیگم کی تلاش میں کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

"بیٹا جی رخصتی دینے کا یہ کوئی مہذب طریقہ نہیں ہے۔ بچے پہلے آپ جاؤ، اس رشتے کے لئے اپنے والدین کو راضی کرو۔ پھر بھلے کل ہی عزت سے اپنی امانت کو رخصت کرا کر لے جانا۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بیوی ہے تمہاری، امانت ہے میرے پاس۔۔۔ مروان میری بچی یتیم ضرور ہے مگر اتنی بھی کوئی گئی گزری لڑکی ہر گز نہیں ہے کہ میں یوں رات کے اندھیرے میں تمہارے ساتھ

رخصت کر دوں۔" وہ اس کے غیر متوقع مطالبہ پر سنجیدگی سے گویا ہوئیں تو وہ خاموشی سے لب بھینچ گیا۔

"میں ماما اور بابا کو منالوں گا ناں پھپھو۔۔۔ مگر آپ نہیں جانتیں، اس کی جان کو خطرہ ہے۔ میں اب مزید کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔" وہ راضی کرنے کے جتن کر رہا تھا۔

"نہیں تو مطلب نہیں۔۔۔ نکاح کر لیا ناں بس کافی ہے۔۔۔ اب عزت سے اپنے ماں-باپ کو لے کر آنا جبھی میں آئرہ کی رخصتی دوں گی۔ ورنہ بھول جاؤ آئرہ کو۔" وہ بیٹی کی ماں ضرور تھیں مگر کمزور ہرگز نہیں تھیں۔

"بابا اتنی آسانی سے نہیں مانیں گے۔" وہ دھیمی سی آواز میں بولا۔

"تو جاؤ اور پہلے جا کر اپنے ماں باپ کو راضی کرو۔ اپنی زندگی میں آئرہ کی حیثیت سے باور کراؤ پھر ہی تم آئرہ کو یہاں سے لے جا سکتے ہو۔۔۔ ورنہ کم از کم میرے جیتے جی تم یوں رات کے اندھیرے میں آئرہ کو اپنے ساتھ لے جاؤ، ایسا ہونا ناممکنات میں سے ہے۔ اس رات بھابھی نے جو الزامات آئرہ کی ذات پر لگائے تھے۔ وہ ناقابل تلافی تھے۔ مگر میں نے پھر بھی صرف تم دونوں کی خوشی کی خاطر درگزر سے کام لیا تھا۔ جانتے بھی ہو وہ لمحہ ایک ماں کے لئے کتنا تکلیف دہ تھا۔۔۔ بھلے میری بچی خود کو بہت مضبوط

ظاہر کرے، مگر میں جانتی ہوں چڑیا جتنا دل ہے اس کا۔۔۔"مروان شرمندگی کے باعث نظریں جھکا تا خاموشی سے لب بھینچ گیا۔

"میں چلتا ہوں پھپھو۔ آپ آئرہ کا بہت خیال رکھیے گا پلیز۔۔۔اور میرا وعدہ ہے آپ سے۔ان شاء اللہ میں جلد بینڈ باجے کے ساتھ اپنی بیرسٹر صاحبہ کو رخصت کرانے آؤں گا۔"وہ ہولے سے مسکراتا، نرمی سے ان کی پیشانی پر بوسہ دیتا وہیں سے پلٹ گیا تھا۔جب کہ وہ ان شاء اللہ کہتیں صرف اس کا کندھا ہی تھپتھپا سکی تھیں۔

****

وہ اضطرابی کی سی کیفیت سے دوچار بیڈ پر بیٹھی مروان کی منتظر تھی جسے گئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ مگر نہ وہ پلٹا تھا اور نہ ہی زمرد بیگم۔وہ لب چباتی ابھی اسے کال کرنے کے ارادے سے موبائل اُٹھانے ہی لگی تھی کہ زمرد بیگم کمرے میں داخل ہوئیں۔

"کیا ہوا مما، مروان چلے گئے کیا؟"وہ سوالیہ گویا ہوئی۔

"ہاں چلا گیا۔۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولیں، تو وہ اپنی ماں کے چہرے پر پھیلی پریشانی دیکھ فی الحال خاموش ہو گئی تھیں۔

"مروان سے کہنا کہ وہ جلد از جلد بھائی اور بھابھی کو راضی کر کے تمھیں رخصت کروا کر لے جائے۔ اب نکاح ہو گیا ہے تو مزید لٹکانا نری بیوقوفی ہے۔" وہ خاموش تھی۔۔۔ جب کہ ٹینشن میں زمرد بیگم کی راتوں کی نیندیں اڑی ہوئی تھیں۔

"ناراض ہیں؟" وہ ان کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتی سوالیہ گویا ہوئی۔

"نہیں! بس تمھیں لے کر پریشان ہوں۔ اب مجھے اپنی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں رہا۔۔۔ بس جلد از جلد تمھیں مروان کے حوالے کرنا چاہتی ہوں۔" وہ آگے بڑھ کر ان کے گلے سے لگی تھی۔

"پریشان نہ ہوں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ مسکرا ابھی نہیں سکی تھیں۔

"بسمل بیٹے!" وہ ابھی گھر میں داخل ہوئی تھی کہ ماں کی آواز پر چونک کر ٹھہری۔

"یس مما!" وہ گوگلز سر پر لگاتی قریب ہی چلی آئی تھی جو ڈھلتی شام سے لطف اندوز ہو تیں، لان میں بیٹھی تھیں۔

"تمہارے بابا پوچھ رہے تھے کہ مروان سے بات ہوئی تمہاری؟" وہ سوالیہ گویا ہوئے۔

"اہمم! نہیں وہ کچھ دنوں سے میری کال ہی نہیں پک کر رہا۔ سو میں نے بھی پھر کال نہیں کی۔" وہ لاپروائی سے کندھے اُچکا گئی۔

"خیر تمہارے بابا کہہ رہے تھے کہ نظر رکھو اس پر اور کوشش کرو کہ یہ رشتہ ٹوٹنا نہیں چاہیئے۔ مروان سلطان کو لازمی اس گھر کا داماد بننا ہے۔ تمہارے بابا بتا رہے تھے کہ آج کل اس کا جھکاؤ اپنی پھپھی زاد کی طرف ضرورت سے زیادہ ہی ہے تو تم ذرا دھیان رکھو۔" وہ باور کراتے لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

"یو مین آئرہ؟" وہ اچنبھے سے گویا ہوئی۔

"جی آئرہ الہیٰ۔۔۔اجمل اس لڑکی کو ذرا برداشت نہیں کر سکتا۔مگر پھر بھی وہ لڑکی ہر ممکن کوشش کرتی ہے مروان کو اپنی جانب راغب کرنے کی۔اور آج تو خبر بھی چل رہی تھی کہ نامعلوم افراد نے جان لیوا حملہ کیا ہے اس لڑکی پر۔"اس کے ماتھے پر بل سمٹ آئے تھے۔

"خیر وہ تو گولی چھو کر گزر گئی ہے۔۔۔اور مجھے نہیں لگتا کہ ایسا کچھ ہے۔بیکاز شی از سو سوئیٹ!وہ دونوں جسٹ فرینڈز ہیں۔ویسے بھی ان دونوں کے خاندانوں کے درمیان کافی اختلافات قائم ہیں سو ایسا ممکن نہیں۔"اس نے لاپروائی کا مظاہرہ کیا۔

"جو بھی ہے، مگر آپ محتاط رہیں۔ورنہ جانتی ہیں ناں اپنے والد صاحب کو، وہ سیاست کو لے کر کس حد تک سنجیدہ ہیں۔میں نہیں چاہتی کہ آپ کی وجہ سے کوئی بدمزگی ہو۔"وہ ماں کی تنبیہ پر سر جھٹک کر رہ گئی۔

"ویسے میں نے آپ کو بتانا تھا کہ شاید ایک یا دو روز میں آپ کا نکاح ہو جائے، تو آپ مینٹلی طور پر تیار رہیے گا۔"بسمل کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔

"اتنی اچانک؟"

"اچانک تو ہے مگر آپ تو جانتی ہی ہیں اپنے بابا کو۔۔۔بتاتے بعد میں ہیں اور عمل پہلے کرتے ہیں سو دو دن مل گئے ہیں تو انہیں بھی غنیمت جانیے۔"وہ سرد آہ خارج کرتی، سیڑھیاں پھلانگتی اُپری منزل کی جانب بڑھ گئی تھی۔

"مروان!"وہ دیر رات گھر میں گھسا تھا کہ ہال میں بیٹھی نشاط بیگم کی پکار پر چونک کر پلٹا تھا۔

"مما خیریت۔۔۔آپ یہاں؟"کمر کی پشت پر پڑا دو انگلیوں میں اٹکا کوٹ ہاتھ پر ڈالتا، کف اُلٹ کر فولڈ کرتا، رف اینڈ ٹف حلیے میں تھکا ہارا سا ان کی جانب بڑھا تھا۔

"کہاں تھے آج سارا دن۔۔۔آئیر پورٹ سے گھر بھی واپس نہیں آئے؟"وہ ان کے مقابل صوفے پر جا بیٹھا تھا۔

"آپ کو نہیں معلوم؟"اس نے شکوہ کرتی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"مطلب تم نے ماں سے کئے گئے وعدے کا پاس بھی نہیں رکھا ناں؟"ان کے لہجے میں افسوس در آیا تھا۔وہ خاموش رہا۔

"تمہاری نظر میں ماں مرتی ہے تو مر جائے۔۔۔ مگر تمہیں اس سے کیا؟ تم صرف اپنی من مانیاں کرو۔" وہ مزید گویا ہوئیں تو اس نے خاموش نگاہوں سے ماں کی جانب دیکھا تھا جن کا چہرہ انتہا کا سرد تھا۔

"میں آئرہ کو نہیں چھوڑ سکتا ماں۔ لیکن میں آپ کو ناراض بھی نہیں کر سکتا۔" وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"ماں-باپ کو چھوڑ سکتے ہو؟" اس سے قبل کہ وہ کوئی جواب دیتیں عقب سے اجمل صاحب کی غصے بھری آواز پر دونوں ہی چونکے۔

"بابا میں فی الحال اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔" وہ زچ ہوا تھا۔

"اچھی بات ہے۔ میں بھی اس فضول لڑکی کے متعلق کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔" وہ اُٹھ کر جانے لگا تھا۔

"بیگم شاید آپ نے اب تک اپنے لاڈلے کو ہمارے اہم فیصلے کے بارے میں نہیں بتایا ہے۔" وہ سیدھا بیوی سے مخاطب ہوئے تھے۔

"کس بارے میں؟" اُس کی پیشانی پر سینکڑوں بل سمٹ آئے تھے۔ نشاط بیگم نے چپ سادھ لی۔

"یہی کہ دو روز بعد تمہارا نکاح ہے بسمل گردیزی کے ساتھ۔۔۔ اور ایک ہفتے بعد رخصتی۔" وہ پُر سکون لہجے میں گویا ہوتے بیٹے کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہے تھے۔۔۔ جس کے سنجیدہ چہرے پر چٹانوں کی سی سختی در آئی تھی۔

"واٹ؟" آپ نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا بابا۔" اسے چار سو چالیس وولٹ کا جھٹکا ہی تو لگا تھا۔

"اس میں ایسی کون سی اچنبھا خیز بات ہے جو تم اتنا حیران ہو رہے ہو؟" انہوں نے ناگواری سے بیٹے کو گھرکا۔

"میں کسی سے کوئی نکاح نہیں کر رہا ہوں۔۔۔ یہ بات سمجھ لیں آپ لوگ، بلکہ بہتر ہو گا کہ کل میرے ساتھ پھپھو کے گھر چلیں، آئرہ کا رشتہ مانگنے۔" اس نے ضبط سے مگر ملائم لہجے میں کہا تھا۔

"ضرور چلیں گے برخوردار! مگر اس شرط پر کہ تمہاری پہلی بیوی بسمل ہی بنے گی۔ ایک بار گردیزی کی بیٹی سے شادی ہو جانے دو پھر جس سے مرضی چاہے شادی کرنا۔۔۔ ہم تمہیں منع تھوڑی کر رہے ہیں۔" انہوں نے بیٹے کو قائل کرنے کی خاطر بیچ کی راہ اپناتے ڈبل پالیسی سے کام لیا تھا۔

"اور آپ کو لگتا ہے کہ میں یوں کسی کی بیٹی کی زندگی برباد کرنے پر راضی ہو جاؤں گا؟" اپنے باپ کی سوچ پر اس کے لہجے میں تاسف در آیا تھا۔

"راضی تو تمہیں ہونا پڑے گا۔۔۔ورنہ میرا نہیں خیال کہ تم اس عمر میں اپنی ماں پر لگنے والا طلاق یافتہ کا دھبہ برداشت کر سکو گے۔" وہ جس قدر سفاکی سے گویا ہوئے تھے، نشاط بیگم کے ساتھ ساتھ مروان نے بھی بے یقینی باپ کو دیکھا تھا۔

"بابا یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ، ہوش میں تو ہیں؟" بے یقین سی بیٹھی نشاط بیگم کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتا وہ ناچاہتے ہوئے بھی تیز لہجے میں چلایا تھا۔

"ہوش میں تم نہیں ہو جبھی تمہیں اس لڑکی کی ہٹ دھرمی نظر نہیں آ رہی۔۔۔جو تمہارے ماں-باپ کی نہ ہو سکی۔۔۔یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ تمہاری ہو جائے گی؟" وہ اس سے زیادہ تیز لہجے میں دھاڑے تھے۔

"بابا مگر اس سب میں ماں کا کیا قصور ہے؟ آپ ماں کے لئے ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں؟" وہ اب تک حیرت کی زیادتی سے گنگ تھا۔

"جس طرح تم باپ کی مخالفت مول لے کر اس دو ٹکے کی لڑکی کو دل میں بسائے بیٹھے ہو، بالکل ویسے ہی میں تمہاری ماں کو فیصلہ سنادوں گا۔ اگر تم نے میری بات ماننے سے انکار کیا تو۔۔۔" وہ سخت لہجے میں غرائے تھے۔ نشاط بیگم کی آنکھوں سے آنسو پانی کی طرح بہہ رہے تھے۔

"بابا! آپ۔۔۔"

"مروان سلطان میری بات کا جواب دو۔ تم اس رشتے کے لئے راضی ہو یا میں دوں طلاق تمہاری ماں کو؟" وہ عجیب مخمصے کا شکار تھا۔

"میں۔۔۔"

"نہیں اجمل صاحب! یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔ جوان اولاد ہے ہماری۔ کچھ تو رحم کھائیں مجھ پر۔ میں کہاں جاؤں گی؟" وہ شوہر کے منہ سے لفظ ادا ہونے سے قبل ہی تیزی سے اُٹھ کھڑی ہوتیں ہاتھ جوڑ چکی تھیں۔

"یہ ہاتھ میرے نہیں بلکہ اپنی اس جوان اولاد کے سامنے جوڑو۔ کیونکہ اب تمہارا سہاگ تمہارے بیٹے کے ہاتھ میں ہے۔ اسے سمجھادو۔ کل تک کا وقت ہے اس کے پاس۔۔۔ ورنہ تمہارے ساتھ ساتھ اپنی

شکل لے کر بھی دفع ہو جائے یہاں سے۔" مروان کے چہرہ کا تاثر یکلخت سخت ہو گیا تھا۔ باپ کی ایسی بے رخی کسی طمانچے کی مانند چہرے پر جا لگی تھی۔

"تو ٹھیک ہے بابا! آپ رہیں یہاں اکیلے اپنی نام نہاد سیاست اور سیاسی احباب کی واہ واہ کے ساتھ۔۔۔ میں اور میری ماں یہاں سے جا رہے ہیں۔" وہ اجمل سلطان کے روبرو جاتا ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جتا کر بولا تھا۔

"جاؤ، ضرور جاؤ! اور آپ نشاط بیگم طلاق نامہ ساتھ لے کر جایئے گا۔۔۔ کیونکہ، جو اس گھر سے ایک بار جائے گا وہ پھر کبھی دوبارہ لوٹ کر واپس نہیں آئے گا۔" وہ بھی انتہا کے گھاگ انسان تھے۔ اولاد کی بلیک میلنگ میں آنا تو گویا انہوں نے سیکھا ہی نہیں تھا۔ وہ اپنا فیصلہ سنا کر جا چکے تھے۔ جب کہ وہ سب کچھ فراموش کئے، کتنی ساعت بغیر کسی حرکت کے خاموش کھڑا رہ گیا تھا۔

"چلیں ماں یہاں سے۔" وہ فوری طور پر کسی نتیجے پر پہنچا تھا۔

"نہیں۔۔۔" انہوں نے روتے روتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ماں بابا صرف ہمیں ایمو شنل بلیک میل کر رہے ہیں۔وہ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔۔۔آپ چلیں میرے ساتھ۔"وہ انہیں منانے کی غرض سے گویا ہوا تھا جو مسلسل انکاری تھیں۔

"نہیں مروان!تم اپنے بابا کے غصے سے واقف نہیں ہو۔وہ جیسا کہہ رہے ہیں وہ ایسا کر بھی گزریں گے۔تمہیں اللہ کا واسطہ ہے۔۔۔یہ دیکھو اپنی ماں کے جڑے ہوئے ہاتھ۔چھوڑ دو آئرہ کا پیچھا۔اس رشتہ میں محض تم دونوں کی تباہی ہی ہے۔نہ تم کبھی خوش رہ سکو گے اور نہ وہ۔"وہ درشتگی سے چنگھاڑی تھیں۔

"ماں آپ بھی۔۔۔"وہ جیسے کمزور پڑ گیا تھا۔

"پلیز مروان مان جاؤ،اپنے بابا کے سامنے جا کر اس رشتے کے لئے ہامی بھر لو۔۔۔ورنہ،تمہاری ماں۔تمہاری ماں مر جائے گی۔"وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی تھیں جس نے تڑپ کر ماں کو سینے سے لگایا تھا۔

"آپ پریشان نہیں ہوں پلیز!میں بابا کی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہوں۔۔۔آپ ریلیکس رہیں۔"وہ ان کی پیشانی پر بوسہ لیتا خاموشی سے مسلسل دلاسہ دلا رہا تھا۔جو اسے نجانے کون کون سے واسطے دے رہی تھیں۔

* * * * * * * * * * * *

"مما!" آئرہ زمرد بیگم کی گود میں سر رکھ کر لیٹی ہوئی ٹرانس میں پکار اُٹھی تھی۔

"جی!" وہ جو اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھیں چونک گئی تھیں۔

"اگر ماموں اور مامی نہیں مانے تو؟" وہ لب چباتی تذبذب کا شکار تھی۔

"اللہ سے اچھے کی امید رکھو۔" وہ بیٹی کی اُداسی بھانپ کر مسکرائیں۔

"کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں کہ میں نے آپ کو اس نکاح کے بارے میں نہیں بتایا؟" دل میں مچلتا سوال زبان پر آ ہی گیا تھا۔

"ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔ تم اولاد ہو میری۔ بہت عزیز ہو مجھے۔۔۔ اور جتنی تم عزیز ہو اتنا ہی مروان عزیز ہے۔ میں نے تمہیں ہمیشہ مروان کے ساتھ ہی سوچا ہے۔ ہاں تھوڑی ناراض ضرور ہوں تم سے، بیٹے یہ جو زندگی بھر کے فیصلے ہوتے ہیں ناں یہ اگر بڑوں کی رضامندی کو مد نظر رکھ کر ہی لیے جائیں تو بہتر ہیں۔" وہ سمجھانے والے لہجے میں بولی تھیں۔

"ہمیں لگا تھا کہ اس خاندانی دشمنی میں ہم ایک دوسرے کو کھو دیں گے، بس اسی خوف کے زیر اثر اتنا بڑا قدم اٹھالیا تھا۔" وہ جیسے غلطی کا اعتراف کر رہی تھی۔

"جب اتنی محبت کرتی ہو اس سے تو اس کے لئے آزمائش کیوں بن گئی ہو۔ مان لو ناں اس کی بات۔۔۔" وہ اب زندگی سے واقعی اگر کچھ چاہتی تھیں تو وہ صرف اپنی لاڈلی کی خوشیاں تھیں۔

"میں مروان سے بہت محبت کرتی ہوں۔ یہ بات آپ بھی اچھے سے جانتی ہیں کہ ہم دونوں بچپن سے ایک دوسر کو پسند کرتے ہیں۔ مگر مما میں ماموں جان کو کبھی معاف نہیں کر سکتی۔" وہ گلوگیر لہجے میں کہتیں چہرہ ان کی گود میں چھپا گئی تھی۔

"بسا اوقات کچھ رشتے پُر سکون زندگی کی ضمانت میں قربانی کے طلب گار ہوتے ہیں تو بہتر یہ نہیں ہے کہ اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا جائے۔" وہ درد بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

"میں بہت کوشش کرتی ہوں کہ بس کچھ بھول جاؤں۔ مگر ماموں کی خود غرضی دیکھ کر ہمیشہ میرے زخم ہرے ہو جاتے ہیں۔" وہ بیٹی کی دلی کیفیت سے آشنا سمجھ کر سر ہلا گئی تھیں۔ وہ دونوں ہی ماں بیٹیاں خاموش تھیں۔ اور اس کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

صبح صادق سے ایک نیا سورج طلوع ہو گیا تھا۔۔۔کچھ نئے عزائم کے سنگ۔۔۔وہ چونکی طبیعت کی خرابی کے باعث گھر پر ہی تھی اس لئے وہ اس وقت ٹی وی اسکرین کے سامنے بیٹھی غائب دماغی سے چینل سرچنگ کر رہی تھی۔ جبھی اس کا موبائل گنگنا اُٹھا تھا۔اس نے اسکرین پر نظر ڈال کر کال پک کی تھی۔دوسری جانب مروان ہی تھا۔

"طبیعت کیسی ہے تمہاری؟"وہ سوال کر رہا تھا۔آواز میں بلا کی سرد گی تھی۔

"کیا ہوا،سب خیریت؟"وہ اس کے لہجے کی کاٹ پر چونک گئی تھی۔

"کل جو کچھ تم نے کیا اس کا خمیازہ بھگتنے کا وقت آن پہنچا ہے۔سوچا تمہیں خود بتادوں۔"وہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس صوفے پر نیم دراز تھا۔اس کی ساری رات اسی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے گزر گئی تھی۔

"ہمم!اب کون سا نیا شوشہ چھوڑ دیا میرے ماموں جان نے۔۔۔"وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔

"تم پر سوکن لانے کا۔"وہ جس قدر صاف گوئی سے بولا تھا،دوسری جانب گہرا سکوت سا چھا گیا تھا۔

"کیا ہوا،سزا پسند نہیں آئی کیا؟"وہ طنزیہ لہجے میں بولا تھا۔

"تو تم نے ماموں کو ہمارے نکاح کا بتا دیا؟" اس نے جواب دینے کے بجائے سوال داغا۔

"فی الحال تو کل میرا نکاح ہے بسمل گردیزی کے ساتھ۔۔۔ تو اسی کی تیاریوں میں مصروف ہوں۔" وہ طنزیہ لہجے میں پھنکارا تھا۔ آئرہ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ شدید غصے میں تھا۔

"مبارک ہو بھئی! تو مجھ پر کیوں غصہ کر رہے ہو؟" وہ جان کر انجان بنی تھی۔

"کیونکہ، سارے فساد کی جڑ تمہاری یہی بے نیازی ہے جو تم اس وقت برت رہی ہو۔" وہ دانت پیس کر غرایا تھا۔

"تو اب مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" وہ ماتھے پر ڈھیروں بل لئے ناگواری سے سوالیہ گویا ہوئی۔

"بابا نے ماں کو طلاق کی دھمکی دی ہے۔" آئرہ جو اس کے جواب کی منتظر تھی۔ دوسری جانب سے اس قدر غیر متوقع بات سن کر اس کی دھڑکنیں سست پڑ گئی تھیں۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہو مروان۔ ماموں ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟" گلٹی ڈوب پر معدوم ہوئی تھی۔

"مجھے نہیں معلوم یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔ اب تم بتاؤ میں کیا کروں۔" وہ سرد آہ خارج کرتا نرم لہجے میں بولا تھا۔

"کیا چاہتے ہیں ماموں؟" وہ جانتے بوجھتے پھر وہی سوال کر رہی تھی۔

"یہی کہ میں بسمل سے نکاح کر لوں۔" آئرہ کو ہوا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی۔ ایسا بھی کچھ ہو سکتا تھا۔ ایسا تو اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

"تو پھر۔۔۔ اب تم نے کیا سوچا؟" بڑی باریک سی منمناتی ہوئی آواز بر آمد ہوئی تھی۔ اس قدر سریس سیچویشن میں بھی مروان کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

"سوچنا کیا ہے۔ میں نے نکاح کے لئے ہامی بھر لی ہے۔" بالوں میں ہاتھ پھیرتا اب وہ کچھ حد تک ریلیکس فیل کر رہا تھا۔۔۔ جس آگ میں وہ ساری رات جلا تھا۔ اب وہ اسی بھٹی میں آئرہ الٰہی کو تپانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"اور میں؟" وہ ہونق ہوئی تھی۔

"کیا تم؟" اس نے ابرو اٹھائے۔

"تم اس چھمک چھلو سے شادی کا سوچ رہے ہو۔۔۔ جب کہ تمہاری بیوی میں ہوں۔" آئرہ کو شدید قسم کی تپ چڑھی تھی۔

"کیوں، جب میں تمہیں تمہاری ہٹ دھرمیوں کے نتائج سے آگاہ کر رہا تھا تو تمہاری بے نیازی عروج پر تھی۔ تو بس ٹھیک ہے۔ اب تم اپنے فیصلوں کے ساتھ خوش رہو۔۔۔ کیونکہ میں اپنی ماں کی آنکھ میں آنسو نہیں برداشت کر سکتا۔" اس کے لہجے میں عجیب سی کاٹ تھی۔

"تم نے مامی کو نہیں بتایا ہمارے بارے میں؟" اسے مروان کے ارادوں سے خوف آیا تھا۔ وہ ہر غم برداشت کر سکتی تھی مگر اپنی محبت کو کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی تھی۔

"موقع ہی نہیں ملا۔ اب تم خود بتاؤ۔۔۔ کل نکاح ہے۔ اب اتنی جلدی میں کیا کروں؟" آئرہ نے ہونٹ چبائے۔

"تم مذاق کر رہے ہو ناں؟" اسے اب سچ مچ پریشانی ہوئی تھی۔ مروان نے کان سے موبائل ہٹا کر اسکرین کو گھورا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں تم سے اس قدر بھونڈا مذاق کروں گا۔"

"تو پھر۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔" وہ زچ ہو گئی تھی۔

"بابا ہماری شادی کے لئے مان گئے ہیں۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ تم میری دوسری بیوی بنو گی۔۔۔ مگر ہم تو یہ بات اچھے سے جانتے ہیں ناں کہ تم میری پہلی بیوی ہو۔ تو۔۔۔" اس نے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑا تھا۔

"تمہیں کچھ زیادہ ہی شوق نہیں چڑھا ہوا دوسری شادی کا؟" اس بار وہ ازلی تپے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

"وہ سیانے کیا کہتے ہیں کہ عورت کی الماری میں نئے سوٹ کی اور مرد کے دل میں دوسری عورت کی جگہ ہمیشہ خالی رہتی ہے۔" وہ جان بوجھ کر اسے چھیڑنے کی غرض سے بولا تھا۔

"اور یہ بیوقوف سیانے یقیناً غالب کے شاگرد رہے ہوں گے۔" اس نے تاسفی سانس خارج کی۔ مروان نے مسکراہٹ دبائی۔ جب کہ اس کی فضول گوئی پر سر جھٹکا۔

"کرنا کیا ہے اب کل؟" وہ ہنوز پریشان تھی۔

"کل نکاح پر آنا۔۔۔ سوچ رہا ہوں بسمل سے نکاح کر لیتا ہوں، اور تمہارے ساتھ رخصتی۔ بتاؤ آئیڈیا کیسا ہے پھر؟"

"تمہاری طرح بالکل ہی فضول آئیڈیا ہے اور اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ میں تمہاری ان فضول باتوں میں آجاؤں گی۔ تو تم غلط ہو۔" وہ بے نیازی سے گویا ہوئی تھی۔

"خیر! تم اپنا اور پھپھو کا سامان پیک کر لو۔۔۔ ہم کل کی فلائٹ سے انگلینڈ واپس جا رہے ہیں۔۔۔ اور اس بار مما بھی ہمارے ساتھ ہی جائیں گی۔ بس اس قصے کا واحد حل یہی ہے۔" وہ کنپٹیاں دباتا اپنے نادر خیالات سے آگاہ کر رہا تھا۔

"تمہارا مطلب ہے ہم ڈر کر بھاگ جائیں۔"

"تو تم کیا چاہتی ہو؟ مجھ سے طلاق چاہتی ہو یا پھر یہ کہ تمہاری اس خودسری کی وجہ سے بابا-ماں کو طلاق دے دیں۔" وہ ایک بات تو بہت اچھے سے جان چکا تھا کہ اس کا باپ آئرہ کو اس کی زندگی سے نکالنے کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔

"یوں منہ چھپا کر بھاگنے سے بہتر ہے کہ تم ماموں کی بات مان لو۔۔۔" مروان کو اس کی ضد پر ایک بار پھر جنون آیا تھا۔

"تم مجھ سے چاہتی کیا ہو آئرہ۔۔۔ بس اتنا بتا دو مجھے۔" وہ اسے سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا تھا۔

"انتقام چاہتی ہوں۔۔۔بدلہ چاہتی ہوں سلطان خاندان سے۔خون کا بدلہ خون سے۔۔۔"دوسری جانب گہری خاموشی چھا گئی تھی۔

"کیا تم سب کچھ بھلا نہیں سکتی؟"اس کے لہجے کی بے بسی عیاں تھی۔

"مروان!آئرہ الٰہی مر تو سکتی ہے، مگر سلطان خاندان کے لئے دل میں جلتی انتقام کی آگ کو نہیں بجھا سکتی۔"سلگتا ہوا لہجہ بے پناہ نفرت سمیٹے ہوئے تھا۔

"اس کا مطلب تم نے اپنے حصّے کی جنگ شروع کر دی ہے۔۔۔اور یقیناً تمہیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس انتقام کی آگ میں تم کیا کیا جلا کر راکھ کرنے جا رہی ہو۔"اس کا کرخت لہجہ جذبات سے عاری تھا۔

"میں نے بہت سوچا کہ میں سب بھول جاتی ہوں۔مگر مسئلہ یہ ہے کہ تمہارے والد صاحب مجھے کچھ بھولنے نہیں دیتے۔کیا کبھی تمہاری غیرت جوش نہیں مارتی کہ تم انہیں سزا دلواؤ۔۔۔تمہارا باپ ایک قاتل ہے۔اپنی سگی بہن کے سہاگ کا۔اپنی بیوی کے بھائی کا۔حتیٰ کہ اب اپنے جوان بیٹے کا بھی۔۔۔اور دوسرے بیٹے کی خوشیوں کا؟"آئرہ کے سرسراتے لہجے میں کئے گئے نفرت کے اظہار

کے بعد دونوں جانب گہرا سکوت چھا گیا تھا۔ بالکل ویسا ہی گہرا سناٹا جو کسی بڑی تباہی سے پہلے چھا جاتا ہے۔

"ویسے مجھے نہیں لگتا تھا کہ آپ اتنے رومینٹک بھی ہو سکتے ہیں کہ نکاح سے ایک روز قبل یوں ٹھنڈی پُر سکون فضاؤں کے سنگ کھلے سمندر پر مجھے ملنے کے لئے بھی بلوا سکتے ہیں۔" کراچی کے ساحل پر موجود بسمل سمندر کی شور مچاتی لہروں کے سنگ مروان کی ہمراہی میں قدم اُٹھاتی ہوا کی شرارتوں پر چہرے پر اٹکھیلیاں کرتی شریر لٹوں کو کان کے پیچھے اُڑستی پُر مسرت لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"دراصل مجھے آپ سے کچھ ضروری باتیں کرنی تھیں۔" اُس نے اس پری پیکر کو ایک خاموش نگاہ سے نوازتے تمہید باندھی۔

"ضرور کریں بھئی۔۔۔میں ہمہ تن گوش ہوں۔" وہ آنکھوں میں سرشاری لئے اس وجیہہ شخصیت کے حامل شخص کو فرصت سے نہار رہی تھی جو کل ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کا ہونے جا رہا تھا۔

بلیک جینز پر سفید ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی جس میں سے اُس کی کسرتی جسامت واضح نمایاں ہو رہی تھی۔ چہرے پر معمول کے بر خلاف گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ اپنی جون میں وہ اس کے تاثرات بھانپ ہی نہیں سکی تھی۔

"منگنی کے بعد سے ہم دونوں کی مابین زیادہ بات چیت نہیں رہی تو آپ اس بات کو لے کر ناراض تو نہیں؟" وہ کھکھلا کر ہنس پڑی تھی۔ میدے جیسی رنگت میں سُرخیاں گھلی تھیں۔

"اوہ کم آن مروان! یار اب ہم اتنے بھی کوئی بچکانہ ذہنیت کے ٹین ایج بچے نہیں ہیں جو یوں منگنی ہو جانے کے بعد خود کو ایک دوسرے کا پابند کر لیں۔ اور پلیز یہ آپ جناب سے باہر آؤ۔۔۔ ہمارے درمیان یہ ادب و آداب تو کبھی نہیں رہا۔" اس نے گویا ناک سے مکھی اُڑائی تھی۔ ساتھ ہی اس کے فارمل لہجے پر چوٹ کی۔

"ہمم! کیا تم اس رشتے سے خوش ہو؟" وہ سر جھٹکتا مزید گویا ہوا تھا۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ آخر کس طرح اپنی بات کہے۔

"افکورس! کیوں، آپ نہیں ہیں کیا؟" اس نے ابرو اٹھاتے استفہامیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"اگر میں کہوں کہ نہیں۔۔۔میں یہ نکاح نہیں کرنا چاہتا تو؟"بسمل کے لبوں سے مسکراہٹ پل میں جدا ہوئی تھی۔

"مذاق کر رہے ہیں ناں آپ؟"وہ یکدم خدشات کا شکار ہوئی تھی۔

"بسمل دراصل میں کسی اور میں انٹرسٹڈ ہوں۔میں یہ نکاح نہیں کرنا چاہتا۔"پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے اس کے عین مقابل کھڑے مروان نے گویا اُس پر دھماکا کیا تھا۔۔۔وہ جو اُس کی جانب رُخ موڑے کھڑی تھی۔ایک لمحے کو سکتے میں چلی گئی تھی۔

"مروان۔۔۔"بے آواز سی جنبش ہوئی تھی۔

"آئی ایم رئیلی سوری۔۔۔آئی نو کہ مجھے اس طرح تمہاری فیلنگز کو ہرٹ نہیں کرنا چاہئے تھا۔بٹ تم مجھے خود بتاؤ میں کیا کرتا۔تمہارے بابا کا پریشر پھر میرے بابا کا پریشر۔۔۔میں اس وقت کوئی بھی سٹرن ڈیسیژن لینے کی پوزیشن میں ہی نہیں تھا۔بس اس وجہ سے منگنی کر لی تھی۔آئی ایم ایکسٹریملی سوری یار۔تمہاری فیلنگز ہرٹ ہوئیں اس کے لئے میں بہت زیادہ شرمندہ ہوں۔"وہ صفائی پیش کرتا، اُس کا سپاٹ چہرہ دیکھ فوری معذرتی لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"جس کے نصیب میں آپ آئے۔۔۔کیا وہ خوش نصیب لڑکی آئرہ ہے؟"وہ اس کی بات کے جواب میں عجیب مگر کرب آمیز لہجے میں دکھ سے استفسار یہ گویا ہوئی تھی۔نگاہوں میں سردگی واضح تھی۔وہ نگاہیں چُرا گیا۔

"مجھے میرا جواب مل گیا۔"وہ سمجھ کر سر ہلا گئی تھی۔سورج آہستہ روی سے ڈھلتا جارہا تھا۔ٹخنوں کو چھوتی لہریں اب واپس پلٹ رہی تھیں اور ساتھ چلتے مروان اور بسمل کے قدموں کے نشان بھی مٹاتی چلی جارہی تھیں۔

"آئی ایم سوری۔۔۔"وہ ایک بار پھر معذرت کرنے لگا تھا۔وہ اس کا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا۔مگر چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکا تھا۔

"تو پھر اس نکاح کو اتنی جلد بازی میں رکھنے کی کوئی خاص وجہ؟"

"بس بابا کی جلد بازی کی وجہ سے۔۔۔میں فی الحال اپنے بابا کو انکار کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔۔۔ہوپ فلی کہ آپ میری پوزیشن کو سمجھیں گی۔امید ہے آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا اور اپنے والد صاحب کے سامنے اس رشتے سے انکار کر دیں گی۔"بسمل نے نخوت سے سر جھٹکا۔

"میں تو سب سمجھ لوں گی۔ مگر آپ کو اندازہ ہے کہ میرے انکار سے میرے بابا کتنا ہرٹ ہوں گے۔۔۔ میں کیا وجہ بتاؤں گی انہیں۔" وہ اس بار ذرا خفا ہوئی تھی۔

"اس کی آپ فکر نہ کریں۔ آپ صرف مجھے یہ بتائیں کہ میرے انکار سے آپ کو تو کوئی ایشو نہیں ہے ناں۔ باقی سب میں سنبھال لوں گا۔" وہ جانتا تھا کہ ایک بار اگر بسمل کو قائل کر لیا تو باقی سب کو راضی کرنا آسان ہو جائے گا۔

"اگر کوئی اعتراض ہے بھی تو کیا فرق پڑتا ہے مروان صاحب۔۔۔ جو موتی پہلے ہی ہاتھ سے پھسل جائے پھر اس کی تلاش میں لہروں کے پیچھے بھاگنا نری حماقت ہے، اور میں اپنی باقی کی زندگی اس حماقت کی نذر نہیں کرنا چاہتی۔" وہ سرد لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"آیئے میں آپ کو گھر چھوڑ دوں، اور انکل کی فکر نہ کیجئے گا۔ میں خود بات کر لوں گا ان سے۔" وہ جانتا تھا کہ کچھ بھی تھا تھی تو وہ بھی ایک لڑکی ہی ناں۔۔۔ اور وہ اپنی وجہ سے کبھی کسی کی تکلیف کا باعث نہیں سکتا تھا۔ وہ دونوں واپسی کے راستے کی جانب گامزن تھے۔۔۔ جہاں سے کچھ نئی شروعات ہونی تھی۔

"اجمل صاحب بیٹھ جائیں۔۔۔اس طرح تو آپ اپنی طبیعت خراب کر لیں گے۔" وہ شوہر کو غصے سے کھولتا دیکھ خوفزدہ تھیں۔ان کے پاس ابھی کچھ دیر پہلے ہی گردیزی صاحب کا فون آیا تھا جو رشتے سے انکار کے ساتھ-ساتھ انہیں سخت سُنا چکے تھے۔

"طبیعت تو میں آج اس بدبخت لڑکی کی درست کروں گا۔۔۔اور اس کے بعد تمہاری اور تمہارے اس زن مرید بیٹے کی۔" وہ سخت طیش میں غرائے تھے۔ساتھ ہی قدم گھر سے باہر جانے کے لئے اُٹھائے۔وہ بھی ساتھ ہی پیچھے بھاگی تھیں۔

"اجمل صاحب رک جائیں پلیز!میری بات سُن لیں۔۔۔میں سمجھاؤں گی اُسے۔" وہ شدید خدشات میں گھری ساتھ ساتھ قدم اُٹھا رہی تھیں جو سلطان محل کے ہال میں کھڑے تھے۔

"کیا سمجھاؤ گی تم اس بدبخت کو؟اب سمجھنے اور سمجھانے کا وقت گزر چکا نشاط بیگم۔۔۔جب میں نے تمہیں واضح لفظوں میں یہ باور کر دیا تھا کہ اپنے بد دماغ بیٹے کی عقل ٹھکانے لگا دو، مگر تم نہیں مانیں۔تو اب کیا سمجھاؤ گی تم۔۔۔اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے۔جانتی ہو کہ اس وقت میرے حریف تاک لگائے بیٹھے ہیں کہ کہیں میں کوئی غلطی کروں اور وہ اسے مدعا بنا کر یہ الیکشن جیت جائیں۔۔۔اور تمہارے بیٹے نے گردیزی کی بیٹی سے شادی سے انکار کر کے مخالفین کو میرے خلاف محاذ کھولنے کا نیا

موقع فراہم کیا ہے۔ میری پارٹی میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔ سالوں کی محنت مٹی میں ملا دی تمہارے بیٹے نے۔ وہ بھی اس دو ٹکے کی لڑکی کی خاطر!" وہ بیوی کو بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑ چکے تھے۔

"اجمل صاحب بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔ آئرہ ہی آپ کے بیٹے کی خوشی ہے۔ آپ اس سیاسی دلدل میں میرے بچوں کو کیوں دھکیل رہے ہیں۔ بخش دیں انہیں۔۔۔" وہ شدت کرب سے گریہ وزاری کرنے لگی تھیں۔

"خاموش رہو تم۔ جس وقت کا میں نے برسوں انتظار کیا۔۔۔ اسے جس منصب پر دیکھنے کی میں نے ہمیشہ خواہش کی۔ اس نے ایک لمحے میں سب کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ میں کسی کو نہیں بخشوں گا اب۔" وہ ان کا ہاتھ جھٹک چکے تھے۔

"رُک جائیں اجمل صاحب۔ اس سے قبل کہ آپ کے پاس گنوانے کو کچھ نہ بچے۔۔۔ دنیاوی چیزوں کے پیچھے اپنے بچوں کو تو نہ قربان کریں پلیز!" وہ کرب آمیز لہجے میں کہتی سسک اُٹھی تھیں۔ وہ ٹھہر گئے تھے۔ اور پھر اپنی بیوی کی طرف پلٹے۔۔۔ جن سے انہوں نے بے انتہا محبت کی تھی۔ مگر بدبخت اولاد کی وجہ سے آج ان کا سالوں پر محیط رشتہ اس نہج پر آن پہنچا تھا۔

"میں آج وہ قصہ ہی ختم کر دوں گا جو اس سارے فساد کی جڑ ہے۔۔۔ایک بیٹے کو میں کھو چکا دوسرا نہیں کھو سکتا۔سنا تم نے۔"وہ ٹھہرے مگر کاٹ دار لہجے میں بولتے گاڑی میں بیٹھتے گارڈز کی ہمراہی میں وہاں سے نکلتے چلے گئے تھے۔

آئرہ کا زخم ابھی تازہ تھا اور گولی لگے بمشکل اڑتالیس گھنٹے ہی گزرے تھے۔وہ چھٹی پر گھر میں ہی موجود تھی۔فارغ بیٹھنا تو اس نے ویسے بھی نہیں سیکھا تھا۔وہ اس وقت مالی بابا کی ہمراہی میں الہیٰ ہاؤس کے گارڈن ایریا میں موجود پیڑ-پودوں کی سیٹنگ کرانے میں مصروف تھی جبھی گارڈز کے دروازہ کھولنے پر کئی گاڑی بمعہ پروٹوکول آندھی طوفان کی مانند پورچ میں آکر ٹھہری تھی۔دروازے پر تعینات گارڈز الرٹ ہو گئے تھے۔مگر گاڑی میں موجود اجمل صاحب کو دیکھ وہ سر جھکاتے پیچھے ہو گئے تھے۔

"بابا آپ کیاری میں لگے پودوں کو پانی دیں میں ابھی آتی ہوں۔"وہ ہاتھوں پر لگی مٹی ہوا میں ہاتھ جھڑک کر صاف کرتی چلتی ہوئی متجسس سی کار پورچ میں آئی، مگر وہاں کھڑی اپنے ماموں کی گاڑی اور گارڈز دیکھ اسے شدید قسم کا جھٹکا لگا تھا۔۔۔وہ اُلٹے قدموں بھاگتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی جو بڑے

کروفر سے ہال کمرے میں صوفے پر عین بیچوں وبیچ براجمان الٰہی ہاؤس کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ جبھی نظر سامنے گئی تھی۔۔۔ آئرہ کو اپنی جانب قدم بڑھاتا دیکھ وہ مبہم انداز میں مسکرائے تھے۔

"آیئے آیئے بہو بیگم! آپ ہی کا انتظار تھا۔" ان کے طرزِ تخاطب پر آئرہ کی پیشانی پر بل پڑ گئے تھے۔ اگر مروان انہیں حقیقت بتا چکا تھا تو وہ اب تک کیوں انجان تھی؟

"جی، کیسے آنا ہوا اجمل صاحب!" وہ سر جھٹکتی ازلی بے باک لہجے میں کہتی عین مقابل پاؤں پر پاؤں رکھ کر بیٹھ گئی تھی۔

"ماں کہاں ہے تمہاری؟" انہوں نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

"زمرد! زمرد بچے کہاں ہو تم۔۔۔ دیکھو تمہارا بھائی آیا ہے۔ ملو گی نہیں مجھ سے؟" وہ بڑے ہی ملائم لہجے میں اونچی آواز میں گویا ہوئے تھے۔ اپنے کمرے میں موجود زمرد کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔

"اگر آپ کوئی فضول بات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو بہتر ہے کہ ابھی پلٹ جائیں۔" وہ نفرت بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔ وہ ان کی ڈسنے والی فطرت سے خوب واقف تھی۔

"ارے بہو بیگم ایک چھوڑ دو دور شتہ اسطوار ہیں آپ کے اور ہمارے درمیان۔۔۔ایک ماموں کا دوسرا اسسر کا، تو کچھ تو لحاظ کرو ناں۔" وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔ مگر اس سے قبل کے وہ کسی قسم کی جوابی کاروائی کرتی زمرد بیگم وہیں چلی آئی تھیں۔

"السلام علیکم بھائی صاحب! خیریت سالوں بعد آج بہن کی یاد کیسے آگئی آپ کو؟" وہ دوپٹہ درست کرتیں اپنے ماجائے کو سالوں بعد اپنے گھر کی دہلیز کے پار دیکھ طنزیہ گویا ہوئی تھیں۔

"وہاں کیوں کھڑی ہو۔۔۔یہاں آؤ میرے پاس۔" انہوں نے آگے بڑھ کر بہن کو سینے سے لگایا تھا جو خاموشی سے بیٹی کے چہرے کے سخت تاثرات دیکھ رہی تھیں۔ جو شعلہ اگلتی نگاہوں سے اپنے ماموں کا مکروہ چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"کیسی ہو؟" وہ شفقت بھرے لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"اللہ کا کرم ہے۔ آپ کو کیسے یاد آگئی آج بہن کی؟" وہ مزید کسی خوش فہمی میں مبتلہ ہونے کے بجائے وہیں صوفے پر ٹک گئی تھیں۔۔۔جب کہ وہ ڈریس پینٹ کو دو انگلیوں سے اونچا کر کے واپس اسی طنطنہ سے بیٹھ گئے تھے۔

"بہن کی یاد تو دل سے کبھی گئی ہی نہیں تھی۔۔۔ مگر خونی لوگوں کے خاندان کا حصہ بننے کے بعد سے بہن بھائی کو ضرور بھول گئی ہے۔" انہوں نے آئرہ کو یوں نظر انداز کیا تھا گویا وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔

"آپ سے تو اب مجھے کوئی شکوہ رہا ہی نہیں بھائی جان! کیونکہ میرا بھائی تو شاید ماں باپ کے ساتھ ہی مر بھی گیا تھا۔" وہ دکھ سے مسکرائی تھیں۔

"چلو تو اگر ایسا سمجھتی ہو تو ایسا ہی سہی۔۔۔ لیکن اب مجھے ذرا یہ بتا دو کہ تمہارے غدار شوہر کی نمک حرام اولاد آخر چاہتی کیا ہے؟" آئرہ نے بمشکل اپنے غصہ ضبط کیا تھا۔

"یہ نہیں کہوں گی کہ اپنے لفظوں پر غور کریں یہ بھانجی ہے آپ کی۔۔۔ کیونکہ بھائی تو میرا بہت پہلے ہی مر گیا تھا تو پھر راہ چلتوں سے کیا شکوے شکایت۔۔۔" وہ سر ہلا کر مُسکرائے۔

"میں جانتا ہوں زمرد کہ تمہاری اس بیٹی نے میرے بیٹے کو اپنے پیچھے پاگل بنایا ہوا ہے اور خیر سے دونوں کے مابین خفیہ نکاح بھی قائم ہے۔۔۔ مگر وہ کہتے ہیں ناں جیسا باپ ویسی بیٹی۔ بھلا یہ کیسے اپنے خاندان سے جدا ہو سکتی تھی۔" وہ طنز سے باز نہیں آئے تھے۔ آئرہ کا چہرہ دھواں دھواں ہوا تھا۔

"میرے مرحوم باپ کے بارے میں زبان سنبھال کر بات کیجئے گا ورنہ آپ کی عمر کا بھی لحاظ نہیں کروں گی۔" وہ ناچاہتے ہوئے بھی بول پڑی تھی۔

"یہ تربیت کی ہے تم نے اس کی؟ یا پھر خون کا اثر ہے؟" انہوں نے بہن سے سوال کیا جو خاموش بیٹھی تھیں۔

"کیا چاہتے ہیں آپ؟" انہوں نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

"اب جیسی بھی ہے میرے بیٹے کی عزت ہے۔۔۔ ویسے تو مجھے پورا یقین ہے کہ تمہاری بیٹی جس قدر آزاد خیال اور عیاش مزاج ہے۔۔۔ یقیناً رخصتی کے بعد کے مراحل بھی طے کر ہی چکی ہو گی۔ مگر پھر بھی میں یہاں دنیا دکھاوے کو رخصتی کرانے آیا ہوں۔" انہوں نے سخت لفظ کہتے ہونٹ بھینچ کر خود پر قابو کیا تھا۔ مگر پھر بھی زمرد کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

"بکواس بند کریں اپنی۔۔۔ میری بیٹی ایسی ہرگز نہیں ہے۔ صرف نکاح کیا ہے انہوں نے اور اس کے لیے بھی اسے آپ کے بیٹے نے ہی مجبور کیا تھا۔۔۔ اور اگر ایسا کچھ ہے بھی تو کوئی گناہ نہیں کیا۔ میری بیٹی کے کردار پر انگلی اٹھانے سے پہلے ہزار بار سوچ لیجیے گا کیونکہ آپ کی آئندہ نسلوں کی آمین بھی یہی تیز مزاج لڑکی ہو گی۔" وہ بیٹی کے کردار پر پڑتے غلاظت کے چھینٹوں کے باعث بلبلا اٹھی تھیں۔

"ہونہہ! نسلوں کی آمین۔۔۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا۔ خیر، تم مجھے کوئی تاریخ دو تاکہ اس لڑکی کو بیاہ کر لے جاسکوں۔ اب جیسی بھی ہے تمہاری پیدا کی ہوئی اولاد ہے تو فکر بھی تو مجھے ہی کرنی ہو گی ناں۔" آئرہ باقاعدہ طور پر مسکرائی تھی۔

"زہے نصیب! میرے ماموں جان اور وہ مجھ پر اتنے مہربان۔۔۔ واللہ! کمال ہو گیا۔" وہ انہیں تپانے کی غرض سے قہقہہ لگا گئی جن کا چہرہ باعث تذلیل سرخ پڑ گیا تھا۔

"اپنے اصل پر آجائیں پلیز اور بتایئے کہ یہاں آنے کی زحمت کیسے کی؟" وہ پُر اعتماد لہجے میں سوال کر رہی تھی۔

"مجھے اچھا لگتا بھائی صاحب کہ اگر آپ یہ بات خاندانی رکھ رکھاؤ کے ساتھ بھابھی کے ساتھ کرنے آتے۔ مجھے خوشی ہوتی اگر آپ پرانی رنجشوں کو بھلا کر آئرہ کے سر پر دستِ شفقت رکھتے۔ مجھے خوشی ہوتی اگر آپ اسے بیٹی بنا کر رخصت کرتے۔" وہ رنجیدہ لہجے میں بولی تھیں۔ لہجے سے حسرت عیاں تھی۔

"تمہاری یہ خواہش بھی پوری ہو سکتی ہے زمرد، کیوں نہیں پوری ہو سکتی۔ تم میری اکلوتی اور لاڈلی بہن رہی ہو۔ میں آج بھی تمہاری خاطر اس لڑکی کو سینے سے لگا سکتا ہوں۔ اس کے باپ کی غداری کو بھلا

سکتا ہوں۔۔۔ مگر اس کے لئے تمہیں میری ایک شرط ماننی ہو گی۔" وہ اپنی داڑھی کھجاتے اب اصل بات کی جانب آئے۔ آئرہ کے چہرے پر تمسخرانہ مسکراہٹ سی کھل گئی تھی۔

"دیکھیں مما کام کی بات اتنا گھما پھرا کر کی ہے آپ کے بھائی جان نے۔ اگر سیدھی بات کر دیتے تو شاید ہمارا قیمتی وقت ان کی بے مقصد کی باتیں سننے سے بچ جاتا۔" وہ زمرد کے بولنے سے قبل ہی بول پڑی تھی۔

"زمرد اپنی بد تمیز بیٹی کو کہو میں اس سے مخاطب نہیں ہوں۔" زمرد کے اشارہ پر اس نے سر جھٹکا تھا۔ مگر فی الحال خاموش رہی۔۔۔ پھر وہ بہن کے سپاٹ تاثرات دیکھ گلا کھنکھار کر بولنا شروع ہوئے۔

"مروان کی منگنی ٹوٹ گئی ہے جو اس نے میرے کہنے پر زبردستی کی تھی گردیزی کی بیٹی کے ساتھ۔۔۔۔" وہ بول کر دو لمحوں کے لیے خاموش ہوئے۔ ہال میں گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔

"اور رہی بات ان دونوں کے نکاح کی تو میں اس وقت سے واقف ہوں جب نکاح کی کاروائی جاری تھی۔" وہ آئرہ کو دیکھ استہزائیہ مسکرائے۔ اس بار وہ چونک گئی تھی۔

"مجھے لگا تھا کہ مروان مرد ذات ہے۔اس لڑکی کی بے باکی نے اسے اپنی جانب مائل کیا ہے۔کچھ عرصے میں جب اس لڑکی سے دل بھر جائے گا تو چھوڑ دے گا اسے۔۔۔"وہ نفرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔اپنے بھائی کی آنکھوں میں پنپتی نفرت دیکھ زمرد بیگم کا دل گویا کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔

"لیکن نہیں!اسے تو جیسے کوئی ضد ہے، آئرہ نامی جنون سوار ہے اس پر۔۔۔"اب آئرہ بالکل خاموشی سے انہیں سن رہی تھی۔

"تو میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ ان دونوں کی رخصتی کرا دیتے ہیں۔مگر اس کے لئے میری ایک شرط ہے اور وہ یہی ہے کہ یہ میڈم میڈیا کے سامنے ایک پریس کانفرنس کر لیں اور اس بات کو مان جائیں کہ انہوں نے مجھ پر جتنے بھی الزامات لگائے ہیں وہ سب جھوٹے اور بے بنیاد تھے۔۔۔اور یہ سب اس نے میرے مخالفین کے بہکاوے میں آکر کیا تھا۔اب چونکہ اسے اپنے بے گناہ ماموں کی حقیقت کا علم ہو گیا ہے تو اب یہ ان تمام الزامات کو واپس لے کر مجھ سے معافی کی طلب گار ہے۔"ان کی شاطرانہ طبیعت سے واقف خاموشی سے سنتی آئرہ ہولے سے مسکائی۔

"ماموں جان دروازہ اس طرف ہے پلیز!" اس نے یونہی بیٹھے بیٹھے انہیں باہر کا راستہ دکھایا تھا جنہیں اس کی بدلحاظی کی گویا عادت تھی۔ اس لئے خاموش رہے تھے۔

"سوچ لو زمرد! جوان بیٹی کی ماں ہو تم۔۔۔ اگر اس لڑکی نے ایسا نہیں کیا تو میں کبھی اس کی رخصتی نہیں لوں گا۔ اور اگر مروان نے میری مخالفت کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا تمہارے شوہر کی لاڈلی بہن اور میری بیوی اس عمر میں اپنے ماتھے پر طلاق کا دھبہ سجا کر اس دہلیز پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے واپس آجائے گی۔ فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔" انہوں نے اس بار ترپ کا پتہ پھینکا تھا۔ زمرد نے بے یقینی سے اپنے ماجائے کو دیکھا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔ دماغ ٹھکانے پر ہے آپ کا؟ کس بات کی سزا دے رہے ہیں آپ ہمیں؟" ان کے لہجے میں بے بسی کے ساتھ ساتھ تاسف در آیا تھا۔

"میری سلطنت میں غداروں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ سمجھ گئیں۔" وہ باور کراتے لہجے میں گویا ہوئے۔ ناچاہتے ہوئے بھی زمرد کی آنکھ سے نکلتا ایک شفاف موتی گالوں پر لڑھکتا بے مول ہو گیا تھا۔

"اتنا ظلم نہ کریں بھائی صاحب کہ مجھے ہمارے رشتے پر افسوس ہو۔" وہ شدید کرب میں مبتلہ تھیں۔

"میں اپنی بات کہہ چکا۔ تمہارے یہ آنسو میرا فیصلہ بدل نہیں سکتے۔ ویسے بھی تم ماں ہو۔ اس کی فکر کرنا تمہاری زمہ داری ہے۔ جوان جہاں لڑکی ہے۔ سونے پر سہاگا زبان کی تیز۔۔۔ کون حریف کب کون سی دشمنی نکال لے کیا معلوم نہیں۔۔۔ فرض کرو کہ یہ اپنی انہیں حرکتوں کی وجہ سے اگر کبھی نیم مردہ حالت میں کسی سیاست دان، بیروکریٹ، وکیل یا جج کے کمرے سے پائی گئی تو اس دن کیا کرو گی تم؟ کس کس کو یقین دلاؤ گی اس لڑکی کی پارسائی کا اور پھر مروان۔۔۔ مانا کہ وہ اس پر جان دیتا ہے۔ مگر مرد کی ذات ہے۔ مرد جتنا بھی باظرف سہی مگر کبھی کسی ایسی عورت کو اپنانا پسند نہیں کرتا جو پہلے ہی کسی کی رات۔۔۔" وہ مزید زہر اگلتے اس سے قبل ہی زمرد بیگم اپنی جگہ سے اُٹھتیں چلا اُٹھی تھیں۔

"بس بھائی صاحب! بس کر دیں۔۔۔ اللہ کا واسطہ ہے خاموش ہو جائیں۔ ڈریں اللہ سے۔۔۔ ارے کیسے بھائی ہیں آپ۔ اپنی ہی بہن کا کلیجہ نوچ رہے ہیں۔ بھائی تو بہنوں کا مان ہوتے ہیں، آپ کیسے بھائی ہیں میرے، یا میرے اللہ۔" وہ یکدم دکھ و تکلیف سے دوچار اونچا اونچا آواز روتی ہوئی سینہ کوبی کرنے لگی تھیں۔ آئرہ جو بے یقینی سے سنتی نگاہوں میں بے پناہ نفرت سموئے انہیں گھور رہی تھی، ماں کو روتا بلکتا دیکھ سٹپٹا کر ان کی جانب بڑھی تھی۔ جب کہ وہ سر جھٹکے اپنا بریسز کے بیلٹ فلپ کرتے ایک کڑی

نگاہ ماں بیٹی پر ڈال کر اپنے حصّے کی برائی سر انجام دیتے الہیٰ ہاؤس سے نکل آئے تھے۔جب کہ زمرد پاگلوں کی طرح روتی آئرہ کو سینے سے لگائے قسمت کی ستم ظریفی پر ماتم کناں تھیں۔جب کہ ماں کو سنبھالتی آئرہ کی اپنی آنکھیں شدت کے باعث سرخ پڑتی بہنے لگی تھیں۔

"آئرہ!مروان کو بلاؤ۔"اس وقت رات کے دو بج رہے تھے۔۔۔مگر وہ اچانک نیند سے بیدار ہوتیں ساتھ سوئی ہوئی آئرہ کو جھنجھوڑ کر اٹھاتیں،خوفزدہ لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

"کیا ہو گیا ہے مما۔"وہ ہڑبڑا کر بیدار ہوئی تھی۔

"مروان کو کال کرو آئرہ۔میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔"وہ ہنوز وحشت زدہ لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

"ممار یلیکس!اگر مروان کو اتنی رات کو بلاؤں گی تو وہ بلاوجہ پریشان ہو جائے گا۔آپ پلیز نارمل ہو جائیں۔"اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی اُنڈیلتے ماں کے لبوں سے زبردستی گلاس لگاتے،انہیں قائل کرنا چاہا۔۔۔جو اجمل سلطان کے جانے کے بعد سے یونہی خوفزدہ سی تھیں۔کبھی

رونے لگتیں تو کبھی آئرہ کو سینے سے لگاتیں نجانے کون-کون سی نصیحتیں شروع کر دیتیں۔ آئرہ اپنی ماں کی دماغی حالت دیکھ اجمل سلطان سے جتنی نفرت محسوس کر سکتی تھی وہ کر رہی تھی۔

"آئرہ تم مروان کو بلاؤ اسے کہو کہ وہ یہاں میرے پاس آئے۔ مجھے اس سے ضروری بات کرنی ہے۔" وہ اب تک اجمل صاحب کی باتوں سے خوفزدہ تھیں۔ وہ چاہ کر بھی اپنی اولاد کے لئے اپنے ہی بھائی کے اس قدر سخت لفظ نہیں بھلا پا رہی تھیں جن کے لہجے سے نفرت عیاں تھی۔

"ماں وہ صبح آجائے گا۔ میں نے کال کی ہے۔ آپ پلیز ٹینشن نہ لیں۔ مجھے کچھ نہیں ہو گا۔ ماموں کچھ نہیں کر سکتے۔ آپ جانتی ہیں ناں مروان کبھی میرے ساتھ غلط نہیں ہونے دے گا۔ پھر کیوں خود کو تھکا رہی ہیں۔" وہ ان کا ہاتھ تھامے سینے سے لگاتی کمر سہلاتی سمجھانے والے لہجے میں گویا ہوئی تھی جو اب کچھ حد تک بہتر ہوتیں اسے سینے سے لگائے بار بار اس کا ماتھا چوم رہی تھیں۔

"آئرہ اگر میں تمہیں کچھ کہوں تو تم میری بات مانو گی ناں۔ مانو گی ناں اپنی ماں کی بات؟" آئرہ نے تڑپ کر ماں کو دیکھا تھا۔

"ماں پلیز! ٹھیک ہو جائیں۔ اگر آپ ایسے کریں گی تو مجھ سے بہت کچھ غلط ہو جائے گا۔ پلیز، سنبھالیں خود کو۔۔۔ آپ تو بہت اسٹرونگ ہیں تو پھر ایسے ری ایکٹ نہیں کریں۔ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔" وہ ماں کی حالت پر تڑپ اُٹھی تھی۔ مگر انہوں نے تو جیسے کچھ سنا ہی نہیں تھا۔

"آئرہ! میرا بچہ! مروان شوہر ہے تمہارا، کبھی اسے خود سے خفا نہ ہونے دینا۔ اس کی ہر بات ماننا۔ اطاعت کرنا ہمیشہ اس کی۔۔۔ اسے کبھی خود سے بد ظن نہ ہونے دینا، میرے بعد اگر کوئی تم سے بے پناہ محبت کرتا ہے تو وہ تمہارا شوہر، تمہارا محافظ ہے۔ سمجھ رہی ہو ناں میری بات۔" وہ اسے سمجھاتیں بجھاتیں کب نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھیں اسے خبر نہ ہو سکی۔

"مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ تمہاری بیٹی آخر چاہ کیا رہی ہے۔" شوکت گردیزی اس وقت شدید غصے میں مبتلہ تھا۔

"کم ان ڈیڈ! زندگی اس ایک شخص پر ختم نہیں ہو گئی ہے۔" وہ نیل فائلر سے ناخنوں کی تراش خراش کرتی بیزاری سے بولی۔

"بات اس رشتے کی نہیں ہے۔مجھے پتہ ہے ایک چھوڑ دس رشتے مل جائیں گے۔ آخر کو تم میری بیٹی ہو۔لوگ ترستے ہیں گردیزی خاندان سے رشتہ جوڑنے کے لئے۔" ان کے لہجے میں تفاخر سمٹ آیا تھا۔ بسمل نے نخوت سے سر جھٹکا۔

"تو پھر؟"

"تم ابھی بچی ہو تم نہیں سمجھو گی۔ مروان سے تمہاری شادی ہونے کا مطلب تھا کہ ہمارے لئے راہ آسان ہو جاتی۔ ٹکٹ آسانی سے مل جاتا۔ اس وقت حالات اتنے کشیدہ ہیں کہ اب ایسا ممکن ہوتا نظر نہیں آرہا ہے۔ کیونکہ ہمیں ٹکٹ ہمیشہ سلطان کی پارٹی کی طرف سے ہی ملتا ہے۔ ووٹ بینک پہلے ہی چار جماعتوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ اُوپر سے اب اس رشتے کا ٹوٹ جانا۔ مزید رنجشیں پیدا کرے گا۔" وہ ہنوز سوچ بچار میں غرق تھے۔

"تو ڈیڈ یہ رشتہ مروان کی جانب سے ختم ہوا ہے ناں۔" اسے اپنے باپ کی پریشانی کی ایک سمجھ نہیں آئی تھی۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ تم اس رشتے کو ٹوٹنے سے بچا سکتی تھیں۔ جانتی ہو بلین ڈالرز کا اکلوتا مالک ہے مروان، اور سیاست کی دنیا کا ایک ابھرتا ہوا ستارہ۔ بڑے بڑے عہدے خود چل کر اس کے پاس آتے

ہیں۔جب کہ تم میری اکلوتی بیٹی۔اس رشتے کے جڑ جانے سے، ہمیں بزنس میں، سیاست میں ہر لحاظ سے فائدہ ہی فائدہ تھا۔"وہ رشتوں کو پیسوں میں تول رہے تھے۔

"مجھے آپ کی بات نہیں سمجھ آرہی۔۔۔سیاست میں آپ کا خود کا ایک نام ہے پہچان ہے تو پھر یہ فضول کی پریشانی ہے۔"وہ بڑبڑاتی ہوئی سر جھٹک گئی جب کہ اب وہ غصے سے اپنی بیوی کو گھور رہے تھے۔

صبح صادق سے طلوع ہوتا سورج الہیٰ ہاؤس کے مکینوں کے لئے نئ آزمائشیں لے کر آیا تھا۔وہ اس وقت شدید ذہنی ازیت سے دوچار تھی۔ صبح اچانک زمرد کی طبیعت بگڑ گئی تھی جس وجہ سے وہ انہیں ایمرجنسی میں ہسپتال لے کر آئی تھی۔مروان کو اس نے ابھی تک اطلاع نہیں کی تھی۔ صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔وہ سر تھامے پریشان سی ویٹنگ ایریا میں بیٹھی ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہی تھی جبھی کوئی بھاگتا ہوا اس کی جانب آرہا تھا۔آئرہ نے کسی احساس کے تحت نظر اٹھائی تو نگاہ سیدھی پریشان سے مروان سے جا ملی جو مزید چار چھ قدموں کا فاصلہ سمیٹتا اس کے نزدیک آیا تھا۔

"کیا ہوا پھپھو کو آئرہ؟ کل تک تو وہ بالکل ٹھیک تھیں اور تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟" وہ اسے بازوؤں سے تھام کر اپنے عین مقابل لاتا جھنجھوڑ چکا تھا۔ جب کہ وہ جو ضبط سے بیٹھی تھی۔ اس ستمگر کا سہارا پاتے ہی وہ ضبط کھوتی روتی ہوئی اس کے سینے سے جا لگی تھی۔ وہ تو صد شکر تھا کہ گارڈز نے اسے انفارم کر دیا تھا ورنہ وہ شاید بے خبر ہی رہ جاتا۔

"وہ مما!" وہ مہربان لمس کا سہارا پاتے ہی بُری طرح سسک اُٹھی تھی۔ آخر اس کے پاس گنوانے کو بچا ہی کیا تھا۔ ایک ماں کا ہی تو وجود تھا جو اس کی زندگی کا کل اثاثہ تھا۔

"ہوا کیا ہے پھپھو کو۔" وہ اس کی بکھری سی حالت دیکھ ضبط سے سوالیہ گویا ہوا جو شدتوں سے رو پڑی تھی۔

"وہ مما کو۔۔۔ مما کو ہارٹ اٹیک آیا ہے مروان۔" وہ ایک بار پھر بول کر سسک اُٹھی تھی جسے اُس نے سختی سے خود میں بھینچتے رونے سے روکا تھا۔

"ڈاکٹرز کیا کہہ رہے ہیں؟" اُس کو خود سے دور کرتے بال سنوار کر آنسو پوچھتے اس نے نرمی سے پوچھا تھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔تم پوچھوناں ان سے۔"وہ اس وقت خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔

"اوکے ریلیکس!میں پوچھتا ہوں۔تم سنبھالو خود کو پلیز!"وہ اس کا کانپتا وجود بآسانی محسوس کر سکتا تھا۔وہ اپنے جذبات پر قابو رکھنا جانتی تھی۔مگر اس کا رونا سسکنا سب حد سے زیادہ تکلیف دہ تھا جبھی ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر آئے تھے۔

"ڈاکٹر۔"وہ دونوں فوری ان کی جانب لپکے تھے۔

"پیشینٹ کو مائنر ہارٹ اٹیک آیا ہے۔مگر گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے اب وہ خطرے سے باہر ہیں۔چند گھنٹوں میں انہیں ہوش آجائے گا پھر آپ ان سے مل سکتے ہیں۔"ڈاکٹر کے لفظ سُن کر دونوں کی جان میں جان آئی تھی۔

"تھینکیو ڈاکٹر۔"اپنے ساتھ لگی آئرہ کی پشت سہلاتے اس نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا تھا جب کہ وہ ایک بار پھر رونے لگی تھی۔

"آئرہ یار چپ ہو جاؤ۔اب پھپھو بالکل ٹھیک ہیں۔کیوں روئے جا رہی ہو؟"وہ اسے اپنے ساتھ لگائے ،قدرے کونے میں لے آیا تھا جو اس کے سینے سے لگی مسلسل روئے جا رہی تھی۔

"میری وجہ سے، صرف میری وجہ سے مما کی یہ حالت ہوئی ہے۔" وہ کپکپاتے لہجے میں خود کو مورد الزام ٹھہرا رہی تھی۔

"تمہاری وجہ سے کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ ایک ہونے والی بات تھی ہو گئی۔ تم فضول میں اتنا سوچ رہی ہو، بس اب خاموش ہو جاؤ۔۔۔ مجھے اپنی آئرہ روتی ہوئی بالکل اچھی نہیں لگتی۔" وہ اسے بہلانے کی غرض سے نرمی سے اس کے رخساروں پر بہتے آنسو صاف کرتا مسکرا کر بولا تھا جس کے آنسو تو تھم گئے تھے مگر سسکیاں ابھی بھی جاری تھیں۔

"بیٹھو یہاں، میں تمہارے لئے پانی لے کر آتا ہوں۔" وہ جانے لگا تھا۔

"نہیں، میں ٹھیک ہوں۔ یہیں رہو تم میرے پاس۔" وہ نجانے کس خوف کے زیرِ اثر تھی۔ وہ سمجھ نہیں سکا تھا۔ اس وقت وہ پورے وجود سے کپکپا رہی تھی۔ کچھ تو تھا ورنہ وہ کبھی اس طرح ری ایکٹ نہیں کرتی تھی۔

* * * * * * * * * * * *

تقریباً شام میں زمرد بیگم کو ہوش آیا تھا جس کے بعد انہیں وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ مگر وہ پھر بھی دواؤں کے زیرِ اثر سوتی رہی تھیں۔ آئرہ ان کے سرہانے بیٹھی تھی، وہ ابھی نیند سے بیدار ہوئی تھیں۔ اشارے سے انہوں نے اُسے پاس بلایا تھا جو کب سے ضبط کئے بیٹھی تھی، ماں کے نزدیک جاتے ہی پھوٹ پھوٹ کے رو پڑی تھی۔

"آئرہ! یار یہ کیا بچپنا ہے۔ تم پھپھو کو پریشان کر رہی ہو۔" وہ جو کسی کام سے باہر گیا تھا واپس آیا تو آئرہ کو روتا بلکتا دیکھ، تیزی سے نزدیک آتا خفگی سے بولا تھا۔ جو آنسو پونچھتی ذرا پیچھے ہوئی تھی۔

"کیسی طبیعت ہے اب پھپھو؟" وہ ان کے نزدیک ہی بیٹھ گیا تھا جو اسے دیکھ مسکرائی تھیں۔

"اگر میں تم سے کچھ کہوں تو کیا تم میری بات مانو گے؟" انہوں نے جواب میں نحیف سی آواز میں کہا تھا۔ آئرہ رونا بھول کر ان کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

"آپ پہلے ٹھیک ہو جائیں پھر جو چاہے منوا لیجئے گا۔" اس نے محبت سے ان کا ہاتھ تھام کر مان بخشا تھا جو نفی میں سر ہلاتیں خود میں بہت ہمت جٹاتیں کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"مما کیا ہو گیا ہے آپ کو، پلیز کچھ بھی نہ سوچیں۔ پریشان نہ ہوں۔ سب ٹھیک ہے۔ میں اور مروان ہیں ناں آپ کے پاس۔" اس نے ماں کے قریب ہوتے پیشانی پر پیار سے بوسہ دیا تھا۔ جب کہ وہ ہولے سے مسکرائی تھیں اور اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ مروان اور آئرہ کی نظروں کو تبادلہ ہوا تھا۔ دونوں نے ہی نا سمجھی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔ پھر انہوں نے اشارے سے مروان کو بھی پاس بلایا تھا اور اس کا ہاتھ بھی اپنے ہاتھ میں تھام لیا تھا۔

"تم۔۔۔ تم چاہتے تھے ناں کہ میں آئرہ کو تمہارے سپرد کر دوں۔" وہ بول کر لمحے کو ٹھہری تھیں۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ جب کہ آئرہ خاموشی سے ماں کو دیکھ رہی تھی۔

"تم ٹھیک کہتے تھے۔ یہ صرف تمہارے پاس محفوظ ہے۔" انہوں نے بغور بیٹی کا چہرہ دیکھا جو ہر قسم کے جذبات سے عاری بالکل سپاٹ تھا۔

"میں اپنی بیٹی اور تمہاری امانت تمہارے حوالے کر رہی ہوں مروان! اس مان کے ساتھ کہ تم ہر مشکل گھڑی میں ہمیشہ اس کی ڈھال بن کر اس کے ساتھ کھڑے رہو گے۔" وہ نقاہت بھری آواز میں بمشکل بول پائی تھیں۔

"پھپھو یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے۔ ظاہر ہے بیوی ہے میری، میں خیال نہیں رکھوں گا تو اور کون رکھے گا۔" اس نے ملائم لہجے میں کہتے ایک محبت بھری نگاہ اس دشمن جان پر ڈالی تھی۔

"میں جانتی ہوں کہ کچھ بھی ہو جائے تم میری آئرہ کو تنہا نہیں کرو گے۔ ہمیشہ اس کا ساتھ نبھاؤ گے۔" وہ آئرہ کا ہاتھ مروان کے ہاتھ میں سونپتی ان دونوں کو ہی مخمصے میں ڈال گئی تھیں۔

"آج میں تمہاری امانت تمہارے حوالے کر رہی ہوں۔ میں آج ابھی اور اسی وقت آئرہ الٰہی کو تمہارے ساتھ رخصت کر رہی ہوں۔" وہ بوجھل دل سے بولتی ان دونوں کو ہی شدید قسم کی حیرت میں ڈال چکی تھیں۔

"مما۔۔۔" آئرہ نے بے یقینی کی سی کیفیت سے دوچار کچھ کہنا چاہا۔

"پھپھو لیکن۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا تھا۔

"میں جانتی ہوں تم بینڈ باجے کے ساتھ بارات لانے کے متمنی ہو تو بچے اب تم دھوم دھام سے ولیمہ کرنا۔" آئرہ نے ایک بار پھر کچھ کہنا چاہا تھا۔

"مزید کچھ نہ کہنا آئرہ۔ بس یہی میرا فیصلہ ہے۔ تم ہسپتال سے سیدھی اپنے شوہر کے گھر جاؤ گی۔ اپنے شوہر کے سنگ تمہاری رخصتی ہو چکی۔ اپنا گھر بساؤ اور خوش رہو بس۔ اللہّ پاک تم دونوں کو ڈھیروں خوشیوں سے نوازے۔" انہوں نے اسے مزید کچھ بھی بولنے کا موقع دیے بغیر خاموش کرا دیا تھا۔ ساتھ ہی ڈھیروں دعائیں بھی دے ڈالی تھیں۔ نجانے زندگی مزید لفظوں کی مہلت دیتی بھی یا نہیں۔۔۔ جب کہ مروان اب خاموش سا کبھی حیران پریشان سی آئرہ کو دیکھ رہا تھا تو کبھی اپنی پھپھی کو ، جن کی حالت تشویش ناک تھی۔ وہ انہیں آرام کرنے کا کہتا آئرہ کو زبردستی باہر لے آیا تھا جو فضول سوالات کر کے اپنے ساتھ-ساتھ انہیں بھی پریشان کر رہی تھی۔

ایک نیا سورج آئرہ کے لئے نقصان اور خسارے لے کر طلوع ہوا تھا۔ آئرہ کے فرض سے سبکدوش ہوتیں زمرد جو سوئیں تو پھر ان کی زندگی کا کوئی روشن سورج طلوع نہ ہو سکا تھا۔

چیخیں مارتی آئرہ کو مروان نے بمشکل سنبھالا تھا۔ جو پاگلوں کی سی کیفیت سے دوچار ہزیانی انداز میں چیخ چلا رہی تھی اور جب زمرد کا وقتِ رخصت آیا تو وہ بالکل ہی آپے سے باہر ہو گئی تھی۔۔۔ مگر جانے والے کو بھلا کون روک سکتا تھا۔ اور زمرد بھی اکلوتی بیٹی کو ظالم دنیا میں ایک مہربان شجر کی چھاؤں میں

دیتیں اپنی آخری آرام گاہ چلی آئی تھیں۔زمرد کو رخصت ہوئے ابھی چند ہی لمحات گزرے تھے کہ وہ دکھ و تکلیف میں گھری بے قابو ہوتی الہام کے ہاتھوں میں جھول گئی تھی۔وہ تب سے ہی اپنے کمرے میں سو رہی تھی۔ڈاکٹر نے اس کی ذہنی حالت کے سبب نیند کا انجیکشن لگا دیا تھا۔مروان نے ہی تمام معاملات دیکھے تھے۔اجمل صاحب اور نشاط بیگم دنیا دکھاوے کو سوئم تک الہیٰ ہاؤس میں قیام کرنے کی غرض سے آج وہیں موجود تھے۔

اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے۔سب رشتے دار اپنے اپنے کمروں میں خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے۔ابھی کسی کو بھی ان دونوں کے مابین نکاح کا علم نہیں تھا۔اس لئے احتیاط لازمی تھا۔کیونکہ وہ کم از کم اس صورت حال میں تو کسی قسم کا کوئی بھی ڈرامہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔وہ رات گئے اس کے کمرے میں آیا تھا۔

کمرہ نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ایئر کنڈیشن کی کولنگ میں کمرہ ٹھنڈا برف ہو رہا تھا جب کہ وہ چٹانوں سی سخت جان لڑکی ایک ہی دن میں مرجھا سی گئی تھی۔دنیا و مافیہا سے بے خبر وہ ہنوز نیند میں تھی۔وہ دھیرے سے دروازہ لاکڈ کرتا بیڈ پر اس کے سرہانے آ کر بیٹھ گیا تھا۔

گارڈز سے مسلسل باز پرس پر اسے علم ہوا کہ زمرد کی طبیعت خراب ہونے کے پیچھے اس کے ہی والد محترم کا ہاتھ تھا۔ اس روز کیا بات ہوئی اس کا علم تو اسے آئرہ سے ہی ہونا تھا مگر فی الحال وہ اس کنڈیشن میں نہیں تھی کہ کسی بھی سوال کا جواب دے سکتی۔

اسے یکدم ہی زمرد کے آخری وقت میں کہے لفظ یاد آئے تھے۔ جب انہوں نے بہت مان سے اپنی لاڈلی بیٹی کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں سونپا تھا۔ وہ دھیرے سے جھکا تھا، اس کی پیشانی کو اپنے نرم- گرم ہونٹوں کے لمس سے مہکاتا، اس کا نازک وجود خود میں سمیٹتا آنکھیں موند گیا تھا۔

اس کی بھاری ہوتی سانسیں اس بات کی گواہ تھیں کہ وہ نیند میں بھی ماں کے لمس کی تشنگی محسوس کر رہی تھی۔ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا وہ کتنے ہی لمحے اُسے پُر سکون کرتا رہا تھا جو غنودگی میں بڑبڑانے لگی تھی۔۔۔ اور پھر دھیرے- دھیرے اس کی قربت میں پُر سکون ہوتی وہ گہری نیند میں اتر گئی تھی۔ جب کہ کچھ ہی دیر میں وہ بھی نیند کی وادیوں میں اُتر گیا تھا۔

صبح صادق سے طلوع ہوتا سورج ہر سو اپنی روشن کرنیں بکھیر رہا تھا۔ کھڑکی کے جھروکوں سے آتی صبح کی پہلی کرن نے آئرہ کی نیند میں خلل ڈالا تھا۔ وہ آدھا دن اور ساری رات پُر سکون نیند سوتی رہی

تھی۔ ذہن آہستہ - آہستہ بیدار ہوا توکل کی تاریخ میں قسمت میں لکھا جانے والا اپنا خسارہ بھی یاد آ گیا تھا۔ خود پر بھار سا محسوس کر وہ چونکی۔ چہرے پر پڑتی گرم سانسوں کی تپش پر اس نے چونک کر چہرہ گھما کر دیکھا تھا۔ اور اپنی گردن میں منہ دیے سوتے مروان کو دیکھ وہ دھک سے رہ گئی تھی جو دنیا و مافیہا سے بے خبر ایک ہاتھ اس کے گرد لپیٹے اس کا نازک سا وجود خود میں سموئے بے حد نزدیک سو رہا تھا۔ اس کا چہرا چند انچ کے فاصلے پر تھا۔ وہ جتنی بھی بولڈ صحیح مگر تھی تو ایک مشرکی ہی لڑکی۔ نکاح کے بعد ان دونوں کے مابین بے تکلفی ضرور تھی مگر اس حد تک نزدیکیاں کبھی نہیں رہی تھیں اور اس وقت مروان کو اپنے بے حد نزدیک محسوس کر وہ ہر غم و تکلیف بھلائے سانس روکے لیٹی تھی۔ چہرہ مارے حیا کے قندھاری انار کی مانند سرخ پڑ گیا تھا۔ عجیب سی خفت نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔ وہ شاید مزید اس عجیب کیفیت سے دوچار رہتی اگر سماعتوں سے بازگشت کرتے اجمل صاحب کے نفرت آمیز لفظ نہ گونجتے۔

"ویسے جتنی یہ لڑکی بے باک ہے رخصتی کے تمام مراحل بھی طے کر چکی ہو گی۔" اسے یکدم مروان کا حصار کسی قید کی مانند محسوس ہونے لگا تھا۔ چہرے کے تاثرات سخت ہو گئے تھے۔ وہ غصے میں اُٹھنے لگی تھی۔ اس کے وجود میں ہوتی جنبش پر وہ ہڑبڑا کر اُٹھا تھا۔

"کیا ہوا آئرہ؟ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" وہ جو غصے سے سوچتی اُسے سخت سنانے کے موڈ میں تھی۔ اس کے حصار میں دوبارہ سے خود کو قید محسوس کر، واپس لٹانے پر سٹپٹا گئی تھی۔ شدید خماری سے لبریز ادھ کھلی آنکھوں میں سوال ہلکورے لے رہے تھے۔ بھاری ہوتے لہجے سے پریشانی عیاں تھی۔

"کیا ہوا؟ چپ کیوں ہو؟" گمبھیر لہجہ دھڑکنیں منتشر کرتا تھا، وہ جو سمجھ رہا تھا کہ شاید وہ ابھی تک صدمے کی کیفیت سے دوچار ہے۔ مسلسل پریشانی سے اسے بولنے کے لئے اُکسا رہا تھا۔ جب کہ وہ سُرخ چہرہ لئے بالکل خاموش تھی۔

"پیچھے ہٹو۔۔۔ اور تم میرے کمرے میں، میرے بیڈ پر کیا کر رہے ہو؟" وہ یکدم اپنی متزلزل دھڑکنوں کی رفتار پر قابو پاتی پھاڑ کھاتے لہجے میں گویا ہوتی اُٹھ بیٹھی تھی۔ وہ اُس کے دھکا دینے پر اُس کی کیفیت سمجھتا ایک گہرا سانس بھر کر پیچھے ہو گیا تھا۔

"رات کو تم سو رہی تھی اس لئے میں نے تمہیں ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔" وہ واپس اپنی جگہ پر لیٹتا بھاری لہجے میں گویا ہوا تھا۔ یہ وہ حالات نہیں تھے کہ وہ آئرہ کو ان کے مابین رشتے کا احساس دلاتا۔

جب کہ وہ اس کا نارمل رویہ دیکھ اپنے سخت لہجے پر قابو کرتی، منتشر دھڑکنوں کو سنبھالتی، خود پر پڑا کمبل ایک طرف کو کرتی، واش روم میں جا کر بند ہو گئی تھی۔ مروان نے گھڑی دیکھی جہاں فجر کا وقت ختم ہونے میں کچھ ہی دیر باقی تھی۔ کچھ لمحے وہ یونہی لیٹا رہا، پھر پاؤں پر سے چادر ہٹاتا خود بھی اُٹھ بیٹھا تھا۔ کچھ لمحے بعد روئی-روئی آنکھوں سمیت آئرہ باہر آئی تھی۔ اسے دیکھ وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا جو اسے نظر انداز کرتی ڈریسنگ روم میں چلی آئی تھی۔ وہ فی الحال اس کے آنسو صاف کرنے کا ارادہ ترک کرتا خود بھی وضو کرنے کی غرض سے واش روم کی جانب بڑھا تھا۔

سر پر دوپٹہ لپیٹی آئرہ نماز ادا کرنے ہی جا رہی تھی جب اس نے اپنا جانماز بچھاتے اس کے ہاتھ سے جانماز لے کر اپنے مصلی سے تھوڑا فاصلے سے بچھائی تھی۔ جب کہ وہ ہر طرح کے جذبات سے عاری اس کی کاروائی ملاحظہ کر رہی تھی۔

"چلو نماز کا وقت نکل رہا ہے۔" اس نے ساکت کھڑی آئرہ کو پلٹ کر وقت کا احساس دلایا جو گڑبڑا کر آگے بڑھتی پہلی بار اپنے شوہر کی امامت میں نماز ادا کرتی اللہ کے ذکر کے ساتھ-ساتھ خود میں عجیب سا سکون اُترتا محسوس کر رہی تھی۔ کوئی ایسا انوکھا سا احساس جو آج سے پہلے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔

پُر سکون انداز میں نماز ادا کرنے کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے تو بے ساختہ ہی لبوں سے شکوہ پھسلا تھا۔اور آنسو جھرنے کی مانند رخساروں پر بہہ نکلے تھے۔دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے وہ مسلسل سسک رہی تھی۔جلد بازی میں اپنی دعا مکمل کرتا وہ اس کے قریب زمین پر ہی بیٹھتا روتی ہوئی آئرہ کو اپنے حصار میں قید کرتا سینے سے لگا گیا۔وہ اس کا سہارا پاتے ہی بکھر گئی تھی۔اس کے سینے سے لگی کل سے اب تک کا سارا غبار آنسوؤں کے راستے نکالتی اب وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔

"مما مجھے اکیلا چھوڑ کر چلی گئیں مروان۔انہیں ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا۔میں کیسے رہوں گی اکیلے ان کے بغیر۔"اس کے گرد بازو لپیٹتی وہ چہرہ اُٹھا کر شکوہ کناں لہجے میں بولی تھی۔

"تم اکیلی کہاں ہو آئرہ۔میں ہوں ناں تمہارے ساتھ۔اور پھپھو کی دعائیں تو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی تو پھر تم اکیلی کیسے ہو گئی۔"وہ اس کے ماتھے کا بوسہ لیتا سمجھانے والے لہجے میں بولا تھا جو ایک بار پھر اس کے سینے میں چہرہ چھپاتی آنسو بہانے لگی تھی۔

"نہیں،میرے پاس تو اب کوئی بھی نہیں ہے۔تمہارے پاس تمہارے والدین ہیں مگر میرے پاس تو کوئی بھی نہیں ہے۔پہلے بابا چھوڑ کر چلے گئے اور اب مما۔۔۔میرا کسی نے نہیں سوچا کہ آئرہ کیسے رہے گی۔میں اکیلی ہو گئی۔"وہ ابھی بھی دکھ کی کیفیت میں گھری مسلسل بول رہی تھی۔

"یار تم اکیلی نہیں ہو۔ میں ہوں تمہارے پاس۔۔۔ اور پھر کل کو ہماری اپنی فیملی ہو گی، ہمارے بچے ہوں گے۔ تو پھر تم یہ کیسے سوچ سکتی ہو کہ اتنی بڑی زندگی تم اکیلے گزارو گی۔ آئرہ اللہ اگر ہم سے کچھ لیتا ہے تو اس کے بدلے ہمیشہ کچھ نہ کچھ عطا کر دیتا ہے۔ والدین کا نعم البدل نہیں ہوتا مگر کل جب تمہارے پاس ہماری اپنی فیملی ہو گی تو تمہارا یہ غم بھی بھر جائے گا اور پھر میں ہوں ناں تمہارے پاس۔ تمہارا شوہر۔ تمہارا دوست۔ تمہاری محبت۔" وہ محبت سے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھتا ملائم لہجے میں گویا ہوا تھا۔ جس کی آنکھیں رونے کے باعث سرخ پڑ گئی تھیں۔

"دیکھو، ایک ہی دن میں کیا حال کر لیا ہے تم نے اپنی آنکھوں کا۔ اٹھو بس بہت رو لیا۔ اب خاموش ہو جاؤ۔ جانے والوں پر اتنا بھی نہیں روتے کہ اللہ سے شکوہ ہی شروع کر دیا جائے۔" وہ اسے بہلانے کی غرض سے ہاتھ پکڑ کر اٹھاتا بیڈ پر بیٹھا چکا تھا۔ ساتھ ہی مصلی اُٹھا کر ایک طرف کو رکھی تھی۔ اور اب آئرہ کے پاس آ کر بیٹھتا اسے ایک بار پھر اپنے حصار میں لے چکا تھا۔

"دو روز قبل ماموں آئے تھے ہمارے گھر۔۔۔" وہ جو اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا پُر سکون کر رہا تھا، اس کے لہجے میں در آئی نفرت پر گہرا سانس بھر رہ گیا۔

"جانتے ہو انہوں نے مما کے سامنے میرے بارے میں کیا کچھ کہا؟" اس کی آواز ایک بار پھر رندھ گئی تھی۔

"بھول جاؤ وہ سب آئرہ۔"

"بھول جاؤں؟" وہ ایک لمحے میں اس سے دور ہوئی تھی۔ مروان نے خاموشی سے اس کے تاثرات میں گھلی نفرت کا جائزہ لیا تھا۔

"بابا نے جو کچھ کہا وہ سب بھول جاؤ فی الحال۔ یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں چاہ کر اس وقت کو نہیں پلٹ سکتا۔ مجھے اگر ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ بابا کے غصے کا یہ اثر ہو گا تو شاید میں۔۔۔" وہ اسے سمجھانے کی غرض سے بولا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے ناں مما نے مجھے بچپن سے اکیلے پالا ہے۔ جو عورت اپنے بھائی کی نفرت سمیت پوری دنیا کا مقابلہ کر سکتی ہے وہ اتنی کمزور نہیں ہو سکتی کہ کسی کے چار سخت جملہ بھی نہ برداشت کر سکے۔ مگر۔۔۔" وہ نفرت سے بولتی ہانپ گئی تھی۔

"مگر؟" مروان اب مکمل سچ سننا چاہتا تھا۔

"تمہارے والد صاحب نے کہا کہ تمہارے اور میرے درمیان رخصتی سے پہلے ہی تعلقات قائم ہیں۔"سچ بولتے اس کی زبان لڑکھڑا گئی تھی۔مروان کی گرفت میں سختی در آئی تھی۔گہری آنکھوں کا رنگ یکایک تبدیل ہوا تھا۔

"اور ساتھ میری ماں کے سامنے یہ دھمکی بھی دی کہ اگر میں نے ان سے اپنے ناکردہ گناہ کی معافی نہ مانگی تو وہ میری عزت۔۔۔"اپنے ہونٹوں پر بندھ لگاتی مروان کی ہتھیلی پر اس کے لفظوں کو بریک لگا تھا۔جس نے بغیر کچھ کہے اسے خود میں بھینچ لیا تھا۔جس طرح کا روپ وہ چند روز میں اپنے باپ کا دیکھ چکا تھا کوئی شک نہیں تھا کہ آئرہ سچ بول رہی تھی۔اپنی بیوی کے منہ سے اس طرح کے لفظ سننا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

"جو لفظ تم سن نہیں پا رہے تو سوچو ذرا سوچو ایک جوان بیٹی کی ماں نے اپنے ہی بھائی کے منہ سے اس طرح کے لفظ کس طرح برداشت کئے ہوں گے۔"اس کی آنکھیں ضبط سے لہو رنگ ہو رہی تھیں۔جب کہ وہ ایک بار پھر ماں کی تکلیف کا سوچتی بلک اُٹھی تھی۔اپنی پھپھی کی تکلیف محسوس کرتے مروان کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر آئرہ کے بالوں میں جذب ہو گیا تھا۔ماں کی ٹھنڈی

چھاؤں صرف آئرہ کے سر سے نہیں چھنی تھی بلکہ ماں جیسی پھپھی کی شفقت سے تو وہ بھی محروم ہو گیا تھا۔

"بس آئرہ اُٹھو، کچھ کھایا تم نے؟" وہ اب خاموش ہو گئی تھی۔ کھڑکیوں پر پڑے پردوں سے چھن کر آتی سورج کی تیز کرنیں اب پورے کمرے میں پھیل رہی تھیں۔

"بھوک نہیں ہے مجھے۔" وہ پیچھے کو ہوتی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئی تھی۔ مروان نے بغور اُس کے سراپے کا جائزہ لیا تھا جو بسکٹی رنگ شلوار سوٹ میں ملبوس بکھرے سے حلیے میں بہت تھکی تھکی سی لگ رہی تھی۔ رنگت میں پیلاہٹ سی گھل گئی تھی۔ خمدار پلکوں پر ٹھہری نمی اس کے غم کی گواہ تھی۔ ایک ہی دن میں چہرہ کملا سا گیا تھا۔ گھنگھریالے بالوں کو سلجھانے کی زحمت نہیں کی گئی تھی جن کا میسی سا جوڑا بنا رکھا تھا۔

"کیوں بھوک نہیں ہے۔ کل سے بھوکی ہو۔ اس طرح تو بیمار پڑ جاؤ گی۔" وہ اٹھ کر سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھا اور انٹر کام کے ذریعے ملازمہ کو ناشتہ لانے کی ہدایت کرتا وہ کچھ سوچ کر ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔

"آئرہ!"اس نے آنکھیں موندے بیٹھی آئرہ کو پکارا تھا۔

"ہم!"اس نے ہنکار بھرا۔ آنکھیں ہنوز بند تھیں۔

"اگر میں ہمارے رشتے کو لے کر کوئی فیصلہ لوں تو تمھیں کوئی اعتراض تو نہیں۔"آئرہ نے یکدم آنکھیں کھولی تھیں۔

"کیا کہنا چاہتے ہو، کھل کر کہو پہلیاں نہ بجھاؤ۔"رونے کی زیادتی کے باعث آواز بھرا سی رہی تھی۔ حلق میں خراشیں سی پڑ گئی تھیں۔

"آج پھپھو کا سوئم ہے۔اس کے بعد تم میرے ساتھ گھر چل رہی ہو۔یاد ہے ناں پھپھو نے تمہاری رخصتی کر دی تھی۔"آئرہ نے سپاٹ نظروں سے اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا تھا۔

"میں اس گھر میں کبھی نہیں جاؤں گی جہاں میرے والدین کا قاتل رہتا ہے۔"اس نے تلخ لہجے میں کہا تھا۔

"مگر وہاں تمہارا شوہر بھی تو رہتا ہے۔"اس نے قائل کرنا چاہا۔

"میرا اتنا بڑا ظرف نہیں ہے مروان کہ میں صبح شام اپنے ماں باپ کے قاتل کا چہرہ دیکھوں اور پھر بھی خاموش رہوں۔" اس نے درشتگی سے بولتے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

"کیا چاہتی ہو پھر۔۔۔" اس نے بغور اس کے تاثرات کا جائزہ لیا تھا۔

"فی الحال میں اپنا گھر چھوڑ کر کہیں نہیں جا رہی۔ تمھیں جانا ہے تو جاؤ۔" وہ تلخ مزاجی سے گویا ہوئی تھی۔

"تمھیں اکیلا چھوڑ کر تو میں بھی کہیں نہیں جا رہا۔ اب تم وہیں رہو گی جہاں میں یعنی تمہارا شوہر رہے گا۔ بہتر ہے اپنا مائنڈ میک اپ کر لو۔" وہ سرد لہجے میں بولتا اس کا گال تھپتھپا کر دروازے کی جانب بڑھا تھا۔ جہاں ابھی کسی نے دستک دی تھی۔

"شکریہ کشمالہ بی۔" اس نے مسکرا کر ناشتے کی ٹرے تھام کر شکریہ ادا کیا تو وہ مسکراتی ہوئی وہاں سے نکل آئی تھیں۔

"چلو اُٹھو۔" اس نے بیڈ پر ہی ٹرے رکھنی چاہی تو وہ اپنے پاؤں سمیٹ گئی۔

"مجھے بھوک نہیں۔" وہ ہنوز اسی لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"میں نے تم سے پوچھا نہیں ہے آئرہ۔ فوراً اٹھ جاؤ۔ بہت ہو گئی تمہاری ضد۔۔۔ چھوٹی بچی نہیں ہو تم جو ہر معاملے میں ضد کرنا ضروری ہے۔" وہ اس کے مسلسل انکار سے زچ ہوتا اس بار سخت لہجے میں ڈپٹ کر بولا جس نے ناگواری سے گھورتے رُخ پھیر لیا تھا۔ جب کہ وہ ایک گہری اور سرد آہ خارج کرتا ڈبل روٹی کے سلائس پر مکھن لگاتا، دوسرے ہاتھ سے اس کا چہرہ پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب موڑ چکا تھا۔

"آہ۔۔۔" وہ گردن میں اچانک سے جھٹکا لگنے پر سسکی بھر کر رہ گئی تھی۔

"منہ کھولو جلدی۔" اُس نے گھورتی نگاہوں سے اس کے بھینچے لبوں کی جانب اشارہ کیا تھا۔

"بھوک نہیں ہے مجھے۔" اس کی زبردستی پر نجانے کیوں آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ جب کہ وہ دیکھتا رہ گیا۔

"اچھا ایک سلائس کھالو یار۔ میری خاطر۔" اس بار اس کے لہجے میں محبّت تھی۔ وہ ناچاہنے کے باوجود سلائس لینے کی غرض سے ہاتھ بڑھا چکی تھی جس نے جھٹ ہاتھ پیچھے کو کھینچا تھا۔

"اب کیا ہے؟" اسے تپ چڑھی تھی۔

"منہ کھولو۔"اس نے سرد لہجے میں کہاتو آئرہ کو چار وناچار منہ کھولناپڑا تھاجواب بہت یکسوئی سے ماتھے پر ایک بھی شکن لائے بغیر بڑی توجہ سے اپنے ہاتھ سے کھلا رہا تھا۔جب کہ وہ ہر بار بائٹ لیتی دوسرے کہ لئے انکار کر رہی تھی۔ مگر پھر اس کی گھورتی نگاہوں سے خائف وہ سر جھٹک کر خاموشی سے کھانے لگی تھی۔

نوالہ چباتے چباتے وہ عجیب سی کیفیت میں گھری ٹرانس میں اُسے دیکھے گئی تھی۔اپنی کون کون سی حماقتیں یاد نہ آئی تھیں۔وہ زندگی میں آئی مشکلات کا اسے ملزم ٹھہراتی سب سے پہلے اس کا ہاتھ جھٹک دیا کرتی تھی۔وہ ہمیشہ ہی اس کے باپ کے کئے کی سزا مروان کو دے کر نجانے کون سی تسکین حاصل کرنے کی کوشش کرتی تھی۔۔۔اور دوسری جانب وہ شاندار مرد تھاجو ماتھے پر ایک بھی شکن لائے بغیر ہمیشہ ہی اس کی ڈھال بن کر،اس کے ساتھ اس کا سہارا بن کر کھڑا ہوتا تھا۔ مگر وہ بھی کیا کرتی دل کے ہاتھوں مجبور جو تھی۔

"ویسے نہایت ہی بے مروت ہیں آپ بیرسٹر صاحبہ!مجال ہے جو جھوٹے منہ ہی سہی یہ پوچھ لیا ہو کہ مروان آپ بھی تو کل سے بھوکے ہوں گے۔تو ڈیئر ہز بینڈ آپ بھی کچھ کھالیں۔"وہ اس کا ٹکٹکی باندھ کر خود کو دیکھنا نوٹ کر چکا تھا۔جو کسی گہری سوچ میں گم تین سلائس کھا چکی تھی اور اسے خبر تک نہ

ہوئی۔جب کہ اب وہ ابلے انڈوں کو سلائس میں کٹ کرتا اس پر نمک، کالی مرچ چھڑک کر کانٹے میں انڈے کا ایک ٹکڑا پھنسا کر اس کی جانب بڑھا رہا تھا۔وہ گڑبڑا کر ہوش میں آتی، تین دنوں بعد لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔اسے مسکراتا دیکھ وہ بھی مسکرایا تھا جو اب اس کے ہاتھ سے کانٹا لیتی اس کی جانب بڑھا چکی تھی جو کانٹے سے نکل کر واپس پلیٹ میں جا گرا تھا۔جبھی اس نے ہاتھ سے اٹھا کر ٹکڑا اس کی جانب بڑھایا تھا۔

"لو کھالو ورنہ ساری زندگی طعنے مارتے رہو گے۔"اس نے گھور کر آگے بڑھ کر اس کے ہی ہاتھ سے کھایا تھا۔آئرہ نے اس کی شرارت پر گھور کر دیکھا تھا جس کی انگلیاں دھیرے سے لبوں سے مس ہوئی تھیں۔جب کہ باقی کا ناشتہ اب وہ خود کر رہی تھی۔چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ایک بار پھر ماں کی یاد آنے پر چائے حلق میں اٹکتی محسوس ہوئی تھی۔

"آئرہ اس طرح بار بار رو کر تم صرف پھپھو کی روح کو تکلیف پہنچا رہی ہو اور کچھ بھی نہیں۔"اس نے چائے کا کپ نیچے رکھ دیا تھا۔دل ایک بار پھر اُداس ہوا تھا۔

"پتہ نہیں اب کیا ہو گا۔"وہ اپنی رو میں بول گئی تھی۔ابھی وہ مزید کچھ بولتی اس سے قبل ہی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔وہ دونوں ہی چونکے تھے۔

"تم بیٹھو میں دیکھتا ہوں۔" وہ آنسو صاف کرتی، اپنا دوپٹہ درست کرتی صحیح سے بیٹھی تھی۔

مقابل کھڑی شخصیت کو دیکھ دروازہ کھولتے مروان کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے جو سفید کرتا شلوار میں ملبوس اپنے بیٹے کو بڑی سخت نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔اس سے قبل کے آئرہ آگے بڑھ کر دیکھتی وہ آگے بڑھتے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔جب کہ مروان نے ایک گہری سانس بھرتے بے یقینی سے کھڑی ہوتی آئرہ کو دیکھا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ شخص۔مروان یہ۔۔۔میری ماں کا قاتل میرے گھر میں کیا کر رہا ہے۔" وہ یکدم ہی اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑی ہوتی بے ربطگی سے جملے ادا کرتی حواس باختگی کے عالم میں غرائی تھی۔ان کے قیام سے وہ لاعلم تھی۔

"کیا ہم دو منٹ بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں؟" انہوں نے ایک نظر اٹھا کر مقابل کھڑے اپنے بیٹے کو دیکھا تھا۔

"مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔مروان ان سے کہو کہ چلے جائیں یہاں سے ورنہ میں۔۔۔میں۔۔۔ان سے کہو کے جائیں یہاں سے۔" وہ ہزیانی سی ہو کر پاگلوں کی طرح چیخنے لگی تھی۔

"آئرہ! آئرہ یار ریلیکس!" اس نے آگے بڑھ کر فوراً اس کو اپنے حصار میں لیا تھا۔ جب کہ اجمل صاحب کا چہرہ شدید سبکی کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔

"مروان اس سے کہو تماشا نہ کرے۔ میں یہاں صرف اس کی ماں کا پرسا کرنے آیا ہوں۔" وہ برہمی سے گویا ہوئے تھے۔ غصّہ تو انہیں اپنے بیٹے پر آیا تھا جو جوروں کا غلام بنا کھڑا تھا۔

"چلیں جائیں یہاں سے ورنہ میں ہر لحاظ بھول جاؤں گی۔ قاتل ہیں آپ! قاتل ہیں آپ۔ میری ماں کے۔ دف۔۔۔" آپے سے باہر ہوتی مروان کی گرفت میں مچلتی، اس سے قبل کے وہ مزید کوئی گوہر افشانی کرتی مروان نے سختی سے اپنی ہتھیلی اس کے لبوں پر رکھ کر اسے باز رکھنا چاہا تھا جو تڑپ تڑپ کر روتی بار بار انہیں وہاں سے جانے کا بول رہی تھی۔

"پاگل ہو گئی ہے یہ لڑکی تو۔۔۔" انہیں اُسے دیکھ عجیب سی وحشت ہوئی تھی۔

"ڈیڈ! آپ یہاں سے جائیں پلیز۔۔۔ وہ اس وقت اپنے سینس میں نہیں ہے۔" آئرہ اس وقت بپھری شیرنی بنی ہوئی تھی۔ اگر جو مروان نے اسے قابو نہ کیا ہوتا تو وہ شاید واقعی میں کچھ کر گزرتی۔۔۔ اجمل صاحب اُلٹے قدموں واپس پلٹ گئے تھے۔

"آئرہ ہوش میں آؤ۔چلے گئے ہیں وہ۔"اس نے اپنی گرفت میں تڑپتی آئرہ کو جھنجھوڑ ڈالا تھا۔

"وہ میرے گھر میں۔۔۔انہیں کہو جائیں یہاں سے۔ورنہ میں لحاظ نہیں کروں گی مروان۔"وہ سسک کر روتی اس کے ہی باپ کے لئے نفرت آمیز الفاظ اگلتی اس کے سینے پر سر رکھتی اپنا غم ہلکا کرنے لگی تھی۔جو بھی تھا مگر مروان کو آئرہ کا اس طرح اپنے باپ سے بدتمیزی کرنا ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔مگر وہ اس کی حالت کے پیشِ نظر خاموش رہا تھا۔اسے پُرسکون کرنے کی خاطر اپنے لب اس کے سر پر رکھتا مسلسل کمر سہلا رہا تھا۔

مروان کے سمجھانے بجھانے کے بعد وہ بہت ضبط سے الٰہی ہاؤس کے مہمان خانے میں موجود اجمل صاحب کی موجودگی برداشت کر رہی تھی۔دور کے رشتے داروں کی واپسی کے باعث دوسرے دن ہی سوئم رکھ لیا گیا تھا۔الٰہی ہاؤس کے ہال میں موجود خواتین قرآن پاک پڑھنے میں مشغول تھیں۔لیڈیز اور جینٹس کے لئے الگ الگ قرآن خانی کا اہتمام کیا گیا تھا۔آئرہ کی حالت دیکھ نشاط بیگم کا دل پسیج گیا تھا۔وہ ان کے بھائی کی اکلوتی لاڈلی بیٹی تھی۔پہلے پہل تو وہ بے رُخی برت رہی تھی۔جب کہ وہ مزید ضبط نہ کرتیں خاموش بیٹھی آئرہ کی جانب بڑھی تھیں۔

"مامی کہ نہ سہی پھپھی کے سینے سے لگ کر تو اپنا غم ہلکا کر سکتی ہو ناں آئرہ۔" وہ کتنی ہی دیر خاموش نگاہوں سے انہیں دیکھتی رہی تھی اور پھر آگے بڑھ کر سینے سے لگتی ہچکیوں سے رو پڑی تھی۔

"بس۔۔۔بس بچے صبر کرو۔ تمہاری ماں اتنی ہی زندگی لکھوا کر لائی تھی۔" آئرہ کو سسکتا دیکھ دوسری رشتہ دار خواتین نے اس کو دلاسہ دیا تھا۔ جب کہ نشاط خود بھی رو رہی تھیں۔ دھیرے دھیرے وہ دونوں خود ہی خاموش ہو گئی تھیں۔

سورج ڈھل کر ہر سو تاریکی کی سیاہ چادر اوڑھانے کو تھا۔ شام کا وقت تھا۔ فاتحہ کے بعد تقریباً سب ہی مہمان رخصت ہو چکے تھے۔ اس وقت الٰہی ہاؤس میں بس قریبی رشتہ دار ہی موجود تھے۔ اجمل صاحب اور نشاط بیگم بطورِ سرپرست اب تک وہیں موجود تھے۔ جنازے میں بہت سے سیاسی احباب نے شرکت کی تھی۔ مروان وہاں آیا تو اپنی ماں اور آئرہ کو ایک جگہ خاموش بیٹھا پایا۔ وہ کچھ سوچ کر مردان خانے کی جانب بڑھا۔

"بابا انکل آپ لوگ بھی ممالو گوں کی طرف آجائیں۔ مجھے آپ سب سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" اس وقت اجمل صاحب کے کچھ سیاسی دوست احباب بھی موجود تھے۔ مروان کو اپنی بات

کرنے کے لئے یہ وقت سب سے بہترین لگا تھا۔ اجمل صاحب نے بغور اپنے بیٹے کی سنجیدہ صورت دیکھی تھی۔

"تم چلو ہم آتے ہیں۔" وہ سر جھٹکتا ڈرائنگ روم سے نکل آیا تھا۔

"مما"!

"جی بیٹا۔" مروان کی پکار کر سب نے ہی چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔ جب کہ عقب سے قریب نظر آتے مردوں کو دیکھ سب ہی خواتین سیدھی ہو کر بیٹھی تھیں۔

"یہ موقع نازک ضرور ہے مگر اہم بھی ہے اور مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں یہاں موجود تمام لوگوں کو حقیقت بتا دینی چاہئے۔" اس نے ایک نظر باپ پر ڈال کر خاموش بیٹھی آئرہ کو دیکھا تھا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو مروان؟" انہیں کھٹکا ہوا تھا۔

"بابا میرے خیال سے آپ کو آئرہ کے بارے میں بتا دینا چاہیے یا پھر میں خود بتا دوں۔" آئرہ نے چونک کر سر اُٹھایا تھا۔ البتہ اجمل صاحب نے بیٹے کی لہجے میں سفاکیت دیکھ لب بھینچ لئے تھے۔

"کیابات ہے میاں، اب بول بھی دو۔ اتنا تجسس کیوں پھیلا رہے ہو۔" یہ ان کی دور کی خالہ تھیں جو ذرا تنک کر بولی تھیں۔

"خالہ بی آپ سب لوگ ہی جانتے ہیں کہ میری پیاری مرحومہ بہن زمرد تو اب اس دنیا میں رہی نہیں تو آئرہ بچی اب بالکل اکیلے ہو گئی ہے۔ تو ہم نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ اب سے آئرہ ہماری ذمہ داری ہے اور ہم ہی اس کے سرپرست ہیں۔" انہوں نے تحمل مزاجی سے کام لیا تھا۔ جب کہ آئرہ نے خونخوار نگاہوں سے مروان کو گھورا تھا جس نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ البتہ خواتین نے اس فیصلے پر انہیں ڈھیروں دعائیں دے ڈالی تھیں۔

"جی! لیکن مجھے لگتا ہے کہ بابا آپ شاید مکمل حقیقت بتانے میں جھجھک رہے ہیں۔ خیر آپ پریشان نہ ہوں میں بتا دیتا ہوں۔" اس نے پُرسکون انداز میں دھماکہ کیا تھا۔ اجمل صاحب نے دانت پیس کر اپنے بیٹے کو باز رہنے کا اشارہ کیا، کیونکہ اس وقت ان کے بہت خاص اور قریبی دوست بھی وہیں موجود تھے۔

"دراصل دو روز قبل ہی بابا پھپھو کے پاس میرے اصرار پر آئرہ کا رشتہ مانگنے آئے تھے۔ مگر کچھ ذاتی رنجشوں کا دُکھ تھا کہ اچانک ہی پھپھو کی طبیعت بگڑ گئی اور انہیں ہسپتال منتقل کیا گیا۔ شاید پھپھو کو اپنی

مختصر زندگی کا علم ہو گیا تھا۔ان کی آخری خواہش یہی تھی کہ وہ جانے سے قبل اپنی بیٹی کو محفوظ ہاتھوں میں سونپنا چاہتی تھیں۔بس اسی وجہ سے ایمرجنسی میں بابا اور پھپھو کی رضامندی کے تحت ہسپتال میں ہی ہمارا نکاح پڑھا دیا گیا تھا اور پھپھو کی جانب سے رخصتی بھی ہو چکی ہے۔وہ اپنی بیٹی کو اس کے شوہر کہ سپرد کر کے اس دنیا سے گئی ہیں۔تو بس آپ کو یہاں جمع کرنے کا مقصد آئرہ اور اپنے نکاح سے آگاہ کرنا تھا کہ آئرہ میری بیوی ہے اور اب سے وہ سلطان محل میں ہی رہے گی۔ابھی پھپھو کا غم تازہ ہے تو ظاہر سی بات ہے ہم کوئی خوشی نہیں منا سکتے۔مگر جلد آپ کو دعوت ولیمہ میں مدعو کریں گے۔"وہ پُر سکون انداز میں بولتا سب کہ سروں پر دھماکہ کر چکا تھا۔اجمل صاحب بیٹے کے سیاست سے چلے گئے داؤ پر پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔

"یہ تو بہت اچھا اور نیک کام کیا ہے تم نے اجمل۔۔۔ورنہ سچی مجھے تو کل سے سوچ-سوچ کر ہول اُٹھ رہے تھے کہ جوان جہان اکیلی لڑکی ہے اس ظالم دنیا کا مقابلہ کیسے کرے گی۔اچھا کیا جو بہن کے جانے سے قبل ہی تمام اختلافات ختم کر لئے تھے۔اللہّ پاک تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔خوش رہو!

"خالہ بی نے ساتھ بیٹھی آئرہ کی ڈھیروں بلائیں لی تھیں۔جب کہ گردیزی صاحب نے سرخ پڑتے چہرے سے پہلے اجمل صاحب کو دیکھا تھا اور پھر وہاں سے نکلتے چلے گئے تھے۔اور ان کی دیکھا دیکھی

باقی سب ہی وہاں سے نکل آئے تھے۔انہیں اجمل صاحب کہ اس سیاسی حربہ پر جی بھر کر طیش آیا تھا جو ہمیشہ سے آئرہ الٰہی کی مخالفت پر ان کے سامنے نفرت کا اظہار کرتے آئے تھے۔اور اب اِس قدر خاموشی سے اُس لڑکی کو اپنی بہو بنالیا تھا جس نے ان کی عزت اور نام خاک میں ملادی تھی۔

"ویسے میاں کوئی مہینہ پہلے جو تمہاری منگنی ہوئی تھی اس سنہری بالوں والی لڑکی سے تو اس کا کیا بنا؟

"ان کے دماغ کی بتی یکدم ہی روشن ہوئی تھی۔

"وہ مہینہ بھر پہلے ہی ختم ہوگئی تھی۔اس منگنی میں میری کوئی رضامندی شامل نہیں تھی خالہ بی۔۔۔وہ تو بس بابا کی ضد پر کرلی تھی۔مگر اب ہمارے اور الٰہی خاندان کے درمیان دوبارہ سے مراسم بحال ہوگئے ہیں۔"اس نے پُر سکون انداز میں کہا تھا۔تو وہ خس کم جہاں پاک کے مترادف سمجھ کر سر ہلا گئیں۔آئرہ نے زخمی نگاہوں سے اس چالاک شخص کو دیکھا تھا۔

"مبارک ہو بیٹا۔اللہ تم دونوں کو جلد اولاد کی خوشیاں دکھائے۔"آئرہ جو بہت ضبط سے بیٹھی تھی خاتون کی آواز پر مروان کو ایک سخت نگاہ سے نوازتی بھاگ کر وہاں سے نکل آئی تھی۔

"لگتا ہے شرما گئی۔"ایک خاتون نے عادت کے مطابق موقع کی نزاکت کو بھلا کر قیاس لڑایا جب کہ مروان کی سنجیدہ نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا جو نجانے اب کیوں ناراض ہوئی تھی۔

"چلو آئرہ! سامان پیک کر لو اپنا۔ بلکہ ایک کام کرو، بس اپنا ضروری سامان رکھ لو۔ باقی تم میرے ساتھ شاپنگ پر چلنا۔ پھر لے لیں گے۔" وہ روم میں آتا سرسری لہجے میں گویا ہوا جب کہ کاؤچ پر بیٹھی آئرہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"کیا ہوا؟" اس کی خاموشی محسوس کر وہ برابر میں آن بیٹھا تھا۔

"کتنے دوغلے ہو تم مروان سلطان! بالکل اپنے باپ جیسے۔" اس کے لہجے کی تلخی پر وہ چونکا۔

"کہنا کیا چاہتی ہو؟ کھل کر کہو۔" اس نے سرد لہجے میں کہا تو وہ تمسخرانہ سا مسکرائی۔

"اتنے تم نادان۔۔۔" اُس نے طنزیہ کہتے سر جھٹکا۔ وہ کتنی ہی دیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تھا اور پھر سر جھٹک گیا۔

"بہت ہو گئی تمہاری فضول بکواس، اب اُٹھو اور گھر چلو۔" اُسے بازوؤں سے پکڑ کر اُٹھاتا وہ اپنے عین مقابل لایا تھا جو ایک لمحے میں اپنا آپ اس کی گرفت سے نکالتی فاصلے پر جا کھڑی ہوئی تھی۔

"مجھے کہیں نہیں جانا تمہارے ساتھ مروان۔ بلکہ مجھے تم سے کوئی رشتہ ہی نہیں رکھنا۔" وہ ہذیانی سی ہو کر چیخ اُٹھی تھی۔

"آئرہ! دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ یہ کیا بکواس کر رہی ہو۔" اس بار وہ اس کی آنکھوں میں پنپتی نفرت دیکھ جنون خیزی سے غرایا تھا۔

"بکواس میں نہیں کر رہی بلکہ بکواس وہ تھی جو تم نے کی ہے سب خاندان والوں کے سامنے۔" وہ غصّے کی شدّت سے پورے وجود سے لرز رہی تھی۔

"یار۔ کیوں تھکا رہی ہو خود کو، کیوں فضول سوچیں پال لی ہیں تم نے۔ کیوں ہلکان کر رہی ہو خود کو؟" اس نے ایک بار پھر تحمل مزاجی کا مظاہرہ کیا تھا۔

"زیادہ اچھا بننے کی ضرورت نہیں ہے میرے سامنے۔" وہ تلخ لہجے میں غرائی۔

"کیا کہنا چاہتی ہو۔" اس بار وہ دھیمے مگر سخت لہجے میں بولا تھا۔

"کیوں؟ تم نہیں ہو اپنے باپ جیسے مطلب پرست اور دوغلے۔ تم نے نیچے سب کے سامنے میری حمایت کرنے کے بجائے اپنے باپ کا دفاع کیا کہ میرے پیارے ماموں جان نے مجھ یتیم کے سر پر

ہاتھ رکھ کر جنّت کمائی ہے۔سچ کیوں نہیں بتایا تم نے سب کو کہ یہ سب تمہارے باپ کی وجہ سے ہوا ہے!"وہ اپنا آپ اس کی گرفت سے آزاد کراتی طیش میں چلائی تھی۔

"تو تم کیا چاہتی ہو؟میں خاندان والوں کو،سب کو حقیقت بتا دیتا۔"اس کے لہجے میں چٹانوں کی سی سختی در آئی تھی۔

"تو کیا نہیں بتانی چاہیے تھی؟"وہ ہنوز نفرت سے غرائی تھی۔

"حقیقت،یہی حقیقت کہ تمہارا اور میرا نکاح آج نہیں بلکہ سالوں پہلے ہوا تھا۔یہ حقیقت کہ ہم نے یہ انتہائی قدم بڑوں کی مرضی کے خلاف اٹھایا تھا یا پھر یہ سچ کہ میرا باپ تمھیں اپنے خاندان کی بہو قبول کرنے کے لئے رضامند نہیں۔"ایک جھٹکے سے اُسے کمر سے تھام کر اپنے نزدیک کرتا وہ درشتگی سے دھاڑا تھا۔سیاہ رنگ آنکھیں ضبط سے سُرخ پڑ گئی تھیں۔

"ہاں تو اس میں برائی ہی کیا ہے؟نکاح کیا ہے کوئی گناہ نہیں کیا۔"وہ سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھی۔مروان کی سخت گرفت کے باعث بازو میں ٹیسیں سی اُٹھنے لگی تھیں۔زخم ابھی تک بھرا نہیں تھا اور اپنی تکلیف میں وہ بالکل بھول ہی گئی تھی۔

"نکاح ضرور کیا ہے ہم نے مگر چور راستہ اختیار کر کے، جانتا ہوں کہ غلطی میری تھی۔اس نکاح کے لئے میں نے تمھیں فورس کیا تھا مگر میں نہیں چاہتا آئرہ کہ ہمارا رشتہ تمہارے لئے گالی بن جائے۔میں مر دہوں دس خفیہ نکاح بھی کر لوں نا تو کوئی مجھ سے سوال نہیں کرے گا۔مگر تمہارے لئے یہ لوگ عمر بھر کی حماقت بنا دیں گے۔ہمیں اسی معاشرے میں رہنا ہے۔بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔"خود پر ضبط کرتے اس کی بے یقینی آنکھوں میں اپنی گہری نگاہیں گاڑتا وہ بہت ملائم لہجے میں سمجھا رہا تھا مگر اس پر تو جیسے جنون سوار تھا۔

"جھوٹ!سب جھوٹ!بس تم نے اپنے باپ کی پوزیشن کلئیر کی ہے اور کچھ نہیں۔اگر تم میرا بھلا چاہتے تو میرا ساتھ دیتے۔"وہ اب تک بے یقین تھی۔

"تمھیں مجھ پر یقین نہیں ہے آئرہ؟"اس کے لہجے میں افسوس در آیا۔وہ مسلسل باپ کی مخالفت کر رہا تھا اور اُلٹا وہ اسے ہی قصوروار ٹھہرا رہی تھی۔

"نہیں۔اب مجھے کسی پر یقین نہیں ہے۔تم سب ایک جیسے ہو۔اپنے مفاد کے لئے کسی کا بھی استعمال کر سکتے ہو۔کسی کے خالص جذبات کا خون کر سکتے ہو۔"وہ شدّت غم سے بولتی صوفے کے پاس زمین پر بیٹھتی چلی گئی،اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

"اگر یہی سچ ہے تو پھر تو یہ تمہارے لئے سنہری موقع ہے آئرہ الٰہی! جو شخص تمھیں بہو ماننے کو تیار نہیں تھا۔ اب وہ دنیا کی خاطر تمھیں اپنے بیٹے کی زوجیت میں دینے پر مجبور ہیں۔ اپنے گھر خاندان میں جگہ دینے پر مجبور ہیں اور اپنے دشمن سے بدلہ لینے کا اس سے زیادہ اچھا موقع کون سا ہو گا کہ تم دشمن کے گھر میں صبح شام ان کی نگاہوں کے سامنے رہو۔ بھلا اس سے زیادہ اور کیا شکست ہو گی اجمل سلطان کے لئے کہ ان کی سب سے بڑی دشمن ان کے بیٹے کی بیوی کی حثیت سے انہیں کے گھر میں ایک ہی چھت تلے رہائش پذیر ہے۔" اُسے سسکیوں سے رُوتا دیکھ اس نے خاموش نہیں کرایا تھا۔ بلکہ اس کے ہچکولے لیتے وجود کو اپنی سرد نِگاہوں کے حصار میں لئے وہ طنزیہ لہجے میں بولا تھا۔

"ہاں! اب ایسا ہی ہو گا مروان سلطان! میں سلطان محل میں رہ کر ہی یہ جنگ لڑوں گی اور پھر دیکھوں گی تمہاری محبّت اور انصاف۔۔۔ باپ اور بیوی میں سے تم کس کا ساتھ چنو گے؟" ایک جھٹکے سے اُٹھ کر اس کے مقابل آتی وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔ جب کہ ناچاہتے ہوئے بھی مروان کا دلکش قہقہہ بے ساختہ تھا۔ آئرہ نے گھور کر عجیب نظروں سے اُسے دیکھا جو اب اس کے تاثرات دیکھ اپنی مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے آئرہ اور کچھ بھی نہیں۔ اپنے چھوٹے سے دماغ پر اتنا زور مت ڈالو، گھس جائے گا۔" اس نے تاسفی انداز میں بولتے اسے کندھے سے تھام کر سینے سے لگایا تھا جو یکدم ہی سسکی تھی۔ وہ فوری پیچھے ہوا۔ جب کہ اب وہ اپنا بازو دیکھ رہی تھی۔

"یہ، تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ تم نے اس پر بینڈیج نہیں کی اب تک۔" آستین پر لگے خون کے دھبے دیکھ اس بار وہ گرجا جس نے سخت نگاہوں سے گھورا تھا۔

"کون تھا یہاں میرا خیال کرنے والا۔ میری ماں تو اس دنیا سے ہی چلی گئی۔ ویسے بھی سب نے لاوارث سمجھ رکھا ہے تو جس کا جو دل چاہے وہ ویسا ہی رویہ اختیار کرتا ہے۔" شکوہ کناں لہجے میں بولتے اس کی آواز رندھ گئی تھی۔

"ہاں اور ساتھ میں بھی تو مر گیا ہوں جبھی تم نے کل سے لاوارث کی گردان لگا رکھی ہے۔" اس بار اس کے لہجے میں خفگی در آئی تھی۔ جب کہ اس کے لفظوں کی سختی پر آئرہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ نم نگاہیں اُٹھا کر اس ستمگر کی جانب دیکھا جو اب اُسے ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بیٹھاتا بینڈیج کرنے کا سامان نکال رہا تھا۔

"رہنے دو تم میں خود کر لوں گی۔" آستین کی فیٹنگ کے باعث اُسے پُر سوچ دیکھ اس نے ذرا جھجک کر کہا تھا۔ وہ عجیب نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

"ایک بات تو بتایئے مسز۔ ویسے تو آپ بڑی سمجھدار بنی پھرتی ہیں۔ ہاتھ میں چوٹ لگی ہے اور آپ محترمہ نے اس قدر فٹنگ کی فل سلیوز پہن رکھی ہیں۔ زخم تو درد دے گا ہی اور یہ بینڈ یج، یہ کیسے کریں گی؟" اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے منہ بسورا تھا۔

"جاؤ پہلے شرٹ چینج کرو۔ پھر کرتے ہیں تمہاری بینڈ یج بھی۔" اس نے ہاتھ پکڑ کر اسے ڈریسنگ روم کی جانب دھکیلا تھا جو کچھ دیر بعد ڈھلی ڈھالی سی ہاف سلیوز شرٹ پہن کر باہر نکلتی واش روم کی جانب قدم بڑھا رہی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔

"یہ زخم واش کرنے۔" اس نے نرمی سے کہا۔

"یہاں آجاؤواپس۔"اس نے اشارے سے پاس بلایا جو چاروناچار اس کے لہجے میں مخفی تنبیہ محسوس کر تاسف زدہ آہ خارج کرتی اپنی سابقہ جگہ پر جا بیٹھی تھی۔جب کہ اب وہ بہت نرمی اور توجہ سے اس کا زخم صاف کر رہا تھا۔اور پھر نئی بینڈ یج بھی کر دی تھی۔

"کل میرے ساتھ چلناڈاکٹر کے پاس،اتنی پریشانیوں میں تمہاری چوٹ تو میرے ذہن سے بالکل ہی معدوم ہو گئی تھی۔"اپنی لاپروائی پر اسے پچھتاواہوا تھا۔مگر یکایک اس کی حرکت یاد آنے پر ایک بار پھر سابقہ غصّہ عود آیا تھا۔

"ویسے تمھیں یہ مشورہ دیا کس نے تھا؟"اس بار وہ سردگی سے گویاہوا تھا۔وہ ٹھٹھک گئی تھی۔

"کون سامشورہ۔"اس کی نگاہوں سے شرارے نکلتے دیکھ بمشکل تھوک نگلا گیا تھا۔

"یہ اپنے آپ کوخود سے گولی لگوانے کامشورہ۔"اس نے دانت پیس کر استفسار کیا تھا۔آئرہ نے جھٹ معصوم صورت بنائی تھی تاکہ اس کے عتاب سے بچ سکے۔

"تمھیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے مروان۔"زبان دانتوں تلے دبائے اس نے جھوٹ کاسہارالیا۔

"میں تمہاری آتی جاتی سانسوں سے بھی واقفیت رکھتا ہوں آئرہ۔ میں بھلے ہی تم سے دور ہوں مگر ایک بات یاد رکھنا، میں تم سے تمہارے سائے سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ اس لئے مجھ سے جھوٹ بولنے کی کوشش مت کیا کرو۔ سمجھیں!" اس کے لہجے کی سرد گی پر وہ منہ بناتی رُخ موڑ گئی۔ یہ خفگی کا واضح اظہار تھا۔

"اب بتاؤ یہ قدم کس کے کہنے پر اُٹھایا تھا تم نے؟" اس بار ہمیشہ کی طرح اس کا ہاتھ اس کی آوارہ لٹوں سے جا اُلجھا تھا۔

"جب تم رخصتی کہ لئے مان ہی نہیں رہے تھے تو پھر کچھ تو کرنا ہی تھا نا۔ یوں ہی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو نہیں بیٹھ سکتی تھی۔ ورنہ وہ تمہارے والد صاحب تمہاری شادی اس گولڈن بالوں والی چڑیل سے کروا دیتے۔" اس بار وہ تڑخ کر گویا ہوئی تھی۔ لہجے سے جلن واضح تھی۔

"مطلب آپ جیلس ہو رہی تھیں آئرہ جی!" اس کے لہجے میں سمٹی جلن سے وہ خوب محظوظ ہوا تھا۔ البتہ وہ بحث کا ارادہ ملتوی کر گیا تھا۔

"ہونہہ! مجھے کیا ضرورت پڑی ہے اس سنہری بالوں والی چڑیل سے جیلس ہونے کی۔" اس نے منہ بسورا۔

"یہ بات تو بالکل ٹھیک ہے۔ تمھیں ان سیکیور فیل کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ، یہ بد دماغ سیاست دان تو صرف اپنی بیرسٹر صاحبہ کا ہی دیوانہ ہے۔" وہ ایک لمحے میں اسے کمر سے تھام کر خود پر گراتا، اس کے بالوں میں منہ چھپاتا مخمور لہجے میں گویا ہوا تھا۔ جب کہ اس بار آئرہ کی دھڑکنوں کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔

"مروان! یہ کیا بد تمیزی ہے؟ چھوڑو مجھے۔" وہ سٹپٹا کر رہ گئی۔ مسلسل مزاحمت جاری تھی۔ اس کی بے باکیوں پر وہ سُرخ پڑ گئی تھی۔ اس کا یہ بے باک انداز اس کی دھڑکنیں منتشر کر گیا تھا۔

"میری محبّت کو نہ جھٹلایا کرو جانم! اس دنیا کا ہر سچ جھوٹ ہو سکتا ہے مگر میری تم سے محبّت ازل سے سچی ہے اور ابد تک رہے گی۔" اسی پوزیشن میں لیٹے اس کا سُرخ چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر تا وہ مخمور لہجے میں گویا ہوا تھا۔ آئرہ سانس تک روک گئی تھی، جس نے اس کی پیشانی پر مہر محبّت ثبت کی تھی۔

"تو پھر تم نے جھوٹ کیوں بولا؟" وہ ابھی تک اس کی جذبات لٹاتی نگاہوں کے زیرِ حصار تھی۔

"جھوٹ نہیں بولا، بس تمھیں معاشرے میں تمہارا اصل مقام دلایا ہے۔ ایک من چاہی بہو اور بیوی کا جو شوہر کے ساتھ ساتھ پورے خاندان کی پسند بھی ہے۔ بابا سے ناراضگی ہمارا ذاتی فعل ہے، مگر وہ ہیں

تو ہمارے بڑے نا۔ دنیا دکھاوے کو ہی سہی اس رشتے میں ان کی رضامندی کا شامل ہونا بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی بھی شخص کسی فضول سی بات کو مہرہ بنا کر میری بیوی کو کسی قسم کا طعنہ دے۔" محبّت سے گوندھے لہجے میں اس کی سماعتوں میں سور پھونکتا، اس کے تنے نقوش کو محبّت و چاہت کے پُر کیف لمس سے مہکاتا، اس کی دہکتی نرم گرم سانسوں میں سانس لیتا، جذبات سے بھاری بوجھل لہجے میں گویا ہوا تھا۔ جب کہ وہ اس کی پیش قدمی پر اپنا سانس تھمتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

"آئندہ کبھی خود کو نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں آئرہ! یہ تمہاری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر رہا ہوں۔ مگر آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔" اس کی صراحی دار گردن پر محبّت بھرا بوسہ دیتا وہ اس کے ساکت وجود کو ایک طرف کرتا اُٹھ بیٹھا تھا جو اس کی قربت میں پگھلتی جا رہی تھی۔

"اُٹھ جاؤ۔ ابھی میں نے ایسا بھی کچھ نہیں کیا جو تم صدمے میں چلی گئی ہو۔" وہ گڑبڑا کر اُٹھ بیٹھی تھی۔ جس کی پُر شوق نگاہیں اس کی سرخ پڑتی رنگت پر ہی جمی تھیں۔

"بیہودہ انسان! تم میرے غمگین ہونے کا ناجائز فائدہ نہ اُٹھاؤ۔ خبر دار! خبر دار جو اب تم میرے قریب بھی آئے۔" وہ سٹپٹا کر دور ہوتی، بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوتی کپکپاتے لہجے میں گویا ہوئی۔ وہ بیڈ پر ہتھیلیاں جمائے سہارے سے بیٹھا اس کے دمکتے سراپے کو گہری نظروں سے نہار رہا تھا۔

"اب تو رخصتی ہو گئی جانم۔ اب یہ دھمکیاں بیکار ہیں۔" اس نے شرارت سے آنکھ دبائی۔ حیرت کے باعث آئرہ کی آنکھوں میں تحیر سمٹ آیا تھا۔

"تم! تم نے اب اگر مجھے ہاتھ لگایا تو میں۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آیا وہ کیا کر ڈالتی۔ جب کہ وہ اس کی پتلی حالت سے خوب حظ اٹھا رہا تھا۔

"کیوں پابندی ہے کیا؟" اس نے ابرو اٹھائے۔

"ہاں ہے پابندی، اور تب تک ہے۔ کیونکہ میں نے تمھیں اس وقت تک یہ حق نہیں دیا جب تک مجھے تمہاری اس جھوٹی محبّت پر یقین نہیں آجاتا۔" اس نے کینہ توز نگاہوں سے گھورا تھا۔

"میری محبّت کی انتہا کو آزما رہی ہو؟" اس نے سائیڈ مسکراہٹ پاس کی تھی۔

"ہاں!" اس بار وہ سینے پر بازو لپیٹتی ازلی اکھڑ پن سے بولی تھی۔

"فی الحال تو اپنا سامان اُٹھاؤ اور میرے ساتھ گھر چلو۔ میں نے اپنا کون سا حق کب اور کس وقت استعمال کرنا ہے اس کا فیصلہ میں خود کروں گا۔ اور تمہارا لگایا گیا کرفیو کس حد تک کام کرے گا۔ اس اہم بات کا فیصلہ ہم ہمارے بیڈ روم میں جا کر کریں گے جانم! جلدی سے نیچے آ جاؤ۔ جب تک میں ذرا ملازمین کو ان کی ڈیوٹیز سمجھا دوں۔" وہ شرارت سے آنکھ دباتا اُٹھ کھڑا ہوتا ہوا کے پُر کیف اور مسرور جھونکے کی مانند نرمی سے چھوتا روم سے باہر نکلتا چلا گیا تھا۔ جب کہ اس کے لہجے میں در آئی شوخی اور حرکت پر اس کا چہرہ شرم و حیا کے باعث تپ اٹھا تھا۔

"ٹھر کی سیاست دان!" اپنے بھاپ اُڑاتے چہرے پر خفت زدہ سی دونوں ہاتھ رکھتی وہ اسے ایک نئے نام سے نواز چکی تھی۔ جب کہ یہاں سے جانے کا سُن کر دل ایک بار پھر بوجھل ہو گیا تھا۔ وہ تھکے قدموں سے زمرد بیگم کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ وہ جب ساتھ ہوتا تھا تو ہر غم بھول جاتا تھا جیسے کوئی طلسماتی حصار کا جنون خیز فسوں بخش حصار سا تھا جو اس کے رخصت ہوتے ہی کانچ کی مانند چھناک سا ٹوٹ جاتا تھا اور ہر غم واپس سے عود آتا۔

****

رات کی سیاہ چادر ہر سو اپنے گہرے نقش چھوڑتی کرہ ارض پر تاریکی کی چادر اوڑھا چکی تھی۔ نیم اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں موجود آئرہ کتنی ہی دیر سے زمرد بیگم کے بستر کے سرہانے زمین پر بیٹھی، ان کی تصویر کو سینے سے لگائے خاموش آنسو بہانے میں مصروف تھی۔ گویا آج پھر سے سالوں پرانے زخم تازہ ہو گئے تھے۔ نگاہوں کے سامنے زندگی کے وہ تلخ مناظر چل پڑے تھے۔۔۔ اپنا محرمیوں زدہ بچپن، جب اس نے لڑکپن میں ہی اپنے باپ کو کھو دیا تھا۔ زمرد نے سب کی مخالفت اور خاندانی دشمنیوں کے باوجود کس مشکل سے اس کی پرورش کی تھی۔ اپنی ماں کی قربانیوں سے وہ بخوبی واقف تھی۔ اجمل صاحب کے بے حد اسرار کے باوجود انہوں نے آئرہ کی خاطر دوسری شادی نہیں کی تھی۔

"آپ اتنی جلدی کیوں چلی گئیں مما۔ ابھی تو آپ نے میرے ساتھ اچھا وقت دیکھنا تھا۔ میری خوشیاں دیکھنی تھیں۔ وہ خواب پورے ہوتے دیکھنے تھے، جن کو سالوں آپ نے اپنی آنکھوں میں سجایا تھا۔ ہمارے گناہ گاروں کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے دیکھنے تھا۔ ابھی تو بہت کچھ تھا جو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھنا تھا۔ اور جب مجھے آپ کے ساتھ کی بے حد ضرورت ہے تو آپ کہیں بھی نہیں ہیں۔" وہ تصویر میں نظر آتے زمرد کے مسکراتے عکس سے مخاطب پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ مما!" ان کی تصویر سینے سے لگائے روتی آئرہ کی کتھئی آنکھوں سے آنسو جھرنے کی مانند بہہ رہے تھے۔

"جانتی ہیں آج میں یہ گھر چھوڑ کر جا رہی ہوں۔ آج آپ کی بیٹی اپنے شوہر کی سنگت میں رخصت ہو رہی ہے۔۔۔مجھے دلہن بنا دیکھنے کا کتنا ارمان تھا آپ کو، مگر ان ظالم لوگوں نے ہماری خوشیاں تباہ و برباد کر دیں۔ دل تو چاہ رہا ہے آپ کے اور بابا کے قاتل کو جان سے مار دوں مگر دیکھیں نا، میں آپ کی اچھی بیٹی آپ کی بات کا مان رکھ رہی ہوں مما۔۔۔اور بہت صبر سے ہماری جنّت کو چھوڑ کر اپنے دشمن کے گھر جا رہی ہوں۔ اس آشیانے سے رخصت ہو رہی ہوں جسے آپ نے اور بابا نے بہت محنت اور محبّت سے سجایا تھا۔" وہ شدید کرب سے دوچار تھی۔

"اگر آپ کی بات کا مان نہ ہوتا تو میں کبھی کسی ایسے گھر میں نہ جاتی جہاں آپ کا اور بابا کا قاتل رہتا ہے۔ مگر مجھے قسم ہے آپ کی۔۔۔میں سلطان خاندان کو برباد کر دوں گی۔ اُن سے آپ کے اور بابا کے خون کا بدلہ ہر حال میں لوں گی۔" اجمل صاحب کی سفاکیت سوچ آنکھوں سے نفرت ٹپک پڑی تھی۔

"مروان کہتا ہے کہ وہ میرے ساتھ ہے۔۔۔ہر لمحہ، ہر پل اسے میری تکلیف کا احساس ہے۔وہ مجھ سے بہت محبّت کرتا ہے، مگر مجھے سمجھ نہیں آتا کہ وہ میرے ساتھ ایسا کیوں کرتا ہے۔جب میں اس پر یقین کرنا چاہتی ہوں وہ کچھ ایسا کر دیتا ہے کہ میرا اس پر قائم اعتماد ڈگمگا سا جاتا ہے۔" غیر مرئی نکتے کو گھورتی وہ عجیب وحشت زدہ لہجے میں بولتی زمرد سے شکایت کناں تھی۔وہ زمین پر بیٹھی نجانے اور کتنی ہی دیر آنسو بہاتی رہتی اگر کمرے میں داخل ہوتا مروان اس کی توجہ اپنی جانب مبذول نہ کراتا۔

"آئرہ!" پاس کھڑے مروان نے ہولے سے پکارا تھا جو دوسری جانب رُخ پھیرے بیٹھی تھی۔اس کی جانب آئرہ کی پشت تھی۔

"چلو! ہمیں گھر جانا ہے۔" آئرہ نے تکلیف سے آنکھیں میچ لی تھیں۔یہ کیسی رخصتی تھی جہاں نہ ماں تھی اور نہ ہی باپ، اور نہ ہی کوئی اپنا۔اور نہ ہی کسی قسم کا احساس مگر ہاں اس کا وجود ضرور تکلیف کا پھوڑا بنا ہوا تھا۔

"کیا ہم یہاں کچھ دن ٹھہر نہیں سکتے۔" اس کے لہجے میں آس تھی۔مروان نے لب بھینچے تھے۔

"ایسا ممکن نہیں ہے آئرہ۔۔۔میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا، اور اب ویسے بھی اکیلے گھر میں رہنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔تم اب یہاں محفوظ نہیں ہو اور ویسے بھی یہاں اکیلے رہ کر کیا کرو گی۔رہی بات

پھپھو کی یاد کی تو وہ ہر لمحہ تمہاری دعاؤں میں تمہارے ساتھ ہوں گی۔" وہ سمجھانے کی غرض سے بولا تھا جو لب بھینچتی اپنی بے بسی پر آنکھیں میچ گئی تھی۔

"تم رُک جاؤ میرے ساتھ۔" اس نے پلٹ کر آس بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ گلابی رنگ آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ مروان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ وہ تو کبھی یوں نہ روئی تھی۔ یہاں تک کہ بچپن میں اپنے باپ کی موت پر بھی۔ مگر ماں کی موت نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا، ایک گہرا سرد سانس فضا کے سپرد کرتا وہ دو قدم نزدیک ہوتا اس کے پاس ہی فرش پر دوزانو بیٹھ گیا تھا۔

"فی الحال میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔۔۔ میری جان تمھیں پتہ تو ہے، مجھے روز کہیں نہ کہیں جانا ہوتا ہے۔ کبھی کسی سیاسی میٹنگ میں تو کبھی کسی جلسے میں۔ تم خود ہی بتاؤ، میں کیسے تمہیں یہاں چھوڑنے کا رسک لے سکتا ہوں۔ وہ بھی تن تنہا نوکروں کے آسرے پر۔" اس کے گال پر اپنا سرد ہاتھ رکھتا وہ ملائم لہجے میں نرم خوئی سے گویا ہوا تھا۔ جو ایک بار پھر اس کی ہتھیلی میں چہرہ چھپائے آنسوؤں سے روئی تھی۔

"جتنا رونا ہے، بس آخری بار رو لو آئرہ۔ اس کے بعد میں تمہاری آنکھ میں آنسو نہ دیکھوں۔ تمہارے یہ آنسو پھپھو کو تکلیف پہنچائیں گے۔" وہ اس کی پیشانی پر اپنے نرم گرم ہونٹوں کا لمس بکھیرتا، سسکتی

آئرہ کے گرد حصار کھینچتا خود میں بھینچ گیا تھا۔ جو شاید کب سے اس کا سہارا تلاش کر رہی تھی اور مہربان کندھا ملتے ہی وہ ایک بار پھر ٹوٹ کر روئی تھی۔ اس کی پشت سہلاتے مروان نے اسے کھل کر رونے دیا تھا۔ تاکہ وہ دل میں جمع غبار ایک ہی بار باہر نکال کر پُر سکون ہو جائے۔

اسے ٹھنڈے یخ بستہ فرش پر بیٹھے نجانے کتنی دیر بیت گئی تھی، جب کہ وہ سسکیاں لیتی اب شاید نیند کی وادیوں میں اُتر گئی تھی۔ مروان نے چہرہ جھکا کر آئرہ کو دیکھا، جس کی گرم سانسیں اپنے سینے پر محسوس کر وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ سو چکی تھی۔ بیڈ پر پڑا اس کا دوپٹہ اٹھا کر اس کے وجود سے لپیٹتا، ایک گہرا سانس خارج کرتا وہ ہنوز اسی حالت میں گود میں اُٹھاتا قدم نیچے کی جانب بڑھا چکا تھا۔۔۔ جو عام گھریلو حلیے میں کرتا شلوار پہنے مرجھایا ہوا گلاب لگ رہی تھی، وہ جانتا تھا کہ اپنے ہوش میں اس جگہ سے رخصت ہونا واقعی اس کے لئے مشکل تھا اور اب وہ مزید اسے کوئی بھی دکھ دینے کا روادار نہیں تھا۔ اُسی سوچ کے زیرِ اثر الہیٰ ہاؤس سے نکلتا کار پورچ میں کھڑی گاڑی میں آئرہ کو پیسینجر سیٹ پر بٹھاتا، دروازہ بند کرتا، ذرا فاصلے سے دوسری جانب رُخ پھیر کر کھڑے سیکیورٹی گارڈز کی جانب بڑھا۔ پھر انہیں کچھ اہم ہدایات کرتا وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھا تھا۔ تمام قریبی مہمان شام ہوتے ہی اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے تھے۔ اجمل صاحب اور نشاط بیگم بھی کچھ دیر قبل ہی وہاں سے

نکل آئے تھے۔اب وہاں صرف وہ دونوں ہی موجود تھے۔اور اب باقی ان کے پیچھے رہ جانے والی یادیں تھیں جو الٰہی ہاؤس میں بسیرا کئے ہوئے تھیں۔

ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ساتھ ہی اپنے کندھوں پر پڑی مردانہ شال اُتار کر اس کے وجود پر ڈالی تھی جو ایک طرف کو گردن کئے سوتی ہوئی بلا کی حسین لگ رہی تھی۔ خمدار پلکوں پر ٹھہری نمی، رات کی سیاہ تاریکی میں خوب چمک رہی تھی، جب کہ اس کا کندن سا دودھیا سراپا انتہائی دلکش لگ رہا تھا۔وہ بمشکل اس کے سحر انگیز سراپے سے نگاہیں چُراتا گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا جس کا رُخ اب سلطان محل کی جانب تھا۔

سنگ مرر سے تعمیر کی گئی سلطان محل کی عمارت رات کی سیاہ تاریکی میں بھی خوب جگمگ کر رہی تھی۔سلطان محل کے ڈرائیووے سے تیز رفتاری سے گزرتی گاڑی نے رات کی خاموش فضا میں ارتعاش سا برپا کیا تھا۔اپنے کمرے میں رتجگا کاٹتے اجمل صاحب نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے وہ منظر انتہائی نفرت سے دیکھا تھا، جہاں ان کا بیٹا ان کے دشمن کی بیٹی کو بانہوں میں اٹھائے شاہانہ پورٹیکو سے ہوتا اپنی خواب گاہ کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔جب وہ مکمل طور پر نظروں سے اوجھل ہو

گیا تو خود پر شدید ضبط کے پہرے بٹھائے، پشت پر ہاتھ باندھے اجمل صاحب کھڑکی کے پردے برابر کرتے قدم اُٹھاتے اپنے بیڈ کی جانب آئے تھے جہاں ان کی ہر دکھ سکھ کی ساتھی، ان کی شریک حیات بیٹے کی کارروائیوں سے بے خبر غفلت کی نیند سو رہی تھیں۔ اپنی زوجہ پر ایک تاسفی نگاہ ڈال وہ اپنی سائیڈ پر کروٹ کے بل لیٹتے آنکھیں موند گئے تھے۔

مروان نے پاؤں کی مدد سے دھیرے سے کمرے کا دروازہ کھولا تھا جو نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ کھڑکیوں سے آتی چاند کی روشنی نے کمرے کا منظر فسوں خیز بنایا ہوا تھا۔ دھیرے سے قدم اُٹھاتے بیڈ کی جانب بڑھائے تھے۔ بے خبر سوتی آئرہ کو احتیاط سے بستر پر لیٹاتا وہ خود بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔ آئرہ کے چہرے پر پڑتی چند مہتاب کی روشنی میں اس کی دودھیا رنگت خوب دمک رہی تھی۔ گلابی ہونٹ ہلکے سے کھلے ہوئے تھے، گھنگھریالے بالوں کی لٹیں گلابی چہرے پر پھیلی ہوئی تھیں۔ چہرہ رونے کے باعث سُرخ پڑ گیا تھا۔ اِرد گرد سے لاپرواسُکون کی نیند سوتی وہ خونخوار بیرسٹر اس بد دماغ سیاست دان کا سکون ضرور برباد کر گئی تھی جو بس یک ٹک اس کے کندن سراپے کو اپنی محبت بھری

نگاہوں کے حصار میں لئے بڑی توجہ اور چاہت سے اس کا ایک ایک نقش نہار رہا تھا۔ دل ہمک ہمک کر اس کی جانب مائل ہو رہا تھا۔ مگر ابھی ضبط لازمی تھا۔

خود پر ضبط کے کڑے پہرے بٹھائے وہ سر جھٹک کر واش روم کی جانب بڑھا تھا۔ اور پھر لباس تبدیل کرتا وہ خود بھی آئرہ کے قریب لیٹتا اس کا نازک وجود سینے سے لگائے آنکھیں موند گیا جو اچانک افتاد پر ذرا ہڑبڑا کر بیدار ہوئی تھی، مگر ذہن پر اعصابی تھکن اس قدر سوار تھی کہ وہ کچھ نا سمجھتے ہوئے واپس نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔ بالوں میں سرسراتا اس کا فرحت بخش لمس اسے ہر غم و فکر سے دور لے گیا تھا، ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی جب وہ کروٹ لیتی، اس کے سینے میں چہرہ چھپاتی، اس کے گرد اپنا نازک سا حصار قائم کرتی مروان کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔ رگ و پے میں عجیب سا سرور سرائیت کر گیا تھا۔ اُس کی قربت صرف اُسی کے لئے سکون کا باعث نہیں تھی، بلکہ وہ بھی اس کی محبت میں اتنی ہی پاگل تھی جتنا کہ وہ۔۔۔ ورنہ کوئی یونہی تو خود پر گولی نہیں چلوایا کرتا۔

مشرق سے طلوع ہوتا ایک نیا سورج اپنے جوبن پر تھا۔ کھڑکی پر پڑے پردوں سے چھن کر آتی سورج کی روشنی کے باعث کمرے میں ہلکا سا اُجالا ہو گیا تھا۔ مروان کے سینے میں چہرہ چھپا کر سوتی آئرہ پوری

رات سکون کی نیند سوئی تھی۔ وہ دھیرے سے پلکوں کی چلمن اٹھاتی شاید ابھی ہی بیدار ہوئی تھی۔ خود پر گرم سانسوں کی تپش محسوس کر وہ آج چونکی نہیں تھی۔ کیونکہ، اب اِس لمس سے شناسائی پرانی تھی اور اُسے یوں اپنی بانہوں میں جکڑ کر سونے کی جراءت صرف وہی کر سکتا تھا۔

اس کی پُر سکون نیند کے خیال سے وہ بغیر ہلچل پیدا کئے یونہی لیٹی رہی تھی۔ جب کہ مروان اُس کی جانب رُخ موڑے اُسے خود میں بھینچے بہت سکون سے سو رہا تھا، آئرہ کو اس کا یوں قریب آنا حیا سے دوچار کر گیا تھا۔ وہ بمشکل محض اس کا چہرہ ہی دیکھ پا رہی تھی۔

ماتھے پر بکھرے سلکی بالوں کو انگلیوں کی مدد سے سیٹ کرتی، اس کے تنے نقوش پر انگلیاں پھیرتی وہ خود میں الگ ہی سرور سا اُترتا محسوس کر رہی تھی۔ مروان اس کی حرکت پر مکمل طور پر بیدار ہو چکا تھا ، مگر اب جان کر آنکھیں موند کر لیٹا تھا، جب کہ وہ اسے سوتا محسوس کر ذرا سی اونچی ہوتی اس کی پیشانی پر ہونٹ رکھتی اسے خوشگوار حیرت میں مبتلہ کر چکی تھی۔ جھک کر پیچھے ہوتی اس کی گرفت سے نکلنے میں کوشاں اب وہ جلد از جلد فرار ہونے کی جلدی میں تھی، اس سے قبل کہ یہ مستقبل کا کبھی نہ ہونے والا سیاست دان جاگ جاتا۔۔۔ مگر، چہرے پر بھرپور مسکراہٹ سجائے مروان نے

اسے کمر سے تھام کر مزید قریب کیا تو وہ ہڑبڑا کر رہ گئی جواب پوری آنکھیں کھولے، مسکراتی نگاہوں میں شرارت سموئے ابرو اٹھائے اُسے ہونق بنا دیکھ رہا تھا۔ایک لمحے کو وہ سٹپٹا گئی۔

"تم جاگ رہے تھے؟"اس نے مشکوک انداز میں سوال کیا تھا۔

"جب میری خونخوار بیر سٹر چوری-چوری مجھ پر اپنی محبت لٹا رہی ہو تو بھلا میں کیسے پُر سکون نیند سو سکتا ہوں۔"اپنے کان کی لو پر اس کی نرم گرم سانسیں محسوس کر وہ سُرخ پڑ گئی تھی،جواب ذرا پیچھے ہو تا شریر نظروں سے اُسے دیکھتا،اس کے جھینپے جھینپے سے تاثرات ملاحظہ کر رہا تھا۔

"خوش فہمی ہے تمہاری۔۔۔میں تو یہ چیک کر رہی تھی کہ کہیں کل رات مجھے یہاں لانے پر تمہارے ابا حضور نے تمہاری کلاس تو نہیں لے لی اور تمھیں اس حادثے میں خوبصورت نشانیاں مل گئی ہوں۔ مار پڑنے کا نشان تو خیر کہیں نظر نہیں آیا مجھے۔"اپنے تاثرات چھپاتی،لہجے کو مضبوط بنائے اسے تنگ کرنے کی غرض سے معنی خیزی سے گویا ہوئی تھی۔مروان نے اسے شرارت سے مسکراتا دیکھ گھور کر دیکھا۔

"شرم کر لو،شوہر ہوں تمہارا۔۔۔"مروان نے تاسفی انداز میں احساس دلایا تھا۔

"تو تم کیا شوہر بننے کے بعد جن بننے کا ارادہ رکھتے ہو؟" وہ اب تک اس کے حصار میں قید تھی جو ماتھے پر بل ڈالے اب خشمگیں نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

"ہمم! ہو بھی سکتا ہے۔" اس کے رُخسار پر اپنے ہونٹ رکھتا وہ شرارت سے ایک آنکھ دبا کر بولا تھا۔

"ویسے انتہائی بے ہودہ انسان ہو تم۔۔۔ موقع کا فائدہ اٹھانا خوب جانتے ہو۔ اب ہٹو پیچھے۔" گڑبڑا کر اس کا حصار توڑتی وہ ذرا فاصلے سے بیٹھی تھی جو سیدھا ہو کر لیٹا اس کی پشت پر بکھری گھنگھریالی زلفوں سے کھیل رہا تھا۔ اپنے بالوں میں کھینچاؤ محسوس کر کے پلٹ کر اُسے گھورتی وہ بالوں کا جوڑا بنا چکی تھی جبھی نظر اپنے کپڑوں پر گئی۔

"میرے کپڑے؟" اس نے منہ کھول کر ہونقوں کی مانند اسکی جانب دیکھا تھا جو اسے بس یونہی گھر کے کپڑوں میں اٹھا کر لے آیا تھا۔

"کیا ہوا کپڑوں کو؟" وہ انجان بنا۔ آئرہ نے دانت پیس کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

"تم میرا بیگ نہیں لائے۔ اب میں کیا پہنوں گی؟" اسے ایک نئی پریشانی لاحق ہوئی تھی۔ باقاعدہ طور پر رُخ اس کی جانب پھیرتی وہ دانت پیس کر بولی تھی۔

"یار ایک کام کرو، وارڈروب چیک کرو۔ وہاں میرے کافی سارے کپڑے رکھے ہیں۔ فی الحال اس میں سے ہی کوئی بھی اپنے سائز کا سوٹ نکال کر پہن لو۔" وہ خود پر کمبل ڈالتا رُخ پلٹ کر سوتا بن گیا تھا۔

"تمہار دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کیا میں یہ تمہارے کپڑے پہن کر گھر میں گھوموں گی۔" اس نے گھورا۔

"تو کیا ہو گیا؟" اس نے بے نیازی سے ابرو اٹھائے۔

"مروان تنگ نہیں کرو، جلدی بتاؤ میرا بیگ لائے ہو یا نہیں۔۔۔ مجھے شاور لینا ہے۔" وہ اب سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے بیزاری سے گویا ہوئی تھی۔

"کیا تم نے اپنی پیکنگ کی تھی؟" مروان نے کینہ توز نگاہوں سے گھورا تھا۔ جس کا یہاں آنے کا کوئی ارادہ ہی نہیں تھا۔

"نہیں، تو تم کشمالہ بی سے کروا لیتے۔" اسے اپنی لاپروائی پر غصہ آیا۔

"کشمالہ بی رات کو ہی چھٹی کر کے اپنے گھر چلی گئی تھیں۔" اس نے لاپروا انداز میں کہا۔

"تو اب میں کیا پہنوں گی؟" اس بار وہ سچ مچ ٹینس ہو گئی تھی۔

"مجھے کیا پتہ کیا پہنوں گی۔ یہ تو تمہیں سوچنا چاہیئے تھا جب میں بار بار بول رہا تھا کہ آئرہ اپنی پیکنگ کر لو۔ مگر تم کب کسی کی سنتی ہو۔" وہ آنکھیں میچ کر پڑا ذرا خفگی سے بولا تھا جو اسے گھورتی دانت پیس کر جھٹکے سے بیڈ سے اتر کر نیچے کھڑی ہوئی تھی اور اس پر پڑا کمبل ایک جھٹکے سے اُتار چکی تھی۔

"کیا؟" وہ اُسے اپنے سر پر کھڑا غصے سے گھورتا دیکھ حیران ہوا۔

"اٹھو۔" ہاتھ کے اشارے سے اٹھنے کا کہا گیا تھا۔

"کیوں؟" اس نے ابرو اُٹھائے۔

"فوراً اُٹھو۔ میرے ساتھ گھر چلو۔ مجھے اپنا سامان لینا ہے۔" مروان اس کے آرڈر کرنے پر عش عش کر اُٹھا تھا۔

"تمہارا گھر کیا بغل والی گلی میں ہے جو میں اتنی صبح صبح دیواریں پھلانگتا ہوا جاؤں۔" اس نے ایک جھٹکے سے کمبل واپس کھینچ کر دوبارہ اوڑھ لیا تھا۔

"مروان۔ اُٹھ جاؤ۔۔۔ مجھے کپڑے چاہیئے۔ ورنہ میں بھی تمہیں سونے نہیں دوں گی۔" وہ ضد پر اُتر آئی تھی۔

"جو کرنا ہے کرو مگر مجھے تنگ نہیں کرو۔" وہ مزید سر تک کمبل تانتا آنکھیں موند گیا۔ کچھ لمحے مزید سرک گئے تھے۔ جب کہ اب وہ خاموش کھڑی مسلسل اسے گھور رہی تھی، جسے اس کی پریشانی سے چنداں فرق نہیں پڑا تھا۔

"تم نہیں اُٹھ رہے نا۔ ٹھیک ہے میں خود جا کر لے آتی ہوں۔ میں تمہاری محتاج نہیں ہوں سمجھے۔۔۔" وہ خونخوار نظروں سے گھورتی دھڑام سے دروازہ بند کرتی واش روم میں بند ہو گئی تھی۔ کچھ دیر بعد کمبل سے سر نکالتے مروان نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا موبائل اُٹھا کر اپنا مطلوبہ نمبر ڈائل کیا تھا۔

"جی مس روزی۔۔۔ کل شام میں نے آپ سے کچھ کام کہا تھا؟" بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ نیم درازی کی پوزیشن میں بیٹھا تھا۔

"گڈ۔ اب آپ ایک کام کیجیے سارا سامان لے کر فوراً روم میں آئیں۔" اپنی جمائی روک کر ہدایت کرتا وہ ایک بار پھر کمبل میں گھس گیا تھا۔ جب کہ واش روم سے باہر آتی آئرہ نے اپنا نم چہرہ تولیہ سے تھپکتے کلس کر مروان کی پشت کو دیکھا تھا جو ڈھیٹوں کی طرح سویا ہوا تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑے ہو کر خود پر ایک طائرانہ نگاہ گھمائی، ساتھ ہی الجھے بالوں میں برش پھیر کر اپنا دوپٹہ سر پر ڈالتی سائیڈ ٹیبل

پر رکھی کار کی چابیاں اٹھاتی وہ روم سے نکلنے ہی لگی تھی، مگر اپنے شکن زدہ کپڑوں پر ایک نظر ڈال ٹھہری، نگاہ صوفے پر پڑی سیاہ رنگ چادر پر گئی تو وہ کچھ سوچتی چادر اُٹھا کر خود کو چھپائے ابھی دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ کسی کے دستک دینے پر لمحے بھر کو ٹھہر گئی۔

"آجائیں مس روزی۔" کمبل سے چہرہ باہر نکال کر اجازت دیتے مروان کی آواز پر آئرہ نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا، جس نے اس کے دیکھنے پر شرارت سے آنکھ کا کونا دبایا۔ آئرہ نے دانت پیسے مگر مس روزی کو دروازے پر کھڑا دیکھ وہ اپنے تاثرات درست کر چکی تھی۔

"السلام علیکم میڈم!" انہوں نے سلام کرتے ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑا فلاور بکے اس کی جانب بڑھایا تھا، جب کہ وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا اتنی دیر میں پہلی بار کھل کر مسکرائی تھی۔

"وعلیکم السلام! تھینکیو مس روزی۔" وہ دھیرے سے مسکرائی۔

"میڈم اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم آپ کا سامان الماری میں سیٹ کر دیں؟" وہ پروفیشنل مسکراہٹ پاس کرتیں نرمی سے بولی تھیں۔

"شیور!" آئرہ نے مسکرا کر اجازت دیتے راستہ دیا تھا۔ جبھی مس روزی کے ساتھ تین چار لڑکیاں اسے اور مروان کو مارننگ وش کرتیں شاپنگ بیگز اٹھا کر روم میں داخل ہوئی تھیں۔

"تھینکیو سو مچ روزی۔۔۔ آئرہ اپنا سارا سامان بعد میں خود سیٹ کر لیں گی۔ آپ فی الحال یہیں رکھ دیجیے اور آئرہ کو آج پہننے والا ڈریس دے دیجئے۔ اور پلیز ان کی تیاری میں مدد کر دیں۔" وہ نرم لہجے میں ہدایت کرتا اب خود بھی اُٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ آئرہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا جس نے ابرو اٹھائے۔

"بہت شکریہ آپ کا روزی۔۔۔ ویسے میں خود تیار ہو جاؤں گی۔" مس روزی سے مطلوبہ شاپنگ بیگ تھام کر صوفے پر رکھتے اس نے صاف لہجے میں انکار کر دیا تھا۔

"مگر سر نے کہا تھا کہ آپ کا میک اپ بیوٹیشن کریں گی۔" اس نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیوں، میں کیا کسی کی شادی میں جا رہی ہوں؟" اس بار وہ باقاعدہ طور پر مروان کی جانب گھومی تھی اور تیکھے چتونوں سمیت استفسار کیا۔

"مس روزی آپ جائیں اور کچھ دیر بعد بیوٹیشن کو روم میں بھیج دیجیے گا۔"

"اوکے سر شیور!" وہ ہلکی مسکراہٹ پاس کرتی دھیرے سے دروازہ بند کرتی وہیں سے پلٹ گئی تھی۔

"یہ سب کیا ہے؟ تم مجھے پہلے نہیں بتا سکتے تھے۔" اس کے ماتھے پر تیوری چڑھی تھی۔ ساتھ ہی اپنے وجود پر لپٹی سیاہ چادر اُتار کر ایک طرف کور کھی تھی۔

"ایک تو تم ہر جگہ کو کمرہ عدالت بنا کر جرح شروع کر دیتی ہو۔ آئرہ الہیٰ یہ تمہارا گھر ہے جنگ کا میدان نہیں۔ اس لئے سوال ذرا کم کیا کرو۔" وہ ذرا خفگی سے بولتا، اس کا گال تھپک کر اب شاپنگ بیگ میں سے ڈریس نکال رہا تھا جسے دیکھ آئرہ کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔

"مروان تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کیا میں اتنا برائٹ کلر اور ہیوی ڈریس پہنوں گی۔" وہ آسمانی رنگ شیفون کا انتہائی نفیس سا سادہ سا سوٹ تھا۔ مگر آئرہ کو وہ پھر بھی ہیوی ہی لگا تھا۔

"یہ ہیوی ہے۔" مروان نے جتاتے لہجے میں کہتے ڈریس کو ایک ہاتھ میں تھام کر اس کے سامنے لہرایا تھا۔

"ہاں تو یہ دیکھو ذرا اس پر کتنے زیادہ پرلز لگے ہیں۔" اسے جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو اس کی توجہ سلیوز اور فرنٹ پر ہوئی پرلز ایمبرائیڈری کی جانب کرائی تھی۔

"یا وحشت کیسی لڑکی ہو تم۔شادی کی پہلی صبح تم اگر کچھ ڈھنگ کا نہیں پہنوں گی تو کیا پہنوں گی بھئی۔"اُسے اس کے انداز پر چڑ ہوئی جبھی وہ آگے بڑھتی بیگز کھنگالنے لگی تھی۔ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک بسکٹی رنگ ہلکے دھاگے سے ہوئی ایمبرائیڈری والا لان کا سوٹ ہاتھ میں آگیا تھا۔مروان نے اس کی چوائس پر دانت پیسے۔

"شکر کرو میں نے تمہیں شرارہ غرارہ پہننے کو نہیں کہا ہے۔چپ چاپ یہ ڈریس پہن کر باہر نکلو۔۔۔بیوٹیشن تمہاری ڈینٹنگ پینٹنگ کر دے گی۔"اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر ڈریس لیتا وہ اسے زبردستی کندھوں سے پکڑ کر ڈریسنگ روم کی جانب دھکیلتا دانت پیس کر گویا ہوا تھا۔

"تمہارا دماغ سٹھیا گیا ہے اور کچھ نہیں۔خوش فہمی چیک کرو ٹھر کی سیاست دان کی۔شرارہ غرارہ۔۔۔پوچھو ذرا یہاں کس کی بارات چڑھ رہی ہے۔"ڈریسنگ روم سے اونچی آواز میں اپنا احتجاج ریکارڈ کراتی وہ اسے تپانا ہرگز نہیں بھولی تھی۔مروان نے دانت پیس کر قدم ڈریسنگ روم کی جانب بڑھائے۔جس نے اس کے ارادوں کی خبر ہوتے ہی جھٹ سے دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا تھا۔

"تمہیں تو میں بعد میں دیکھ لوں گا۔"وہ بھی بند دروازے پر غصے سے ہاتھ مارتا بڑبڑاتا ہوا واش روم میں بند ہو گیا تھا۔

* * * * * * * * * * * *

تھوڑی دیر بعد وہ شاور لے کر تولیے سے بال رگڑتا روم میں آیا تو آئرہ کو سنگھار آئینے کے عین سامنے خود ہی اپنے چہرے پر پینٹنگ میں مصروف دیکھ وہ تاسف زدہ نظروں سے دیکھتا سر نفی میں ہلا کر رہ گیا تھا۔

" صحیح کہتے ہیں لوگ۔۔۔بیوی لاؤ شریف، نازک اندام حسینہ، شرمیلی سی، کم گو، نگاہیں جھکا کر رکھنے والی، شوہر کی اطاعت کرنے والی، شوہر کا حکم سر آنکھوں پر رکھنے والی۔۔۔یہ منہ پھٹ، ضدی، زبان دراز اور نافرمان بیوی اللہ کسی کو نہ دے۔"ہنوز اپنے گیلے بالوں کو تولیہ سے رگڑتا وہ دل کے چھالے پھوڑنے میں مصروف تھا۔ آئرہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

" صحیح بات ہے۔ مگر کیا کریں، ایسی بیوی پانے کے لئے انسان کے اپنے اعمال بھی تو نیک ہونے چاہئے جبھی تو ملتی ہے نیک بیوی۔"لبوں پر لپ گلوز لگاتی وہ بھی خاصی بے باکی سے حساب چکتا کر گئی تھی جس نے خشمگیں نگاہوں سے آئینے میں نظر آتے عکس کو گھور کر دیکھا تھا۔

"ہاں میری تو قسمت ہی پھوٹ گئی تھی۔"کاٹن کا کڑکڑاتا ہوا سیاہ رنگ شلوار قمیض سوٹ زیب تن کئے وہ خاصہ چڑا ہوا لگ رہا تھا۔

"اچھا یہ بتاؤ میں کیسی لگ رہی ہوں؟" مروان نے غصے سے ایک نظر اس کی جانب دیکھا تھا جو کرلی بالوں کو ہاف کیچر میں قید کئے، نیچرل میک اپ لک میں بھی اس کے دل پر قیامت ڈھا رہی تھی۔ جیولری کے نام پر کانوں میں ڈائمنڈ اسٹڈز ڈال رکھے تھے اور ایک ہاتھ میں لیڈیز گھڑی پہنی تھی، جو کہ اس کا پسندیدہ زیور تھا۔ جب کہ دوسرا ہاتھ اور گلا خالی تھا۔

"کون سے صدمے میں چلے گئے، اب بتا بھی دو۔" اس نے اس کی محویت دیکھ دانت پیسے۔ جس نے اس پر ایک خفا سی نگاہ ڈال کر ڈریسنگ ٹیبل کی دراز سے کف لنکس نکال کر لگائے تھے۔

"جس مخلوق کو دیکھ کر رات کو بچے ڈر جائیں، بالکل ویسی ہی پچھل پیری لگ رہی ہو۔" وہ سرد لہجے میں جلے دل سے بولا تھا۔ جب کہ آئرہ نے جھٹ پلٹ کر اپنی آنکھوں کا میک اپ دیکھا تھا جو اچھی خاصی تھیں۔ مگر یہ شخص نجانے کس بات کا طنز کر رہا تھا۔

"تو تم کیا چاہ رہے تھے۔ دلہن بن کر بیٹھ جاؤں میں۔" وہ چڑ کر بولی۔ جب کہ وہ خاموشی سے بالوں میں برش کرتا، خاموشی سے خفگی کا اظہار کرتا اب اکیلے ہی روم سے نکلنے لگا تھا۔

"کہاں جا رہے ہو؟" وہ ہونق ہوئی۔

"ناشتا کرنے۔ کیونکہ میرا ارادہ تمہاری جلی کٹی باتوں سے پیٹ بھرنے کا ہرگز نہیں ہے۔" اس کا ہاتھ ابھی دروازے کے ہینڈل پر ہی تھا کہ وہ بھاگ کر جاتی اس کا ہاتھ تھام کر صوفے تک لائی تھی۔

"کتنے سیلفش ہو تم! مجھے اکیلا چھوڑ کر جا رہے تھے۔" وہ خفا ہوئی۔

"ہاں تو تم اپنی مرضی کی مالک ہو۔ اپنی من مانی کرتی ہو، ساری ضدیں پوری کر لیتی ہو۔ خود مختار ہو۔ تو نیچے بھی خود ہی آ جانا ہے۔ تمہیں میری کیا ضرورت۔" وہ ہنوز خفا دکھائی دے رہا تھا۔

"سکون سے بیٹھ جاؤ یہاں۔۔۔ دلہن میں ہوں اور نئی نویلی دلہنوں کی طرح نخرے تم دکھا رہے ہو۔" اس کا طنز سرے سے نظر انداز کرتی، کندھوں پر دباؤ ڈال کر اسے زبردستی صوفے پر بیٹھا کر خود بھی ساتھ ہی بیٹھ کر سائیڈ پر رکھی اپنی سینڈلز پہننے لگی تھی۔

"اوہ مطلب تمہیں یاد ہے کہ تم نئی نویلی دلہن ہو۔" وہ طنز سے باز نہیں آیا تھا۔

"ہاں شاید تم بھول گئے ہو کہ ابھی دو۔ مگر میں نہیں بھولی۔" اُس نے کسی بھی قسم کا سخت لفظ کہنے سے خود کو باز رکھا تھا۔ ساتھ ہی قدم اٹھاتی ڈریسنگ ٹیبل تک آئی تھی۔

اُس کے ساتھ ہی مروان بھی اپنی نشست چھوڑ کر اس کی قریب آیا تھا۔ آئینے میں نظر آتے مروان کے عکس کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تھا جو اب جھک کر دراز سے جیولری کیس نکال رہا تھا۔

"ویسے تو آپ کی یہ غصیلی صورت تب سے دیکھ رہا ہوں، جب پہلی بار آپ نے اس دنیا میں آنکھ کھولی تھی۔۔۔ مگر کیا کریں موقع بھی ہے اور دستور بھی تو رونمائی کا یہ حقیر سا تحفہ۔۔۔ قبول کیجئے گا۔" وہ کیس میں سے نازک سا پینڈینٹ نکال کر مسکراتے لہجے میں کہتا آئرہ کی جانب بڑھا تو آئرہ نے اس کی پیغام دیتی آنکھوں میں دیکھ بالوں کو تھوڑا سا اونچا کر لیا تھا۔ جبھی وہ استحقاق سے اس کی صراحی دار گردن میں ہارٹ شیپ کا پیارا سا پینڈینٹ پہناتا دو قدم پیچھے ہوا۔ وہ اشتیاق سے چہرہ جھکائے محبّت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی، جو اس کی جانب سے دیا جانے والا یہ پہلا تحفہ تھا۔ اُبھرے ہوئے دل کے عین درمیان میں بلیک ڈائمنڈ کا نایاب پتھر لگا ہوا تھا جسے دیکھ وہ یکدم جذباتی ہو گئی تھی۔

"یہ تو بہت پیارا اور قیمتی ہے مروان۔" اُس کے چہرے سے پھوٹتی روشنی دیکھ آنکھوں میں بے پناہ خماری سموئے، وہ بے ساختہ ہی اس پر جھکا تھا اور محبّت سے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر ایک ایک نقش کو اپنے نرم گرم لمس سے مہکاتا، آنکھوں میں نمی لئے کھڑی آئرہ کو سینے میں بھینچ چکا تھا۔

"ناراض ہو مجھ سے۔" کچھ دیر پہلے اس کا روٹھ کر جانا یاد آیا تو اس نے نادانستہ سوال کیا تھا۔

"ہمم! ہوں تو۔۔۔" ذرا پیچھے کو ہو کر اس کے چہرے پر کھیلتی شرارتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستا وہ مصنوعی خفگی میں بولا تھا۔

"معلوم ہے مجھے۔۔۔ مگر تم خود سوچو۔ ماما کو ابھی دنیا سے گئے صرف دو دن ہی ہوئے ہیں تو میں کیسے۔۔۔" نظریں جھکائے بوجھل دل سے کہتی وہ ایک بار پھر آبدیدہ ہوئی تھی۔ اس نے خود پر کیسے ضبط کیا ہوا تھا یہ صرف وہی جانتی تھی۔

"کل رات میں نے تم سے کیا کہا تھا آئرہ کہ جتنا رونا تھا تم رو چکی ہو۔ اب یوں بار بار رو کر تم پھپھو کی روح کو کیوں اذیت پہنچا رہی ہو۔" اس نے اس کے جھکے سر کو تھوڑی کے نیچے انگلی ٹکاتے اُوپر کیا تھا۔ جب کہ وہ اپنے آنسو ضبط کرتی خاموش رہی۔

"پھپھو تمہیں ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی تھیں۔ اور ضروری تو نہیں کہ جانے والے کو ہم صرف آنسوؤں میں یاد رکھیں۔ تم پھپھو کو مسکرا کر اپنی زندگی کو بھرپور انداز میں جی کر بھی تو یاد کر سکتی ہو ناں۔ ویسے بھی جانے والے پر اتنا سوگ نہیں کرتے کہ آپ کا رب ہی آپ سے ناراض ہو جائے۔ اللہ کی امانت

تھی۔اس نے واپس بھی لے لی۔"اس کے گلابی رُخسار سہلا کر نرمی وچاہت سے بولا تو وہ سمجھ کر دھیمے سے سر ہلا گئی۔

"اب تو نہیں روؤ گی ناں۔"اس نے ابرو اُٹھائے۔

"تھوڑا تھوڑا شاید۔جب مما کی یاد آگئی تو۔۔۔"تیزی سے اپنے آنسو پونچھتی وہ ماحول میں چھایا تناؤ کم کرنے کی خاطر شریر لہجے میں گویا ہوئی تھی تو وہ دھیرے سے مسکراتا اُسے سینے سے لگا گیا۔جب کہ اب وہ پیچھے ہوتی اپنا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔

"خوش رہا کرو۔اور مسکراتی رہا کرو۔اچھی لگتی ہو۔"وہ پیچھے سے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر آئینے میں نظر آتا اپنا اور اس کا عکس دیکھ دھیرے سے مسکرایا تھا۔

"ویسے میں تو ہوں ہی اچھی، مگر ہاں کچھ دِیر پہلے تمہیں ضرور شرمیلی سی بیوی چاہیئے تھی۔"آئینے سے ہی گھورتی وہ طنزیہ بولی تھی۔

"آہاں! مگر شرمیلی بیوی میرے نصیب میں کہاں تھی۔"وہ تاسفی لہجے میں گویا ہوا تھا۔ساتھ ہی پرفیوم اُٹھا کر پہلے خود پر چھڑکا تھا اور پھر اس کے وجود کو بھی اپنی خوشبوں میں نہلا گیا۔

"شرمیلی یا زہریلی۔"اس نے گھور کر دیکھا تھا۔وہ ہولے سے مسکرا کر اس کے سر پر چپت رسید کرتا اب اس کا ہاتھ تھامے کمرے سے باہر نکلتا نیچے کی جانب بڑھا تھا۔جہاں شاید ہی کوئی ان کا منتظر تھا۔

****

سیڑھیاں اُترتے آئرہ اور مروان سامنے کا منظر دیکھ حیران ہی رہ گئے تھے۔آئرہ نے ہونقوں کی مانند رُخ موڑ کر مروان کی جانب دیکھا تھا جو نا سمجھی کے عالم میں کندھے اُچکا گیا۔

وہ جیسے ہی آخری زینے پر پہنچے،نشاط بیگم پُرجوش سی قریب آئی تھیں اور پُرنم آنکھوں سمیت آئرہ کو سینے سے لگایا تھا۔

"ماشاءاللہ!ماشاءاللہ!اللہ پاک تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔بُری نظر سے محفوظ رکھے۔میری بیٹی تو بہت پیاری لگ رہی ہے۔"وہ آئرہ کو سلیقے سے تیار دیکھ دونوں کو سینے سے لگاتی محبّت سے گویا ہوئیں تھیں۔مروان نے بھی آگے بڑھ کر ماں کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

"جانتی ہو آئرہ میں نے برسوں یہ خواب دیکھا تھا۔جس کی خوبصورت تکمیل آج میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں۔"وہ مروان اور آئرہ کا ماتھا چومتیں صدقے واری جا رہی تھیں۔آئرہ ان کی محبّت کی

مشکور تھی۔ یہ واحد عورت تھیں، جن کی سچائی پر وہ آنکھ بند کر کے ایمان لا سکتی تھی۔ کیونکہ وہ ان کی مجبوری کی تحت کی جانے والی باتوں اور غلطیوں سے بھی خوب واقفیت رکھتی تھی۔

"شکریہ مامی!" ان کا تھاما ہوا ہاتھ لبوں سے لگاتی زمرد کی کمی دل سے محسوس کرتی خود بھی جذباتی ہو گئی تھی۔

"مما! یہ سب کیا ہے؟ یہ اتنی صبح صبح پریس والے یہاں کیا کر رہے ہیں۔" سلطان محل کے ہال میں چند ایک نجی نیوز چینلز کے صحافی اور دیگر اسٹاف کو دیکھ وہ ذرا دھیمے لہجے میں گویا ہوا تھا۔ جو چہرے پر بھرپور مسکراہٹ سجائے آئرہ پر سے کتنے ہی نوٹ وار چکی تھیں۔

"پتہ نہیں بیٹا۔ انہیں تو تمہارے بابا نے بلوایا ہے۔ شاید تم دونوں کی شادی سے متعلق خبر بریک کرنا چاہ رہے ہوں۔ آجاؤ تم دونوں بھی۔" وہ ذرا نا سمجھی سے بولی تھیں۔ جب کہ آئرہ نے قدم بڑھاتے مروان کو کندھے سے تھام کر روک لیا تھا۔

"اگر ماموں نے کچھ اُلٹا سیدھا سوچا ہے تو میں۔۔۔" اس کے اپنے ہی خدشات تھے۔

"ریلیکس آئرہ۔ ایسا کچھ نہیں ہے اور میں ہوں ناں۔ تم آؤ میرے ساتھ۔" وہ اس کا تھاما ہوا ہاتھ تھپک کر نرمی سے گویا ہوا تھا۔ جب کہ مروان کی نگاہوں میں پوشیدہ پیغام دیکھ آئرہ نے دوپٹے کا ایک سرا اُٹھا کر سر پر ڈال لیا تھا۔ جب کہ نشاط بیگم ان دونوں کے مابین محبّت دیکھ ہولے سے مسکرائی تھیں۔

"لیجیئے ازمیر صاحب، ہماری بہو بھی آگئی۔ آؤ بیٹا آؤ۔" اپنے خاص الخاص دوست صحافی سے باتوں میں مصروف اجمل صاحب کی نگاہ جیسے ہی آئرہ اور مروان پر پڑی تو وہ خوشگوار لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"السلام علیکم! آپ لوگ اتنی صبح صبح یہاں؟ خیریت۔۔۔ کون سی لیٹیسٹ نیوز بریک کرنی تھی۔" وہ استہزائیہ انداز میں مسکراتا مقابل صوفے پر جا بیٹھا تھا۔

"آیئے آیئے نوشے میاں! شادی بہت بہت مبارک ہو۔ آپ نے تو ہم سے چوری چھپے آئرہ جی سے شادی کر لی اور ہمیں کان و کان خبر تک نہیں ہونے دی۔" ازمیر صاحب کی گرم جوشی پر مروان چار ناچار مروتاً بغل گیر ہوا تھا۔

"بہت شکریہ۔" وہ شکریہ ادا کرتا ہوا اپنی نشست پر جا بیٹھا تھا۔ اب منظر کچھ یوں تھا کہ مقابل ٹو سیٹر صوفے پر کروفر سے پاؤں پر پاؤں رکھے بڑے تفاخر سے براجمان تھا اور اس کے عین پیچھے کھڑی آئرہ سینے پر بازو لپیٹے تمسخرانہ نگاہوں سے اجمل صاحب کے خاص بندوں کو گھور رہی تھی۔

"آپ کی والدہ کا سن کر بہت افسوس ہوا۔" اس بار اُنہوں نے آئرہ کو مخاطب کیا تھا۔

"اچھا۔ ویسے لگ تو نہیں رہا۔" آئرہ کی جانب سے جوابی کاروائی کی گئی تھی۔ اجمل صاحب نے گھور کر دیکھا تھا جس نے طنزیہ مسکراہٹ پاس کی۔

"آپ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ آیئے جناب آج آپ ہمارے گھر کی نئی رکن ہماری بیرسٹر بہو کے ساتھ ناشتا کریں۔" اجمل صاحب کپڑے جھاڑتے فوری کھڑے ہوئے تھے۔ جب کہ فوٹو گرافر کھٹا کھٹ مروان اور آئرہ کی تصویریں اتار چکا تھا۔

"ویسے ازمیر صاحب! مجھے نہیں معلوم تھا کہ ہم قومی سطح پر اتنے فارغ ہیں کہ ایک سیاست دان کے بیٹے کی شادی ہماری میڈیا کے لئے بریکنگ نیوز کا درجہ رکھتی ہے۔ یعنی کمال ہو گیا کہ پاکستان میں اور بین الاقومی سطح پر موجود ہزاروں سنسنی خیز خبروں پر لعنت بھیج کر، سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر شادی کی خبر پکی ہونے کی تصدیق کی خاطر، جانچ پڑتال کے لئے آپ خود بانفس نفیس چل کر ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔ ایک مشہور و معروف صحافی کی فراغت کی داد دینی پڑے گی۔" اب وہ بھی گھوم کر مروان کے پاس ہی بیٹھتی ازلی بے باک لہجے میں گویا ہوتی، سینئر صحافی ازمیر عالم کو تپانا نہیں بھولی تھی جو اجمل

صاحب کے بہت بڑے ہامی تھے۔جب کہ مروان نے اس کو حصار میں لیتے کندھا تھپک کر خاموش رہنے کی تنبیہ کی تھی۔

"مسز مروان سلطان! آپ کی اور سلطان صاحب کی شادی کی خبر کسی بریکنگ نیوز سے کم بھی نہیں ہے۔مطلب اجمل صاحب کی سب سے بڑی مخالف ہستی آج انہیں کے گھر میں بطور بہو کی حیثیت سے موجود ہیں تو یہ معجزانہ خبر ہمارے ناظرین تک پہنچانا بھی تو ہمارا اولین فریضہ ہے۔۔۔آخر پارٹی کی ساکھ کا مسئلہ ہے جو آپ کی مخالفت کے باعث خاصی متاثر ہوئی ہے۔تو اب آپ کا یہ فیصلہ اجمل صاحب کی پارٹی کے حق میں بہت بہتر ثابت ہونے والا ہے۔اور اب ہم اس فیصلے کے نتائج کے منتظر ہیں۔"اس بار آئرہ کے لبوں سے مسکراہٹ پل میں جدا ہوئی تھی۔

"فکر نہ کریں از میر صاحب یہاں آپ کی دکان ہر گز بھی بند نہیں ہو گی۔بلکہ ہم آپ کو چٹ پٹی مصالحہ دار خبریں مہیا کرتے رہیں گے تا کہ آپ کے گھر کا چولہا مستقل طور پر ٹھنڈا نہ پڑ جائے اور مخالفت کی بھی خوب کہی آپ نے۔۔۔میں تو آج بھی اجمل سلطان کے مخالفین میں سے ہوں۔وہ الگ بات ہے کہ میرے پیارے ماموں جان نے ہمیشہ کی طرح رشتوں میں بھی بڑی سیاست سے چال چلی ہے اور ہمیں مایوس نہیں ہونے دیا۔لیکن خیر باقی تازہ ترین خبریں بعد کے لئے سنبھال کر رکھتے

ہیں۔ آج کے لئے ہماری شادی کی تازہ خبر پر ہی انحصار کریں۔ کیونکہ، آئرہ الٰہی کی شادی کی خبر ابھی تو بہت سو پر بجلی بن کر گرے گی، کیوں ماموں جان ٹھیک کہاناں!"خود کو بمشکل کمپوزڈ کئے وہ لہجے میں ازلی تفاخر سموئے مزید بھی کچھ تڑکتا بھڑکتا بولتی مگر اپنے کندھے پر مروان کے ہاتھ کا بڑھتا دباؤ محسوس کر مزید شعلہ بیانی کا ارادہ ترک کرتی دوبدو انداز میں اجمل سلطان سے مخاطب ہوئی تھی۔

"ازمیر تمھیں تو پتہ ہی ہے کہ میری بھانجی کو مجھ سے کتنی محبّت و عقیدت ہے۔ یہ جب تک میری سیاست میں دخل اندازی نہ کرے اسے عدالت عدالت کھیلنے کا مزہ نہیں آتا۔ تو تم میری پیاری بہو کی باتوں کو زیادہ سیریس نہ لو۔ یہ بس ہمارے مخالفین کے بہکاوے میں آگئی ہے اور بہت جلد ہم اپنی بہو کو راہ راست پر لے آئیں گے۔"اس کی گوہر افشانی پر غصّے کے باعث اجمل صاحب کا چہرہ سُرخ پڑ گیا تھا اور پھر مروان کی خاموشی۔۔۔

"چلیں ازمیر صاحب!اب اُمید کریں گے کہ ہم نے آپ کو اور آپ کے چینل کو اچھی خاصی گرم خبریں پہنچا کر آج سارا دن کی مصروفیات مہیا کر دی ہوں گی۔ تو اب ہمیں ہمارا فیملی ٹائم انجوائے کرنے کی اجازت دیجئے۔"وہ مسکراتے مگر طنزیہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔ جب کہ آئرہ تو اجمل صاحب کا غصّے کے باعث ہوا لال بھبھو کا چہرہ دیکھ خوب لطف اندوز ہو رہی تھی۔ جن کا داؤ انہیں پر الٹا پڑ گیا تھا۔

"چلو از میر آج ہماری بھانجی کا بطور بہو ہمارے ساتھ پہلا ناشتا ہے، تم بھی ہمیں جوائن کرو۔" وہ فی الحال موقع کی مناسبت سے غصّہ ضبط کر گئے تھے۔

"سوری بابا! بٹ یو نو ناں کہ مجھے اپنے فیملی ٹائم میں کوئی تیسرا شخص برداشت نہیں ہے سو۔۔۔ چلیں سویٹ ہارٹ!" وہ جو اجمل صاحب کے ساتھ ہی کھڑے ہوئے تھے مگر مروان کی اس قدر کھلی بے عزتی پر انہیں ضبط کرنا مشکل لگا تھا۔ جب کہ اپنی جانب محبّت سے دیکھتے مروان کو مسکراہٹ پاس کرتی آئرہ اس کی ہمراہی میں قدم اٹھاتی ناشتہ کی میز پر چلی آئی تھی۔

_**********

"آپ کو نہیں لگتا اجمل صاحب کہ اس لڑکی کو بہو بنا کر آپ نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ آج ان دونوں کی شادی کی خبر ملک میں تہلکا مچا دے گی، مگر مجھے تو اس لڑکی کے تیور ہی بگڑے ہوئے لگ رہے ہیں۔" وہ اس کے جاتے ہی نفرت سے گویا ہوئے تھے۔

"اہمم! ذرا حوصلہ رکھو از میر۔۔۔ ابھی تو کھیل کی شروعات ہوئی ہے۔ اور اس پھڑ پھڑاتی چڑیا کی روح کو کیسے قفس کرنا ہے یہ میں بخوبی جانتا ہوں۔ اور یہ خبر تہلکا خیز تو ہے ہی۔۔۔ تمھیں معلوم ہے نا کہ

خبر کس طرح دینی ہے؟" وہ دھیمے لہجے میں آگے کا لائحہ عمل تیار کرنے میں مصروف سوالیہ گوئے ہوئے۔

"بے فکر رہیں اجمل صاحب! آج کی خبروں میں بس ہر طرف آپ کی رحمدلی اور نرم خوئی کے قصّے ہوں گے۔" ازمیر کی ذو معنی بات پر وہ سر ہلا گئے جب کہ شعلے اگلتی نگاہیں مسکراتی آئرہ کے سراپے پر مرکوز تھیں جو نشاط سے لاڈ اُٹھوانے میں مصروف تھی۔

"اور آپ کا بیٹا؟ آپ کو کیا لگتا ہے کہ وہ اس لڑکی کی محبّت پر آپ کو فوقیت دے گا؟" انہوں نے ابرو اُٹھائے۔

"تم فکر نہ کرو۔ وہ میرا بیٹا ہے ازمیر!" وہ ذو معنویت سے بولتے قہقہہ لگا گئے تھے۔۔۔ جب کہ آئرہ نے اچنبھے سے باقاعدہ پلٹ کر اس سمت دیکھا تھا جہاں سے قہقہوں کی آواز بلند ہوئی تھی، مگر ڈائننگ روم اور ہال کے درمیان آڑ ہونے کے باعث وہ دیکھ نہیں سکی تھی۔ تو وہ سر جھٹک مروان کی جانب متوجہ ہوئی جو اس کے کان میں سرگوشی کرتا دھیرے سے مسکرایا تھا۔

* * * * * * * * * * * *

بسمل انگڑائیاں بھرتی صبح دیر سے جاگی تھی، مگر بیدار ہوتے ہی عادتاً موبائل چیک کیا۔ جہاں واٹس ایپ گروپ میں اپنے دوستوں کی جانب سے بھیجی گئی ویڈیوز دیکھ اس کا دماغ بھک سے اُڑا تھا۔۔۔ اور تیزی سے ایل سی ڈی آن کرتے نیوز چینل لگایا تھا۔ جہاں ہر طرف اجمل سلطان کے بیٹے مروان اور ان کی سب سے بڑی مخالف آئرہ الٰہی کی اچانک شادی کی چرچا تھی۔ وہ حیران و پریشان سی ریموٹ بیڈ پر پھینکتی تیزی سے نیچے کی جانب بڑھی۔

"بابا آپ نے نیوز دیکھی؟" اس نے لاؤنج میں بیٹھے باپ کے پاس پہنچ کر ہی سانس لی تھی۔

"ہاں دیکھ لی۔" انہوں نے نخوت سے سر جھٹکا تھا اور ریموٹ اُٹھا کر ایل ای سی آف کر دی تھی۔

"تو پھر۔۔۔ آپ کہتے تھے کہ اجمل سلطان اس لڑکی سے نفرت کرتا ہے تو اب کیا ہوا؟ اس لڑکی کی ماں کو دنیا سے گئے ابھی صرف دو ہی دن ہوئے ہیں اور ان کی محبّت جاگ گئی کہ فوری نکاح کر لیا اور رخصت کرا کر اپنے گھر بھی لے آئے؟" اس کی نگاہوں سے تو اب تک مروان کا مسکراتا چہرہ ہی نہیں گیا تھا جو آنکھوں میں ڈھیروں محبّت سموئے آئرہ کا گلنار چہرہ دیکھ رہا تھا۔ ہر نیوز چینل پر انہیں کی شادی کی مبارک باد دی جا رہی تھی۔

"بیٹا تم نہیں سمجھتی۔ یہ سب سیاست کے داؤ پیچ ہیں۔ ابھی اجمل نے یہ قدم صرف اپنے وٹرز کی نظر میں اپنا دن بادن خراب ہوتا امیج بحال کرنے کے لئے اُٹھایا ہے۔" وہ کسی گہری سوچ میں گم تھے۔

"اوہ کم ان ڈیڈ۔۔۔ وہ بہت شاطر انسان ہے۔ ایک طرف انہوں نے بیٹے کی محبّت کو قبول بھی کر لیا، دوسری طرف یتیم بھانجی کے سر پر دست شفقت کا ہاتھ بھی رکھ دیا اور تو اور عوام کی نظر میں اچھے بھی بن گئے کہ انہوں نے اپنی ہی مخالف بھانجی کو دل بڑا کر کے معاف کر دیا۔ اور آپ؟ آپ کہاں گئے؟" وہ استہزائیہ لب و لہجہ اختیار کرتی غصّے سے پھنکاری تھی۔

"تو یہی تو کہہ رہ ہوں بیٹا جی کہ سب سیاست کے داؤ پیچ ہیں آپ نہیں سمجھیں گی۔۔۔ اور رہی بات بیٹے کی تو مت بھولو وہ اجمل سلطان کا خون ہے جیسا نظر آتا ہے وہ ویسا ہے نہیں۔ اور اگر تمہارے دل میں اس کے لئے کسی قسم کے جذبات ہیں بھی تو اب اپنا دل و دماغ صاف کر لو۔" وہ سمجھ کر سر ہلاتے بیٹی کو تنبیہ کرنا نہیں بھولے تھے جو مقابل صوفے پر ڈھنے کے انداز میں بیٹھتی، اب موبائل اسکرین نگاہوں کے سامنے کئے نفرت بھری نگاہوں سے آئرہ کا چہرہ تک رہی تھی۔

****

صبح کا وقت تھا۔ سب اس وقت گھر میں ہی موجود تھے۔ البتہ ٹی لاؤنج میں پڑے ٹو سیٹر گداز صوفوں پر بیٹھا وہ بڑی نفرت سے اسکرین پر چمکتا ان دونوں کا چہرہ دیکھ رہا تھا جہاں گیارہ بجے کی ہیڈ لائنز میں سب سے پہلی خبر ان کی شادی کی ہی تھی۔۔۔ جبھی عمر عالمگیر صاحب وہاں آ گئے۔

"بابا! نیوز دیکھی آپ نے؟" خطیب نے ایل سی ڈی کو بغور دیکھتے دانت کچکچائے تھے۔

"یہ تو ہونا ہی تھا۔ ویسے بھی بیٹا جی یہ پرانے پریمی پنچھی تھے۔ اب یقیناً اپنا کوئی کارنامہ ہی ہو گا جس کو چھپانے کی خاطرِ اس قدر آناً فاناً نکاح کیا ہے۔" وہ سگار کا کش لگاتے غلیظ لہجے میں قیاس لڑا رہے تھے۔

"آر یو شیور۔ ویسے آئرہ مجھے ایسی لڑکی لگتی نہیں ہے۔" وہ پُر سوچ دکھائی دے رہا تھا۔

"تم کہیں اب تک اس لڑکی کی محبّت میں گرفتار تو نہیں ہو؟" وہ جانچتی نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

"محبّت۔" وہ یک لفظی حرف بولتا خاموش ہو گیا۔

"دل کی اولین خواہش تو یہی تھی کہ اس لڑکی کو نکاح میں لے کر باعزت طریقے سے رخصت کرا کر اس گھر میں لاؤں مگر، شاید وہ بدکردار لڑکی اس قابل ہی نہیں تھی۔" لبوں پر مٹھی جمائے جبڑے بھینچے وہ سخت طیش میں دکھائی دے رہا تھا۔

"میں نے تو تمھیں پہلے ہی کہا تھا کہ مجھے اس لڑکی کے ارادے ٹھیک نہیں لگتے۔ مگر، تم پر تو جیسے عاشقی کا بھوت سوار تھا۔ وہ چال باز لڑکی ہمیں ڈبل کراس کرنا چاہ رہی تھی۔ مگر میں نے اسے کامیاب نہیں ہونے دیا۔" وہ سگار کا ایک گہرا کش لگاتے انتہائی نفرت آمیز لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"کیا خیال ہے پھر مبارک باد دینے چلیں۔" وہ کمینگی سے مسکرایا۔

"میرا خیال ہے تمھیں اپنی سابقہ محبوبہ کی شادی پر مبارک باد دینے نہیں بلکہ تعزیت کرنے جانا چاہئے۔" وہ بیٹے کو معنی خیزی سے گھور کر گویا ہوئے تو وہ استہزائیہ مسکرایا۔

"شادی ہوئی ہے ڈیڈی لڑکی ابھی مری تو ہرگز نہیں ہے۔" وہ خباثت سے مسکرایا۔

"یعنی تمھیں ابھی بھی اس لڑکی کی شدید طلب ہے؟" انہوں نے ابرو اٹھائے۔

"بالکل! اب تو یہ طلب شدّت اختیار کر چکی ہے۔" وہ پیچھے کو ہو کر آرام سے بیٹھتا بے غیرتی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

"چلو پھر ٹھیک ہے۔ تم اپنی طلب کی تشنگی مٹانے کا سامان تیار رکھو مگر، ذرا خیال رہے۔ اس بار تمہارا سامنا مروان سلطان سے ہو گا۔" وہ باور کراتے لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"بس ڈیڈ آپ دیکھتے جائیں میں کرتا کیا ہوں۔اس دو ٹکے کی لڑکی نے میری محبّت کا مذاق بنایا ہے۔اگر میں نے اس کی ہستی کا مذاق نہ بنا دیا تو میرا نام بھی خطیب عالمگیر نہیں!"وہ دانت پر دانت جمائے ناگوار لہجے میں بولتا آئندہ کے لئے منصوبہ بندیاں کر رہا تھا۔

****

"تو پھر کیسے مزاج ہیں ہماری بہو صاحبہ کے؟سلطان محل میں کوئی پریشانی تو نہیں۔"وہ میڈیا والوں کو چلتا کرتے اب ناشتے کی میز پر آتے سربراہی کرسی سنبھالتے طنزیہ لہجے میں بولے تھے۔مروان کوئی کال اٹینڈ کرنے کی غرض سے ایکسکیوز کر کے سائیڈ پر گیا تھا۔

"مجھے تو کوئی پریشانی نہیں ہے سُسر جی!مگر میری موجودگی کہیں آپ کو تو گراں نہیں گزر رہی؟"وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔اُس کے طرزِ تخاطب پر نشاط کے ماتھے پر بل سمٹ آئے تھے۔

"آئرہ بچے یہ سُسر جی کیا ہوتا ہے؟ذرا تمیز سے پیش آؤ۔۔۔دوہرا رشتہ ہے تمہارا اجمل صاحب سے۔اور بیٹا اب تم شادی شدہ ہو۔"انہوں نے تنبیہ کی۔

"پھپھو اجمل صاحب سے میرا دوہرا رشتہ بابا اور پھر ماما کی ڈیتھ کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔اب یہ صرف میرے شوہر کے والد محترم ہیں۔"اس کا لہجہ بے پناہ سرد گی سمیٹے ہوئے تھا۔

"اور شوہر کا والد بھی قابل عزت ہوتا ہے بیگم!"عقب سے نمودار ہوتی آواز پر آئرہ ہولے سے مسکرائی،جو قدم اٹھا کر اُس کے نزدیک آتا اب دوبارہ اپنی نشست سنبھال چکا تھا۔

"جناب سسر جی میرے سب سے بڑے حریف ہونے کے باوجود ہمارے مقابل پُر سکون انداز میں بیٹھے ہیں اور ہم وقت کی نزاکت کا سوچ کر خاموش ہیں تو آپ کے والد صاحب کو مابدولت اس سے زیادہ اور کتنی عزت سے نوازے؟"وہ باقاعدہ طور پر اس کی جانب گھومتی تنفر بھرے لہجے میں پھنکاری تھی۔مروان نے ناراض نگاہوں سے اُسے دیکھا۔

"میرے خیال سے صبح صبح کسی قسم کی کوئی بدمزگی نہیں ہونی چاہیے۔ویسے بھی اب تم صرف اس گھر کی بہو ہو تو یہاں رہنے کے کچھ قاعدہ قانون ہیں تم جتنا جلدی سمجھ جاؤ تو بہتر ہیں۔"وہ پہلے ہی ناشتا کر چکے تھے اب محض خانہ پوری کر رہے تھے۔

"یہ میرے شوہر کا یعنی میرا اپنا گھر ہے۔میں جیسے مرضی چاہے رہوں۔میرا نہیں خیال کہ کسی کو تکلیف ہونی چاہیے۔ہاں وہ الگ بات ہے کہ الحمدللہ میری تو صرف موجودگی ہی آپ کے لئے باعث

تکلیف ہے تو۔۔۔"ایک نظر مروان کے سنجیدہ چہرے پر دوڑا کر وہ تفاخر بھرے لہجے میں گویا ہوتی دانستہ انداز میں جملہ ادھورا چھوڑ گئی۔

"بیگم یہاں درستگی کی اشد ضرورت ہے۔یہ میرا نہیں اجمل سلطان کا گھر ہے تو یہاں رہنے کے قاعدہ قانون تو فالو کرنے ہی پڑیں گے جو کہ میں اور مسز اجمل سلطان بھی کرتے ہیں۔کیوں مما بتائیں اپنی بہو پلس بھتیجی کو؟"اس بار وہ ماحول میں بڑھتا تناؤ کم کرنے کی خاطر شریر لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"سو تو ہے۔آئرہ بیٹا اس گھر میں وہی ہوتا ہے جو آپ کے سسر صاحب چاہتے ہیں۔"آئرہ نے داد دینے والے انداز میں طنزیہ طور پر اجمل صاحب کو دیکھا تھا۔جب کہ مروان اس کی شعلہ بیانی پر تاسف سے سر جھٹکتا حلق سے گھونٹ گھونٹ جوس اتارتا سنجیدگی سے موبائل اسکرین دیکھ رہا تھا جہاں الیکٹرانک میڈیا سے لے کر سوشل میڈیا کے ہر پلیٹ فارم پر بس انہیں کے جوڑے کو مبارک سلامت پیش کی جا رہی تھی۔تو کہیں لوگ اس شادی کو سیاست کا رنگ دے رہے تھے۔وہ تاسف سے دیکھ کر رہ گیا تھا جہاں ہر جگہ بس ان کی شادی کی خبریں ہائی لائٹس میں تھیں۔

"سسر جی کیا واقعی؟" وہ جو موبائل سائیڈ پر رکھتا اب ان دونوں کی جانب متوجہ ہوا ہی تھا کہ آئرہ کے طرزِ تخاطب پر زبردست قسم کا پھندا لگا۔ نشاط نے جھٹ سے اُٹھ کر بیٹے کی پیٹ سہلائی۔۔۔ جو نارمل ہوتا اب اچنبھے سے دیکھتی آئرہ کی جانب گھوما۔

"آئرہ! بی ہیو۔" اپنے باپ کا ضبط سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ اس نے ہاتھ دبا کر بازر کھنا چاہا۔

"اوہ کم آن مروان! اب تم بھی پھپھو کی طرح کوئی لمبا چوڑا لیکچر نہ دینا کہ یہ تمہارے ماموں بھی ہیں اور پھپھا بھی بلا بلا بلا۔۔۔" وہ منہ بسور کر ذرا بیزاری سے گویا ہوئی تھی۔

"تو پھر یہ سسر جی کیا ہوتا ہے؟ اگر تمھیں ماموں نہیں کہنا تو بس خاموش رہو۔" اس بار مروان نے سخت لہجے میں تنبیہ کی تھی۔

"سسر کو سسر نہ بولوں تو کیا بولوں؟ تم بتا دو مجھے۔" وہ کینہ توز نگاہوں سے گھور کر بولی تھی۔ جب کہ نشاط بیگم تو بیچاری ہونق ہوئی یہ سب خاموشی سے دیکھنے پر مجبور تھیں۔

"انکل بول لو یا مما سے رشتہ بدل لیا ناں تم نے تو بابا کو بھی پھپھا ٹائپ کچھ بول لیا کرو۔" مروان کے لہجے سے خفگی واضح تھی۔

"پھپھا؟ سسر جی یہ رشتہ آپ کی پرسنالٹی پر کچھ خاص جچتا نہیں ہے۔ ہے ناں؟" ان کی جانب گھومتی وہ شرارتی لہجے میں رائے لے رہی تھی۔

"آج تمہارا اس گھر میں پہلا دن ہے اس لئے تمہاری یہ گوہر افشائیاں برداشت کر رہا ہوں۔۔۔ اگر اس گھر میں رہنا ہے تو میرے بنائے گئے قاعدہ قانون پر چلنا پڑے گا۔ ورنہ نکال باہر کھڑا کروں گا تمھیں بھی اور تمہارے اس شوہر کو بھی جس کی شہ پر تم اتنا پھڑ پھڑا رہی ہو۔" دانت کچکچاتے انہوں نے اسے باز رکھنا چاہا تھا۔ جبھی نشاط نے پریشانی سے مروان کو دیکھا تھا۔ جس نے ریلیکس رہنے کا اشارہ کیا۔

"آپ اپنے بیٹے کو باہر نکال سکتے ہیں لیکن مجھے نہیں۔۔۔ کیونکہ یہ میرے نانا کا گھر ہے تو اس وراثت میں میری ماں کا بھی شرعی حق ہے اور اب مما تو رہی نہیں تو ٹیکنیکلی حساب سے ان کے حصّے کی جائیداد کی مالک میں ہوں تو سسر جی اب اس گھر پر میرا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کہ آپ کا۔" ان کی قہر برساتی نگاہوں میں اپنی چمکتی آنکھیں گاڑتی وہ شرارتی لہجے میں باور کراتی دور کی کوڑی لائی تھی۔ مروان اور نشاط نے فوراً بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ کا گلا گھونٹ دیا تھا۔

"مروان سلطان ذرا مرد بنو اور اپنی اس بے باک اور زبان دراز بیوی کو لگام ڈالو۔ آئندہ میں اس قسم کی فضول بکواس ہر گز برداشت نہیں کروں گا۔ میرے گھر میں رہنا ہے تو میرا حکم ماننا پڑے گا۔" انہوں نے بیٹے کی زن مریدی پر ٹوکنا ضروری سمجھا تھا۔

"جی بالکل مرد! بالکل آپ کی طرح کا مرد سسر جی؟" وہ جو اٹھ کر جا رہے تھے کہ پیچھے سے ابھرتی طنزیہ آواز پر ٹھہرے۔۔۔ ایک نظر بیوی کے تاریک پڑتے چہرے پر ڈالی اور پھر خاموشی سے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ جب کہ مروان کی گھورتی نگاہوں کا مرکز اب آئرہ کا وجود تھا جو بے نیازی سے بیٹھی ناشتے سے انصاف کرنے میں مصروف تھی۔

"مل گیا سکون؟ پڑ گئی ٹھنڈک یا ابھی کچھ باقی رہ گیا ہے؟" نشاط بیگم کو پریشانی سے لب چباتا دیکھ وہ ذرا خفگی سے بولا تھا۔

"تمھیں کیوں اتنا برا لگ رہا ہے۔ میں نے تو بس اپنا پرانا حساب برابر کیا ہے۔" اس کی بے نیازی عروج پر تھی۔

"مما آپ سمجھائیں اسے پلیز کی کچھ خیال کرے۔ ایسے تو گھر کا ماحول خراب ہو گا۔" وہ اسے کچھ سخت سنانے سے گریز کرتا بے چارگی سے ماں سے مخاطب ہوا تھا۔

"میں کیا بولوں مروان؟ مجھے تو اب ان دونوں سے ہی ڈر لگنے لگا ہے اور شاید اب تو یہ تکرار روز کا معمول ہو۔ تمھیں تو پتہ ہے اجمل غصّے کے کتنے تیز ہیں اور پھر آئرہ کی ہٹ دھرمی۔۔۔" وہ خود بے بس دکھائی دے رہی تھیں۔

"اوہ! میری پیاری مما، آپ اس بیرسٹر بیگم سے ڈر رہی ہیں۔ بھئی آپ ساس ہیں ذرا ٹائٹ کر کے رکھیں محترمہ کو۔" وہ شرارتی لہجے میں گویا ہوا تھا۔ آئرہ نے میز کے نیچے سے ہی اس کے پاؤں پر پاؤں مارا تھا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے اس کی ساس بننے کی۔ یہ تو میری بیٹی ہے۔" وہ آئرہ کو ناک منہ بناتا دیکھ پیار سے بولیں تو وہ جیسے کھل اٹھی تھی۔

"ایک بس آپ ہی میری اپنی ہیں باقی سب تو میرے دشمن ہیں یہاں۔" وہ جلدی سے کرسی چھوڑ کر لاڈ سے ان کے گلے میں بانہیں ڈالتی مسکا لگانے میں مگن ہو گئی تھی۔ مروان نے آنکھیں چھوٹی کئے اس خطرناک لڑکی کو گھورا تھا۔

"نہیں میرا بچہ! ہم ہرگز بھی دشمن نہیں ہیں تمہارے بہت محبّت کرتے ہیں تم سے۔" انہوں نے اپنے گلے سے لگی آئرہ کا گال ہولے سے تھپک کر کہا تھا جو آج انہیں وہی چھوٹی سی آئرہ لگی تھی جو یونہی پھپھو، پھپھو کہتی ان کے گرد بانہیں ڈالتی جھول جاتی تھی۔

"سب نہیں، بس آپ! یہ بد دماغ سیاست دان بھی آپ کے شوہر کی طرح ہر معاملے میں بس سیاست ہی چمکاتا ہے۔" اس نے ترچھی نگاہوں سے دیکھتے شرارت سے گھورا تھا۔

"تمھیں تو میں آکر بتاؤں گا۔ فی الحال میں ذرا کام سے جا رہا ہوں۔۔۔ اور پلیز! تم گھر ہی رہنا۔ کہیں آنے جانے کی ضرورت نہیں۔ ماما خیال رکھیے گا ان محترمہ کا پلیز!" وہ کافی دیر سے اضطرابی کی سی کیفیت سے دو چار بار بار بلنک کرتی اسکرین پر ایک نگاہ دوڑاتا اب ذرا عجلت میں بولا تھا۔ ساتھ ہی اٹھ کر قریب آتے ماں کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر سیدھا کھڑا ہوا۔

"تم تو مجھے آئرہ کا خیال رکھنے کی تاکید ایسے کر رہے ہو جیسے ہم کوئی غیر ہوں اس کے۔" انہوں نے خفگی سے بیٹے کی جانب دیکھا تھا۔

"افففف!میرے والد صاحب کی زوجہ !بھلا میں یہ کیسے بھول سکتا ہوں کہ آپ کے لئے تو اولاد سے زیادہ سگی آپ کی آئرہ صاحبہ ہیں۔"وہ آئرہ کو آنکھ مار کر ساتھ چلنے کا اشارہ کرتا شرارتی لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"اچھا بس بہت ہو گیا مذاق، خیر سے جاؤ۔"

"چلو جاؤ آئرہ شوہر کو باہر تک چھوڑ کر آؤ پھر ہم دونوں ماں بیٹی ساتھ بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"وہ جو مسلسل گھوری سے نوازتی انکار کر رہی تھی ان کی آواز پر مروان کی مسکراتی چیلنجنگ نگاہوں میں خفگی سے جھانکتی نگاہیں گھما کر رہ گئی۔

"چلیے مروان صاحب!"وہ دونوں ان کے عقبی جانب کھڑے تھے جبھی ان دونوں کی شرارتیں ان کی نگاہوں سے مخفی تھیں۔

"آجائیں بیرسٹر صاحبہ !ویسے بھی مجھے آپ کے ڈھیلے اسکروٹائٹ کرنے تھے۔"وہ محبّت سے اس کے گرد حصار ڈالتا فدا ہوتے لہجے میں بولا تھا۔نشاط بیگم نے دل ہی دل میں ان کی دائمی خوشیوں کی دعا کی تھی۔خوشی اور مسروریت ان کے بیٹے کے ہر انداز سے عیاں تھی جو محبّت کو پا کر حد سے زیادہ خوش اور پُرسکون دکھائی دے رہا تھا۔

وہ آگے پیچھے ہی کار پورچ تک آئے تھے جہاں مروان کو دیکھ گارڈز الرٹ ہو گئے تھے۔ وہیں اس کے اشارے پر رُخ پھیر کر ایک طرف کو ہوتے فی الحال وہاں سے ہٹ گئے تھے جو اب باقاعدہ طور پر آئرہ کی جانب گھوما تھا، جو آسمانی رنگ سوٹ میں ملبوس خود بھی صبح کی اُجلی پہلی کرن سی لگ رہی تھی۔ مہکتا سراپا اور روشن چہرہ حد درجہ اپیلنگ تھا۔

"آئرہ ہماری فیملی کے درمیان جو بھی اختلافات قائم رہیں مگر، آپ آئندہ بابا سے بدتمیزی نہیں کریں گی۔ یہ میں آپ کی پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر رہا ہوں۔" اس کے سنجیدہ لہجے میں وارننگ واضح تھی۔ آئرہ نے بغور نگاہ بھر کر اس شاندار مرد کو دیکھا تھا جو سیاہ رنگ شلوار قمیض میں ملبوس بھرپور مردانہ شخصیت لئے ہر لحاظ سے پرفیکٹ اور صرف اس کا نصیب تھا۔

"بہت ہینڈسم لگ رہے ہو آج، کام کا بہانہ بنا کر اپنی اس چھمک چھلو کہ ساتھ ڈیٹ پر نہ چلے جانا۔" اس کی تنبیہ کو سرے سے نظر انداز کرتے وہ موضوع گفتگو کا رُخ ہی پلٹ گئی تھی۔ جب کہ وہ اس چالاکی پر بل کھا تا رہ گیا۔

"جاناں ہینڈسم تو میں ہمیشہ سے ہوں۔ اس میں نیا تو کچھ بھی نہیں۔ مگر تم کیوں دل پھینک لڑکیوں کی طرح میرے حسن سے اپنی نگاہیں سیر اب کر رہی ہو۔" وہ ضبط کرتا شرارتی مگر متجسس لہجے میں بولا تھا۔

"کیونکہ تمھیں گھورنا اور اپنی تشنہ نگاہوں کو سیر اب کرنا مجھ پر فرض ہے اور خاصہ ثواب کا کام بھی۔" وہ ازلی بے باکی سے گویا ہوئی تھی۔

"کبھی تو مشرقی لڑکیوں کی طرح شرما لیا کرو۔" وہ شکوہ کناں لہجے میں بولا تھا۔ آئرہ نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"چلو پھر تم جاؤ۔ آج میں ذرا شرمانے کی پریکٹس کر لیتی ہوں۔ تاکہ آج تمہارا یہ شکوہ دور ہو ہی جائے۔" اس نے شرارت سے آنکھ کا کونا دبایا تھا۔

"میری تو حسرت ہی رہ جائے گی کہ میری کسی جسارت پر میری بیوی شرما کر گھبرا کر میری پناہوں میں راہ فرار تلاش کرے۔" اس کی دلی حسرتوں پر آئرہ نے آنکھیں بڑی کرتے گھور کر دیکھا تھا۔

"ویسے حد ہوتی ہے ٹھرکی پن اور بے ہودگی کی بھی۔" مروان کی شوخ نگاہوں سے لپکتے جذبات کی تپش محسوس کر وہ ایک پل میں سرخ ہوئی تھی۔ اور ساتھ ہی خفت سے نگاہیں چراتے اُس کے کندھے پر ایک مکا جڑ دیا تھا۔

"میری خونخوار بیگم اِسے محبّت کہتے ہیں۔" اس کا دمکتا چہرہ اُلفت بھری نگاہوں سے نہارتا وہ مخمور لہجے میں گویا ہوا تھا۔ جس کے رخساروں پر اب حیا کی لالی پھوٹ پڑی تھی۔

"غالباً تم کہیں جا رہے تھے؟" اس نے ابرو اٹھا کر جتاتے لہجے میں کہا تھا۔ جب کہ نگاہوں کی گستاخیاں ہنوز جاری و ساری تھیں۔

"چلے بھی جائیں گے بیگم! مگر آپ سوچ لیں شادی کے پہلے روز ہی شوہر کو گھر سے بھیج رہی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ میں آپ کے اس جرم کی پاداش میں آپ کی کسی رقیب کی زلفوں کا اسیر ہو جاؤں اور پھر آپ راہ ہی تکتی رہ جائیں۔" مسکراتی نگاہوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن تھا۔ جب کہ اب وہ مسلسل نگاہیں چُرا رہی تھی۔ مگر اس کی شرارت پر غصّے سے دانت کچکچائے۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے مروان صاحب! ہم کہتے ہیں آپ زلف کیا پوری کی پوری لڑکی کے اسیر ہو جائیں، پھر ہم نہ وہ زلف چھوڑیں گے اور نہ ہی وہ بندی جس کی ادائیں آپ کو لبھا سکیں۔" سینے پر بازو لپیٹے

کھڑی اس بار بھی وہ تگڑی جوابی کارروائی کرنے سے باز نہیں آئی تھی۔جب کہ اس کا مسحور کن قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"نہ کوئی تھا،نہ ہے اور نہ ہو گا، کوئی تجھ سا جہاں میں

کہ ہمیں تو تیری انہیں اداؤں نے اپنا دیوانہ بنا رکھا ہے۔"

وہ نجانے کس شاعر کے شعر کے ساتھ اس قدر ظلم و بربریت سے پیش آیا تھا۔آئرہ نے تاسف زدہ نظروں سے اُسے گھور کر دیکھا تھا۔

"اب گھورو نہیں!ذرا اچھے سے اللہّ حافظ ہی کہہ دو بالکل مشرقی لڑکیوں والے سٹائل میں۔"لب دانتوں تلے دبائے اس نے ایک بار پھر اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔

"اللہّ حافظ مروان صاحب!امید ہے کہ آپ کسی نیک کام سے ہی جا رہے ہوں گے تو ساتھ خیر سے جائیں اور اللہّ کی امان میں واپس آئیں۔ہم آپ کو راہوں میں پلکیں بچھائے منتظر ہی ملیں گے۔"آگے بڑھ کر اس کے سینے سے لگتی معصوم سی صورت بنائے لہجے میں بے حد محبّت اور چاشنی سموئے آنکھیں پٹپٹا کر گویا ہوتی مسکرانے پر مجبور کر گئی۔ساتھ ہی اس کے کندھوں پر ہاتھ جمائے ذرا سی اونچی ہوئی تو

مروان نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ جس پر وہ مسکراہٹ ضبط کرتی اس کے چہرے کا رُخ موڑتی ہلکی داڑھی والے رخسار پر اپنا لب رکھ چکی تھی۔ وہ خوشگوار حیرت میں مبتلہ ہوا تھا۔

"ویسے یہاں ایسی بے باکی کا مظاہرہ مجھے کرنا چاہیے تھا۔" وہ جواب فرار ہونے کے چکر میں تھی وہ جھٹ اس کی کمر کے گرد حصار بناتا خود میں قید کر گیا۔

"تمھیں ہی چاہیے تھا ناں مشرقی لڑکی والا پروٹوکول تو اب خوش ہو جاؤ۔" اس نے گویا ناک سے مکھی اُڑائی۔ جب کہ وہ اس "خاص الخاص مشرقی" انداز پر دھیرے سے مسکراتا اسے سینے سے لگائے اس کی پیشانی پر لب رکھتا کچھ لمحے اُسے محسوس کرنے کی غرض سے ٹھہر گیا تھا۔ جب کہ دماغ میں بہت ساری سوچوں کا طوفان اُمڈ آیا تھا۔ دل نے شدّت سے دعا کی تھی کہ وہ جس حقیقت کا پتہ لگانے جا رہا تھا وہ جھوٹی ثابت ہو جائے۔۔۔ مگر وقت بڑا ظالم تھا۔ ابھی تو صحیح معنوں میں سلطان خاندان کے کفارے کا وقت شروع ہوا تھا۔

"آئندہ تم بابا سے بد تمیزی نہیں کرو گی آئرہ! اسے میری التجا سمجھو یا پھر حکم۔۔۔ مگر اب دوبارہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔" اسے خود سے علیحدہ کرتا وہ یکدم سنجیدگی سے بولا تھا۔ جب کہ اس نے خاموش نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"وہ بڑے ہیں ہمارے۔ ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا۔ وعدہ کرو مجھ سے کہ تم آئندہ بابا سے کسی قسم کی بد تمیزی نہیں کرو گی۔۔۔ سمجھ رہی ہو ناں میری بات؟" اس کی خامشی پر کھٹکا ہوا تھا۔

"وعدہ کرنے کی تُک ہی نہیں بنتی کیونکہ میں نے کبھی ان سے بد تمیزی کی ہی نہیں بس آئینہ دکھایا ہے اور آئندہ بھی دکھاتی رہوں گی۔ تم مجھے مجبور نہیں کر سکتے۔" اس بار اس کے لہجے میں تلخی سمٹ آئی تھی۔ وہ کتنی ہی دیر اسے دیکھتا رہا تھا جو نگاہوں کا رخ مخالف سمت میں کئے اب اُکھڑی اُکھڑی سی دکھائی دے رہی تھی۔

"اللہّ حافظ! خیال رکھنا اپنا۔" اس کا گال تھپتھپاتا وہ نرمی سے بولتا اپنی مخصوص گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا، اسے ایک نظر دیکھ وہاں سے نکل آیا تھا۔ ساتھ ہی سلطان محل کے وسیع و عریض ڈرائیوے سے پیچھے جاتی گارڈز کی گاڑیوں کو دور تک جاتا دیکھ وہ سر جھٹک کر گھر کے بیرونی حصّہ کی جانب بڑھی تھی۔

مروان کو سی آف کرتی وہ جیسے ہی واپس آئی تھی۔ نشاط بیگم نے اسے بجھا بجھا سا دیکھ مسکراتے لہجے میں استفسار کیا۔

"مروان چلا گیا بیٹا؟" وہ جو مروان کے سرد لہجے کی بابت سوچتی سوچوں میں گم تھی یکدم چونک گئی تھی۔

"جی پھپھو چلے گئے۔" وہ سر جھٹک کر نرم گوئی سے بولی تھی۔

"چلو چندہ آج تم ذرا اپنی پسندیدہ ڈشز بتاؤ، آج لنچ تمہاری پسند کا ہی بنے گا۔" وہ اس کی توجہ بھٹکانے کی غرض سے اُسے ساتھ لگائے کچن کی جانب بڑھی تھیں۔

"اہمم! پتہ تو ہے آپ کو۔۔۔ویسے پہلے یہ بتائیں کہ کھانا کون بنائے گا؟ آپ بنائیں گی یا کُک؟" وہ شرارتاً سوالیہ انداز میں گویا ہوئی تھی۔

"اگر میری بیٹی فرمائش کرے گی تو میں خود بنا دوں گی۔" وہ ہنوز اسی نرمی سے گویا ہوئی تھیں۔

"ہمم! آپ کے ہاتھ کا بنا کھانا تو بہت کچھ ہے مگر، آج نہیں بعد میں۔ ابھی میرا کچھ کھانے پینے کا دل نہیں ہے۔ ابھی تو آپ کُک کو اپنی مرضی کا مینیو بتا دیجئے۔" وہ اس کی دلی کیفیت سمجھتیں ہولے سے اس کا گال تھپتھپاتی مسکرائیں۔

"چلو پھر آج میں خود ہی اپنی بیٹی کے لئے کچھ خاص اہتمام کرالیتی ہوں۔ آفٹر آل بطور بہو اس گھر میں میری بیٹی کا پہلا دن ہے۔" وہ ان کی محبت پر دھیرے سے مسکرائی تھی۔ماں کی یاد بے ساختہ آئی تھی اور وہ ایک بار پھر رنجیدہ ہوگئی تھی جبھی ہاتھ میں موجود اس کا موبائل تھرتھرایا تھا۔

"پھپھو میں روم میں جارہی ہوں۔ کچھ کام ہے۔ جب تک آپ بھی فری ہو جائیں، پھر ہم بیٹھ کر اچھی سی کافی انجوائے کریں گے۔" موبائل اسکرین پر چمکتا نام دیکھ وہ اجازت لیتی روم میں واپس آگئی تھی۔ جب تک موبائل کی تاریک اسکرین ایک بار پھر روشن ہوئی تھی۔

"ہیلو! کیسی ہیں آئرہ آپ؟" اپنے روم میں موجود صوفا کم بیڈ پر نیم دراز خطیب دوسری جانب سے رابطہ بحال ہوتے ہی شیریں لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"اللہ کا شکر!" وہ یک لفظی جواب دے کر خاموش ہوگئی۔ مروان کی طرف سے سخت انسٹرکشنز تھیں کہ اب وہ ان سے کوئی میل جول نہیں رکھے گی۔

"شادی کی بہت مبارک ہو۔ ہمیں ابھی آپ کی اچانک شادی کی خبر ہوئی تھی۔ ویسے آئرہ مجھے یہ خبر سن کر بڑی حیرت ہوئی۔ ابھی تین روز قبل ہی تو آپ کی والدہ کی تدفین ہوئی ہے اور اب آپ نے اتنی جلدی شادی کر لی۔" وہ متوازن لہجے مگر، متعجب سا سوالیہ گویا ہوا تھا۔

"کیوں میری اچانک شادی سے آپ کو کوئی اعتراض ہے کیا؟" اس نے ابرو اُٹھائے۔

"اعتراض تو نہیں ہے بس گلہ ضرور ہے۔ ہم اور آپ تو اتنے اچھے دوست رہے ہیں۔ آپ مروان کے متعلق ایک بار مجھے بتا تو دیتیں۔" وہ اب اپنے مدعے کی بات پر آیا تھا۔

"خطیب ہماری شادی بڑوں کی رضامندی کے تحت ہوئی ہے۔ میرا نہیں خیال کسی تیسرے کا کوئی عمل دخل ہے۔ یا پھر میں اپنی ذاتی زندگی کو آپ کے ساتھ ڈسکس کرنے کی پابند ہوں۔" وہ سپاٹ چہرے پر تاثرات سے گویا ہوئی۔

"خیر! آپ نے تو ہمیں کسی قابل سمجھا ہی نہیں۔۔۔ مگر پھر بھی کبھی بھی اور کہیں بھی ناچیز کی ضرورت محسوس ہو تو آپ بلا جھجھک مجھے یاد کر لیجئے گا۔" آئرہ نے گہری سانس خارج کی تھی۔

"بہت شکریہ۔اب مجھے اجازت دیجئے۔دراصل شاید مجھے مامی نیچے بلا رہی ہیں۔"اس نے جلد از جلد بات سمیٹی تھی۔

"اللہ حافظ!"دونوں جانب سے رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔جبھی دوسری جانب کال سنتے مروان نے بھی کان سے بلیوٹوتھ نکال کر سائیڈ پر ڈالتے گاڑی کا رُخ موڑ لیا تھا۔

وہ سارا دن فارغ ہونے کی وجہ سے اس وقت اپنے کمرے میں موجود وارڈروب میں اپنے ڈریسیز کے ساتھ ساتھ تمام ضرورت کا سامان سیٹ کر رہی تھی۔مروان اپنے سامان کے ساتھ پہلے ہی اس کے لئے جگہ خالی کر چکا تھا۔اب وہ فارغ بیٹھنے سے بہتر اپنی مصروفیت تلاش کر چکی تھی۔

کچھ منٹوں بعد وہ اپنا سارا سامان سیٹ کرنے کے بعد اب ایک گہری اور پُر سکون سانس خارج کرتی واپس کمرے میں آگئی تھی۔اور اب اس کی جائزہ لیتی نگاہیں پورے کمرے کا طواف کر رہی تھیں۔وہ مروان کے روم میں پہلے بھی کئی بار آچکی تھی۔مگر،ان گزرے بیشتر سالوں میں وہ اس کمرے میں کافی تبدیلیاں کرا چکا تھا۔وہ ابھی سوچوں میں گم تھی کہ اس کا موبائل ایک بار پھر بج اُٹھا تھا۔

"ہیلو!" اسکرین پر چمکتا الہام کا نام دیکھ اس نے فوری طور پر کال پِک کی تھی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں اللہ کا شکر ہے۔ تم بتاؤ کیسی ہو؟" وہ مسکرا کر سوالیہ انداز میں گویا ہوئی۔

"ارے یار وہ تو گولی چھو کر گزر گئی تھی اور اس کے بعد زندگی میں اتنا کچھ اچانک اور غیر متوقع تھا کہ مجھے تو وہ درد یاد بھی نہیں رہا۔" وہ دُکھ سے مسکرائی تھی۔

"تم فکر نہیں کرو۔ میری پوری کوشش ہے کہ نیکسٹ منڈے سے فرم جوائن کر لوں۔ ابھی تو فی الحال میرا اپنا دل نہیں چاہ رہا کوئی بھی کام کرنے کو۔۔۔ جو بھی کیسیز چل رہے ہیں وہ آپ دیکھ لیں اور جو بہت ارجنٹ کیسز ہیں وہ آپ ہمارے کسی اچھے سے وکیل کو ہینڈ آور کر دیں۔ میں فی الحال یہ سب کچھ دیکھنے کے لئے مینٹلی طور پر اسٹیبل نہیں ہوں۔" وہ صاف لہجے میں بول رہی تھی۔

"اوکے مس الہام! مجھے اجازت دیجیے۔ بہت شکریہ اللہ حافظ!" وہ مسکراتے لہجے میں بولتی رابطہ منقطع کر گئی۔ جب کہ دماغ بہت سے تانے بانے بننے میں مصروف تھا۔

"مروان آپ کو نہیں لگتا کہ آپ نے آئرہ سے شادی کرنے میں بہت زیادہ جلدی کی ہے؟" ویسے تو شام کے چار بج رہے تھے مگر، وہ اس وقت بسمل کے ساتھ لنچ پر موجود تھا۔ کھانے سے بھرپور طریقے سے انصاف کرتی بسمل اچانک سے بولی تھی۔

"یار شادی شادی ہوتی ہے۔ وہ جلدی یا پھر دیر سے نہیں ہوتی۔ ویسے بھی یہ جلدی اور دِیر تو اللہ کے کام ہیں۔" وہ پانی کا گلاس لبوں سے لگاتا متوازن لہجے میں بولا تھا۔

"ویسے میں حیران ہوں کہ شادی کے پہلے ہی دن آپ اپنی دلہن کو چھوڑ کر میرے ساتھ لنچ کر رہے ہیں؟" اس نے ابرو اٹھائے۔

"آئرہ میری بیوی ہے۔ وقتی رشتہ تھوڑی ہے جو پل میں جڑ کر ختم ہو جائے۔ اب تو میرے سارے لنچ اور ڈنر میری بیوی کے ساتھ ہی ہیں۔" وہ ہولے سے مسکرایا تھا۔ بسمل کو اس کا مسکراتا لہجہ زہر لگا تھا۔

"اہمم! یہ بھی ہے۔" وہ سر جھکا گئی۔

"آپ نے میری آفر کے بارے میں کیا سوچا؟" وہ سنجیدگی سے سوال کر رہا تھا۔

"ابھی تو کچھ نہیں سوچا۔مجھے تھوڑا وقت دیں۔گھر جا کر آرام سے سوچوں گی کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔"وہ کندھے اچکاتی بے نیازی سے گویا ہوئی تھی۔

"اہمم!ویل بسمل آپ جو کچھ سوچنا چاہتی ہیں پلیز ذرا جلدی سوچیے گا۔کیونکہ،اب میرے پاس مزید وقت نہیں ہے۔ویسے بھی دو چار روز میں میری دبئی کی فلائٹ ہے۔آپ چاہیں تو میں ہوٹل میں ہماری ساتھ ہی بکنگ کرا سکتا ہوں۔اچھے سے سوچ لیں۔دو دن بعد ساتھ ہی فلائی کریں گے۔"اس کے لہجے میں عجیب سی وحشت تھی۔بسمل طنزیہ مسکرائی تھی۔

"ویسے ایک دن کی بیوی سے کچھ زیادہ ہی جلدی دل نہیں بھر گیا آپ کا؟"وہ ذو معنویت سے مسکرائی تھی۔

"دل معشوقہ سے بھرتا ہے بسمل صاحبہ بیوی سے نہیں۔"وہ استہزائیہ مسکرایا تھا۔

"ویسے بیوی کے ساتھ ہنی مون پر جانے کے بجائے میرے ساتھ ٹرپ پلان کرنا سیدھا سیدھا بیوی کو دھوکا دینے جیسا نہیں ہے؟"وہ جان کر انجان بنی تھی۔

"نہیں! بالکل نہیں! وہ ذرا مینٹلی اسٹیبل ہو جائے پھر میرا اپنی جان کے ساتھ ورلڈ ٹور کا پلان ہے۔ کوئی کافر ہی ہو گا جو اتنی خوبصورت بیوی پہلو میں ہونے کے باوجود خدا کی عطا کی گئی نعمتوں کی ناشکری کرے گا۔" وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرائی تھی۔

"یعنی آپ واقعی آئرہ سے محبت کرتے ہیں؟" وہ ٹشو سے لب تھپتھپاتی متجسس لہجے میں گویا ہوئی۔

"محبت کا تو پتہ نہیں مگر، وہ میری بیوی ضرور ہے۔ وقت کے ساتھ اب عشق و محبت سب خود بخود ہو ہی جائیں گے۔" مروان کے لہجے اور انداز دونوں یکدم جدا تھے۔ ایک جانب اس کی آفر دوسری جانب آئرہ کے لئے دل میں جگہ۔۔۔ وہ اس شخص کو سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"خیر آپ کی بیوی ہے۔ آپ چیٹ کریں یا پھر اس کا فائدہ اٹھائیں، مجھے اس سے کیا۔ بٹ یس تھینکس ٹو گاڈ کہ میں آپ کی چال بازیوں کا حصہ بننے سے بچ گئی ہوں۔" اس نے فوری شکر بجالایا۔ سر جھکائے بیٹھے مروان نے ایک نگاہ اٹھا کر بھرپور نظروں سے اس کے قیامت خیز سراپے کا جائزہ لیا تھا اور پھر مبہم مسکراہٹ سنگ وہ واپس سے نگاہیں جھکا گیا۔

"تو پھر میں آپ کی طرف سے اُمید رکھوں؟" اس نے تصدیق چاہی۔

"بالکل رکھیں!اب یوں آفرز خود چل کر ہمارے پاس آئے تو انہیں یوں ٹھکرانا نری بیوقوفی ہے۔"وہ لب دانتوں تلے دباتی شرارت سے بولی تھی۔

"چلیں پھر ڈن ہو گیا۔پرسوں میں دبئی میں اپنے روم میں آپ کا انتظار کروں گا۔باقی سب کو کس طرح مطمئن کرنا ہے یہ آپ کا کام ہے۔"وہ سارا ملبہ اس پر ہی ڈال گیا تھا۔

"جناب آپ ہمیں میسر آجائیں،یہ سراسر ہماری خوش بختی ہے۔باقی سب کو ہینڈل کرنا ہمارا اپنا کام ہے۔"مروان نے جوں ہی اس پر اپنا آپ عیاں کیا تھا وہ لمحوں میں اپنے خول سے باہر آگئی تھی۔ورنہ منگنی ہونے سے لے کر ٹوٹنے تک والی نازک شرم وحیا والی بسمل تو نجانے کہاں گم ہو گئی تھی۔

"پھر اجازت دیجیے میری جذباتی بیوی میرا انتظار کر رہی ہو گی۔"وہ شرارت سے مسکایا تھا تو وہ سمجھ کر سر ہلا گئی۔جب کہ وہ ویٹر کو اشارے سے پاس بلاتا کھانے کا بل پے کرتا وہ بسمل کی ہمراہی میں ہی وہاں سے نکل آیا تھا۔وہ مسکراتی ہوئی اپنی گاڑی کی جانب بڑھی تھی جب کہ وہ آنکھوں پر سن شیڈ چڑھاتا ابھی اپنی گاڑی میں بیک سیٹ پر بیٹھنے ہی لگا تھا کہ اس کا موبائل تھرتھرا اٹھا تھا۔جب کہ اسکرین پر چمکتا نام دیکھ عنابی لبوں پر جاندار مسکراہٹ کھل گئی تھی۔

"ہیلو کیسی ہیں بیرسٹر صاحبہ! سسرال میں پہلا دن کیسا گزر رہا ہے؟" دوسری جانب سماعتوں سے ٹکراتی اس کی شوخ آواز پر آئرہ نے آنکھوں میں اتری نمی صاف کرتے خود پر ضبط کیا۔

"الہیٰ ہاؤس میں ہوں میں۔" دوسری جانب سے اس کی سنجیدہ آواز سن کر ناچار مروان کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا تھا۔

"یار میں نے کہا تو تھا کہ فی الحال تم گھر سے باہر نہیں نکلو گی۔" وہ ذرا خفا لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"میرا لیپ ٹاپ اور کچھ ضروری چیزیں تھیں یہاں وہی لینے آئی تھی۔" وہ دھیمے لہجے میں آگاہ کر رہی تھی۔ مروان نے ایک گہری سانس خارج کی۔ وہ لڑکی یقیناً رو رہی تھی۔

"کس کے ساتھ آئی ہو؟" اس نے سوال کیا۔

"ڈرائیور کے ساتھ ہوں۔ بس اب گھر کے لئے نکل رہی تھی۔ تم بتاؤ اس وقت کہاں ہو اور گھر کب واپس آؤ گے؟" رندھے ہوئے لہجے میں آگاہ کرتی وہ مستفسر ہوئی۔

"یار میں ذرا ایک میٹنگ میں پھنس گیا ہوں۔ گھر واپسی میں دیر ہو جائے گی، تم گھر جاؤ۔ اور پلیز! ڈنر پر میرا انتظار نہ کرنا۔" وہ سیٹ کی پشت پر سر گراتا تھکے لہجے میں جھوٹ کا سہارا لے کر گویا ہوا تھا۔

"میں ڈنر پر تمہارا ویٹ کروں گی۔" اس نے بتانا ضروری سمجھا۔

"نہیں یار! بلاوجہ بھوکا رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم پلیز کھانا کھا کر سو جانا مجھے واپسی میں بہت دیر ہو جائے گی۔ میرا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ اس کے لہجے میں ضد محسوس کر سمجھانے والے لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"ایسے کون سے کام میں مصروف ہو تم جو تمہیں آج ہر حال میں مکمل کرنے تھے؟" اس بار وہ مشکوک ہوئی۔

"تھے کچھ ضروری کام۔۔۔ کل بالکل فارغ ہوں تو تفصیل سے بتاؤں گا۔ فی الحال تم گھر جا کر ریسٹ کرو۔" کچھ سوچ کر آئرہ خاموش رہ گئی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ اللہ حافظ! میں گھر جا رہی ہوں۔ کوشش کرنا جلدی واپس آنے کی۔" وہ بجھے بجھے لہجے میں مگر بڑی آس سے بولی تھی۔

"جو حکم میری جان!" وہ دلربا انداز میں شوخی سے گویا تھا مگر دوسری جانب سے رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔ جب کہ گہری سانس بھرتے مروان کا رُخ گردیزی صاحب کے آفس کی جانب تھا۔

رات کی گہری سیاہ تاریکی ہر سو اپنے پنکھ پھیلا چکی تھی۔۔۔جب کہ مروان کے بیڈ روم کی بیک سائیڈ گلاس ونڈو کے پاس سینے پر بازو لپیٹے محو سی کھڑی آئرہ اس کی منتظر تھی۔کمرہ نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔جب کہ نظریں چاند کی چاندنی میں چمکتے سوئمنگ پول کے نیلے پانی پر جمی ہوئی تھیں۔گھر کا یہ حصہ اس کا پسندیدہ تھا۔دل چاہا کہ وہ خود میں اُترتی تاریکی کو اس جگہ بیٹھ کر محسوس کرے، مگر رات اتنی ہو چکی تھی کہ وہ ارادہ ترک کر گئی۔وہ شخص نجانے کہاں رہ گیا تھا؟ وہ اداس، رنجیدہ یا پھر کشمکش کا شکار۔۔۔مگر، ایک بات تو طے تھی کہ وہ حد سے زیادہ بے چینی کا شکار تھی۔کبھی کبھی اس کا دل مروان کی محبت پر آنکھیں بند کر کے ایمان لے آتا تھا اور کبھی یہ محبت اور اس کا فکر مندانہ انداز سب کچھ ڈھونگ جیسا لگتا تھا۔جیسے کچھ تو تھا جو مسنگ تھا۔جو بھی تھا مگر، وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

وہ اپنی ہی لایعنی سوچوں میں گم کھڑی تھی جبھی کار پورچ میں ٹھہرتی، مروان کی گاڑی کے ٹائروں کی چرچراہٹ کے باعث ارتعاش سا برپا ہوا تھا۔لبوں پر ایک دلکش مسکان کھل سی گئی تھی۔وہ دانتوں تلے لب دبائے تیز قدموں سے کمرے سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔

"ہمم! پہلے ہی دن اتنا لیٹ سیاست دان صاحب! ایسے تو ہر گز بھی نہیں چلے گا۔" خود ساختہ قیاس کرتی ،وہ اب قدم اُٹھاتی نیچے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

سلطان محل نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ مروان تھکا تھکا سا قدم اٹھاتا سیڑھیوں کی جانب بڑھ ہی رہا تھا کہ عقب سے ابھرتی اجمل صاحب کی آواز پر ٹھہرا جو ہال میں بیٹھے شاید بیٹے کی آمد کے منتظر تھے۔۔۔ اور آئرہ جو اُوپر سے ہی اسے دیکھ چکی تھی۔ اجمل صاحب کی آواز پر ٹھہر گئی تھی اور ساتھ ہی قدم پیچھے اُٹھائے تھے۔ اس کا ارادہ واپس کمرے میں جانے کا تھا۔ اندھیرا اور سیڑھیوں پر اڑاس ہونے کے باعث وہ ان دونوں کی ہی نگاہوں میں آنے سے بچ گی تھی۔

"السلام علیکم! خیریت بابا! آپ اتنی رات کو یہاں؟" وہ گھڑی پر نظر ڈالتا اچنبھے سے بولا۔

"یہ سوال تو مجھے تم سے کرنا چاہیے کہ اتنی رات کو کہاں آوارہ گردیاں کرتے پھر رہے ہو۔ اور اب تو خیر سے تمہاری محبت بھی تمہارے پہلو میں ہے تو پھر ایسی لاپروائی؟" وہ طنزیہ لہجے پھنکارے تو وہ زِیر لب مسکراتا صوفے پر ڈھیر ہونے کے انداز میں بیٹھا تھا۔

"تصحیح کر لیجئے بابا جان! میری محبت نہیں بلکہ اس کھیل کا مہرہ۔۔۔اور میری ضد۔" آئرہ جو اجمل صاحب کے طنز پر ضبط کرتی پلٹنے ہی لگی تھی کہ دوسری جانب سے اُبھرتی مروان کی مسکراتی آواز پر وہ حیرت زدہ سی سکتہ میں رہ گئی۔ پاؤں کو گویا کسی نے زنجیر کر دیا تھا۔

"اہمم! صاحب زادے صرف ایک دن میں ہی عشق کا بھوت اُتر گیا سر سے۔۔۔یعنی اپنے بابا کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا تم نے۔" وہ ذو معنی لہجے میں گویا ہوتے اس کے عین مقابل بیٹھے تھے۔

"افکورس بابا جان! آخر کار جس کُرسی کو حاصل کرنے کے لئے اتنے پاپڑ بیلے اب وہ مجھ سے بہت نزدیک ہے۔ اور پھر اس پارٹی کے بانی کا بیٹا ہونے کے ناطہ چیئرمین اور پھر وزیر اعظم بننے کا حق تو مجھے ہی ہے۔ میں اقتدار کی یہ کُرسی کسی اور کے پاس کیسے جانے دے سکتا ہوں، جس کے اتنے زیادہ اُمیدوار ہیں۔" وہ پیشانی پر بکھرے بالوں کو ہاتھ سے سنوارتا، ذو معنویت سے مسکایا۔ آئرہ کو خود کو سنبھالنے کے لئے پلر کا سہارا لینا پڑ گیا تھا۔

"شکر ہے تمہاری عقل ٹھکانے آگئی ورنہ مجھے تو لگا تھا کہ بیوی کی محبت میں پاگل ہی ہو گئے ہو۔" انہوں نے جیسے سُکھ کا سانس لیا تھا۔

"محبت نہیں بابا جان میری ضد! آئرہ الہیٰ میری محبت کبھی بھی نہیں رہی۔ یہ تو بس آپ کی اور مما کی خوش فہمی تھی اور بس۔۔۔" وہ صوفے کی پشت پر سر گرا گیا تھا۔ نگاہیں بے ساختہ اُوپر کی جانب گئی تھیں اور سیڑھیوں کے پاس تاریکی میں ڈوبے حصے میں کسی ہیولے کا گماں سا گزرا تھا۔

"گڈ! مجھے تم سے یہی اُمید تھی۔" انہوں نے آگے بڑھ کر اس کا شانہ تھپتھپایا تھا۔

"ویسے آج صبح بہت زبان چل رہی تھی اس دو ٹکے کی لڑکی کی۔۔۔ میں اُسے یہاں کس مشکل سے برداشت کر رہا ہوں۔ یہ صرف میں ہی جانتا ہوں۔ بہتر ہو گا کہ تم جتنی جلدی لگا میں ڈال لو تو بہتر ہے۔" وہ لہجے میں شدید قسم کی ناگواری سمو کر گویا ہوئے تو مروان سمجھ کر سر ہلا گیا۔ البتہ نگاہیں ہنوز تاریکی میں اس ہیولے کو ڈھونڈنے میں کوشاں تھیں۔

"آپ فکر نہ کریں۔۔۔ اب وہ اس گھر میں اور میری قید میں ہے۔ آپ کو لگتا ہے کہ اب وہ ہمارے خلاف جانے کی جراءت کر سکتی ہے۔ اپنے نکاح میں لینے کا مقصد ہی پھڑ پھڑاتی چڑیا کے پر کترنا تھا۔" وہ سر جھٹکتا انہیں مطمئن کرنے لگا تھا۔ جب کہ آئرہ کو لگ رہا تھا، گویا پاؤں تلے زمین نکل گئی ہو۔

"اچھا ہے! بہتر یہی ہے کہ اس کا منہ بند کر کے رکھو۔ اب الیکشن کمپین بھی چلانی ہے۔ تو اب میں مزید کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا۔ اس لڑکی کی وجہ سے جتنا نقصان اٹھانا تھا میں اٹھا چکا ہوں۔" ان کے لہجے میں نفرت بول رہی تھی۔

"فکر نہیں کریں اب وہ اپنا منہ قطعاً نہیں کھولے گی۔ اور اگر کھولے گی تو پھر مسز مروان کو بھی وہیں پہنچا دیں گے جہاں اس کے باپ کو پہنچایا تھا۔" وہ کمینگی سے کہتا قہقہہ لگا اُٹھا تھا۔ جہاں اجمل صاحب چونکے تھے۔ وہیں آئرہ کو اپنے اِرد گرد دنیا گھومتی محسوس ہوئی تھی۔

"ایک منٹ تم سے کس نے کہہ دیا کہ آئرہ کے باپ کا قتل ہوا تھا؟ تم ابھی تک اپنی بیوی کی زبان بول رہے ہو؟" وہ یکدم چونک کر ذرا ناگواری سے بولے تھے۔

"تو کیا یہ آئرہ یوں فضول میں ہی آپ پر الزام لگاتی ہے۔" اس نے ابرو اُٹھائے۔

"ظاہر سی بات ہے۔ اس کے باپ کی موت ایک طبعی موت تھی۔ یہ تو اپنے اس عاشق کو خوش کرنے کے لئے یہ سارے حربے استعمال کر رہی تھی۔" وہ نخوت سے بولے تو وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔

"جسٹ فار گیٹ اٹ بابا! مگر پلیز آپ ذرا مما کے سامنے آئرہ کے ساتھ اپنا رویہ درست رکھا کریں۔ آپ کو تو معلوم ہے نا کہ وہ اس سے کتنی محبّت کرتی ہیں، اور بلاوجہ پریشان ہو جاتی ہیں۔" اس بار وہ ماں کے خیال سے خفگی سے بولا تھا۔

"تمہاری ماں تو غدار بھائی کی محبّت میں پاگل ہے اور کچھ نہیں۔" وہ سر جھٹک گئے۔ جب کہ وہ گھٹنوں پر ہاتھ جماتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ویسے تمہاری ڈیٹ کیسی رہی گردیزی کی بیٹی کے ساتھ؟" وہ ذو معنویت سے گویا ہوئے تھے۔ آئرہ نے پلکیں جھپک کر کتنے ہی آنسو اپنے حلق سے اُتارے تھے۔ وہ ٹھہر گیا تھا۔

"ہاہاہا! اتنی مختصر ٹائم کی ڈیٹ سے میرا دل نہیں بھرتا پتہ تو ہے آپ کو۔۔۔ اس لئے دبئی ہوٹل میں روم کی بکنگ کروالی ہے۔" وہ ہلکا سا قہقہہ لگاتا اجمل صاحب کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"اچھا ہے۔۔۔ یہی عمر ہے زندگی انجوائے کرنے کی۔ مگر ہاں، اب اس لڑکی سے شادی ہو ہی گئی ہے تو بہتر ہے کہ گھر والی کے طور پر اب یہی تمہاری بیوی رہنی چاہیے۔ باقی باہر جتنی بھی دوستیاں رکھو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جیسی بھی ہے اب بہن کی بیٹی ہے۔ ویسے بھی وارث پیدا کرنے کے لئے خاندانی

بیوی کا ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔ابھی سے لگا میں کس دو۔ مستقبل میں تمہارے لئے آسانی رہے گی۔"وہ جیسے بہت کچھ باور کروا رہے تھے۔وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔

"اور پھر کب دادا بنا رہے ہو مجھے۔"وہ جو جلد از جلد پلٹنے ہی لگا تھا کہ باپ کی مسکراتی آواز پر ٹھہر گیا تھا۔

"اتنے سالوں بعد ابھی تو وہ ہاتھ آئی ہے بابا!اتنی بھی کیا جلدی ہے۔"شوخ لہجے میں بولتا وہ تیز قدموں سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر کی جانب بڑھا تھا۔نگاہیں دیوار کے سہارے کھڑے اس ہیولے پر گئی تھیں۔اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ سایہ آئرہ کا ہی تھا۔جس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی، مان ٹوٹنے کا درد تھا۔اس قدر ہولناک سچ پر پورا وجود لرزاہٹ کا شکار تھا۔اُس نے ایک نظر نیچے کھڑے باپ پر ڈالی جو اب اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہے تھے۔اس نے خود کو سنبھالتے قدم آئرہ کی جانب بڑھائے جو نفی میں سر ہلاتی بھاگتی ہوئی کمرے میں جا کر بند ہوئی تھی۔جب کہ مروان دانت پیستا ہوا اس کے پیچھے گیا تھا۔

آئرہ کو یہ حقیقت پتہ چلنے کا ابھی یہ صحیح وقت نہیں تھا۔اسے اپنی لاپروائی پر غصہ آیا تھا۔وہ کتنی مشکلوں سے اعتماد جیتنے میں کامیاب ہوا تھا اور اب یہ۔۔۔

"شٹ!"خود کو نارمل کرتا وہ کمرے کی جانب بڑھا تھا۔جہاں وہ بیڈ کے سرہانے زمین پر بیٹھی بُری طرح ہچکیوں سے رُو رہی تھی۔

"آئرہ وہ۔۔۔"قدم قدم چلتا مروان اُس کے نزدیک آیا تھا۔جو ایک جھٹکے سے اُٹھتی اس کے مقابل آئی تھی۔وہ اُس کی رونے کے باعث سُرخ پڑتی آنکھیں دیکھ ابھی مزید اپنی صفائی میں کچھ بولتا کہ الفاظ لبوں میں ہی رہ گئے۔

"چٹاخ!"وہ بے یقین سا آئرہ کو دیکھ کر رہ گیا جو پورے وجود سے لرزتی ہوئی اسے تھپڑ رسید کر چکی تھی۔

"بکواس بند کرو اپنی۔۔۔خبردار جو میرا نام بھی اپنی گندی زبان سے لیا تو۔"وہ بولی نہیں تھی بلکہ شدت بھرے لہجے میں دھاڑی تھی۔جب کہ وہ جبڑے بھینچے اس تذلیل پر خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھائے آنکھیں میچ گیا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے تھپڑ مارنے کی!"وہ شدید سبکی محسوس کر اسے بازوؤں سے پکڑ کر اپنے سامنے کئے شدت بھرے انداز میں چنگھاڑا تھا جو تھپڑ مارنے کے باوجود آنسو اور سسکیوں سے رو رہی تھی۔

"بالکل ویسے ہی جیسے تمہاری ہمت ہوئی مجھے دھوکا دینے کی۔ تمہیں شرم نہیں آئی یہ سب کرتے ہوئے۔ تم نے میرے اعتماد کا، بھروسے کا خون کیا ہے۔ کتنا یقین کیا تھا میں نے تم پر، لیکن تم۔۔۔ نکلے نا اپنے اس باپ کی طرح دوغلے اور منافق۔ تف ہے تم پر اور لعنت ہے مجھ پر جو تمہاری جھوٹی محبت پر یقین کیا۔" وہ شدتوں سے روتی شدید کرب سے دوچار تھی۔ لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی چبھن تھی۔

"آئرہ میری جان! میری بات سنو۔ تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ میں صرف بابا کو۔۔۔" وہ اس کا رونا سسکنا محسوس کر معاملے کی گمبھیرتا کے پیش نظر ایک بار پھر اسے صفائی پیش کرنے لگا تھا۔

"چٹاخ" !

"خاموش ہو جاؤ۔ مجھے تمہارا اصل چہرہ نظر آ گیا ہے۔ خبردار جو تم نے میرے سامنے اچھا بننے کی کوشش کی تو۔" وہ جو اپنی صفائی میں کچھ بولنے ہی لگا تھا کہ آئرہ کا ہاتھ ایک بار پھر اُٹھا تھا اور اس کے گال پر نشان چھوڑ گیا۔ جب کہ وہ حواس باختہ رہ گیا تھا۔ وہ کتنی ہی بے باک سہی مگر اتنی بدتمیز کبھی نہیں رہی تھی کہ جذبات میں آ کر اپنے شوہر پر ہاتھ اُٹھا لے۔

"تم! پاگل ہو گئی ہو کیا۔ اگر میں برداشت کر رہا ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمہارا جو دل چاہے گا تم وہ کرو گی۔ انسان بن جاؤ آئرہ! میں کوئی راہ چلتا لچا لفنگا نہیں ہوں جس کا تم طیش میں آ کر کان گرم کر دو۔ شوہر ہوں تمہارا اور ہمارے یہاں کبھی کوئی عورت اتنی بے باک نہیں رہی کہ شوہر کے گریبان پر ہاتھ ڈالے۔" وہ جذباتیات سے گھرا شدید لہجے میں غرایا تھا۔ آئرہ کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری تھی۔ ایک بار تو وہ غصّہ پی گیا تھا۔ مگر پھر وہی غلطی۔ وہ ضبط نہیں کر سکا تھا۔

"میں تمہیں جان سے مار دوں گی مروان۔ تم نے مجھے سمجھا کیا رکھا ہے۔ انسان ہوں میں تمہارے اور تمہارے باپ کا کھلونا نہیں ہوں۔ تم نے میرے احساسات اور جذبات کا قتل کیا ہے۔ تم نے سوچا ہو گا۔ ویسے تو آئرہ الٰہی کسی کے قابو میں نہیں آتی، چلو اسے گھٹیا طریقے سے زور آزمائی کر کے زِیر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔" وہ اس کے سینے پر ہاتھ مار کر پیچھے کو دھکیلتی غصے سے غرائی جس نے اس کا انداز بمشکل ہضم کیا تھا۔ ساتھ ہی وہ منہ پر ہاتھ رکھتی خود پر ضبط کر رہی تھی۔ دل غم اور صدمے کی شدّت سے پھٹا جا رہا تھا۔

"اوہ! اب میں سمجھی کہ تمہارے باپ کو ہمارے نکاح کا کیسے پتہ چلا تھا۔ مطلب بتانے والے تم تھے۔ نہیں بلکہ یہ نکاح تو تمہارے اور تمہارے باپ کے پلان کا ایک حصہ تھا جس کا اہم مہرہ آئرہ الٰہی

ہے۔اوہ!میں کیوں نہ سمجھ سکی تمہاری اس ڈھونگی محبت کو۔۔۔جہاں تم نے ہمیشہ اپنے باپ کا ساتھ دیا۔"وہ جیسے سب سمجھ آنے پر شدت وضبط کے عالم میں سمجھتی ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولتی ہلکان ہوتی بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔

"دیکھو میری جذباتی بیوی۔۔۔"مروان نے ایک بار پھر کچھ کہنا چاہا جو خونخوار شیرنی بنی ہوئی تھی۔

"شٹ اپ!دفعہ ہو جاؤ یہاں سے،میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔"وہ یکدم غصے سے غرائی تھی۔اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے تھے۔

"اب یہ زیادہ ہو رہا ہے آئرہ۔۔۔اگر میں برداشت کر رہا ہوں تو صرف اس لئے کہ تم صدمے میں ہو، دکھ میں ہو۔۔۔ورنہ!"وہ انگشت شہادت اٹھاتا وارن کر رہا تھا۔

"اوہ!کتنا احساس ہے نا تمہیں میرا۔کتنی پروا کرتے ہو تم میری۔بھئی واہ!"وہ اس کے نرم لہجے پر طنزیہ طور پر ہوا میں تالی بجاتی کرب آمیز لہجے میں بولتی ایک بار پھر رو پڑی تھی۔

"مطلب تم نے سوچ لیا ہے کہ میری کسی بات پر یقین نہیں کرنا؟"وہ اسے سسکیاں لیتا دیکھ رسانیت سے سوالیہ لہجے میں گویا ہوا۔

"تمہارے جیسے جھوٹے، مکار اور فریبی شخص پر میں کبھی مر کر بھی یقین نہ کروں۔ اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری جگہ کسی اور دینے کی یا پھر باہر منہ مارنے کی۔۔۔" وہ کچھ یاد آنے پر یکدم کھڑی ہوتی اسے کالر سے پکڑ چکی تھی۔ مروان کی نگاہیں اس کے چہرے سے ہوتی اس کے ہاتھوں پر گئی تھیں جو گریبان تک آ پہنچے تھے۔

"بیویاں شوہر کے گریبان پر ہاتھ ڈالتی اچھی نہیں لگتیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس ایکشن پر میں کوئی ری ایکشن دوں تو پھر تم مظلوم فیمنسٹ بن کر مجھ پر ڈومیسٹک وائلنس کا پرچہ کٹوا دو۔" اس نے بات کو مزاح کا رنگ دینا چاہا تھا۔

"ہاتھ لگا کر دکھاؤ تم۔۔۔ میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گی۔" وہ آنکھیں نکالتی اس وقت شدید غصے میں تھی، مروان بے ساختہ ہی مسکرایا تھا اور آگے بڑھ کر بھرپور مزاحمت کرتی آئرہ کو زبردستی سینے میں بھینچ لیا تھا۔ جس کی سسکیاں اور مزاحمت ہنوز جاری تھی۔

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے ٹرسٹ می۔۔۔ اور بسمل کے ساتھ میں صرف ایک میٹنگ کے سلسلے میں گیا تھا۔ کیوں رو رو کر خود کو ہلکان کر رہی ہو۔" اسے ایک ہاتھ سے قابو کرتا دوسرے سے اس کے آنسو پونچھتا وہ نرم لہجے میں سمجھانے لگا تھا جو اس کے پیٹ میں کہنی مارتی فاصلہ بنا کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"میں فی الحال تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتی اور نہ ہی مجھے تمہاری کسی بات پر یقین ہے۔ جاؤ یہاں سے ورنہ میں چلی جاؤں گی۔" بیدردی سے آنکھیں رگڑتی وہ ضبط کی انتہاؤں کو چھو رہی تھی۔

"اوکے ریلیکس تم آرام سے سو جاؤ۔ میں اسٹڈی میں جا رہا ہوں۔" وہ ہاتھ اٹھا کر سرینڈر کرنے والے لہجے میں بولا تھا۔ جب کہ وہ رخ پھیر کر بیٹھ گئی تھی۔

"اب اگر میں اتنا ہی برا لگ رہا ہوں کہ میری شکل بھی دیکھنا گوارہ نہیں تو میری بے وفائی پر آنسو بہانے کا کوئی جواز بنتا نہیں ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ تم سکون سے سو جاؤ۔" وہ خفگی سے بولتا اسٹڈی میں جا کر بند ہو گیا تھا۔ جب کہ وہ زار و قطار روتی ہوئی زمین پر بیٹھی چلی گئی تھی۔ وہ سب کچھ برداشت کر سکتی تھی مگر اس کی محبت نے اسے اتنا بڑا دھوکا دیا تھا یہ غم دل سے چپک کر رہ گیا تھا۔ دل پر من بھر بوجھ سا آ گیا تھا جو کسی صورت کم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔

اُسے روتے ہوئے نجانے کتنی دیر گزر گئی تھی۔۔۔ جب کہ وہ جو اسٹڈی میں جا کر جو بند ہوا تو اب تک باہر نہیں آیا تھا۔ مگر، اُسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ آخر رُو کیوں رہی تھی۔

شوہر کی بے وفائی پر؟

یا محبت کے دغا دے جانے پر؟

یا پھر اپنی محرومیوں پر؟

یا پھر اپنا بچپن کا دوست گم ہو جانے پر؟

"نجانے کس کس بات کا غم و غبار تھا، جو وہ دو گھنٹے میں آنسوؤں کے راستے نکال چکی تھی۔۔۔اور ایک وہ تھا اپنی زبان کا پکا اسٹڈی میں جا کر ایسا بند ہوا تھا جیسے اب نہ نکلنے کی قسم کھالی ہو۔

"دل کی ہزار آنکھیں ہوتی ہیں، مگر وہ اپنے من چاہے شخص کے عیبوں کو نہیں دیکھ سکتیں۔" جبھی وہ کسی خیال کے تحت اُٹھ کر اسٹڈی کی جانب بڑھی تھی جہاں وہ دو منہ والا انسان منہ چھپا کر بیٹھا تھا۔

"میں کیوں رو رہی ہوں۔۔۔اگر تم نے مجھے دھوکا دیا ہے مروان سلطان! تو مجھے بھی قسم ہے اپنے مرحوم باپ کی، سیدھا دل میں گولی میں اُتاروں گی۔" وہ بیدردی سے نم گال رگڑتی خود ساختہ قیاس کرتی، دھڑا دھڑ لاکڈ دروازہ پیٹ چکی تھی۔

جب کہ وہ اسٹڈی میں خود کو بند کئے راکنگ چیئر پر بیٹھا، کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ فی الحال وہ خود میں آئرہ کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں جٹا سک رہا تھا۔ جو بھی تھا، مگر وہ اسے دکھ نہیں دینا چاہتا تھا۔ مگر، اگر اب حقیقت کھل کر سامنے آ ہی گئی تھی تو وہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔ جبھی اچانک ہونے والی اس قدر زور دار دستک نے بُری طریقے سے اس کی سوچوں میں خلل پیدا کیا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ وہ اس وقت رُو رہی ہو گی۔ ویسے تو وہ دوسروں کو رُلا دیا کرتی تھی۔ مگر، اس کے معاملے میں اتنی ہی پاگل تھی کہ بغیر سوچے سمجھ اُسے ہی دو تھپڑ رسید کر چکی تھی۔

اب یقیناً محترمہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا، جبھی وہ دروازہ پیٹ رہی تھی۔۔۔ اُس نے ایک گہری سانس بھر کر کھڑے ہوتے، کپڑوں کی شکن دور کی تھیں۔ جس دن کی شروعات اتنی خوبصورت ہوئی تھی۔ اختتام اس سے کئی زیادہ برا اور افسردہ تھا۔

اُس نے آگے بڑھ کر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا تھا۔

"کیا ہوا؟" ماتھے پر تیوری چڑھائے سوالیہ نگاہوں سے دیکھتا وہ ہنوز خفا دکھائی دے رہا تھا۔

"اندر کیا کر رہے ہو؟" رونے کی باعث گلا رندھ سا گیا تھا۔ آنکھیں مسلسل رونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔ گھنگھریالے بال گالوں پر چپکے ہوئے تھے۔ آنکھوں کا کاجل پھیل چکا تھا۔ بظاہر بکھری بکھری سی حالت میں بھی وہ اسے دل کش لگی تھی۔

"کیا کر سکتا ہوں؟" اُس نے ذرا تاسفی نگاہوں سے اس کا سرخ چہرہ دیکھا تھا، جو غصے اور غم کی شدت سے بھاپ اُڑا رہا تھا۔

"تمہیں چاہیے کہ تم مجھے اپنے اس گھٹیا عمل کا کوئی مثبت جواز پیش کرتے، جو مجھے مطمئن کر سکے۔" دل تھا کہ ابھی بھی اس ستمگر شخص کے حق میں گواہی دے رہا تھا، جب کہ دماغ مسلسل انحراف برت رہا تھا۔ مروان نے دلچسپ نگاہوں سے اس کا خفا خفا سا چہرہ یکھا جو اس روپ میں بھی سیدھا دل میں اُتر رہی تھی۔ وہ اپنی ہر چیز کے معاملے میں حد سے زیادہ شدت پسند تھی اور اس کے معاملے تو وہ کوئی جنونی لڑکی تھی۔ اس کی شکل دیکھ کر مانو ساری ٹینشن چھو ہو گئی تھی۔ ایک ہاتھ کی کہنی دروازے سے ٹکائے اب وہ شرارتی نگاہوں سے اس کا خفا خفا سا چہرہ دیکھ رہا تھا، جس نے دانت پیس کر اس کے گال پر ہلکی سی چپت رسید کی تھی۔

"گھور لیا مجھے ؟تم سے بات کر رہی ہوں۔"مروان نے اس کی حرکت پر دانت پیستے ہوا میں ہی اس کی انگلیوں سمیت ہاتھ اپنی سخت گرفت میں دبوچ لیا تھا۔

"یہ آخری بار تھا آئرہ!"اس نے تنبیہ کی، جس نے اس کی گرفت سے ہاتھ چھڑانے کے لئے بھرپور مزاحمت کی تھی۔۔۔مگر ناکام رہی۔

"ہاتھ چھوڑو میرا!"اس نے آنکھیں نکالیں۔

"پہلے سوری بولو۔"وہ بھی اپنی بات پر قائم تھا۔

"ہونہہ سوری بولو۔۔۔پہلے خود کو بے گناہ ثابت کرو۔"رونے کے باعث اب نزلہ بھی ہو گیا تھا۔آستین سے ناک رگڑتی وہ ہنوز مزاحمت کر رہی تھی۔جو کسی صورت ہاتھ چھوڑنے پر آمادہ نہیں تھا۔

"ای ی ی!گندی لڑکی۔"مروان نے ایک لمحے میں اس کا دوسرا ہاتھ آزاد کر دیا تھا، آئرہ کے ہونٹوں پر ناچاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ آئی تھی جو وہ خوبصورتی سے چھپا گئی۔

"ای ی ی کیا؟ ایک نیچرل چیز ہے۔۔۔جب کہہ رہی ہوں ہاتھ چھوڑو تو چھوڑ نہیں رہے۔" وہ اپنی خفت چھپانے کو الٹا اسی پر چڑھ دوڑی تھی۔۔۔جب کہ وہ نفی میں سر ہلاتا اس کی سائیڈ سے ہوتا روم میں آیا تھا۔

"کہاں جا رہے ہو؟ پہلے مجھے سب سچ بتاؤ۔ وجہ بتاؤ مجھے اس سب کی۔۔۔ماموں سے ایسا کیوں کہا تم نے۔" وہ ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیشو اُٹھاتی، اس کے پیچھے پیچھے ہی آئی تھی جو سائیڈ ٹیبل کے پاس کھڑا ہاتھ میں موجود گھڑی اُتار کر ایک طرف کو رکھ رہا تھا۔

"آئرہ دماغ نہیں خراب کرو میرا۔۔۔اور کس بات کی صفائی پیش کروں میں ہاں؟ نیچے جو کچھ میں نے کہا وہ سب سچ تھا۔ اور تم اس بات پر یقین کر کے مجھے تھپڑ مار کر سزا دے چکی ہو تو مزید کسی قسم کی بحث کی گنجائش ختم ہو گئی ہے۔" اس بار وہ ذرا سخت لہجے میں بولا تھا، ساتھ ہی قدم ڈریسنگ روم کی جانب بڑھائے تھے۔۔۔جب کہ وہ پیر پٹخ کر اس کے پیچھے گئی تھی۔

"ہاں تو تم نے مجھے اتنا بڑا دھوکا دیا ہے۔ یہ ری ایکشن تو آنا ہی تھا۔" وہ کہاں ماننے والی تھی، مروان استہزائیہ مسکرایا تھا۔

"اوہ رئیلی!یعنی اگر اب میں واقعی تمہیں اپنا اصل چہرہ دکھادوں تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"کب بورڈ سے نائٹ ڈریس نکال کر ڈور سلائیڈ کرتا وہ اسے کہنی سے پکڑ کر گھماتا اس کی پشت الماری سے لگا چکا تھا۔ آئرہ کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

"کیا مطلب ہے تمہارا!"اسے اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی تھیں۔

"یہی کہ اب تم اس گھر میں قید ہو اور خبر دار جو اب اس گھر کی دہلیز سے قدم باہر نکالا تو، ورنہ۔۔۔"اس کی سرخ آنکھوں میں اپنی گہری آنکھیں گاڑتا، تنبیی لہجے میں بولا تھا۔ آئرہ کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا بن گیا تھا۔جب کہ کہنی اس کی سخت گرفت کے باعث درد کرنے لگی تھی۔

"اپنا یہ رُعب اپنی اس ہوتی سوتی پر جا کر جھاڑنا، خبر دار!جو مجھے اپنی ان کنچے جیسی آنکھوں سے گھورا تو۔۔۔"اس کے ننگے پاؤں پر اپنے ہوائی چپل میں مقید پاؤں مارتی وہ دانت پیس کر بولی تھی، جب کہ وہ اب ذرا پیچھے ہو گیا تھا۔

"تمہارا انتظام تو میں صبح کروں گا۔"وہ اُسے گھور کر ڈریسنگ روم سے باہر نکل چکا تھا، جو اب گہرے گہرے سانس بھرتی صوفے پر جا بیٹھی تھی۔ طبیعت عجیب ہونے لگی تھی۔ دل پر بوجھ سا محسوس ہو اٹھا۔اس کی بے وفائی کسی صورت ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے بس سانس بند ہونے والا

ہو۔جب کہ وہ تھا جو اس کی پریشانی کو سمجھ ہی نہیں رہا تھا۔دل اور دماغ کے درمیان جنگ چھڑ گئی تھی۔اور سونے پر سہاگا مروان کا نارمل رویہ اسے پاگل کرنے کے در پر تھا۔بھاری ہوتے سر کو دباتی وہ یکدم اُبکائی آنے پر واشروم کی جانب بھاگی تھی۔

جب کہ وہ جو ڈریسنگ روم سے آرام دہ ٹراؤزر اور ٹی شرٹ سوٹ پہن کر باہر نکل رہا تھا اُسے منہ پر ہاتھ رکھ کر بھاگتا دیکھ پریشانی سے اس کی جانب بڑھا،جو واش بیسن پر جھکی اُلٹیاں کر رہی تھی۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا!خود تو تم پاگل ہو ساتھ مجھے بھی کر دو گی۔رات کے اس پہر تماشہ لگا کر بیٹھ گئی ہو۔کرلی اپنی طبیعت خراب۔۔۔لوگ بولیں گے پتہ نہیں کون سا ظلم کر دیا میں نے ایک دن کی بیوی پر۔"اس کی کمر سہلاتا وہ غصیلے لہجے میں ڈپٹ رہا تھا جو خاموشی سے چہرے پر پانی کے چھپکے مارتی تولیہ سے منہ تھپتھپاتی اس کی ہمراہی میں ہی بیڈ تک آئی تھی۔

"بیٹھو یہاں۔۔۔اور اب تمہارے حلق سے آواز نہیں نکلنی چاہئے ورنہ میں بہت بُرا پیش آؤں گا آئرہ۔"گلاس میں پانی انڈیل کر اس کے لبوں سے لگایا تھا جس کے ہاتھ تک کپکپا رہے تھے۔چہرہ یکدم پیلا زرد پڑ گیا تھا۔گہرے گہرے سانس بھرتی اِس وقت وہ اُسے اچھا خاصہ پریشان کر چکی تھی۔

"بات نہیں کرو مجھ سے۔۔۔"آنکھیں ایک بار پھر نم ہوئی تھیں۔

"تمہارا یہ رویہ اب تکلیف پہنچا رہا ہے مجھے۔" اس بار وہ سرد گی سے بولا تھا۔

"تو پھر بتاؤ مجھے سچ کیا ہے؟" چہرہ اُٹھا کر سوال کرتی وہ سخت لہجے میں باز پرس کر رہی تھی۔

"ڈنر کیا تم نے؟" ذرا جھک کر اس کی سُرخ آنکھوں کی نمی دھیرے سے انگلیوں کے پوروں میں سمیٹتا وہ بات کا رُخ ہی پلٹ گیا تھا۔ آئرہ کتنی ہی دیر خاموشی سے اس کا پُر سکون چہرہ دیکھتی رہی تھی، پھر گہری سانس بھرتی چہرہ جھکا گئی۔

"نہیں کیا ہو گا۔۔۔ معلوم تھا مجھے۔" وہ اس کی خاموشی بھانپ کر بغیر کچھ کہے ہی کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ جب کہ وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے پانی نکال کر پیتی اب خود کو پُر سکون کرنے کی غرض سے غٹا غٹ دو گلاس پانی حلق سے اُتار چکی تھی۔

"اگر ایسا ویسا کچھ بھی ہوا تو میر اوعدہ رہا مروان پہلے تمہیں ماروں گی، پھر خود کو۔۔۔" وہ انتہائی جنونیت سے خود ساختہ سوچوں میں ڈوبی بیڈ پر نیم دراز آنکھیں موند گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

رات کا تیسرا پہر تھا۔ نشاط بیگم کی آنکھ کھلی تو اجمل صاحب کمرے سے غائب تھے۔

"اجمل صاحب!" ان کی سائیڈ کے بستر پر ایک شکن بھی نہیں تھی۔

"یہ کہاں چلے گئے۔" وہ اپنا دوپٹہ اُٹھا کر گلے میں ڈالتی ہوئیں کمرے سے باہر آئی تھیں۔ وہ قدم اُٹھاتیں ہال تک آئیں تو محسوس ہوا کچن کی لائٹ روشن تھی۔ انہیں لگا کہ شاید اجمل صاحب کچن میں موجود تھے۔

"مروان! بیٹا خیریت؟ کیا ہوا؟ اس وقت کچن میں کیا کر رہے ہو؟" انہیں بیٹے کو فریج میں رکھارات کا کھانا مائیکرو ویو میں گرم کرتا دیکھ سوالیہ پوچھا۔ وہ اپنی ماں کو دیکھ ایک لمحے کو چونکا۔

"جی جی سب خیریت ہے۔ بس بھوک لگ رہی تھی۔ آپ یہاں کیوں آ گئیں۔ طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟" وہ نشاط بیگم کو اس پہر دیکھ خود بھی متجسس ہوا۔

"ہاں میری طبیعت تو ٹھیک ہے، مگر اگر تمہیں بھوک لگ رہی تھی تو آئرہ سے بولتے، وہ کھانا دے دیتی بیٹا۔ تم خود کیوں کچن میں آ گئے۔ سارا دن کے تھکے ہوئے ہو گے۔" انہیں بیٹے کی فکر ستائی تھی۔ مروان ان کی محبت پر ہولے سے مسکرایا تھا۔

"آپ کی بہو اِس وقت میرے انتظار میں بھوکی بیٹھی ہے اور ناراض بھی۔اب ایسے میں یہ مشقت مجھے ہی کرنی تھی۔"نشاط بیگم اس کے شریر لہجے پر ہولے سے مسکرائی تھیں۔

"اب شادی ہو گئی ہے تمہاری جلدی گھر واپس لوٹا کرو۔سارا دن میری بچی تمہاری راہ دیکھتی رہی ہے لیکن، تم تو نجانے کہاں مصروف تھے۔میں نے اتنا کہا کہ کھانا کھالے مگر اُسے بھی ضد تھی کہ آج ڈنر تمہارے ساتھ ہی کرے گی۔"اُنہوں نے مزید کہا تو وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔اس کی ضد سے اُس کے علاوہ اور کون واقفیت رکھتا تھا۔

"ہمم! آپ جائیں آرام کریں۔"وہ اب ٹرے میں ایک سالن اور چاول کی ڈش کے ساتھ روٹی کا پوٹ رکھتا ازلی نرم لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"واہ واہ برخوردار! ابھی بیوی آئے بمشکل چوبیس گھنٹے ہوئے ہیں اور آپ بیوی کی چاکری میں جُت گئے۔ویسے تم آج کل کے نوجوان بیوی کے لئے اس قدر اُتاؤلے ہو کہ پہلے دن ہی بیوی کے گھٹنے سے لگ کر بیٹھ جاتے ہو۔"انہوں نے دونوں ماں بیٹے کو کچن میں دیکھ معاملہ بھانپ کر عادتاً طنز کا تیر چلایا تھا۔

"اجمل صاحب! کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ آئرہ بیوی ہے مروان کی۔ بیوی کا خیال اگر شوہر نہیں رکھے گا تو پھر کون رکھے گا۔" بیٹے کو خاموشی سے اپنے کام میں مصروف دیکھ انہوں نے شوہر کو باز رکھا۔

"ہاں بھئی آپ تو کہیں گی ہی۔ آخر آپ کی بھتیجی جو ہے۔ پھپھی بھتیجی ایک ذات۔" وہ استہزائیہ مسکرائے۔

"اور آپ کی بھانجی ہے اور اس گھر کی بہو بھی۔۔۔ اب پرانی باتوں کو اگر بھلا دیا جائے تو اچھا ہے اور ویسے بھی غلطی آپ کے صاحب زادے کی ہے۔ شادی شدہ مرد اتنی دیر رات کو گھر سے باہر اچھے نہیں لگتے۔" انہوں نے مروان کے کندھے پر ایک چپت لگاتے شوہر کو بھی باور کرایا تھا۔

"ہمم! اور بیویاں بھی یوں رات کو کمرے سے باہر گھومتی اچھی نہیں لگتیں۔ چلیں کمرے میں۔ ان کا تو اب خیر سے روز کا یہی معمول ہو گا۔ کیونکہ ان کی بیوی تو روز ہی روٹھ جائے گی۔" وہ نشاط بیگم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنے حصار میں لیتے قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھا چکے تھے۔ جب کہ وہ سر جھٹکتا آئرہ کی فکر میں تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

☆☆☆☆☆

"آئرہ!" وہ روم میں واپس آیا تو وہ آنکھیں موند کر لیٹی تھی۔ سائیڈ پر کھانے کی ٹرے رکھتا وہ دوسری جانب سے گھوم کر خود بھی بیڈ پر بیٹھا تھا۔

"آئرہ اُٹھ جاؤ!" اس کے سرہانے کھڑے ہو کر گھنگھریالے بالوں میں نرمی سے انگلیاں پھیرتا وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔ آئرہ جو نیم غنودگی میں جا چکی تھی۔ اب بھاری ہوتے سر کے ساتھ آنکھیں رگڑتی، کہنیوں کے بل اُٹھ بیٹھی تھی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" اس نے کھانے کی ٹرے دیکھ کر بیزاریت سے کہا۔

"میں نے تم سے پوچھا نہیں ہے کہ تمہیں بھوک ہے یا نہیں۔۔۔ سیدھی شرافت سے انسان بن کر کھانا کھالو، مزید تمہارے نخرے اٹھانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے میرا۔" اس بار وہ سختی سے گویا ہوا تھا، جس کا ایک کے بعد ایک نخرہ شروع ہو چکا تھا۔

"ہاں تو نہ اٹھاؤ۔ میں نے تو نہیں کہا۔" وہ تھکی تھکی سی آواز میں ناراضگی سے بولی تھی۔ ساتھ ہی اس کی گھورتی نگاہوں دل مسوس کر ٹرے کھینچ کر اپنے سامنے کی تھی۔

"اب نکال بھی لو اپنا کھانا۔۔۔کیا مجھے زندہ سالم نگلو گے ؟"پلیٹ میں تھوڑا سا چکن منچورین نکال کر نگاہ اٹھائی تو وہ ہنوز اسے ہی گھور رہا تھا۔

"میں ڈنر کر چکا۔"اس نے کندھے اچکائے۔آئرہ نے غصے سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"کس کے ساتھ ؟اس بسمل کے ساتھ ؟"اس کی پیشانی پر بلوں کا اضافہ ہوا تھا۔

"نہیں یار!ایک دوست کے ساتھ۔۔۔میرا ارادہ تھا جلدی گھر واپس لوٹنے کا مگر۔۔۔"وہ کچھ بول ہی رہا تھا کہ وہ روٹی ہاٹ پوٹ میں واپس رکھتی ٹرے پیچھے کر چکی تھی۔

"میں تمہیں پاگل نظر آرہی ہوں۔میں سارا دن تمہارا انتظار کر رہی تھی اور تم باہر سے کھانا کھا کر آ گئے۔"وہ ناراضگی کا اظہار کرتی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر لیٹ گئی تھی۔

"اُٹھ جاؤ یار۔۔۔میرے خیال سے جتنا تم میرا دل جلا چکی ہو اب مجھے بھی بھوک لگ رہی ہے۔"وہ ہار مانتے ہوئے لہجے میں بولتا ہاٹ پوٹ سے روٹی نکال کر اسی پلیٹ سے لقمہ بنا رہا تھا جو اس نے اپنے لئے بنائی تھی۔

"اتنا عظیم احسان مت کرو مجھ پر۔" وہ ناراضگی سے بولی تھی۔ جب کہ اس بار وہ غصّے سے اسے کندھے سے پکڑ کر سیدھا کر چکا تھا۔

"اب سیدھی شرافت سے کھانا کھاؤ ساری رات تمہارے نخرے نہیں دیکھنے میں نے۔۔۔ صبح جلدی اٹھنا ہوتا ہے مجھے۔" اس بار وہ ذرا خفگی سے بولا تھا۔ چار ناچار آئرہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی اور اسے گھور کر پہلا لقمہ بنا کر منہ میں رکھا تھا۔ جب کہ اب مروان کی بھوک واقعی جاگ چکی تھی۔ وہ پوری رغبت سے کھانا کھانے میں مشغول تھا۔ جب کہ اب آئرہ کا دماغ نئے تانے بانے بن رہا تھا۔

"خطیب کی کال آئی تھی آج۔" اس نے اپنا دماغ پُر سکون کرنے کے لئے موضوع بدلا تھا۔

"اچھا! کیا کہہ رہا تھا؟" اس نے نظر اٹھا کر سوالیہ لہجے میں پوچھتے خود کو لاپرواا ور لاعلم ظاہر کیا تھا۔

"کچھ خاص نہیں۔ بس مما کا افسوس کر رہا تھا۔" وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔ ساتھ ہی مروان نے ایک ہی پلیٹ میں تھوڑی سی گریوی اور نکالی تھی۔ ساتھ تھوڑے چاول بھی ڈالے تھے۔

"تم تو کہہ رہے تھے تم کھانا کھا کر آئے ہو؟" وہ مشکوک ہوئی۔

"بیر سٹر صاحبہ !بیوی ہیں بیوی بن کر رہیں،ڈیٹیکٹیو بننے کی کوشش نہ کریں۔" آخری نوالہ اپنے بجائے اس کی جانب بڑھاتا وہ ذرا خفگی سے بولا تھا۔

"ناراض میں ہوں تم سے۔۔۔یہ تم کس بات کی ناراضگی جتا رہے ہو؟" اس کے سرد لہجے پر وہ ٹھٹھک گئی تھی۔ساتھ ہی وہ اپنا کھانا مکمل کرتی اب گھونٹ گھونٹ پانی حلق سے اُتار رہی تھی۔

"یہ میڈیسن کھاؤ اور سو جاؤ تم۔" وہ اٹھ کر پیناڈول کی ایک گولی اس کی ہتھیلی پر رکھتا ٹرے اُٹھا کر روم ٹیبل پر رکھ چکا تھا۔جب کہ وہ اسے گھورتی ہوئی الیکسا کی جانب گھومی۔

"الیکسا میں ناراض ہوں۔" سائیڈ ٹیبل پر رکھا سیاہ رنگ چھوٹا سا روبوٹ تھا جو اس کی آواز پر بول اٹھا تھا۔

"آئرہ ناراض ہے۔" اس نے جملہ دہرایا۔

"الیکسا بیر سٹر صاحبہ کو بولیں کہ وہ سو جائیں۔ان میں مزید کچھ کہنے سننے یا پھر سہنے کا دم خم نہیں ہے۔" وہ ٹراؤزر کی جیب سے ہاتھ نکال کر قریب آتا اس کے کندھوں پر دباؤ ڈال کر بستر سے لیٹا چکا تھا۔جب کہ الیکسا کو کمانڈ دیتا اب وہ اپنا تکیہ اور چادر اُٹھا کر صوفے پر جا لیٹا تھا۔

"تم وہاں کیوں سو رہے ہو؟" وہ چونک گئی تھی۔ جب کہ وہ سر تک چادر تانتا اپنی خاموش ناراضگی کا اظہار کرتا آنکھیں موند گیا۔ آئرہ کتنی ہی دیر اسے دیکھتی رہی تھی۔ پھر تھک ہار کر بستر پر لیٹ گئی تھی۔ کمرہ تاریکی میں ڈوب گیا تھا۔ جب کہ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

صبح کا رُوشن اُجالا پھیلتے ہی مروان کی آنکھ کھل گئی تھی۔ وہ ساری رات اس تھری سیٹر صوفے پر غیر آرام دہ رہا تھا۔ ایک پل کو سکون نہیں آیا تھا۔ دماغ الگ ہی سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ ایک گہری سانس بھرتا، کنپٹیاں دباتا اُٹھ بیٹھا تھا۔ ایک نظر بے خبر سوتی ہوئی آئرہ پر گئی تو وہ تاسفی انداز میں سر جھٹک کر رہ گیا۔ اس کی کل رات کی حرکت پر اسے بے حد غصہ تھا، مگر اس کے باوجود اُسے پینک اٹیک پڑنے پر وہ اپنی انا اور غیرت کو بالائے طاق رکھ کر اس کی فکر میں لگ گیا تھا۔ مگر، اب اس کا ارادہ اسے سزا دینے کا تھا جسے شاید اپنی غلطی کا احساس تک نہیں تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑکیوں پر سے پردے ہٹاتا واش روم میں بند ہو گیا تھا۔

وہ فریش ہو تا ٹریک سوٹ میں ملبوس آج کئی دنوں بعد جاگنگ کے لئے گیا تھا۔ورنہ پے در پے ملنے والے غموں کے دُکھ تلے اُس کی روٹین بُری طرح سے ڈسٹرب ہو کر رہ گئی تھی۔ایک نظر سوئی آئرہ کو دیکھا جو چلڈ کرتے روم میں ٹھنڈ کے باعث کمبل میں گھسی سو رہی تھی۔

وہ نیچے آیا تو اس کا سامنا نشاط بیگم سے ہوا تھا،جو سر پر نماز کے اسٹائل میں دوپٹہ باندھ کر بیٹھیں تسبیحات پڑھنے میں مشغول تھیں۔اسے دیکھ دھیرے سے مسکرائیں،جس نے ماں کے قریب ہو کر سلام کرتے ان کی پیشانی کا بوسہ لیا تھا۔اخبار پڑھنے میں مصروف اجمل صاحب نے اس پر ایک اُچٹتی سی نگاہ ڈال کر اس کے سلام کا جواب دیا۔

"آئرہ اٹھ گئی؟"انہوں نے اس کی غیر موجودگی محسوس کر پوچھا۔

"نہیں!طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس کی،رات دوا دی تھی ابھی سو رہی ہے۔میں نے ڈاکٹر کو بلوایا ہے۔دوپہر تک آجائیں گی۔زخم بھی دیکھ لیں گی اور اس کا چیک اپ بھی کر لیں گی۔آپ پلیز دیکھ لیجئے گا۔مجھے آج بابا کے ساتھ لاڑکانہ کے لیے نکلنا ہے۔"وہ ذرا عجلت میں بولتا تیزی سے نکل گیا تھا۔نشاط بیگم ایک گہری سانس فضا کے سپرد کر کے رہ گئی تھیں۔

"جب گھنٹوں کے حساب سے ماں کی یاد میں ڈوبی رہے گی تو طبیعت تو آپ خراب ہونی ہے۔" اجمل صاحب نے نخوت سے کہا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا، آخر آپ کو آئرہ سے کس بات کی دشمنی ہے۔" وہ تاسفی انداز میں بولتی سر جھٹک کر ایک بار پھر تسبیحات پڑھنے میں مشغول ہو گئی تھیں۔ جب کہ اجمل صاحب اپنی بیوی کو ایک تیز نگاہ سے نوازتے پھر سے اخبار پڑھنے میں مشغول ہو گئے تھے۔

ایئر کنڈیشن کی کولنگ کے باعث برف ہوتے کمرے کی کھڑکی پر پڑے پردوں کے جھروکوں سے داخل ہوتی سورج کی تیز شعاعوں کی تپش چہرے پر پڑتی اب آنکھوں میں گھسنے لگی تو وہ کروٹ بدل- بدل کر تنگ ہوتی چونک کر بیدار ہوئی تھی۔ غائب دماغی سے اِرد گرد میں نظر دوڑائی تو وہ کمرے میں بالکل تنہا تھی۔ رات کا منظر نگاہوں کے سامنے چھم سے چل پڑا تو وہ سر واپس تکیے پر پھینکتی سوچوں کے محور میں گم ہو گئی۔ سر میں شدید قسم کی ٹیسیں اُٹھ رہی تھیں۔ رات شدت سے رونے کے باعث آنکھیں سُرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔ وہ اک بار پھر ہمت کرتی اُٹھ بیٹھی تھی۔ کرلی بالوں کی الجھی لٹیں

سمیٹ کر جوڑا بناتی، وہ زمین پر پاؤں رکھتی اُٹھنے کو ہی تھی کہ ٹریک سوٹ میں ملبوس مروان کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اتفاقیہ طور پر دونوں کی نگاہوں کا تصادم ہوا تھا۔ وہ نظر پھیر گیا۔

"طبیعت کیسی ہے آئرہ؟" اس کا لہجہ نرم تھا، مگر اُسے اجنبیت سی محسوس ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے۔" وہ کسلمندی سے آنکھیں مسلتی کچھ دیر بیڈ پر بیٹھی رہی تھی۔ جب کہ وہ ڈریسنگ روم میں غائب ہوتا دو منٹ بعد اپنا مطلوبہ ڈریس لے کر رُوم میں واپس آیا تھا۔

"اٹھ کر فریش ہو جاؤ۔ میں نے ڈاکٹر کو تمہارے چیک اپ کے لئے گھر ہی بلوا لیا ہے اور نرس نیو بینڈ ج بھی کر دے گی۔ ناشتہ وغیرہ کر کے فارغ ہو جاؤ۔" وہ اطلاع دینے والے لہجے میں بولا تھا۔

"تم کہاں جا رہے ہو؟" وہ اسے تیاری میں مصروف دیکھ اچنبھے سے بولی تھی۔

"فی الحال لاڑکانہ۔" وہ تیزی سے بولتا باتھ روم میں بند ہو گیا تھا۔ جب کہ وہ کتنی ہی دیر اس کی بیگانگی دیکھتی رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ شاور لیتا نم بالوں کو تولیہ سے رگڑتا واش روم سے باہر آیا تھا۔ تن پر اب سیاہ رنگ کا شلوار قمیض موجود تھا جو اس کی رعب دار شخصیت پر خوب جچ رہا تھا۔ آئرہ نے نوٹس کیا تھا، اس نے جب سے سیاست میں دلچسپی لینی شروع کی تھی وہ زیادہ تر شلوار قمیض ہی پہننا پسند کرتا تھا۔

"فی الحال سے مراد؟" وہ اب قدم اُٹھاتی اس کے نزدیک گئی تھی۔ جو ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑا تھا۔

"دو دن بعد کی میری دبئی کی فلائٹ ہے، اور بسمل بھی میرے ساتھ ہی جا رہی ہے۔" آئینے میں نظر آتا اپنا اور اس کا عکس دیکھ وہ سرد لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"بسمل کیوں؟" اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا بُن گیا تھا۔

"کام سے جا رہے ہیں۔" وہ بے رُخی سے بولتا، سائیڈ سے ہوتا، بیڈ کے سرہانے رکھی سائیڈ میز تک آیا تھا۔

"یہ تمہیں کب سے لڑکیوں سے کام پڑ گئے ہیں؟" اب وہ شدید نقاہت محسوس کر چند قدموں کا فاصلہ عبور کرتی بیڈ پر ہی بیٹھ گئی تھی۔

"ہر بات تو تمہیں نہیں بتا سکتا ناں میں۔" وہ سرد لہجے میں بولتا استہزائیہ مسکرایا تھا۔ آئرہ کو اس کا یہ انداز بُری طرح کھٹک رہا تھا۔

"میں نے کل رات تم سے ایک سوال کیا تھا۔" اب وہ گھوم کر پھر اپنے مطلوبہ سوال پر آئی تھی۔ کلائی میں گھڑی باندھتے مروان کے ہاتھوں کی حرکت تھم سی گئی تھی۔

"فضول سوال مت کرنا اب۔" اس بار اُس نے اس کی جانب پلٹتے سخت لہجے میں ڈپٹا تھا۔

"مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ؟ آخر کہنا کیا چاہتے ہو؟ تم کرنا کیا چاہ رہے ہو؟ مجھ کھل کر بتاؤ گے۔ کبھی ٹھیک سے بات کر رہے ہو۔ کبھی منہ بنا رہے ہو؟" وہ رات سے لے کر اب تک اس کے دھوپ چھاؤں جیسے رویے کے باعث تنگ آ گئی تھی۔

"مسئلہ میرے ساتھ نہیں، مسئلہ تمہارے ساتھ ہے آئرہ! تمہیں اس بات کا احساس ہی نہیں ہے کہ تم اپنی خود سری میں کیا کر رہی ہو۔" اس بار وہ خاموش نہیں رہا تھا۔ جب کہ آئرہ اس کی ضبط کے باعث ہلکی سُرخی مائل آنکھیں دیکھ کچھ سمجھ کر استہزائیہ مسکرائی تھی۔

"اوہ! اب میں سمجھی۔ کل رات میں نے تمہیں غصے میں دو تھپڑ کیا لگا دیا تمہاری تو سو کالڈ مردوں والی انا جوش مار گئی ہے۔ ہے نا؟" وہ طنزیہ طور پر پھنکارتی مروان کے غصے کو ہوا دے چکی تھی۔

"واہ بیرسٹر صاحبہ! کیا بات ہے آپ کی۔۔۔ دنیا کو اچھائی اور صبر کا دَرس دیتی پھرتی ہیں آپ۔ کاش کے تھوڑا خود پر بھی توجہ دی ہوتی۔ لائک سیریسلی آئرہ۔ تمہیں ذرا اندازہ نہیں ہے کہ تم نے کیا کیا ہے؟" اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ آئرہ نے نخوت سے اس کا طنز برداشت کیا تھا۔

"اگر تمہیں مجھ پر اتنا ہی غصہ آرہا ہے کہ میری شکل تک دیکھنے کا دل نہیں چاہ رہا، تو پھر مجھے دو کی جگہ چار تھپڑ لگالو۔۔۔اور اپنا غصہ نکال لو مجھ پر۔" وہ سر جھٹکتی تنک کر بولی تھی۔

"اوہ واؤ۔۔۔یہ تو بہترین آئیڈیا ہے۔واقعی میرا غصہ بھی ٹھنڈا ہو جائے گا اور ایک مرد کے ہاتھ کا کرارا سا تھپڑ کھا کر تمہاری بھی یہ گھاس جیسی عقل ٹھکانے پر آجائے گی۔پتہ نہیں کس بیوقوف نے تمھیں وکالت کی ڈگری دے دی۔خیر چلو چہرہ میری طرف کرو۔" وہ یکدم ہی کف کہنیوں تک موڑتا اس کا چہرہ پکڑ کر سامنے لایا تھا۔آئرہ کی خوف سے آنکھیں پھیل گئی تھیں۔آخر یہ ہونے کیا جارہا تھا اس کے ساتھ۔۔۔

"سو بیرسٹر صاحبہ بی ریڈی؟" اس نے بس کہا ہی تھا ابھی اپنے لفظوں پر عمل کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا کہ آئرہ عجیب ہچکچاہٹ اور خوف کے تحت آنکھیں میچ گئی تھی۔مروان طنزیہ طور پر مسکرایا تھا۔مطلب اسے لگتا تھا کہ وہ واقعی اس پر ہاتھ اُٹھا سکتا تھا۔کیا محبّت تھی اس کی!

"تم یہ بات اچھے سے جانتی ہو آئرہ کہ ہمارے خاندان میں آج تک کسی مرد نے کسی عورت پر ہاتھ نہیں اُٹھایا۔مگر آپ نے جو گھٹیا حرکت کی ہے نا، وہ حرکت میں کبھی مر کر بھی نہیں کر سکتا۔میری ماں کی تربیت مجھے اس چیز کی اجازت نہیں دیتی۔۔۔اور کم از کم میں تمہارے ساتھ تو کسی قسم کی کوئی بھی

سختی بالکل بھی نہیں کر سکتا۔ تمہارے معاملے میں میرا دل کسی کی نہیں سُنتا۔ محبّت کے سامنے بہت بے بس ہوں میں۔" وہ جیسے اپنی بے بسی کا اظہار کر رہا تھا۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔

"مگر ہاں مجھے دُکھ صرف اِس بات کا نہیں ہے کہ تم نے مجھے تھپڑ مارا۔ حالانکہ ایک بیوی کا شوہر کو تھپڑ لگانا زیب نہیں دیتا۔ انتہائی گھٹیا عمل ہے۔ مگر خیر تم نے مجھے اپنا وہی کزن اور دوست سمجھ کر مجھ پر اپنا غصہ نکال لیا۔ میں اس بات کو نظر انداز کر بھی دیتا ہوں۔ لیکن آئرہ کم از کم تمھیں اپنے عمل پر ذرا شرمندگی تو ہونی چاہئے نا؟ جذبات میں انسان اکثر کچھ ایسا کر گزرتا ہے جو اسے نہیں کرنا چاہئے۔ مگر وہ پھر اپنے عمل پر نادم تو ہوتا ہے نا؟ تلافی کرنے کی کوشش کرتا ہے یا کچھ نہیں تو ایک سوری ہی بول دیتا ہے۔ مگر نہیں۔ تم نے تو جو سنا اس پر یقین کر لیا۔۔۔ مطلب خود ہی کٹہرے میں کھڑا کیا اور صفائی کا موقع دیے بغیر سزا بھی سنا دی۔ واہ!" وہ اسے شرمندہ کرتا، اس کے سپاٹ تاثرات پر ایک تاسفی نگاہ ڈالتا پیچھے ہوتا سائیڈ ٹیبل پر رکھی اپنی گاڑی کی چابیاں اور موبائل فون اُٹھاتا تن فن کرتا روم سے نکل آیا تھا۔

جب کہ آئرہ کتنی ہی دیر یونہی آنکھیں کھولے خاموش بیٹھی مخمصے کا شکار رہی تھی۔شاید وہ صحیح کہہ رہا تھا۔رات وہ صرف اُس کی طبیعت کے پیش نظر نرم پڑ گیا تھا۔مگر اس کی ناراضگی بجا تھی۔آئرہ کو اب واقعی احساس ہو رہا تھا کہ وہ جذبات میں کچھ زیادہ ہی غلط کر گزری تھی۔

"السلام علیم پھپھو جان!"وہ فریش ہو کر نیچے آئی تو وہاں صرف نشاط کو موجود پایا تھا۔مطلب وہ دونوں باپ بیٹے گھر سے نکل چکے تھے۔

"وعلیکم السلام بیٹے!مروان بتا رہا تھا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"انہوں نے اس کا بجھا بجھا سا چہرہ دیکھ فکر مندی سے پوچھا۔

"بس رات کو ویسے ہی۔۔۔مروان کہاں ہے؟"اس نے بات بنانے کو سوالیہ انداز میں پوچھا تھا۔

"مروان تو کافی دیر ہو گئی اپنے بابا کے ساتھ چلا گیا۔"انہوں نے جانچتی نگاہوں سے اس کی اتری صورت دیکھ کہا جو مرجھائی ہوئی لگ رہی تھی اور یہ دکھ ماں کا ہر گز نہیں تھا۔

"مروان نے ناشتہ کیا تھا؟"اسے اب جا کر خیال آیا تھا۔

"نہیں۔ کہہ رہا تھا باہر سے کر لے گا۔ مگر تمہیں ناشتہ کرنے کی سخت تلقین کر کے گیا ہے۔" آئرہ نے لب چبائے، وہ بیچارہ کیا خاک ناشتہ کرتا وہ تو اس کا پیٹ اپنی جلی کٹی باتوں سے ہی بھر چکی تھی۔

"اچھا چلو تم بیٹھو، میں ناشتے کا بولتی ہوں۔ پھر مجھے اپنی بیٹی سے کچھ ضروری باتیں بھی کرنی ہیں۔" وہ محبت سے بولی تھیں۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ سیر ہو کر ناشتہ کرتی نشاط کے کمرے میں موجود تھی جسے انہوں نے سیدھا روم میں بلایا تھا۔

"آئرہ بچے آپ کے اور مروان کے درمیان سب ٹھیک ہے؟" وہ اس کے چہرے سے اس کی پریشانی بھانپ گئی تھیں۔

"جی پھپھو!" وہ خفت زدہ سی لب چبا گئی۔

"بیٹا جی آپ دونوں کے اُترے ہوئے چہرے دیکھ کر لگ تو نہیں رہا۔ مروان حد سے زیادہ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔ آپ بھی اس کے جانے کی بعد لیٹ کمرے سے نکلی ہیں۔ رات اچانک تمہاری طبیعت خراب ہو گئی۔" اس بار وہ تفتیشی لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

"جی بس وہ ایسے ہی مما کی یاد آ رہی تھی۔۔۔ اور مروان بھی رات کو دیر سے آیا تھا۔ اس لئے تھوڑی سی لڑائی ہو گئی۔" وہ نگاہیں جھکا کر لب چبا کر بولی تھی۔ جب کہ اس بار ان کے چہرے پر سختی در آئی تھی۔

"یہ مروان دیر سے آیا تھا کیا ہوتا ہے؟" وہ سختی سے بولیں، آئرہ نے زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔ وہ زمرد کی کی گئی تنبیہ ایک بار پھر نظر انداز کر گئی تھی۔

"وہ سوری پھپھو۔ وہ عادت نہیں ہے ناں مجھے مروان کو آپ کہنے کی۔" اس سے قبل کے وہ بھی زمرد کی طرح جھاڑ پلاتیں جو جلدی سے صفائیہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"تو اب آپ یہ عادت آج اور ابھی سے ڈال لیں۔ کیونکہ اب وہ آپ کزن نہیں رہا۔ بلکہ شوہر ہے اور شوہر کی عزت و اطاعت کرنا بیوی پر فرض ہے۔ اور میاں بیوی میں محبّت سے بھی پہلے جو رشتہ توجہ کا باعث بنتا ہے وہ ہے احترام کا۔ چاہے پھر وہ احترام لفظوں میں پوشیدہ ہو یا پھر ایک دوسرے کے عمل

اور فیصلوں میں۔اور جن کی گفتگو میں ادب و آداب پوشیدہ ہوتا ہے پھر ان کی ناراضگیوں میں بھی ان دیکھا احترام رہتا ہے جو رشتوں کو خوبصورتی بخشتا ہے۔دھیان رہے اب میں آئندہ آپ کے منہ سے مروان کے لئے تم نہ سنوں،بس۔"وہ جلدی سے سمجھنے والے انداز میں اثباتی سر ہلا گئی۔

"اب بتایئے کیا بات ہے؟کیونکہ ایک بات تو طے ہے جتنی آپ بچپن سے جذباتی اور تیز مزاج رہی ہیں۔مجھے اچھے سے معلوم ہے مروان کو خوب تنگ کر رکھا ہے آپ نے۔"اُس بار وہ ذو معنویت سے گویا ہوئیں تو وہ خواہ مخواہ ہی شرمندہ ہو گئی۔

"ایسی بات نہیں ہے۔وہ تو بس ویسے ہی۔۔۔"چوری پکڑی جانے پر جھینپ مٹانے کو چہرے پر جھولتی شرارتی سی لٹ کان کے پیچھے اڑسی گئی تھی۔

"خیر بتائیں کیا بات ہے۔مروان بہت پریشان لگ رہا تھا مجھے۔ساس سمجھ کر نہیں ماں سمجھ کر بتا دیں بیٹا جی۔ویسے بھی میں نے آپ کو ہمیشہ بیٹی ہی سمجھا ہے۔ہاں ایک دو بار بیٹے کی محبّت غالب آنے پر غصّہ میں زیادتی کر گئی تھی۔مگر ایک بات ہمیشہ یاد رکھیے گا،آپ اور مروان میرے لئے ایک سا مقام رکھتے ہیں۔"اس بار انہوں نے اس کی مشکل آسان کی تھی۔تو وہ منہ لٹکا گئی۔

"بہت برا ہے آپ کا بیٹا پھپھو۔ غلطی خود کی ہے اور مجھے منانے کے بجائے الٹا ناراض بھی مجھ سے ہی ہو گیا ہے۔" وہ سہارا ملتے ہی آنسو بہاتی ان کے کندھے سے جا لگی تھی۔

"غلطی کی بابت تو میں نہیں پوچھوں گی۔ کیونکہ یہ آپ دونوں کا ذاتی معاملہ ہے۔ مگر وہ ناراض کیوں ہے؟ آپ سے تو وہ کبھی ناراض نہیں ہوتا۔" انہوں نے اسے کندھے سے لگاتے پشت سہلائی تھی۔ وہ اس کی کیفیت اچھے سے سمجھ رہی تھیں۔ اس نے ابھی اتنی اچانک اپنی ماں کو کھویا تھا اور اس طرح رخصتی کا ہو جانا۔ وہ رشتوں میں توازن برقرار نہیں رکھ سک رہی تھی۔

"وہ پھپھو مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔" اس نے دھیمے لہجے میں کہا تھا۔ مگر ہنوز اِسی پوزیشن میں ان سے لپٹی بیٹھی تھی۔ انہوں نے سمجھنے کے انداز میں سوالیہ نظروں سے غلطی کی بابت استفسار کیا۔

"وہ میں نے۔۔۔ کل رات غصے میں مروان کو تھپڑ مار دیا تھا۔" وہ کسی مجرم کی مانند اپنا گناہ تسلیم کر رہی تھی۔ نشاط کو کرنٹ ہی تو لگ گیا تھا۔ اس کی اس حرکت پر انہیں حیرت انگیز جھٹکا لگا تھا۔

"کیا کہا آپ نے آئرہ؟ دماغ تو ٹھکانے پر ہے نا؟ آپ اتنی بدتمیز تو کبھی نہ تھیں۔" اس کی حرکت پر انہیں شدید تاسف نے آن گھیرا تھا۔ آخر ان کے گھر کی کوئی بھی عورت ایسی حرکت کرنے کے بارے میں سوچ بھی کیسے سکتی تھی؟

"مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔"

"کیا مروان نے بھی آپ پر ہاتھ اُٹھایا تھا؟" اس بار وہ مشکوک ہوئی تھیں۔ آخر وہ دونوں کر کیا رہے تھے؟

"نہیں۔ بالکل نہیں۔" اس نے جلدی سے نفی کی تھی۔ بھلا وہ ایسا کر سکتا تھا۔

"تو پھر اپنے شوہر پر آپ کا ہاتھ کیسے اُٹھ گیا آئرہ؟ کیا آپ نہیں جانتی بیوی کا شوہر پر ہاتھ اُٹھانا ناجائز ہے اور گناہ بھی۔۔۔ ویسے تو دونوں ہی کو ایک دوسرے پر ہاتھ اُٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔ مگر بیوی کو تو کسی صورت شوہر پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔" انہوں نے اسے احساس کرایا تو وہ اور شرمندہ ہو گئی تھی۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی پھپھو۔" وہ سخت نادم نظر آ رہی تھی۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا آپ اتنی بے باک کب سے ہو گئیں؟ اور ہاتھ اٹھایا بھی تو کس پر اپنے اس شوہر پر جو آپ پر جان چھڑکتا ہے۔" وہ لب چبا گئی۔

"وہ کزن تھا آئرہ مگر اب شوہر ہے۔ ہمارے مذھب میں شوہر کا بڑا مقام ہے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ بیوی اور شوہر ہی کیا بلکہ کسی کے بھی چہرے پر طمانچہ رسید کرنے کو ہمارے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے تو تمہارا ہاتھ کیسے اُٹھ گیا؟ زمر دنے کبھی تمھیں دینی اور دنیاوی تعلیم دینے میں غفلت نہیں برتی تو پھر کیسے ؟ اس روز غصّہ اور جذبات میں تم پر اپنا بے ساختہ ہاتھ اٹھ جانے پر میں اب تک شرمندہ ہوں۔ نجانے مجھے کیا ہو گیا تھا۔ سمجھ نہیں آرہی کہ کن لفظوں میں معافی مانگوں۔" انہوں نے سمجھانے والے لہجے میں بولتے اپنی غلطی کا بھی اعتراف کیا تھا۔

"نہیں آپ میری ماں کی جگہ ہیں۔ آپ مجھے ڈانٹ بھی سکتی ہیں اور مار بھی سکتی ہیں۔" اس نے جلدی سے ان کے ہاتھ تھام لئے تھے۔

"ڈانٹ سکتے ہیں اور بالکل آپ کی پٹائی بھی لگا سکتے ہیں۔ مگر ہم ماں-باپ ہی اکثر اولاد کے چہرے پر تھپڑ لگاتے وقت ایک چیز سرے سے ہی نظر انداز کر دیتے ہیں کہ چہرے پر مارنے سے اللہّ کے نبی نے منع فرمایا ہے۔ یہ ہماری کوتاہی ہی ہے کہ ہم ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال نہیں رکھتے جو گناہ کا باعث ہوتی ہیں۔" وہ ندامت سے بولی تھیں۔ آئرہ کو یکدم وہ دن یاد آگیا تھا جب پہلی بار زمر دکا ہاتھ

اس پر اٹھا تھا اور وہ کتنے ہی دن اس سے شرمندہ رہی تھیں۔ اور اپنے عمل کی معافی بھی مانگی تھی۔ ماں کی یاد آتے ہی بے ساختہ آنکھوں سے آنسو بہہ گئے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص لڑے تو چہرے سے بچے۔“ متفق علیہ۔ [بلوغ المرام / کتاب الجامع: 1287]

"اب دوبارہ ایسا نہیں ہو گا پھپھو۔ میں مروان سے سوری کر لوں گی۔" وہ رنجیدگی کے عالم میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتی دکھ سے بولی تھی۔

"اچھی بات ہے۔ شوہر کو بیوی کا سائبان بنایا گیا ہے۔ میں آپ دونوں کے نکاح سے ناواقف تھی وگرنہ رخصتی سے پہلے ہی آپ کا دماغ درست کر دیتی۔" اس بار انہوں نے محبّت سے اس کا گال تھپتھپایا تھا۔

"ویسے بھی میں شروع سے تمہاری اور مروان کی دوستی کے خلاف رہی ہوں۔ کزنز میں اتنی گہری دوستیاں اچھی نہیں لگتیں۔ اور نہ ہی ہمارا مذہب ان دوستیوں کی اجازت دیتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ دونوں کو ہمیشہ ہر معاملے میں تنبیہ کی گئی۔ تاکہ آپ رشتوں کا تقدس نہ بھول جائیں۔ مروان آپ کا کزن آپ کا بہت اچھا دوست تھا۔ مگر اب شوہر ہے اور ایک اچھی بیوی شوہر کی فرماں بردار ہوتی ہے۔ مرد کی محبّت عورت کو نڈر بناتی ہے آئرہ بے باک نہیں۔ اگر وہ ابھی آپ کو کچھ نہیں کہتا تو اس کا

یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ اس کی ہر بات سے اختلاف قائم کریں۔ شوہر ہے اور شوہر کی دومان کر ہی دو اپنی منوائی جاتی ہیں۔ میاں بیوی کا رشتہ برابری اور توازن کا رشتہ ہے۔ یہاں توازن بگڑا اور یہاں زندگی میں مسلے مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔" وہ نگاہیں جھکا کر بیٹھی تھی۔ آخر حرکت ہی ایسی کی تھی۔

"ہمارے یہاں عورت مارچ میں فضول قسم کے حقوق کے لئے ریلیاں نکالنے والیوں نے لڑکیوں کے دماغ خراب کر رکھے ہیں کہ وہ مرد کو کچھ سمجھنے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ مرد کو اللہ نے بیوی پر فضیلت دی ہے اور آپ کے حقوق آپ کو چودہ سو سال پہلے ہی مل چکے ہیں۔ اب جن حقوق کی بات کی جاتی ہے وہ محض معاشرے میں بے حیائی پھیلانے کے سوا کچھ نہیں۔۔۔ اور رہی سہی کثر ڈراموں نے پوری کر دی ہے۔ ہمارے یہاں جب سے ایک نجی چینل پر ڈرامہ نشر ہوا ہے جس میں شوہر نے غصّے میں بیوی کو تھپڑ لگایا تو بیوی نے بھی پلٹ کر تھپڑ رسید کر دیا اور لو جی اب ہو گئی مرد عورت کی برابری اور حساب برابر۔ یعنی ہم مار کا بدلہ مار سے لیں گے۔ مطلب تف ہے ایسی چیزیں لکھنے اور نشر کرنے والوں پر۔ یہ انتہائی نازک اور شرعی مسئلہ ہے۔ عورت کا مرد پر ہاتھ اٹھانا جائز نہیں۔ کیونکہ مرد گھر خاندان کا

سربراہ ہے اور دنیا کا کوئی بھی قانون سربراہ پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور نہ ہی دین اسلام نے دی ہے۔ سورہ النسا میں اللہ پاک فرماتا ہے۔"

سورہ النسآء آیت نمبر: ۳۴

ترجمہ: مرد عورتوں کے نگران ہیں، کیونکہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور کیونکہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔ چنانچہ نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں، مرد کی غیر موجودگی میں اللہ کی دی ہوئی حفاظت سے (اس کے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں۔ اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو تو (پہلے) انہیں سمجھاؤ، اور (اگر اس سے کام نہ چلے تو) انہیں خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو، (اور اس سے بھی اصلاح نہ ہو تو) انہیں مار سکتے ہو۔ پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کے خلاف کاروائی کا کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ یقین رکھو کہ اللہ سب کے اوپر، سب سے بڑا ہے۔

فتوی نمبر: 143908200512

دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

"شوہر سے بدزبانی اور بدکلامی کرنا ناجائز اور حرام ہے اور اس کا شوہر پر ہاتھ اٹھانا چاہے شوہر کے ہاتھ اٹھانے کے بعد ہی کیوں نہ ہو انتہائی بے ہودہ حرکت ہے۔ بیوی پر لازم ہے کہ توبہ اور استغفار کرے اور شوہر سے بھی معافی مانگے۔ نیز شوہر کو بھی اللہ تعالی نے حدود میں رہتے ہوئے بیوی کی تادیب کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں سورۃ نساء کی آیت ۳۴ میں اللہ تعالیٰ نے نافرمان بیوی کی اصلاح کے علی الترتیب تین طریقے ذکر فرمائے ہیں:

یعنی عورت اگر نافرمان ہے یا اس کی جانب سے نافرمانی کا اندیشہ ہے، تو پہلا درجہ اصلاح کا یہ ہے کہ نرمی سے اس کو سمجھائے، اگر بیوی محض سمجھانے سے باز نہ آئے، تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ شوہر اپنا بستر علیحدہ کر دے، تاکہ وہ اس علیحدگی سے شوہر کی ناراضگی کا احساس کر کے اپنے فعل پر نادم ہو جائے، قرآن کریم میں "فِي الْمَضَاجِعِ" کا لفظ ہے، اس کا مطلب فقہاء کرام نے یہ لکھا ہے کہ جدائی صرف بستر میں ہو، مکان کی جدائی نہ کرے کہ عورت کو مکان میں تنہا چھوڑ دے، اس سے فساد بڑھنے کا اندیشہ زیادہ ہے۔ چناں چہ ایک صحابی سے روایت ہے:

”میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: جب تم کھاؤ تو انہیں بھی کھلاؤ اور تم پہنو تو انہیں بھی پہناؤ اور چہرے پر مت مارو، اگر اس سے علیحدگی کرنا چاہو تو صرف اتنی کرو کہ (بستر الگ کر دو) مکان الگ نہ کرو۔“

اور جو عورت اس سزا سے بھی متاثر نہ ہو تو پھر اس کو معمولی مار مارنے کی بھی اجازت ہے، جس سے اس کے بدن پر اثر نہ پڑے، اور ہڈی ٹوٹنے یا زخم لگنے تک نوبت نہ آئے اور چہرہ پر مارنے کو مطلقاً منع فرما دیا گیا ہے۔ چناں چہ "بخاری شریف" کی روایت میں ہے:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ مارے؛ کیوں کہ یہ بات مناسب نہیں کہ اول تو اسے مارے پھر اخیر دن اس سے اپنی خواہش پوری کرے۔“

(یہاں اس عورت کا ذکر کیا گیا ہے جو نافرمان ہو اور بھٹک گئی ہو۔ اسے راہ راست پر لانے کے لئے یہ تدابیر کی جاسکتی ہیں)

"یہ ثابت ہوا کہ حالات جیسے بھی ہوں بیوی شوہر پر کسی صورت ہاتھ نہیں اٹھا سکتی۔۔۔ چاہے شوہر ہاتھ کیوں نہ اٹھاتا ہو (وہ گناہگار ہے اور اللہ بہتر حساب کرنے والا ہے) کیونکہ مرد گھر کا سربراہ ہے اور سربراہ پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں۔ بھلا سربراہ پر بھی کوئی ہاتھ اٹھاتا ہے؟ اور اگرچہ آپ کا

شوہر انتہائی کوئی گھٹیا انسان ہے تو پہلا حل یہی ہے کہ آپ اپنے گھر کے بڑوں سے معاملہ ڈسکس کریں۔ اور اگر پھر بھی معاملات قابو میں نہ آئیں تو دوسرا یہ کہ آپ دیکھیں کہ شوہر کی ذات سے آپ کو فائدے زیادہ ہیں یا نقصان۔ اگر فائدے زیادہ ہیں تو اس کا یہ ظلم برداشت کر لیں۔ آخرت کے دن اللہّ کے گھر اس صبر کا بڑا اجر ملے گا۔ اور جب برداشت بھی ختم ہو جائے تو عورت کو ایک راستہ فراہم کیا گیا ہے۔ مطلب انتہائی قدم۔۔۔ وہ اپنے خاوند سے خلع لے سکتی ہے۔ مگر، مرد پر ہاتھ پھر بھی نہیں اُٹھا سکتی۔ کسی صورت نہیں۔ وہ مرد کی تذلیل نہیں کر سکتی کیونکہ یہ غیرت کا معاملہ ہے اور یہ برداشت کسی مرد میں نہیں ہوتی۔ مروان برداشت کر گیا یہ اس کی تمہارے لئے محبّت ہے۔ ورنہ اس نہج پر آ کر گھر خراب ہو جاتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اپنے اس عمل کی معافی مانگو اپنے اللہ سے بھی اور شوہر سے بھی۔" آئرہ کو بے ساختہ یاد آیا کہ رات وہ علیحدہ بستر پر سویا تھا صرف اس لئے تا کہ اسے اس کی غلطی کا احساس ہو سکے۔ مگر اس پر تو نجانے کون سا بھوت سوار تھا کہ اپنی غلطی کہیں دکھائی ہی نہیں دے رہی تھی۔ دل بار بار خود کو ملامت کر رہا تھا۔

"میں سوری کر لوں گی مروان سے۔" وہ شرمندگی سے بولی۔

"اچھی بات ہے۔۔۔اور اب آئندہ خیال رہے شوہر کی عزت کرنے میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں آنی چاہیے ورنہ میں تمہاری پٹائی لگادوں گی۔اور ہاں یہ نہ سمجھنا کہ میں تمھیں اس لئے یہ سب بول رہی ہوں کہ مروان میرا بیٹا ہے۔اگر تمہاری جگہ میری سگی اولاد میری بیٹی ہوتی نا تو بھی میں اس کو ایسے ہی غلطی کا احساس کراتی۔"اس کا گال سہلا کر انہوں نے اس کے آنسو صاف کئے تھے۔جب کہ وہ ایک بار پھر آگے بڑھ کر ان کے گلے لگتی رو پڑی تھی۔ماؤں کا ہونا بھی کتنی بڑی نعمت ہوتا ہے۔اگر ایک ماں چھن گئی تھی تو اب دوسری اس کے پاس ہی موجود تھی۔اور یہ بات دلی طور پر اطمینان کا باعث تھی۔

اجمل صاحب کی ہمراہی میں گورنر ہاؤس میں موجود مروان موبائل اسکرین پر پاپ اپ نوٹیفیکشن میں آئرہ کا پیغام جگمگاتا دیکھ چونکا۔وہ میسجیز پر کم ہی بات کرتی تھی۔

"سوری!"یک حرفی معذرتی لفظ دیکھ اُس نے گہری سانس بھری۔

"فار وہاٹ؟"اس نے سوال کیا۔

"کل رات کے لئے۔" فوری جواب آیا تھا۔

"آہمم!" دوسری جانب ٹائپنگ ہو رہی تھی۔

"میں شرمندہ ضرور ہوں مروان! مگر، میرے سوالات ابھی بھی وہی ہیں جو کل رات تھے۔" اُس کے تحفظات پر مروان کے لبوں پر ایک محظوظ کن مسکراہٹ کھلی۔

"اور تمہارے تمام سوالات کے جواب میں کل رات ہی دے چکا ہوں۔" اس نے وہی گول مول جواب دیا۔

"گھر کب تک آئیں گے؟" اتنی عزت پر مروان نے ابرو اٹھائے۔ جب کہ وہ سوال کرتی، فی الحال بحث کا ارادہ ترک کر چکی تھی۔

"میرا کوئی ارادہ نہیں ہے گھر آنے کا۔" آئرہ کا منہ کھل گیا تھا۔

"کس خوشی میں؟" ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"بیوی کے فضول سے شک و شبہات دور کرنے کے چکر میں ساری رات رتجگا کرنے سے بہتر ہے میں فائلوں سے دل لگی کر لوں۔" وہ ٹیبل پر پڑی کچھ اہم پروجیکٹس کی فائلز پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالتا شرارتی لہجے میں ٹائپنگ کر رہا تھا۔

"سیدھا شرافت سے گھر وقت پر آجایئے گا۔ ورنہ میں وہاں آنے میں دیر نہیں لگاؤں گی۔" اس بار دھمکی لگاتی وہ اپنی ٹیون میں واپس آئی تھی۔

"غالباً ابھی معذرت کی تھی آپ نے!" اس نے گویا یاددہانی کرائی۔

"تو؟" وہی ازلی ہٹ دھرمی۔

"تو، کچھ نہیں۔۔۔ مصروف ہوں میں۔" اس نے ناراضگی جتائی تھی۔

"میں معافی مانگ چکی۔ اب سیدھا شرافت سے میرا سوری ایکسیپٹ کر لیں جناب۔ اور ہاں شام کو جلدی گھر واپس آجایئے گا۔ میں انتظار کروں گی۔" دوسری جانب سے حکم صادر کیا گیا تھا۔ مطلب مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق مروان کو سوری ہر حال قبول کرنا ہی تھا۔

"اور اگر نہیں آؤں تو؟" وہ اس کا ضبط آزما رہا تھا۔

" فائن!میں خود ڈرائیو کر کے آجاؤں گی۔بغیر کسی گارڈ کے۔"اس نے جتاتے لہجے میں کہا۔

"اوہ دھمکی!چلیں دیکھ لیتے ہیں محترمہ کہ آپ کس قابل ہیں۔"وہ گہری سانس بھرتا موبائل سائیڈ پر رکھ چکا تھا۔جب کہ آئرہ نے بھی موبائل اوندھے منہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔

"بابا!"بسمل اپنے باپ کے آفس میں موجود ذرا پُر سوچ سی پکار بیٹھی تھی جو کچھ ضروری کام نبٹانے میں مگن تھے۔

"جی!"وہ متوجہ ہوئے۔

"یہ آئرہ کے باپ کا قاتل کون ہے؟"وہ سوالیہ لہجے میں بولی تھی۔

"آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟"انہوں نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"ویسے ہی۔۔۔وہ اجمل سلطان پر الزام لگاتی ہے تو اس میں کچھ تو سچائی ضرور پوشیدہ ہو گی نا۔"وہ کڑی سے کڑی جوڑ رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔ایسی کوئی سچائی نہیں ہے۔اس لڑکی کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے بس۔"انہوں نے بیٹی کا دماغ ہٹانا چاہا۔

"مجھے ایسا نہیں لگتا۔مجھے لگتا ہے کہ ضرور دال میں کچھ تو کالا ہے اور آپ تو اجمل انکل کے ساتھ شروع سے ہیں۔تو ایسا کیسے ممکن ہے کہ اتنی اندر کی بات سے آپ ناواقف ہوں۔"وہ معنی خیزی سے بولی تھی۔

"سمجھدار ہو گئی ہیں آپ۔"وہ استہزائیہ مسکرائے تھے۔

"میں سوچ رہی ہوں کہ اس بار پارٹی کی طرف سے الیکشن میں لڑوں گی۔"اس نے گویا دل کی بات کی تھی۔

"آپ!مگر کیوں؟"وہ حیران ہوئے۔

"اس میں اتنا حیرانگی والی کون سی بات ہے۔اگر آپ کا کوئی بیٹا ہوتا تو کیا آپ اسے سیاست میں لانچ نہیں کرتے۔اب اسی طرح مجھے متعارف کرا دیں۔"اُسے باپ کی حیرانگی ذرا زیادہ ہی کھلی تھی۔

"اہمم!سوچا جا سکتا ہے۔"وہ پُرسوچ سے سر ہلا گئے۔

"سوچنا نہیں ہے بابا۔۔۔بلکہ کرنا ہے۔"وہ گویا تنبیہ کر رہی تھی۔

"مطلب آپ مروان سلطان کے مقابل آنا چاہتی ہیں؟یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہم ایک ہی پارٹی سے منسلک رہے ہیں اور ابھی بھی ہیں؟"وہ بیٹی کی حرکتوں سے خوب واقف تھے۔

"ہم اپنے الگ انتخابی نشان کے ساتھ الیکشن لڑیں گی۔اور آپ ایک پریس کنفرنس کریں اور اجمل سلطان کی پارٹی سے دستبرداری کا اعلان کر دیں۔"گردیزی صاحب پُر سوچ سے اپنی بیٹی کے چہرے پر کچھ کھوجنا چاہ رہے تھے۔

"کیا چاہ رہی ہیں آپ؟"انہوں نے براہ راست سوال کیا تھا۔

"آئرہ کی بربادی۔"وہ منہ میں زبان گھماتی چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے گویا ہوئی۔

"مروان کی وجہ سے؟"انہوں نے ابرو اٹھائے۔

"جو میرا نہیں رہا بابا!میں اُسے کسی اور کا بھی نہیں ہونے دوں گی۔"وہ طنزیہ طور پر مسکرائی تھی۔

"مروان کے ساتھ دبئی جانے کی کوئی بڑی وجہ؟"اِس بار وہ کھوجتی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ مگر ہمارا یہ ٹرپ ان دونوں کے درمیان فاصلے بڑھانے کی وجہ ضرور ہو گا۔" وہ بیٹی کے دماغ پر استہزائیہ قہقہہ لگا گئے۔

"وہی روایتی سازشی حرکت۔۔۔ آپ کچھ نیا ٹرائی کریں بسمل!" گویا وہ ذرا مایوس ہوئے۔

"نیا سے مراد؟"

"نیا سے مراد۔۔۔ کچھ ایسا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ مطلب اس تمام قصے میں آپ کا نام نہیں آنا چاہئے۔" اس بار وہ سنجیدگی سے باور کراتے لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"بے فکر رہیں بابا! ایسا ہی ہو گا۔" اس بار وہ باپ کی معنی خیز بات سمجھ کر ہولے سے مسکرائی تھی۔

"آجائیں!" اجازت ملنے پر ملازمہ روم میں آئی تھی۔

"جی؟" آئرہ نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔ جب کہ وہ اس وقت ایک کیس اسٹڈی کرنے میں بزی تھی۔ اس کا ارادہ جلد از جلد فرم جوائن کرنے کا تھا۔

"میڈم ڈاکٹر صاحبہ آئی ہیں آپ کا چیک اپ کرنے۔" اس نے اطلاع دی۔

"بھیج دو۔" وہ لیپ ٹاپ بند کرتی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی۔ جبھی دستک دیتی ڈاکٹر صاحبہ روم میں داخل ہوئی تھیں۔

"السلام علیکم!" وہ سلام کا جواب دیتی قریب ہی بیڈ پر بیٹھ گئی تھیں۔

"اب کیا کر لیا ہے بیرسٹر صاحبہ! مروان صاحب کو تنگ کرنے کی قسم کھا رکھی ہے آپ نے۔ بیچارے ہر وقت پریشان ہی رہتے ہیں۔" اُنہوں نے شرارتی لہجے میں کہا تھا۔ آئرہ ہولے سے مسکرائی تھی۔

"بس کچھ نہیں۔۔۔ رات سے سر میں بہت درد ہے اور باڈی میں بھی بہت درد ہے، شاید اس زخم کی وجہ سے۔" اس نے کندھے اچکائے تھے۔

"ہمم! تو جناب ریسٹ کریں آپ۔ اس طرح موبائل اور لیپ ٹاپ یوز کریں گی تو درد بڑھ جائے گا۔" ان کا اشارہ پاس رکھے لیپ ٹاپ کی جانب تھا۔

"اُسے نہیں چھوڑ سکتی میں۔۔۔" وہ نفی میں سر ہلاتی مسکراتی اب زخم کا جائزہ لے رہی تھیں جو خشک ہو گیا تھا مگر، ابھی پرا پر ہیلنگ نہیں ہوئی تھی۔

"خیر میں کچھ پین ریلیف ٹیبلیٹس لکھ رہی ہوں۔ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ آرام کریں۔ نرس بینڈیج چینج کر دے گی۔ اب مجھے اجازت دیں۔"

وہ اس کا چیک اپ کرتی روم سے نکل آئی تھیں۔ جب کہ وہ اب تھکن سی محسوس کر آرام کی غرض سے لیٹ گئی تھی۔ دل تھا کہ کسی چیز میں لگ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ اور مروان تھا کہ وہ اس کی ٹینشن دور کرنے کے بجائے مزید بڑھا دیتا تھا۔

"مروان سلطان!" وہ ابھی وہاں سے نکل ہی رہا تھا کہ خطیب عالمگیر کی آواز پر پارکنگ میں ہی ٹھہر گیا تھا جہاں سناٹا سا تھا۔ ٹریفک اپنے معمول کے مطابق رواں دواں تھا۔

"کیسے ہو؟" وہ پورے قد سے اُس کے مقابل آیا تھا۔

"یہ تو تم مجھے بتاؤ، جیل کی ہوا کھانے کے بعد کیسے ہو؟" مروان نے مسکراتے لہجے میں استفسار یہ پوچھا۔

"میں تو تمہارے سامنے ہوں اور اچھا بھلا ہوں۔سنا ہے تمہاری بیوی کو گولی شولی لگ گئی تھی۔پھر ماں گزر گئی۔اور آج کل تمہاری قید میں ہے۔"اس نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔

"اپنی زبان کو لگام دو۔بیوی ہے میری اور مجھے اپنے گھر کی عورت کا تذکرہ یوں سڑک پر کرنا پسند نہیں۔۔۔تو بہتر یہی ہے کہ اپنی سوچ کو اپنے تک محدود رکھو۔"مروان نے بمشکل ضبط کرتے سخت لہجے میں تنبیہ کی تھی۔

"اوہ۔ویسے بیوی اگر آئرہ جیسی ہو تو انسان کا دیوانہ ہونا بنتا بھی ہے۔"وہ ایک بار پھر سلگتے لہجے میں بولتا اس کا ضبط آزما رہا تھا۔

"اپنی بکواس بند رکھو۔۔۔آئے اپنے پاؤں پر ہو،ایسا نہ ہو واپس چار کندھوں پر جاؤ۔"اس نے دانت کچکچا کر اسے باز رکھنا چاہا تھا۔وہ اس وقت گورنر ہاؤس کے باہر ہی کھڑے تھے۔

"ہائے!کیا عاشقانہ مزاج ہے۔ایک وقت تھا کہ میں بھی تمہاری بیوی کی محبت میں بُری طرح سے گرفتار تھا۔ویسے مردوں کو لبھانے کے سارے گُر۔۔۔"وہ خباثت سے مزید کچھ بولتا اس سے قبل ہی مروان کا ضبط جواب دے گیا تھا اور اس کی جانب سے جبڑے پر پڑنے والے سخت قسم کے پنچ پر اس

کے لفظ لبوں میں ادھورے ہی رہ گئے تھے۔ وہ حدود سے کافی دور تھے۔ اس لئے اب تک کسی کی نظروں میں نہیں آئے تھے۔

"یو۔۔۔" اپنے منہ سے خون آتا دیکھ بپھرے شیر کی طرح اس پر چڑھ دوڑا تھا۔ جب کہ اس بار مروان ٹھہرا نہیں تھا، بلکہ پے در پے کئی مکے چہرے پر جڑ دیے تھے۔ اور اب پارکنگ ایریا کی سائیڈ عجیب ہی گھسان کا رن چھڑ گیا تھا۔ وہ دونوں گتھم گتھا تھے۔۔۔ جبھی خطیب نے جیب سے ریوالور نکال کر مروان پر تان لی تھی۔

"تم ذلیل انسان۔۔۔ کیا کرو گے ہاں؟ چلاؤ گولی!" اس وقت مروان کے سر پر بھی جنون سوار تھا۔ باہر موجود گارڈز دوڑ کر ان کی جانب بھاگتے ہوئے آئے تھے۔ مگر، اس سے قبل ہی خطیب فائر کھول چکا تھا اور فضا ٹھا! کی آواز کے ساتھ گونج اُٹھی تھی۔

"یا میرے اللہ! نشاط بیگم جو اپنی کسی سُوچ میں گم کچن میں کھڑی تھیں۔ کسی عجیب وسوسے کے تحت چونک کر رہ گئیں۔

"کیا ہوا میڈم! سب خیریت ہے؟" کک نے انہیں یوں کپکپاتا دیکھ تفتیش بھرے لہجے میں پوچھا جو بمشکل قدم اٹھاتیں کچن میں پڑی گول ٹیبل کے گرد رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی تھیں۔

"ہاں! سب خیریت ہے۔۔۔ پتہ نہیں میرا دل کیوں گھبرا رہا ہے۔" وہ بے چینی کا شکار گویا ہوئی تھیں۔

"میڈم! آپ بیٹھیں، پانی پئیں۔" کک نے جلدی سے ملازمہ کو آئرہ کا بلانے کا پیغام دیتے انہیں پانی دیا تھا۔ جو وہ دو گھونٹ پی کر واپس رکھ چکی تھیں۔

"کیا ہوا پھپھو؟" وہ بھاگتے قدموں سے کچن میں داخل ہوئی تھی۔ چہرے پر حواس باختگی چھائی ہوئی تھی۔

"آئرہ بچے ذرا مروان کو کال کر کے تو پوچھو وہ ٹھیک تو ہے ناں۔ پتہ نہیں میرا دل کیوں گھبرا رہا ہے۔" وہ آئرہ کو دیکھ جلدی سے بولیں۔

"ریلیکس! میری ابھی کچھ دیر پہلے ہی مروان سے بات ہوئی ہے۔ سب ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ابھی کال پر بات کراتی ہوں آپ کی۔" وہ اِنہیں اپنے حصار میں لیتی نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ مگر دوسری جانب سے پاور آف جا رہا تھا۔

"کیا ہوا؟" انہوں نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا تھا۔

"نمبر بند آ رہا ہے۔" اس نے لب چبائے تھے۔

"یا اللہ خیر! میرے بچے کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا۔" انہوں نے فوری دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تھے۔ جب کہ اب آئرہ بھی پریشان ہو گئی تھی، کیونکہ وہ اپنا نمبر کبھی بھی بند نہیں کرتا تھا۔

"پھپھو ہو سکتا ہے وہ کسی ایسی جگہ ہوں جہاں سگنلز کا ایشو رہتا ہے۔ آپ پلیز ریلیکس رہیں۔" انہیں تسلی دیتی وہ مسلسل اس کا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ جو مستقل بند آ رہا تھا۔ کچھ سوچ کر اس نے اجمل سلطان کا نمبر ڈائل کیا تھا اور ایسا زندگی میں پہلی بار ہوا تھا مگر، دوسری جانب سے بھی مایوسی کا سامنا ہوا تھا۔

"یا اللہ خیر رکھنا۔" بے ساختہ ہی دل سے دعا نکلی تھی۔

"پاگل ہو گئے ہو؟" گولی مروان کا کندھا چھو کر گزر گئی تھی۔ سد شکر تھا کہ وہ بروقت پیچھے ہوا تھا، وگرنہ یہ نشانہ اس کے دل کا تھا۔

"چھوڑو مجھے۔" مروان جھٹکا لگنے پر دو قدم پیچھے ہوا تھا۔ جب کہ گارڈز اور پولیس کے عملے نے فوری طور پر خطیب کو قابو کیا تھا۔ اتفاقیہ طور پر آج وہ پروٹول کی دونوں گاڑیاں گھر روانہ کر گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس وقت پارکنگ میں بالکل تنہا تھا۔

"تم۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بیٹے پر گولی چلانے کی؟" اجمل صاحب مروان کو زخمی دیکھ درشتگی سے پھنکارے جو پولیس کی زیرِ حراست تھا۔

"لے کر جاؤ اسے انسپکٹر! اور یاد رہے اِس بار اس کی بیل نہیں ہونی چاہئے۔ یہ پہلے بھی میرے ایک بیٹے کے قتل کے الزام میں ضمانت پر ہے اور اب دوسرے پر قاتلانہ حملہ کیا ہے۔" وہ دُرشت لہجے میں چنگھاڑتے مروان کی جانب متوجہ ہوئے، جو اُسے سخت نظروں سے دیکھتا گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ جب کہ اب ان کا رخ ہسپتال کی جانب تھا۔

* * * * * * * * * * * *

"یامیرے اللہ! یہ کیاہو گیامر وان؟"نشاط بیگم کی جیسے ہی نگاہ گھر میں داخل ہوتے زخمی سے مر وان سے جا ٹکرائی تھی وہ ہول کر رہ گئیں۔

"کچھ نہیں ہوا اماں! بس ہلکی سی چوٹ لگ گئی ہے۔"اس نے ان کے گرد بانہیں پھیلائے، بازوؤں کے حصار میں لیتے آئرہ کو تلاش کرنا چاہا تھا۔ مگر، نگاہیں ناکام ہی واپس لوٹ آئی تھیں۔

"یہ چوٹ؟ کیسے لگ گئی۔ کیاہوا ہے مر وان کو اجمل صاحب؟"وہ بازوؤں پر بندھی پٹی دیکھ پریشان کن لہجے میں بولی تھیں۔۔جب کہ اطلاع ملتے ہی آئرہ بھی بھاگتے قدموں سے نیچے آئی تھی۔ مگر، مر وان کے ہاتھ پر پٹی دیکھ وہ بھی پریشان ہوئی تھی۔

"یہ کیاہو گیا! یہ چوٹ کیسے لگ گئی مر وان؟'وہ قریب آتی سوالیہ لہجے میں بولی، جس نے نفی میں سر ہلاتے اسے ریلیکس کرنا چاہا تھا مگر، اس سے قبل ہی خاموش کھڑے اجمل صاحب بول اُٹھے۔

"تمہاری مہربانی ہے بی بی۔ آج تمہاری وجہ سے میر ابیٹا موت کے منہ سے واپس آیا ہے۔"وہ سخت لہجے میں پھنکارے تو آئرہ نے بے یقینی سے مر وان کی جانب دیکھا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے بابا! غلطی میری تھی۔" اس نے آئرہ کو حواس باختہ سا دیکھ نرم لہجے میں کہتے آئرہ کو کندھے سے پکڑ کر قریب کیا تھا۔

"یہ تم اپنی بیوی کی ہر غلطی پر پردہ ڈالنا چھوڑ دو۔ جانتی ہو گولی لگی ہے اسے۔۔۔ اور چلانے والا وہ تمہارا سابقہ عاشق تھا۔" وہ انتہائی نفرت سے بولے۔ آئرہ نے خاموش نگاہوں سے مروان کی جانب دیکھا تھا۔ نشاط بیگم نے پریشانی سے ان کی جانب دیکھا تھا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں اجمل صاحب! اگر اس بدبخت نے ایسا کچھ کیا بھی ہے تو اس میں آئرہ کا کیا قصور ہے۔" وہ اس کی خاموشی محسوس کر اس کا دفاع کرنے لگی تھیں۔

"نشاط بیگم اسی کا قصور ہے سارا! جب سے ہماری زندگی میں آئی ہے۔ سکون نامی چیز مٹ کر رہ گئی ہے۔ اور تمہاری اور تمہارے بیٹے کی بے جا حمایت نے اسے مزید بے باک کر دیا ہے۔" وہ انتہائی نفرت سے بولے تھے۔

"بابا پلیز خاموش ہو جائیں۔ میں اس وقت آپ کو سمجھانے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ مجھے سکون سے بیٹھ تو جانے دیں، پلیز!" اس بار وہ خفگی سے بولا تھا۔ آئرہ بالکل خاموش کھڑی تھی۔

"اجمل صاحب پلیز چپ کر جائیں۔اور اگر آپ واقعی کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اس بدبخت کو پولیس کے حوالے کریں جس نے میرے بچے پر گولی چلائی ہے۔بیٹا بیٹھو تم۔۔۔میں تمہارا صدقہ نکالتی ہوں۔میرے دونوں بچوں کو پتہ نہیں کس بد نظر کی نظر لگ گئی ہے۔میرا پہلے ہی دل گھبرا رہا تھا۔"انہوں نے مروان کو صوفے پر بیٹھاتے بڑبڑاتے لہجے میں کہتے ملازمہ کو اپنا بیگ لانے کی آواز لگائی تھی۔جب کہ اجمل صاحب انہیں ایک سخت نگاہ سے نوازتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے۔آئرہ خاموش سی زمین گھور رہی تھی۔جب کہ مروان کی نگاہیں اُس کے سپاٹ چہرے پر ہی مرکوز تھیں۔

"آئرہ میں ٹھیک ہوں۔"بلآخر اس کی جانب ہاتھ بڑھا کر اُسے اپنے حصار میں لیا،ساتھ ہی اسے اسمائل پاس کرتا وہ ذرا نرم خوئی سے بولا تھا۔جو اثبات میں سر ہلاتی اپنے حواسوں میں نہیں لگی تھی۔

"اللہ پاک تم دونوں کو بری نظر سے بچائے۔سدا سہاگن رہو۔"انہوں نے دونوں پر سے کئی ہزار کے نوٹ وار کر ملازمہ کی ہتھیلی پر رکھے تھے۔

"مروان درد تو نہیں ہو رہا ہے نا میری جان!"اب وہ کسی ڈاکٹر کی طرح زخم کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں ماما۔ ریلیکس کریں آپ لوگ۔۔۔بس کھانا کھاؤں گا۔ مگر، اس سے پہلے فریش ہونا ہے مجھے۔" وہ نشاط بیگم کی فکر پر ہولے سے مسکرایا تھا۔

"ہاں ہاں! آئرہ بیٹا جاؤ۔۔۔مروان کو کمرے میں لے کر جاؤ۔" اس بار انہوں نے بھی اس کی غائب دماغی کا نوٹس لیا تھا۔

"جی، جی پھپھو۔ چلو!" اس نے چونک کر کہتے مروان کی جانب دیکھا۔

"ماما کیا آپ کی بہو مجھے گود میں اُٹھا کر لے کر جائے گی۔" وہ ماحول میں چھایا تناؤ کم کرنے کی غرض سے ہلکے پھلکے لہجے میں بولا تھا۔

"شیطان! تنگ نہیں کرو، پہلے ہی تمہیں اس طرح دیکھ کر پریشان ہو گئی ہے۔" انہوں نے اسے تنبیہ کرتے اپنا رخ کچن کی جانب کیا تھا۔

"کس مخمصے میں چلی گئی ہیں بیرسٹر صاحبہ۔۔۔روم میں لے کر چلیں مجھے۔ ایک قدم بھی نہیں اٹھایا جا رہا مجھ سے۔" وہ شرارتی لہجے میں بولا تھا۔ اس بار آئرہ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"گولی صرف چھو کر گزری ہے!سیدھا شرافت سے اوپر چلو۔" وہ اپنی ٹیون میں واپس آئی تو وہ ہولے سے مسکراتا دوسری طرف سے اُسے اپنے حصار میں لیتا اپنی خواب گاہ کی جانب بڑھا تھا۔جب کہ آئرہ کا دماغ اجمل صاحب کی باتوں میں ہی اٹکا ہوا تھا۔

"ایس پی!میں کہتا ہوں میرے بیٹے کو حوالات سے باہر نکالو۔ایک بات سمجھ نہیں آتی تمہیں۔" وہ پولیس اسٹیشن میں موجود حوالات میں بند خطیب کو دیکھ چنگھاڑے تھے۔عالمگیر صاحب کی کوئی بھی سفارش کام نہیں آرہی تھی۔

"میں معذرت چاہتا ہوں سر!مگر،اوپر سے آرڈر ہیں کہ تین دن سے پہلے ضمانت ممکن نہیں۔" اس نے اپنی بے بسی کا اظہار کیا تھا۔

"وہاٹ ربش!تم سب کو میں دیکھ لوں گا۔" وہ ایک نظر خطیب پر ڈال کر وہاں سے نکل آئے تھے۔

وہ روم میں آتے ہی واش روم میں بند ہو گیا تھا۔۔۔البتہ آئرہ بیڈ کے سرہانے بیٹھی سوچوں میں گم کھٹکے کی آواز پر چونکی تھی۔

"آئرہ مجھے کوئی شرٹ دو پلیز! مجھے چینج کرنا ہے۔"اس نے وہیں سے آواز لگائی تھی۔

"دیتی ہوں!"وہ جلدی سے اُٹھتی ڈریسنگ روم سے اس کے لئے ایک شرٹ اور ٹراوزر نکال کر واش روم کی جانب آئی تھی۔

"مروان!"اس نے دستک کے ساتھ ہی اسے کپڑے تھمائے تھے جو وہ لیتا واش روم کا دروازہ واپس بند کر چکا تھا۔اور وہ دوبارہ سے اپنی جگہ پر واپس آ بیٹھتی اب مروان کے باہر آنے کی منتظر تھی۔

وہ کچھ دیر میں شاور لیتا باہر آیا تو آئرہ نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا تھا۔

"جناب دماغ تو نہیں خراب ہو گیا؟ ایسا تو نہیں گولی چھو کر گزری ہے مگر ساتھ ہی دماغ کی ساری عقل بھی لے اُڑی ہے۔"اس نے اس کے نم بالوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"غالباً تم نے صبح سوری کیا تھا؟"اس نے آئینہ میں نظر آتا اس کا عکس دیکھ کہا۔

"تو؟"اس نے ابرو اٹھائے۔

"تو یہ محترمہ کہ آپ پھر سے لڑائی کے موڈ میں ہیں۔"وہ اس وقت ٹراؤزر کے ساتھ محض سیاہ رنگ سنڈو میں موجود تھا۔جب کہ شرٹ وہ صوفے پر ڈال چکا تھا۔

"میں نہیں آپ۔"وہ طنزیہ طور پر کھینچ کر بولتی قریب آتی اب بازو کا جائزہ لے رہی تھی۔اس نے ہاتھ کو بچا کر زخم پر پلاسٹک ریپ کر کے احتیاط سے شاور لیا تھا۔جس وجہ سے بینڈ یج گیلی نہیں ہوئی تھی۔

"دکھاؤ مجھے۔کہیں بینڈ یج پانی سے تر تو نہیں کر لی۔"وہ قریب آتی اس وقت اس کا شرٹ لیس ہونا فراموش کر گئی تھی۔

"نہیں ہوئی۔"اُس نے ہاتھ لگا کر محسوس کیا تو وہ واقعی خشک تھی۔جب کہ اب دونوں عین مقابل آ کھڑے ہوئے تھے۔

"ماموں کیا کہہ رہے تھے۔خطیب نے گولی کیوں چلائی تھی؟"اب وہ بینڈ یج پر انگلی پھیرتی سوالیہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"میری شرٹ دو ذرا۔۔۔بلکہ ایک کام کرو مجھے پہننے میں ہیلپ کرو۔ایک ہاتھ سے پہنی نہیں جا رہی۔"وہ آرام سے بینڈ تیج اُتار کر پہلے ہی الگ کر چکا تھا۔آئرہ نے اس کے بات گھمانے پر ایک تاسفی نگاہ ڈالی تھی۔مطلب وہ بتانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

"جلدی کرو یار!بھوک لگ رہی ہے مجھے۔"وہ سر جھٹکتی صوفے پر سے ہاف سلیوٹی شرٹ اٹھا کر لائی تھی۔

"پہناؤں کیسے؟"اس نے اس کا سر دیکھا اور پھر زخمی بازو۔

"یہاں ایک ہاتھ سے ڈالو پہلے۔"مروان نے پہلے زخمی ہاتھ میں شرٹ ڈالا تھا۔اور پھر دوسرا ہاتھ،اور پھر شرٹ سر سے ڈالی تھی۔

"اب شرٹ صحیح کرنے میں تو ہیلپ کرو میری۔کیسی بیوی ہو تم،یہاں تمہیں گولی لگی تھی تو میں نے تمہاری اتنی کیئر کی تھی اور تم جان چھڑا رہی ہو۔۔"اُس نے اسے فوری ہاتھ پیچھے کرتے دیکھ شکوہ کیا۔جب کہ اس بار اس نے مروان کے شکوے پر ذرا جھجھک کر شرٹ کھینچ کر ٹھیک کی تھی۔

"تھینک یو!" وہ اچانک ہی جھک کر اس کے گال کا بوسہ لیتا پیچھے ہوا تھا۔ اور وہ جو ہڑبڑائی سی تھی۔ دروازے پر ہونے والی دستک پر گھبرا کر دو قدم پیچھے ہوئی۔

"آجائیں!" مروان نے اسے کندھے سے پکڑ کر بیڈ پر بیٹھاتے قدم دروازے کی جانب بڑھائے۔

"سر یہ میڈم نے آپ دونوں کے لئے کھانا بھیجا ہے۔۔۔ اور میڈم آپ کے لئے پیغام ہے کہ مروان صاحب کو میڈیسن دینے کے بعد گرم دودھ لازمی دیجئے گا۔" ملازمہ سرونگ ٹرالی روم میں لاتی اطلاع دینے والے لہجے میں بولی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ جائیں آپ۔" آئرہ اس کے ہاتھ سے ٹرالی کا ہینڈل پکڑتی روم میں پڑی کانچ کی ٹیبل تک لائی تھی۔

"یہ اچھا کام کیا ہے میری ماں نے۔ ورنہ اس معاملے میں محترمہ بالکل ہی نکمی ہیں۔" وہ شرارت سے بولتا صوفے پر آکر بیٹھا تھا۔

"کون سا کام؟" اس نے خشمگیں نگاہوں سے گھورتے کھانے کی ڈشز اٹھا کر ٹیبل پر رکھی تھیں۔

"یہی کھانا روم میں بھجوانے کا۔۔۔ورنہ فضول میں اچھا خاصہ وقت کھانا کھانے میں لگ جاتا، اور اب ظاہر ہے سب کے سامنے تو میں تم سے ہاتھ سے کھانے کی فرمائش بھی نہیں کر سکتا تھا۔" وہ شرارتی لہجے میں بولا تھا۔ آئرہ نے گھور کر دیکھا تھا۔

"تمہیں کیوں یہ خوش فہمی ہے کہ میں تمہیں اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاؤں گی۔" اس نے ایک پلیٹ میں چاول ڈالتے سوالیہ ابرو اچکائے۔

"خوش فہمی نہیں۔۔۔مجھے پتہ ہے آپ کھلائیں گی۔ ہمیشہ میں کھلاتا آیا ہوں آج یہ ڈیوٹی آپ کی۔ برابری کا حساب!" وہ مزید بولا۔

"اوہ! تو جناب نے سوچا ایک گولی آئرہ کو لگی ہے تو دوسری میں کھالیتا ہوں۔ برابری کا حساب ہو جائے گا۔۔۔نہیں؟" اس نے مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

"جی بالکل ایسا ہی اور اب حساب برابر کرنے کی باری آپ کی ہے۔" وہ معنی خیزی سے مسکراتا باقاعدہ اس کی جانب گھوم کر بیٹھ گیا تھا۔

"اچھے خاصے ہو خود سے کھاؤ۔ میں نہیں کھلا رہی۔ چھوٹے بچے تھوڑی ہو۔" وہ صاف انکار کر گئی۔

"صبح تو آپ بڑا حساب برابر کرنے کی باتیں کر رہی تھیں۔اب کیا ہوا؟"اس کا اشارہ تھپڑ والی بات کی طرف تھا۔ آئرہ نے تپ کر اس کے کندھے پر چٹکی کاٹنی چاہی تھی۔

"آہ!"ہاتھ ہوا میں ہی معلق تھا کہ وہ چیخ پڑا۔

"حلق سے ذرا آہستہ آواز نکالو۔ماموں،مامی سوچیں گے پتہ نہیں میں ان کے لاڈلے پر کون سے ظلم کے پہاڑ توڑتی ہوں۔"اس نے گڑبڑا کر بازر کھنا چاہا۔

"چلو شاباش!کھلاؤ پھر۔"وہ کہاں باز آنے والا تھا۔

"مجھے میرے مقصد سے ہٹانے کی اچھی کوشش ہے۔مگر، آپ اچھے سے جانتے ہیں سیاست دان صاحب کہ میں وکیل ہوں۔۔۔جب تک بات کی تہہ تک نہ پہنچ جاؤں۔مجھے سکون نہیں ملتا۔"وہ چاول سے بھرا اسپون اس کی جانب بڑھاتی جتاتے لہجے میں بولی تھی۔

"اور مجھے اس وقت صرف اپنی بیوی چاہیئے۔کوئی وکیل نہیں۔"وہ اس کے ہاتھ سے کھاتا اب اسے تنگ کرنے کا اردہ ترک کرتا،اس کے ہاتھ سے پلیٹ لے چکا تھا۔۔۔دونوں نے خاموشی سے کھانا مکمل کیا تھا۔

"بس کر دو، یہ کون کون سی ٹیبلٹس کھلا رہی ہو مجھے ؟" وہ نیلی پیلی رنگ کی چار چھ ٹیبلٹس اور کیپسول دیکھ اچنبھے سے بولا تھا۔

"میں نہیں ڈاکٹر۔" وہ اس کی جانب گرم دودھ کا گلاس بڑھاتی جتاتے لہجے میں بولی۔

"سائیڈ رکھو یار انہیں۔۔۔ زخم ہے وقت کے ساتھ بھر جائے گا۔ یہ ڈاکٹرز تو بالکل ہی پاگل ہو جاتے ہیں۔" اُسے پہلے ہی دوائیوں سے چڑ تھی۔

"کھالو مروان۔ اینٹی بائیوٹک ہے۔ زخم جلدی خشک ہو جائے گا۔" اس نے قائل کرنا چاہا۔۔۔ جب کہ وہ ٹیبلٹس کے ریپر الٹ پلٹ کر دیکھتا۔ تمام ٹیبلٹس میں سے ایک درد کی گولی زبان پر رکھتا پانی کا گھونٹ پی کر اب آرام سے بیٹھ گیا تھا۔

"یہ کیا تھا؟" اس نے گھور کر دیکھا۔

"یہ دودھ کا گلاس مجھے دو۔" اس نے جواب دینے کے بجائے اس کے ہاتھ سے دودھ کا گلاس لیا تھا۔

"لو، یہ واپس رکھ کر فوراً روم میں واپس آؤ۔" وہ گلاس خالی کرتا، اس کی جانب بڑھاتا، حکم دینے والے لہجے میں بولا تھا۔

"میں ابھی پھپھو کو بتاتی ہوں جناب کا کارنامہ۔" اس نے دھمکی دی۔

"بتادو۔" پہلے اس نے گھورا اور پھر سر جھٹک گیا۔

"بہت وہ ہو تم۔" وہ پاؤں پٹختی کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔ جب کہ وہ مسکراتا ہوا نیم دراز ہو گیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ روم میں واپس آئی تو نظر نیم تاریکی میں ڈوبے کمرے میں گھمائی تھی۔ کمرے میں محض سائیڈ لیمپ کی روشنی ٹمٹمارہی تھی۔۔۔ جس کے باعث ہلکا اُجالا پھیلا ہوا تھا۔ مروان آنکھوں پر ہاتھ رکھے شاید سو چکا تھا۔

وہ بھی لباس تبدیل کرنے کی غرض سے ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ سادہ سے لان کے سوٹ میں ملبوس، گلے میں دوپٹہ ڈالتی، بیڈ تک آئی تھی۔ ساتھ ہی پاؤں سے چپل اتار کر بیڈ پر چڑھ کر لیٹنے ہی لگی تھی کہ مروان کی آواز پر چونک کر اچھلی تھی۔

"یہاں آؤ میرے پاس۔" اس نے اس کے لئے دوسرا ہاتھ پھیلایا تھا۔

"جاگ رہے ہو۔" وہ دھڑکتے دل کے ساتھ ذرا جھجھک کر قریب ہو کر لیٹی تھی۔ جس نے اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر بالوں میں انگلیاں پھیرنی شروع کر دی تھیں۔

"ہمم!" اس نے محض ہنکار بھرا تھا۔ البتہ کمرے میں چھائے فسوں خیز ماحول اور مروان کی قربت پر اسے اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔

"کل رات جو کچھ بھی ہمارے درمیان ہوا وہ پہلی اور آخری بار تھا آئرہ۔" خاموش ماحول میں اس کی گمبھیر سی آواز گونجی تھی۔

"مجھے اپنے سوالوں کے جواب چاہئے مروان۔" وہ گردن اٹھاتی ذرا ضدی لہجے میں بولی تھی۔

"میں تمہارے سب سوالوں کے جوابات کل رات دے چکا۔" اس نے بات ختم کی۔

"کب؟" وہ اُٹھنے لگی مگر، اس نے کندھوں پر دباؤ ڈالتے اس کی کوشش ناکام بنادی تھی۔

"جب میں نے کہہ دیا کہ ویسا کچھ نہیں ہے جیسا تم سوچ رہی ہو تو بس بات ختم ہو گئی۔۔۔ اتنا اوور ری ایکٹ کیوں کر رہی ہو۔ کیا تم مجھے جانتی نہیں ہو؟ یا پھر ہماری اریخ میرج ہے جس میں تم اپنے شوہر

سے پہلی بار ملی ہو؟ جس کی شخصیت کے کسی بھی پہلو سے تم واقفیت نہیں رکھتی؟ اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں تمہیں دھوکا دے سکتا ہوں۔ تم میرے بارے میں ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو آئرہ۔" اس بار اس کا لہجہ سخت تھا۔

"آج سارا دن میں نے بہت سوچا۔ جو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔ مجھے اس پر یقین نہیں۔ کل جذبات میں میں نے دماغ سے کام نہیں لیا۔۔۔ مگر، مجھے پتہ ہے تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتے۔ ماموں کو تم نے جو کچھ کہا مجھے امید ہے کہ یقیناً اس کے پیچھے کوئی بڑی وجہ ہو گی۔ مگر اس سب میں بسمل کا تم سے کیا تعلق ہے؟" وہ اس کے سینے پر انگلی سے آئرہ کی اسپیلنگ لکھتی شکوہ کناں لہجے میں بولی تھی۔

"کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔ اور تمہیں اس بات کا یقین ہونا چاہئے تھا آئرہ۔ اگر تمہیں مجھ پر اتنا بھی یقین نہیں ہے تو فائدہ ہمارے اس رشتے کا۔ اس محبّت کا جس کا تم دم بھرتی ہو۔ اگر رشتوں میں محبّت نہ ہو تو وہ پھر بھی چل جاتے ہیں مگر، اگر اعتبار نہ ہو تو ان کا چلنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔" اس بار وہ ناراض ہوا۔ اس کے سینے پر چلتی آئرہ کی انگلی کی حرکت تھم سی گئی تھی۔

"مجھے ڈر لگتا ہے۔" وہ ہلکی سی آواز میں منمنائی تھی۔

"کس سے؟" اس نے ذرا سا چہرہ جھکاتے ابرو اٹھائے۔ مگر وہ خاموش رہی۔

"کس سے ڈر لگتا ہے آئرہ؟" اس بار اس کا لہجہ سرد گی میں لپٹا ہوا تھا۔

"تمہیں کھونے سے۔ اگر تم نے بھی باقی سب کی طرح کیا تو میں مر جاؤں گی مروان۔" وہ یکدم ہی رندھے ہوئے لہجے میں بولتی، روتی ہوئی، اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا کر سسک سسک کر رو پڑی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ کوئی نہیں چھین رہا مجھے تم سے، اور اگر مجھے تمہارے علاہ کسی اور عورت کی چاہ ہوتی اس وقت میرے کمرے میں میرے اتنے قریب تم نہیں بلکہ کوئی اور عورت ہوتی۔۔۔ اور اگر میں ایسا چاہتا تو کیا کوئی مجھے روک سکتا تھا؟" وہ یونہی لیٹی مسلسل سسک رہی تھی۔ وہ اس کا ڈر خوب سمجھ رہا تھا۔۔۔ جبھی وہ نرم لہجے میں بولا تھا۔

"تو پھر یہ سب لوگ چاہتے کیا ہیں؟" اس کے زخم پر ہاتھ پھیرتی وہ دلبرداشتہ سی ہوئی تھی۔

"کون کیا چاہتا ہے تمھیں اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے آئرہ۔۔۔ بلکہ اس وقت تمہاری تمام تر توجہ کا مرکز اور سوچوں کا محور صرف تمہارے شوہر کی ذات اور اس کی چاہت ہونی چاہیے۔" وہ یکدم ہی جذبات سے بوجھل بھاری گمبھیر لہجے میں بولتا اسے سٹپٹانے پر مجبور کر گیا تھا۔ وہ جو پہلے ہی اس کی

گردن میں چہرہ چھپائے پڑی تھی۔حیا سے گلنار چہرہ لئے مزید قریب ہوئی تھی۔جب کہ وہ اس کی حرکت پر مسکراتا ہوا اس کے گرد اپنا نرم حصار قائم کر گیا تھا۔

ان دونوں کی رُخصتی اور زمرد بیگم کو ان سے بچھڑے پندرہ دن ہونے کو آرہے تھے۔زندگی اپنی رفتار سے رواں دواں تھی۔مروان پارٹی کی بھاگ دوڑ میں مصروف تھا۔جب کہ، آئرہ اب سارے جھمیلوں سے فارغ ہوتی کل سے فرم جوائن کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

ان دونوں کا رشتہ اچھا چل رہا تھا۔مروان کا زخم بھی مکمل نہ سہی مگر بھر ضرور گیا تھا۔اجمل صاحب نے خاموشی سادھ رکھی تھی۔۔۔البتہ، مروان کے نرم رویے اور محبّت میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔وہ اب بھی بالکل ویسا ہی محبّت کرنے والا تھا جیسا اوّل روز۔۔۔

رات کافی ہو چکی تھی۔وہ گھر کی بیک سائیڈ پر بنے سوئمنگ پول کی اندھیری جگہ پر آنکھیں موندے کھڑی، اس خاموشی اور تاریکی میں خود کو ڈوبتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔یہ جگہ اس گھر کا سب سے پُرسکون گوشہ تھا۔یہاں آکر ایک الگ ہی طمانیت بھرا احساس محسوس سا ہوتا تھا جو رگ وپے میں سرور بن کر دوڑ جاتا۔مروان کی واپسی یونہی آدھی آدھی رات یا پھر سویرا ہونے کے بعد ہوتی

تھی۔وہ ایک سیاسی شخصیت بن چکا تھا اور وہ اپنے مسلے مسائل لے کر اس کے کیریئر کے بیچ میں رکاوٹ بن کر نہیں آنا چاہتی تھی۔

ابھی بھی وہ یہاں اکیلی کھڑی تھی جب پیچھے آہٹ سی محسوس ہوئی۔وہ جانتی تھی کہ کون ہو سکتا تھا۔وہ یونہی کھڑی رہی۔ہونٹوں پر مسکراہٹ سی رینگ گئی تھی۔

"آج جلدی واپس آ گئے۔"وہ یونہی کافی دیر سایہ بنائے کھڑا رہا تو وہ ہنوز اسی پوزیشن میں کھڑی بولی تھی۔

جبھی دوسری طرف سے پیش قدمی کی گئی تھی۔اور کسی نے اسے پشت سے اپنے مضبوط حصار میں لیا تھا۔غیر مانوس لمس پر آئرہ کی آنکھیں پٹ سے کھلی تھیں۔

اس سے قبل کہ وہ چیخ مارتی کسی نے سختی سے اس کا جبڑا جکڑ کر اس کی چیخ کو حلق میں ہی دفن کر دیا تھا۔۔۔وہ خوفزدہ سی سخت حصار میں مزاحمت بھی نہیں کر پا رہی تھی۔

"اپنے اس بدکردار شوہر کو سمجھاؤ کہ وہ میری محبّت بسمل گردیزی سے ذرا فاصلے پر رہے۔ویسے تمہاری موجودگی کے باوجود بھی وہ باہر منہ مار رہا ہے۔یہ بات کچھ سمجھ نہیں آئی بیرسٹر صاحبہ!کیا آپ اپنے

شوہر کے لئے خوشی کا باعث نہیں؟"وہ اُس کے کان کے بے حد نزدیک سردگی سے غراتا سرگوشیانہ گویا ہوا تھا۔ آئرہ ایک لمحے کو ٹھہری مگر، پھر مزاحمت پر اُتر آئی تھی۔ جب کہ، وہ ایک لمحے میں مخصوص رگ دبا کر اسے بے ہوش کرتا جس راستے سے آیا تھا اسی راستے واپس بھی پلٹ گیا تھا۔

آئرہ کی آنکھ کھلتے ہی نیم اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں پہلی نظر چھت پر گئی تھی۔ خالی ذہن آہستہ آہستہ بیدار ہوا تو محسوس ہوا وہ اپنے بستر پر موجود تھی۔ بھاری ہوتے سر کے ساتھ وہ کہنیوں کے بل اُٹھی تو نظر ساتھ سوئے مروان پر گئی تھی جو پیٹ کے بل بے سُدھ سو رہا تھا۔ اس نے آنکھیں میچ کر دماغ پر زور ڈالا تو خود پر وہ انجانا گھناؤنا سا لمس محسوس ہوا تھا۔ کان تپ اُٹھے تھے۔ دل پریشان ہو گیا تھا۔ اس نے ہاتھ مسل کر اس گندے لمس کو مٹانا چاہا تھا۔

"مروان! مروان اُٹھو۔" اس نے گھبراہٹ میں سوتے ہوئے مروان کو جھنجھوڑ ڈالا تھا۔ وہ گھبرایا۔

"کیا ہوا آئرہ! طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" اس کی ابھی کچھ لمحوں پہلے ہی آنکھ لگی تھی۔

"ہاں! نہیں، وہ میں یہاں کیسے ؟" اس نے ماؤف ہوتے ذہن سے سوال کیا تو مروان نے گہری سانس بھری۔ ساتھ ہی وہ ڈھنے کے انداز میں بستر پر گرا تھا۔ سرخ آنکھیں نیند سے بوجھل تھیں۔ یقیناً وہ بہت تھکا ہوا تھا۔

"یار تم پول کے پاس ہی ریلیکسنگ چیئر پر سو گئی تھی۔ میں تمہیں اٹھا کر روم میں لے آیا۔ جانتا ہوں گھر کا وہ گوشہ تمہارا پسندیدہ ہے مگر، آئرہ آئندہ ایسی لاپروائی نہیں ہونی چاہیئے۔ گھر میں ڈھیروں ملازمین ہیں۔ میں رات دیر سے گھر واپس آتا ہوں۔ ویسے بھی مجھے کسی پر بھروسہ نہیں ہے۔" وہ کہنی کے بل اٹھتا، اطلاع دیتا ساتھ ہی تنبیہ لہجے میں ذرا ناگواری سے گویا ہوا تھا۔ تو وہ خاموش ہو گئی۔ دل میں ہزاروں وسوسے جنم لے رہے تھے۔ مگر، وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"اچھا اب پریشان نہیں ہو۔ سو جاؤ۔ رات بہت ہو گئی ہے۔ صبح بات کریں گے۔ ویسے بھی میں بہت تھک گیا ہوں۔" وہ اسے چپ دیکھ نرم لہجے میں بولتا آنکھیں موند گیا۔ جب کہ، غائب دماغی سے بیٹھی آئرہ بھی واپس اپنی جگہ پر لیٹ گئی تھی مگر دماغ مختلف سوچوں میں الجھ گیا تھا۔ مروان تھکا ہوا تھا وہ پھر سے نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا۔ البتہ وہ اس کی جانب کروٹ لے کے گالوں کے نیچے ہاتھ رکھے پریشان سی اس کا چہرہ تک رہی تھی۔

"خطیب!" وہ اپنے باپ کے ساتھ اسلام آباد میں ایک جنرل پارٹی میٹنگ میں آیا تھا اور اب دونوں باپ بیٹا کانفرنس روم میں اکیلے بیٹھے تھے۔

"جی۔" وہ متوجہ ہوا۔

"تمہاری سابقہ محبوبہ کہیں نظر نہیں آرہی۔۔۔ خیر تو ہے؟" وہ آئرہ کی بابت پوچھ رہے تھے۔

"لگتا ہے مروان سلطان نے گولی کھانے کے بعد گھر میں بند کر رکھا ہے۔" وہ زبان منہ میں گھما کر خباثت سے مسکرایا۔

"ذرا پتہ لگاؤ کہ کہاں غائب ہے وہ پھڑ پھڑاتی چڑیا۔" وہ پُر سوچ تھے۔

"یہیں ہے، آپ فکر نہ کریں۔ ذرا تھوڑا وقت گزر جانے دیں۔ اسے تو میں ایسی چوٹ دوں گا کہ زندگی بھر یاد رکھے گی۔" وہ نفرت آمیز لہجے میں بولا تھا۔ جب کہ، وہ سگار سلگا چکے تھے۔

"بابا!" بسمل باپ کو گھر سے نکلتا دیکھ تیزی سے بھاگتی ہوئی ان کے پیچھے پورچ تک آئی۔

"جی بیٹا؟" وہ ٹھہر گئے تھے۔

"آپ پریس کانفرنس کب کر رہے ہیں؟" اس نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"بیٹا الیکشن کی ڈیٹ اناؤنس ہو گئی ہے۔ اگلے مہینے الیکشن ہے اور ابھی فی الحال میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ ویسے بھی ابھی تم اس قابل نہیں کہ الیکشن لڑ سکو۔" انہوں نے بہت سوچا تھا مگر، اس کے باوجود وہ بسمل کے حق میں فیصلہ نہیں دے سکے۔

"یہ کیا بات ہوئی بابا۔" اس نے ناگوار لہجے میں کہا۔

"ابھی میں اجمل سے ملاقات کرنے ہی جا رہا ہوں۔ باقی باتیں ہم بعد میں کریں گے۔ اللہ حافظ!" اس بار وہ تنبیہ لہجے میں بولتے گاڑی میں بیٹھ کر ڈرائیوے سے گھومتے صدر دروازے سے نکل گئے تھے۔

موسم سرما کی نرم گرم دھوپ کھڑکی کے جھروکوں سے چھن کر آتی تاریکی میں ڈوبے کمرے کو رُوشنیوں سے منور کر رہی تھی۔ مروان جوگ سے واپس آیا تو آئرہ کو یونہی بستر پر لیٹا دیکھ وہ ذرا تشویش میں مبتلہ ہوا۔

"آئرہ۔"اس کی آواز پر سوچوں میں گم چونکی۔

"ہمم!"وہ کہنیوں کے بل اُٹھ بیٹھی تھی۔جب کہ مروان دو انگلیوں سے ٹراؤزر اونچا کرتا پاس آکر بیٹھا تھا۔

"کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے؟"اس کے ماتھے کا ٹمپریچر چیک کیا تو وہ بالکل نارمل تھا۔مگر وہ ڈل ڈل سی لگی تھی۔

"ٹھیک ہوں۔آج کہیں جانا ہے تم نے؟"اس نے بال سمیٹ کر سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"اہمم!جانا تو ہے۔خیریت؟"اس نے بھویں اٹھائیں۔

"ھمم!خیریت ہی ہے۔میں سوچ رہی تھی آج کہیں باہر چلتے ہیں۔گھر میں بوریت ہو رہی ہے۔پھر کل سے فرم جوائن کروں گی۔کافی چھٹیاں ہو گئی ہیں۔"اس نے پلان بتایا۔

"تم نے تو کہا تھا آج سے کرو گی۔"اسے یاد آیا۔

"تم اگر نہیں لے کر جانا چاہتے تو ایسے ہی منع کر دو۔"وہ ماتھے پر بل سجائے ناراض ہوئی۔مروان کے چہرے پر مسکراہٹ سج گئی تھی۔

"میری یہ مجال بیرسٹر صاحبہ کے آپ کو انکار کر سکوں۔ چلو پھر جلدی اٹھو۔۔۔ آج بریک فاسٹ اور لنچ باہر ہی کریں گے۔" اس نے اسے ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے اپنے مقابل کھڑا کیا۔ بیڈ پر ہونے کے باعث وہ ذرا اونچی ہو گئی تھی۔

"ویسے یہ تم اتنی رات کو گھر واپس کیوں آتے ہو؟" اس نے شکوہ کیا۔

"یار تم ایک مستقبل کے سیاست دان کی بیوی ہو۔ اب اتنا تو کمپرومائز کرنا پڑے گا نا۔" اس کے چہرے پر اٹکھیلیاں کرتی شرارتی لٹوں سے کھیلتا وہ مبہم مسکراہٹ سجائے گویا ہوا۔

"ہونہہ۔۔۔ بن ہی نہ جانا تم کہیں وزیر اعظم! فی الحال جلدی چلو۔ میں نے حلوہ پوری کا ناشتہ کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو ختم ہو جائے۔" وہ جلدی سے بیڈ سے نیچے اُتری تھی۔ مروان نے ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تو اس کے بھاگتے قدموں کو بریک لگی تھی۔

"کیا؟" اس نے مشکوک انداز میں ابرو اٹھائے۔ مروان نے مسکراہٹ ضبط کرتے قریب کیا تھا۔

"ویسے آج اتنی مہربانی کی کوئی خاص وجہ۔۔۔ورنہ تو آپ کا اس کمرے سے نکلنے کا دل ہی نہیں کرتا۔" وہ دن بدن مزید حسین ہوتی جا رہی تھی یا پھر مروان کی نگاہیں تھیں جو ہر پل اس کا حسن سراہتی تھیں۔

"میری مرضی۔" اس نے مسکراہٹ ضبط کی۔

"اوہ۔۔۔ویسے تم واقعی پہلے سے زیادہ حسین ہو گئی ہو یا پھر میری نظروں کا دھوکا ہے؟" گھنیری سیاہ پلکوں کو انگلیوں کے پوروں سے نرمی سے چھوتا وہ گمبھیر لہجے میں بولتا اس کی بادامی آنکھوں کی چمک کو اپنے نرم لمس میں سمیٹ گیا تھا۔

"زیادہ میرا دھیان نہ بھٹکاؤ۔۔۔بلکہ میرے ساتھ چلو جلدی۔" زوروں سے دھڑکتے دل کو قابو کرتی وہ جھینپ مٹانے کو گھور کر پیچھے ہو، دھکیلتی بولی۔ مروان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ مگر وہ اب تک اس کے حصار میں قید تھی۔

"دس منٹ ہیں تمہارے پاس۔ جلدی سے ریڈی ہو کر نیچے پہنچو۔" ذرا سنجیدگی سے بولتے ہوئے آئینہ رُخسار کو اپنے نرم گرم لمس سے مہکاتا وہ اسے اپنی گرفت سے آزاد کر گیا تھا جو مسکراتی ہوئی ڈریسنگ

روم کی جانب بھاگی تھی۔۔۔جب کہ،وہ بھی مسکراتا ہوا اپنے کپڑے لینے کی غرض سے پیچھے ہی گیا تھا۔

آج کا آدھا دن مروان نے آئرہ کے ساتھ گزارہ تھا۔ صبح بنس روڈ کی فوڈ اسٹریٹ پر حلوہ پوری کا ناشتہ اور پھر لنچ اور گھومتے پھرتے اب وہ گھر واپس جانے کا اِرادہ رکھتے تھے۔ کیونکہ،رات میں مروان ایک سیاسی ڈنر پر انوائیٹڈ تھا۔راستے میں آئس کریم پارلر نظر آیا تو اس نے کار وہیں روک دی تھی۔۔۔اور آئس کریم لینے کی غرض سے گیا تھا۔جب کہ،وہ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی رات ہوئی واردات کی بابت سوچتی باہر کا منظر دیکھنے کے ساتھ ساتھ مروان کی منتظر تھی۔اتنا تو وہ جان گئی تھی کہ وہ جو بھی تھا اس کا مقصد محض آئرہ کو ڈرانا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ اسے اپنی جانب بڑھتا دکھائی دیا تھا۔وہ مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔وہ گاڑی سے چند قدموں کی مسافت پر ہی تھا۔جب اچانک بسمل اس کی راہ میں حائل ہو گئی تھی۔ آئرہ کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی۔

اب وہ دونوں مسکرا کر نجانے کیا بات کر رہے تھے۔ آئرہ کے ماتھے پر سینکڑوں بل سمٹ آئے تھے۔ وہ ایک جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھولتی تیز قدم اٹھاتی ان دونوں کی جانب بڑھی۔

"لگتا ہے تمہاری بیوی سے صبر نہیں ہوا۔۔۔ ہماری طرف ہی آ رہی ہے۔" بسمل نے ترچھی نگاہوں سے دیکھ کہا۔ جب کہ، دور سے ہی آئرہ کا بھاپ اُڑاتا چہرہ دیکھ مروان کے لبوں پر محظوظ کن مسکراہٹ کھل گئی تھی۔

"ہیلو آئرہ کیسی ہو؟" وہ قریب آ کر ٹھہری تو بسمل نے پہل کی۔

"یہاں کیوں رک گئے مروان! میں کب سے گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔" اس نے بسمل کو ایسے نظر انداز کیا تھا گویا وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔

"بس آ ہی رہا تھا یار۔" اس نے قدم بڑھائے۔ بسمل تیزی سے بولی۔

"کم آن آئرہ اب ٹیپیکل بیویوں جیسی حرکتیں نہ کرو۔ میں اور مروان ایک وقت میں منگیتر رہے ہیں اور یہ اب بھی میرا بہت اچھا دوست ہے۔ تو ہم دونوں بات تو کر ہی سکتے ہیں۔" اس نے جان کر دل جلانے والے انداز میں کہا تھا۔

"بی بی مروان تمہارے منگیتر تھے۔ مگر اب یہ میرے شوہر ہیں اور اچھی لڑکیاں دوسری لڑکیوں کے شوہروں پر گندی نظر نہیں رکھتیں۔۔۔ سمجھیں۔" وہ ایک لمحے کو ٹھہر کر سخت سناتی مروان کی جانب گھومی۔

"چلیں۔" مروان کو خاموش دیکھ اب اسے تپ چڑھی تھی۔

"بالکل چلیے۔" اس نے ہاتھ سے آگے جانے کا اشارہ کیا۔

"اور ہاں۔۔۔ اپنی یہ دوستیاں اپنے تک محدود رکھو۔ کیونکہ، مروان کی بیوی ہونے سے پہلے بیسٹ فرینڈ بھی صرف میں ہی ہوں۔ تو بہتر یہی ہے کہ تم اپنی اس خوش مزاجی کے جواہر کسی اور پر جا کر دکھاؤ۔ اور ہاں میرے شوہر سے دور رہو۔" وہ انگشت شہادت اٹھا کر سخت سناتی مروان کا ہاتھ تھام کر گاڑی کی جانب بڑھی تھی۔ جب کہ، پیچھے کھڑی بسمل کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا تھا۔

"ویسے اتنا اوور ری ایکٹ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔وہ صرف ہیلو ہائے کر رہی تھی۔"ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے مروان نے بیک ویو مرر سے روڈ صاف دیکھتے گاڑی روڈ پر ڈالتے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا تھا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟"اس کی تیوری چڑھ گئی تھی۔

"مطلب وہ صرف بات کر رہی تھی۔"اس نے آئرہ کے بگڑے تاثرات دیکھ رسانیت سے کہا تھا۔

"سخت زہر لگتی ہے مجھے یہ لڑکی۔تم ذرا دور رہا کرو اس خرافاتی لڑکی سے۔"اس بار وہ اسے بھی تنبیہ کرنا نہیں بھولی تھی۔

"یہ غلط بات ہے زوجہ۔۔۔ماما بابا سمیت سب کے سامنے تو آپ مجھے آپ کہہ کر پکارتی ہیں اور اکیلے میں تم۔یہ کیا بات ہوئی؟"وہ اس کا موڈ ٹھیک کرنے کی غرض سے مصنوعی ناراضگی سے بولا۔

"تمہارے ساتھ اکیلے میں تم ہی ٹھیک ہے۔وہ تو میں پھپھو جان کی وجہ سے کہتی ہوں۔ویسے بھی زیادہ عزت دینے پر تم زیادہ ہی اوور ہو رہے ہو۔تمہارے لئے تم ہی ٹھیک ہے۔"وہ شدید تپی ہوئی بولی تھی ۔ونڈ اسکرین سے باہر دیکھتے مروان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔وہ اب باقاعدہ طور پر اس کی جانب گھوما۔

"تمھیں غصّہ کس بات کا آرہا ہے۔بسمل پر یا پھر ایک خوبصورت لڑکی کا تمھیں اگنور کر کے مجھ سے بات کرنے پر؟"اس کے شرارتی لہجے پر وہ تلملا کر رہ گئی۔

"نام مت لو میرے سامنے بار بار اس بے شرم لڑکی کا۔ایک نمبر کی بے ہودہ عورت ہے۔دوسروں کے شوہروں پر بری نظر رکھتی ہے۔"وہ ہنوز غصّہ میں ڈوبی تھی۔

"بھئی دوسروں کے شوہر تو بسمل صاحبہ میں دلچسپی نہیں رکھتے نا۔تو آپ اطمینان رکھیں اور یہ آئس کریم کھائیں اور ذرا ٹھنڈی ہو جائیں۔اس سے قبل کے یہ میلٹ ہو جائے۔"اس نے شاپر سے کون نکال کر اس کی جانب بڑھائی تھی جو اس نے جھپٹنے کے انداز میں لیا تھا۔مروان نے آنکھیں سکیڑیں۔

"اور یہ تم کیوں بسمل باجی سے اتنا مسکرا مسکرا کر بات کر رہے تھے؟"لڑائی کرنے کی ایک نئی وجہ۔

"ناٹ آگین آئرہ۔بس اب اس ٹاپک کو یہیں کلوز کرو۔"وہ جو اس کی جیلسی اور پوزیسیو انداز کو انجوائے کر رہا تھا۔اس بار سنجیدگی سے تنبیہ انداز میں بولا تو وہ سر جھٹکتی ونڈو سے باہر دیکھنے لگی تھی۔جب کہ دماغ ایک بار پھر کل رات ہوئی واردات میں الجھ گیا تھا۔وہ چاہ کر بھی مروان کو کل ہوئی حرکت کے بارے میں نہیں بتا سکی تھی۔آخر وہ شخص کون تھا؟

اور بسمل سے اس کا کیا کنیکشن تھا؟اس نہج پر آ کر اس کا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا تھا۔

وہ گھر واپس آنے کے فوراً بعد پارٹی میں چلا گیا تھا۔جب کہ آئرہ صبح سے فرم جوائن کرنے کے ارادے سے تیاری میں مگن تھی جبھی اُسے یاد آیا کہ کچھ ضروری ڈاکومنٹس تھے،جو الہیٰ ہاؤس میں موجود تھے۔۔۔جو وہ روز آج یا کل لانے کے ارادے سے بھول گئی تھی۔اس وقت تقریباً رات کے آٹھ بج رہے تھے۔مروان کی واپسی میں ابھی کافی وقت تھا۔

"اب کیا کروں؟"اس نے لب دبائے۔

"خود جا کر لے آتی ہوں۔" اسی سوچ کے پیش نظر اس نے اسکارف اُٹھا کر سر پر لپیٹا اور ہینڈ بیگ اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔ ساتھ ہی وہ ایک ٹیکسٹ میسیج مروان کے نمبر پر سینڈ کر چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آئرہ بیٹا کہاں جا رہی ہو؟" وہ ابھی سیڑھیاں ہی اُتر سکی تھی کہ اسے بیگ ہاتھ میں لے کر باہر جاتا دیکھ نشاط بیگم نے اچنبھے سے سوال کیا۔

"وہ دراصل پھپھو۔ مجھے کچھ ضروری کاغذات چاہئے تھے۔ وہ گھر ہی رہ گئے ہیں۔ بس وہی لینے جا رہی ہوں۔" اس نے رسانیت سے جواب دیا۔

"مگر بچے۔۔۔ ابھی تو رات ہو گئی ہے اور مروان بھی تو گھر نہیں ہے۔" انہوں نے پریشانی کا اظہار کیا۔

"آپ ٹینشن کیوں لے رہی ہیں پھپھو۔ میں مروان کو میسیج کر چکی ہوں۔ دوسری بات اکیلی نہیں جا رہی گارڈز کو ساتھ لے کر ہی جاؤں گی۔۔۔ سو آپ بے فکر رہیں۔" اس نے آگاہ کیا۔ مگر، ان کی پریشانی جائز تھی۔

"مگر میں کہہ رہی تھی کہ تم مروان کے ساتھ ہی جاتیں۔" ان کے اپنے ہی تحفظات تھے۔

"یار پھپھو۔۔۔ آپ کا بیٹا اتنا مصروف رہتا ہے۔ اب میں ہر وقت تو مروان کو تنگ نہیں کر سکتی۔ اینڈ کم آن! آپ کی بھتیجی ایک کامیاب وکیل بھی ہے۔ اپنی حفاظت میں خوب کرنا جانتی ہوں۔" اس نے بیگ میں رکھی پسٹل کی جانب اشارہ کیا تھا جو اسے مروان نے ہی چلانی سیکھائی تھی۔

"اچھا چلو خیر سے جاؤ مگر، جلدی گھر واپس آ جانا۔" انہوں نے مسکرا کر کہا تو وہ اللہ حافظ کہتی گھر سے نکلتی چلی گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مروان اس وقت ایک پارٹی میں موجود تھا۔ جہاں سیاسی دوست واحباب اور بیروکریٹس کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ ایک طرف ذرا الگ تھلگ کو ہاتھ میں سافٹ ڈرنکس کا گلاس تھامے کھڑا وہ ارد گرد کا جائزہ لینے میں مصروف تھا جبھی اس کا موبائل تھرتھرایا۔ اس نے موبائل نکال کر دیکھا تو اس پر آئرہ کا میسیج جگمگا رہا تھا جس میں وہ اسے الہیٰ ہاؤس جانے کی بابت آگاہ کر رہی تھی۔

"مجال ہے جو یہ لڑکی دو گھڑی سکون سے گھر میں بیٹھ جائے۔" وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا تھا۔ جبھی گردیزی صاحب اسے الگ کھڑا دیکھ خود بنفس نفیس چل کر نزدیک آئے تھے۔

"کیسے ہیں سلطان صاحب؟" وہ ان کی آواز پر چونکا۔

"الحمد اللہ سر! آپ بتایئے۔" وہ سنجیدہ ہوا۔

"بھئی بھلا وہ باپ کیسا ہو سکتا ہے جس کا ہونے والا داماد اچانک سے ہماری بیٹی کو ٹھکرا کر اپنی مخالف لڑکی سے شادی کر لے۔" انہوں نے گہرا طنز کیا تھا۔ مروان کے چہرے پر مسکراہٹ کھل گئی تھی۔

"شادی بیاہ نصیب کی باتیں ہیں سر۔۔۔ جس کا جہاں نصیب لڑ جائے۔ اور ویسے بھی اللہ کی حکمت کے سامنے بندے کی منصوبہ بندیاں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔" اس نے متوازن لہجے میں کہتے نگاہ ادھر ادھر دوڑائی تھی۔ وہ جس خاص مقصد کے تحت وہاں آیا تھا وہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔

"خیر۔ انجوائے کرو لائف۔ ویسے اکیلے کیوں کھڑے ہو؟ اتنی حسین لڑکیاں موجود ہیں اس پارٹی میں اس کے باوجود اکیلے کھڑے ہو۔" انہوں نے ذرا حیرت کا اظہار کیا۔

"حسین لڑکیوں کا اور میرا کیا واسطہ سر۔۔۔ ویسے بھی مجھے جو لڑکی حسین لگتی ہے۔ وہ میری بیوی ہے اور اس وقت میرے گھر میں موجود ہے۔" اس کا جواب انہیں بری طرح سے چبھا تھا۔ جب کہ وہ اپنے تاثرات چھپانے کو ایک قہقہہ لگا گئے۔

"مطلب سلطان صاحب گھر والی سے ڈر کر رہتے ہیں۔" انہوں نے کاٹ دار لہجے میں طنز کیا تھا۔

"ایک شریف آدمی بیوی سے ڈر کر ہی رہتا ہے سر!" اس کے جواب میں واضح طنز تھا۔ جب کہ وہ چہرے پر ناگوار تاثرات سجائے خود پر ضبط کر گئے۔ جبھی ایک نیوا بھرتی ہوئی ماڈل آ کر ان کے برابر میں کھڑی ہوئی تھی۔

"ہئے سویٹ ہارٹ! چلو نا چل کر ڈانس کرتے ہیں۔" مروان کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ کھل گئی تھی۔

"ہاں۔ہاں۔" وہ گڑبڑا کر جلدی سے وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

یہ پارٹی ایک ہوٹل میں رکھی گئی تھی۔ جب کہ وہ معنی خیزی سے مسکراتا بسمل کی جانب بڑھا تھا جو ابھی ابھی پارٹی کا حصہ بنی تھی۔۔۔ اور اپنے باپ پر ایک نظر ڈالتی اب وہ یقیناً مروان کو ہی تلاش کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آئرہ الٰہی ہاؤس پہنچی تو وہاں اسے کچھ غیر معمولی سا محسوس ہوا تھا۔ وہ سر جھٹکتی تیزی سے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ اپنی مطلوبہ فائل تلاشتی وہ جلد از جلد وہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔

کچھ دیر کی محنت کے بعد اس کی مطلوبہ فائل اس کے ہاتھ میں موجود تھی۔ جسے لیتی وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی واپسی کے ارادے سے نکلنے ہی لگی تھی کہ اچانک وہاں کی لائٹس آف ہو گئی تھیں۔

"یہ لائٹ کیوں بند ہو گئی ہے۔" وہ حیران ہوئی۔ ماتھے پر شبنمی قطرے نمودار ہوئے تھے۔

"کوئی ہے؟ عاصم!" اس نے بآواز بلند پکارا۔ مگر، آواز ندارد رہی۔

"کوئی ہے؟ پلیز لائٹس آن کریں۔" وہ اندازے سے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ وہ اپنا موبائل اور ہینڈ بیگ گاڑی میں ہی بھول آئی تھی۔

"کوئی ہے؟" اس بار وہ واقعی پریشان ہوئی تھی۔۔۔ مگر، اندازے سے چلتی چلتی وہ بھاگنے کے انداز میں کار پورچ تک آئی تھی۔ وہ اس کا گھر تھا جہاں کا ایک ایک قدم اور رکاوٹیں وہ بغیر دیکھے ہی پار کر سکتی تھی۔

"میڈم کیا ہوا؟" باہر موجود گارڈز اسے حواس باختہ سا دیکھ ذرا حیران ہوئے۔

"اندر کی لائٹس کیوں آف ہو گئیں اور میں کب سے آوازیں دے رہی ہوں۔ کوئی جواب کیوں نہیں دے رہا تھا؟" باہر آتے ہی اس کے اوسان بحال ہوئے۔

"لائٹس آف کیسے ہو گئی اس کے بارے میں تو ہمیں کچھ علم نہیں۔" انہوں نے حیرت کا اظہار کیا۔

"خیر۔۔۔ بعد میں دیکھ لینا۔ ابھی پلیز جلدی سے گھر چلو۔" اسے شدید قسم کی گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔ جبھی وہ تیزی سے گاڑی میں بیٹھتی وہاں سے نکل آئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مروان نے یہ دوسرا ڈرنک کا گلاس لیا تھا۔ مگر، پہلا گھونٹ لیتے ہی وہ عجیب ذائقہ پر ٹھٹھک گیا تھا۔ اسے کچھ عجیب سا محسوس ہوا تھا۔ وہ فوری کلی کرنے کی غرض سے واش روم کی جانب بڑھا تھا۔

بیچ میں ہی اسے محسوس ہوا کہ اس کا سر چکرا سا گیا تھا۔ اس کا ہاتھ واش روم کے دروازے کے ہینڈل پر ہی تھا۔ جب، پیچھے سے کسی نے اسے ہٹ کیا اور وہ اپنے ہوش و حواس گنوا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا ہوا؟" گاڑی اچانک سے بند ہو گئی تھی۔ وہ گھبرائی۔

"پتہ نہیں میڈم۔۔۔کار اچانک سے بند ہو گئی ہے۔"اس نے اسٹارٹ کرنے کی دوبارہ کوشش کی مگر، گاڑی شاید گرم ہو چکی تھی یا پھر کوئی مسئلہ آیا تھا۔

"اور یہ گارڈز کہاں غائب ہو گئے؟"آئرہ نے گردن گھما کر دیکھی تو گارڈز کی گاڑی غائب تھی جو کچھ دیر پہلے تک ساتھ ساتھ ہی چل رہی تھی۔

"شاید وہ لوگ ہم سے آگے نکل گئے۔"ڈرائیور نے حیرت کا اظہار کیا۔

"ایسے کیسے آگے نکل گئے۔۔۔تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟"آئرہ نے خوفزدہ لہجے میں کہتے کانپتے ہاتھوں سے مروان کا نمبر ڈائل کیا تھا جو اب کال پک نہیں کر رہا تھا۔

ٹھیک دو منٹ بعد جواب موصول ہوا تھا جس میں وہ اسے ایمرجنسی میں اسلام آباد کے لئے فلائی کرنے کی بابت آگاہ کر رہا تھا۔وہ حیران ہوئی۔کیونکہ،وہ ایسی غیر ذمہ داری والی حرکت کبھی نہیں کرتا تھا۔

"کوئی گاڑی روکو۔کچھ بھی رکشہ، ٹیکسی۔۔۔جلدی کرو۔مجھے یہاں سے نکلنا ہے۔جلد!"وہ جانتی تھی کہ یہ گاڑی بولٹ اور بم پروف تھی۔مروان اسے کبھی گاڑی سے باہر نکلنے کی اجازت نہ دیتا مگر،اس

وقت گاڑی خراب تھی۔اور وہ آدھے راستے میں کیا کرتی۔دوسری جانب مروان کا پیغام۔۔۔یقیناً کچھ گڑبڑ ضرور تھی۔

"میڈم آپ گاڑی میں ہی بیٹھیں پلیز!میں دوسری گاڑی منگواتا ہوں۔"وہ ان کا بہت پرانا اور وفادار ملازم تھا۔۔۔اور گارڈز کی گاڑی کا اچانک سے غائب ہو جانا،یقیناً یہ ریڈ فلیگ تھا۔

وہ بیگ سے لوڈڈ گن نکال کر تیزی سے باہر نکلی تھی۔تاکہ جلد از جلد مین روڈ تک پہنچ سکے اور بس یہیں وہ غلطی کر گئی تھی۔دوسری جانب اندھیری جگہ سے اچانک گاڑی پر فائر کئے گئے تھے۔

"میڈم!آپ بھاگیں پلیز!"وہ گن نکال کر مخالف سمت میں فائر کرتا اسے دوسری جانب نکال چکا تھا۔جب کہ آئرہ نے بھاگنے کے بجائے اندھیرے میں ہی نشانہ لے کر فائر کئے تھے۔شدید تھرتھراہٹ کے بعد فضا میں یکدم سناٹا سا چھا گیا تھا۔کچھ ہی دیر میں گارڈز کی گاڑی بھی وہاں آگئی تھی۔البتہ آئرہ تیزی سے زخمی ہوئے ڈرائیور کی جانب بڑھی تھی۔

"میڈم۔آپ جائیں پلیز!میں ٹھیک ہوں۔آپ پلیز جائیں۔"وہ آئرہ کو پریشان دیکھ تیزی سے بولا جو گھٹنوں کے بل چلنے کی وجہ سے خود بھی اچھی خاصی ہانپ گئی تھی۔

"عاصم۔اسے گولی لگی ہے ہمیں جلد از جلد ہسپتال پہنچنا ہے۔" وہ گارڈز کو دیکھ اس بار ذرا سکون ہوئی تھی۔

"ڈونٹ وری میڈم۔ آپ گھر جائیں پلیز! ہم دیکھ لیں گے۔" آئرہ فوری دوسری گاڑی میں جا کر بیٹھی تھی۔ ساتھ ہی وہ مروان کا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ مگر، دوسری جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اللہ نے خیر کر دی۔ بس اسی لئے میں کہہ رہی تھی کہ اکیلی کہیں مت جاؤ آئرہ۔ مگر، تم کسی کی سنتی کب ہو۔" نشاط بیگم کافی دیر سے اس کو ڈانٹ رہی تھیں۔ جو پریشانی سے مروان کا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ اس وقت رات کے دو بج رہے تھے۔ اگر وہ اسلام آباد کے لئے نکلا بھی تھا تو اب تک تو اسے پہنچ جانا چاہیئے تھا۔

"ماموں کہاں ہیں؟" وہ جب سے آئی تھی اجمل سلطان غائب تھے۔

"وہ تو کسی کام سے گئے ہوئے ہیں دوسرے شہر۔" آئرہ نے یہ جواب سن کر لب چبائے۔ آخر وہ اپنی پریشانی کی بابت کس کو بتاتی۔

"اچھا۔ پھپھو آپ پریشان نہ ہوں۔ اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ پلیز روم میں جا کر ریسٹ کریں۔ میں بھی روم میں جا رہی ہوں۔ میری ابھی مروان سے بات ہوئی ہے۔ وہ بس آتے ہی ہوں گے۔" وہ انہیں ریلیکس کرتی خود کمرے تک چھوڑ کر آئی تھی اور ساتھ ہی قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مروان کو ہوش آیا تو خود کو اپنے فلیٹ کے کمرے میں موجود پایا۔ وہ یہاں تک کیسا پہنچا اسے کچھ خبر نہیں تھی۔ سب سے پہلے موبائل چیک کیا جہاں بس آئرہ کا آخری پیغام وہی تھا، جس میں وہ اسے الہیٰ ہاؤس جانے کی بابت آگاہ کر رہی تھی۔

"میں یہاں کیسے پہنچ گیا۔" اس نے دوسری کال بسمل کے نمبر پر ملائی تھی۔

"ہیلو" !

"کہاں ہو بسمل؟" اس نے ڈائریکٹ سوال کیا تھا۔

"یہیں ہوں، کیوں کیا ہو گیا؟" دوسری جانب سے متوازن لہجے میں سوال کیا گیا تھا۔

"کیا ہم ابھی مل سکتے ہیں؟" وہ سوال کر رہا تھا۔ اس وقت صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔

"نہیں۔۔۔ کیونکہ، میں ابھی مصروف ہوں۔ شام میں ملتے ہیں۔ اوکے بائے!" وہ دو باتوں میں بات سمیٹتی کال کاٹ گئی۔ جب کہ، وہ تیزی سے واش روم کی جانب بڑھا تھا۔ مگر اس تمام عرصے میں وہ ایک چیز سرے سے فراموش کر گیا تھا اور وہ تھی گھر والوں کی خیریت۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کچھ دیر بعد گھر پہنچ گیا تھا۔ اور سیدھا اپنے روم میں آیا تھا۔ اجمل صاحب دوسرے شہر گئے ہوئے تھے۔ جب کہ نشاط بیگم شاید اپنے کمرے میں تھیں اور شاید آئرہ بھی فرم چلی گئی تھی۔ کیونکہ، وہ آج سے جوائننگ کا ارادہ رکھتی تھی۔

وہ جیسے ہی روم میں داخل ہوا سیدھی نگاہ آئرہ سے جا ملی تھی۔ جو صوفے پر ہی بیٹھی تھی۔ ایک لمحہ کو وہ ٹھٹھک گیا تھا۔

"کیا ہوا؟ تم گئی نہیں؟" اس نے نارمل سے لہجے میں سوال کرتے قدم ڈریسنگ روم کی جانب بڑھائے۔

"تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ اسلا آباد کو چھونے گئے تھے کیا؟" وہ سوالیہ لہجے میں بولتی اس کے پیچھے ڈریسنگ روم میں ہی آئی تھی۔ وہ ٹھٹھک کر ٹھہرا۔

"ہمم! بہت زیادہ جلدی واپس آ گئے؟" وہ خاموش رہا۔ پھر آنکھیں میچ کر خود کو کمپوز کیا۔

"ہاں بس۔۔۔ کچھ مصروفیات تھیں۔ دراصل میں گیا ہی نہیں۔" وہ مسکراتا ہوا اس کی جانب پلٹا تھا۔ آئرہ سمجھ کر سر ہلا گئی۔ جب کہ، نگاہیں اس کے چہرے پر کچھ کھوجنے میں مگن تھیں۔

"رات کو میں نے تمہیں اتنی کالز کیں۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے سوالیہ ہوئی۔ وہ ٹھٹھک گیا۔

"کیوں خیریت؟" وہ اب مدمقابل آیا۔

"تم نہیں جانتے؟" اس بار وہ واقعی پریشان ہوا تھا۔

"کیا ہوا آئرہ؟ سب ٹھیک ہے؟" وہ تشویش کا شکار ہوا۔

"کل رات مجھ پر جان لیوا حملہ ہوا تھا۔ میں نے تمہیں اتنی کالز اور میسجز کیے مگر، تم نے کوئی جواب نہیں دیا؟ کیوں؟" وہ تفصیلی لہجے میں بولی تھی۔ مروان کے ماتھے پر بل سمٹ آئے تھے۔

"واٹ! کب؟ میرا مطلب ہے گارڈز کہاں تھے؟ تم تو ٹھیک ہو ناں۔" وہ اس بار حد سے زیادہ پریشان ہوا تھا۔

"میں تو ٹھیک ہوں۔۔۔ مگر تم مجھے بالکل ٹھیک نہیں لگ رہے؟ مجھے بتاؤ مروان کل ساری رات کہاں غائب تھے تم؟ کیا کوئی حادثہ پیش آیا تھا یا پھر کوئی اور مسئلہ رہا ہے؟" اس بار اس نے پریشانی کا اظہار کرتے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں قید کئے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"کچھ نہیں ہوا۔ تم ٹھہرو یہاں۔۔۔ میں دیکھتا ہوں اس مسئلے کو۔" وہ تذبذب کا شکار پیشانی مسلتا بولتا روم سے باہر نکلا تھا۔ آئرہ بھی فوری طور پر اس کے پیچھے گئی تھی جو فی الحال اُسے اپنے حواسوں میں نہیں لگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کل رات جب آئرہ پر حملہ ہوا تو تم سارے کے سارے کہاں غائب تھے؟" وہ اس وقت گارڈز کو لائن سے کھڑا کئے، درشت لہجے میں باز پرس کر رہا تھا۔

"سر وہ۔۔۔ اچانک پتہ نہیں کیسے۔۔۔" وہ مروان کے غصے سے خوب واقف تھے۔

"کیا پتہ نہیں کیسے ؟جب گاڑی سڑک پر تھی تو تم لوگوں کی گاڑی وہاں سے کیسے غائب ہوئی؟"وہ غصے سے استفسار کر رہا تھا۔ آئرہ جو پریشانی میں اس کی تلاش میں وہاں آئی تھی اسے غصّے میں گارڈز سے باز پرس کرتا دیکھ واپس پلٹ گئی تھی۔

"سر وہ گاڑی اچانک راستے میں خراب ہو گئی تھی۔"ہیڈ نادم سا سر جھکائے متوازن لہجے میں صفائی پیش کرنے لگا۔۔۔جب کہ کل رات ہوئی پوری سازش کی بابت سوچ کر مروان کی آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ گئی تھیں۔

"جب اچانک تمہاری گاڑی خراب ہوئی اور میڈم کی گاڑی نظروں سے اوجھل ہوئی تو تم لوگوں کو اسی وقت الرٹ ہو جانا چاہیئے تھا کہ کچھ گڑبڑ ہے۔یہ غفلت کیسے ہوئی۔۔۔تمہارے گارڈز کی اتنی بڑی فوج میں نے صرف فیملی کو تحفظ دینے کی غرض سے رکھی ہے۔اور اگر تمہاری موجودگی میں وہی محفوظ نہیں ہیں تو پھر کیا فائدہ تمہارے گارڈز کا۔"وہ ناگوار لہجے میں بول رہا تھا۔۔۔جب کہ وہ سب خاموشی سے سننے پر مجبور تھے۔

"ائی ایم سوری سر۔آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔"

"آئندہ ایسا ہونا بھی نہیں چاہیئے۔ ہمارے پاس غفلت کی گنجائش محض بندوق کی گولی ہے۔" سخت لہجے میں تنبیہ کرتا مروان لب بھینچ کر قدم گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھایا تھا۔ وہ اس وقت شدید غصے سے دوچار تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ روم میں واپس آیا تو آئرہ کو کمرے میں پریشانی سے دوچار ادھر سے ادھر مارچ کرتا ہوا دیکھ وہ ایک لمحہ کو ٹھہر گیا تھا جو منہ میں انگلی ڈالے پریشان دکھائی دے رہی تھی۔ وہ قدم قدم چلتا نزدیک آیا تھا۔

"آئرہ ریلیکس۔۔۔ کچھ نہیں ہوا ہے۔ تم ریلیکس کرو۔ میں ہینڈل کر رہا ہوں اس میٹر کو۔" اس کا مرمریں ہاتھ اپنے ہاتھوں کی گرفت میں قید کرتے ازلی نرم لہجے میں کہا تھا۔

"میں اپنے لئے نہیں صرف تمہارے لئے پریشان ہوں مروان۔ تم کل ساری رات غائب رہے۔ میرے میسیج کرنے کے باوجود تمہیں اس حادثے کی خبر نہیں ہوئی۔ جسٹ ٹیل می کہ کل رات تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا؟" وہ ہنوز تذبذب کا شکار تھی۔۔۔ جب کہ وہ اس کا وہی ہاتھ تھامے بیڈ پر آ بیٹھا تھا۔

"مجھے کچھ یاد نہیں ہے یار! کل رات۔۔۔ پتہ نہیں اچانک میرے ساتھ کیا ہوا تھا۔" وہ دماغ پر زور ڈالتا سوچنے لگا تھا۔

"تم یہ سب ماموں کو کیوں نہیں بتاتے مروان۔ تم انہیں بتاؤ۔ وہ یقیناً اس سب کا کوئی حل ضرور نکال لیں گے۔" اس بار وہ عادت کے برخلاف اجمل سلطان سے مدد لینے کے بابت بول رہی تھی۔ اب بات محض اس کی ذات تک محدود نہیں رہی تھی۔ اب اس سب کی زد میں اس کا شوہر بھی نشانہ بن رہا تھا۔

"آر یو سیریس؟ بابا کو بتاؤں۔ تم جانتی ہو کہ ان کا جواب کیا ہونا ہے۔" جو تاسفی لہجے میں بولا تھا۔

"مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے مروان! کیا کہیں گے زیادہ سے زیادہ، مجھے برا بھلا کہیں گے۔ کوسیں گے۔ سو واٹ؟ مجھے اب ویسے بھی ان کی کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ فرق پڑتا ہے تو اس بات سے کہ بسمل اور خطیب آخر ہمارے خلاف کون سی سازش بن رہے ہیں یا بالفرض اگر وہ نہیں بھی ہیں تو پھر وہ تیسرا کون ہے جو ہمیں ٹریپ کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟ وہ اس بوسیدہ سسٹم کا حصہ ہیں۔۔۔ ان کے پاس کوئی نہ کوئی کلیو ضرور ہو گا۔" وہ پریشانی سے بول رہی تھی۔ جب کہ مروان کی پریشان نگاہیں اُسی پر مرکوز تھیں۔

"یار تم ریلیکس رہو۔ کچھ نہیں ہوا۔ تم مجھے یہ بتاؤ فرم کب سے جوائن کر رہی ہو۔ تمہارے کتنے کیسز پینڈنگ پر پڑے ہیں۔ تم ان پر کب دھیان دو گی؟" وہ اس کا ذہن بھٹکانے کی خاطر بولا تھا۔ جو نفی میں گردن ہلاتی پریشانی سے لب چبا رہی تھی۔

"تم میری بات نہیں سمجھ رہے مروان۔۔۔ تم نہیں جانتے اس دن، میرا مطلب اس رات میں سوئمنگ پول کے پاس اپنی مرضی سے نہیں سوئی تھی۔ بلکہ کوئی تھا جو مجھے ڈرا دھمکا کر بے ہوش کر کے گیا تھا۔" اس بار اس نے اپنے ڈر کا اظہار کرتے اس کے چہرے کے تاثرات جانچنا چاہے جو بالکل ریلیکس انداز میں بیٹھا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے آئرہ کہ تم مجھ سے کچھ چھپا سکتی ہو؟" اس نے ابرو اٹھائے تو اس نے نفی میں گردن ہلاتے گویا اپنا دفاع کرنا چاہا تھا۔

"ایسی بات نہیں۔ میں صرف پریشان۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا تھا۔

"اوہ کم آن یار۔۔۔ کم از کم یہ ٹیپیکل جملے بازی تم ہمارے درمیان نہ ہی لاؤ تو بہتر ہے۔ عقل مندی کا تقاضہ یہ ہے کہ اس طرح کی جو مشکوک باتیں ہوتی ہیں نا وہ فوری طور پر اپنے گھر کے مردوں سے شئیر کرنی چاہیے تاکہ وہ کسی بڑے نقصان سے قبل ہی کوئی بہتر سدباب نکال سکیں۔ اس طرح سو کالڈ

پریشان نہیں کرنا چاہتی کے چکر میں آپ بڑے طوفان کو دعوت دے رہے ہوتے ہیں۔ایک کامن ووومن اس طرح کی بیوقوفانہ بات کرے تو کچھ سمجھ بھی آتی ہے ایک وکیل ایسی بات کرے تو بندہ اس کی عقل پر صرف ماتم ہی کر سکتا ہے۔ایون کے تم یہ بات بہت اچھے سے جانتی ہو کہ میں اور تم کس سسٹم سے تعلق رکھتے ہیں۔ہمارے پروفیشنز ہمیں ایک غلطی یا بھول کی بھی گنجائش نہیں دیتے۔ہماری ایک غفلت ہمیں قبر تک پہنچا سکتی ہے۔ سینکڑوں دشمن ہیں۔کون دوست کے روپ میں ہماری جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے ہم نہیں جانتے۔سو پلیز یار۔ آئندہ کچھ بھی غلط ہو یا تمہیں لگے تو مجھے فوراً بتانا۔میں مزید کوئی نقصان افورڈ نہیں کر سکتا۔"اس بار وہ بیڈ پر نیم درازی کی پوزیشن میں لیٹا سنجیدگی سے بولا تھا۔جب کہ خاموش بیٹھی آئرہ نے محض سننے پر اکتفا کیا تھا۔

"اچھا اب زیادہ مت سوچو اس بارے میں۔بس اس ٹاپک کو یہیں کلوز کرو،میں انویسٹیگیشن کرا رہا ہوں۔وہ بندہ اور کل رات والے حملے میں کون ملوث تھا جلد پتہ چل جائے گا۔"گھر میں کئی ایسے خفیہ کیمرا زلگے تھے جن کے بارے میں آئرہ تو کیا اجمل سلطان کو بھی علم نہیں تھا جو اس نے محض سیفٹی پرپس کے تحت لگوا رکھے تھے۔۔۔اور اس رات آئرہ کا سوئمنگ پول کے پاس سو جانا اتنی بھی کوئی کامن بات نہیں تھی کہ وہ اگنور کر دیتا۔

"اب ناشتہ ہی کرادو یار۔ بہت بھوک لگ رہی ہے۔ رات سے کچھ نہیں کھایا۔" اس بار اس نے بیچارگی سے کہا تھا۔

"کیوں کل رات پارٹی میں بسمل کے ساتھ ڈنر نہیں کیا آپ نے؟" اس بار وہ طنز سے باز نہیں آئی تھی۔ ساتھ ہی ہاتھ میں موجود موبائل کی اسکرین آن کرتے کل شام کی اس کی اور بسمل کی تصاویریں اس کے سامنے لہرائی تھیں۔ مروان نے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

"اسے لگتا ہے کہ وہ مجھے اس طرح کی تصویریں سینڈ کر کے بآسانی ٹریپ کر لے گی۔ فراڈی باپ کی فراڈی اولاد!" اس بار وہ اپنی ناگواری چھپا نہیں سکی تھی۔۔۔ اور یہ مان بھی مروان کا ہی بخشا گیا تھا جو اس نے اس بار شک کرنے کے بجائے اس بات کو مثبت انداز میں لیا تھا۔

"بڑے بزرگ کہتے ہیں، لو میرج ہو یا ارینج شوہر پر ضرورت سے زیادہ اعتبار کرنا بھی آپ کو مشکل میں ڈال سکتا ہے۔" وہ مسکراہٹ دبا کر شوخی سے بولا تھا۔ کتھئی آنکھوں کی چمک ہی دیدنی تھی۔

"کوئی بات نہیں، شوہر نے گھوم پھر کر واپس تو ہمارے پاس ہی آنا ہے ناں، پھر نمٹ لیں گے ہم اپنے انداز میں۔" وہ جوابی وار کرتی مسکرا کر روم سے نکل گئی تھی تاکہ کک کو ناشتا تیار کرنے کی ہدایت کر سکے۔ جب کہ وہ مسکراتا ہوا فریش ہونے کی غرض سے واش روم کی جانب بڑھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

محض سیاہ رنگ ٹراؤزر میں ملبوس وہ گنگناتا ہوا بہت اچھے موڈ سے واش روم سے باہر آیا تھا۔ نم بالوں کو تولیہ سے رگڑتا وہ آئینے کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ جبھی دروازہ کھلا تھا اور آئینے میں آئرہ کا عکس واضح ہوا تھا۔۔۔ جو اسے یوں شرٹ لیس کھڑا دیکھ ذرا گھور کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی تھی۔

"یہ آپ ہر وقت مجھے گھورتی کیوں رہتی ہیں زوجہ محترمہ؟" اس نے بالوں کو ڈرائیر سے خشک کرتے شرارتی لہجے میں استفسار کیا تھا۔

"کیونکہ تمہاری حرکتیں ہی گھورنے والی ہیں۔" وہ ہاتھ میں شرٹ لئے اس کے قریب آئی تھی۔

"کیا؟" اس کی نظروں کا اشارہ سمجھ کر بھی وہ انجان بنا تھا۔

"شرٹ پہنو۔" اس بار اس نے دانت کچکچائے۔

"کیوں ایسے اچھا نہیں لگ رہا کیا؟" اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر قریب کرتا وہ اسے سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔

"انسان بن جاؤ مروان۔۔۔اور اب یہ شرٹ پہن لو۔اگر باڈی کی نمائش کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو ذرا ایک کام کرو ریسلنگ میں حصہ لے لو۔"بھرپور مزاحمت کرتی وہ دانت کچکچا کر بولتی جتانا نہیں بھولی تھی۔

"مجھے کیا ضرورت ہے اپنی باڈی کی نمائش کرنے کی۔یہ باڈی میں نے جس لڑکی کو امپریس کرنے کے لئے بنائی تھی وہ تو میرے پاس،میرے دل میں رہتی ہے۔"کان کے بے حد نزدیک جھک کر ذو معنی لہجے میں سرگوشی کرتا،اس کی دھڑکنیں منتشر کر گیا جو ہمیشہ کی طرح اس کی قربت میں بوکھلا سی گئی تھی۔

"اب تم نظریں نہیں چراؤ۔لڑائی کرتے وقت تو تم میری آنکھوں میں گھسنے کی کوشش کرتی ہو۔۔۔اور یہاں میرا موڈ آن ہوا اور وہیں تمہارا سارا جوش اور ولولہ جھاگ کی طرح بیٹھ جاتا ہے۔"اسے اپنے روبرو کئے وہ خشمگیں نگاہوں سے گھور کر بولا تھا۔اب وہ تھک کر مزاحمت ترک کر چکی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے میں نے ایک بات شدت سے نوٹس کی ہے۔"اس بار اس کے چہرے پر بھی ذو معنی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

"وہ بھلا کیا؟" ناک میں پڑے موتی پر لب رکھتا وہ سوالیہ لہجے میں بولا تھا۔

"یہی کہ پچھلے اتنے سالوں سے میں جس مروان کو جانتی تھی وہ تو کوئی اور ہی شریف النفس بندہ تھا۔ رخصتی کے بعد سے تو تم نے اپنی رئیل والی ایول سائیڈ دکھا کر حیران ہی کر دیا ہے۔" اس کے تجزیہ پر ایک لمحے کو وہ چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات سجائے ٹھہرا۔۔۔ پھر سمجھ آنے پر اس کا چھت پھاڑ قہقہہ بلند ہوا تھا۔

"اوہ مائی گاڈ بیرسٹر صاحبہ۔ آپ ہوں گی بہت تیز، اور ذہین مگر، رومانس کے ڈیپارٹمنٹ میں آپ بالکل ہی کوری ہیں۔ میری جان اسے ایول سائیڈ نہیں بلکہ محبت کہتے ہیں۔ اب ظاہر ہے یہ سائیڈ اپنی پھپھی زاد کو دکھاتا تو اس نے مجھے گولی سے اُڑا دینا تھا اور اگر منکوحہ کو دکھاتا تو اس نے رخصتی سے ہی انکار کر دینا تھا۔ اب بیوی سے تو کوئی پردہ نہیں ہے۔" بے باکی سے آنکھ کا کونا دباتا وہ اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آیا تھا جو ایک لمحے میں شرم سے سرخ پڑ گئی تھی۔ اور اپنی خفت چھپانے کو چہرے پر ہاتھ پھیرتی خود کو کمپوزڈ کر چکی تھی۔

"معلوم ہے بات کیا ہے؟ رخصتی کے بعد سے تم میں شوہروں والی صفات کا تو پتہ نہیں البتہ ٹھرک پن کے بہت سے کیڑے ایکٹیو ہو گئے ہیں۔" روم کے دروازے پر ہونے والی دستک پر اس کی نرم پڑتی

گرفت سے دھکا مار کر خود کو آزاد کراتی وہ دَروازہ کی جانب بڑھی، جہاں دُوسری جانب ملازمہ ناشتے کی ٹرالی لئے کھڑی تھی۔۔۔جب کہ مروان شرٹ پہننے کی غرض سے ڈریسنگ رُوم میں چلا گیا تھا۔اتنی دِیر میں وہ ملازمہ کے ساتھ سارا ناشتا ٹیبل پر لگوا چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"مروان جلدی آجاؤ پلیز۔۔۔مجھے پھر پھپھو کے پاس بھی جانا ہے۔"اس نے صوفے پر بیٹھتے وہیں سے آواز لگائی تھی۔ویسے وہ ناشتا کب کا کر چکی تھی۔مگر اس وقت صرف مروان کی خاطر بیٹھنے پر مجبور تھی جوٹی شرٹ پہنے مسکراتا ہوا اس کے برَابر میں آکر بیٹھا تھا۔

"رات والے حادثے کے بارے میں مما کو معلوم ہے؟"اس کے ہاتھ سے جوس کا گلاس پکڑتے اس نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"ہاں!کیونکہ میں جب واپس آئی تو پھپھو جاگ رہی تھیں اور میرا ویٹ کر رہی تھیں۔اور پھر رات میں اتنی گھبرائی ہوئی تھی کہ پریشانی میں میں نے سب کچھ بتا دیا۔"وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔

"آر یو شیور کل رات تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا؟" اس کی جانچتی نگاہیں اسی کے چہرے پر ہی مرکوز تھیں۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔اگر کچھ ہوا ہوتا تو اس وقت لولی لنگڑی ہوئی بیڈ پر پڑی ہوتی۔" وہ شرارت سے بولی تھی۔

"جب بولنا فضول ہی بولنا۔" اسے گھورتا اب وہ ہلکی پھلکی باتوں کے درمیان ناشتے میں مصروف ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆

وہ آج سارا دن معاملے کی انویسٹیگیشن کی وجہ سے گھر ہی رہا تھا۔شام میں کسی ضروری کام سے نکلا ضرور تھا مگر،ڈنر تک واپس آ چکا تھا۔اجمل صاحب بھی واپس آ چکے تھے۔وہ اس وقت ان کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا رات کے کھانے کے بعد چائے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔آئرہ اور نشاط بیگم الگ ذرا فاصلے پے بیٹھی باتوں میں مشغول تھیں۔جب کہ وہ دونوں باپ بیٹے سیاسی گفتگو میں مصروف تھے۔ جہاں ہلکی آواز میں ایل سی ڈی آن تھی جس پر نیوز چینل لگا ہوا تھا۔

"یہاں آپ کو بریکنگ نیوز سے آگاہ کرتے چلیں کہ اجمل سلطان کے بیٹے مروان سلطان کی کسی لڑکی کے ساتھ، بیڈ روم کی نازیبا تصاویریں شوشل میڈیا پر وائرل ہو رہی ہیں۔ ذرائع کے مطابق بلر پکچر میں نظر آنے والا چہرہ ان کی اہلیہ آئرہ سلطان کا بتایا جا رہا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ یہ تصاویریں شادی سے پہلے کی ہیں۔ مگر ان تصاویروں میں موجود لڑکی کی اب تک کوئی تصدیق نہیں ہو سکی ہے۔ تاہم ہم اپنے زرائع سے۔۔۔" وہ جو باتوں میں مشغول تھے کہ نیوز چینل پر ایک دم اپنے ناموں کی گردان پر اچانک الرٹ ہوئے تھے۔ جب کہ مروان اسکرین پر نظر آتی بلر تصاویروں میں اپنا اور آئرہ کا دھندلا سا چہرہ دیکھ ایک دم ہی کھڑا ہو گیا تھا۔ ریموٹ اٹھا کر ٹی وی کا والیوم تیز کیا تھا۔

ایک نظر ساکت بیٹھی آئرہ کو دیکھ پاس رکھا موبائل اٹھایا تو اس کا دماغ گھوم کر رہ گیا تھا۔ گزرے محض آدھے گھنٹے میں وہ تصاویریں شوشل میڈیا پر ٹرینڈ کر رہی تھیں۔ وہ شاید خود پر یہ کیچڑ پھر برداشت کر لیتا مگر، آئرہ۔۔۔ وہ ایک دم ہی اس کی جانب بڑھا تھا۔ جو نشاط بیگم کے ساتھ سکت کی سی کیفیت میں گھری بیٹھی بے یقینی سے موبائل اسکرین دیکھ رہی تھی، جہاں واٹس ایپ میسیجز کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ ہر جگہ سے لنک شئیر کئے جا رہے تھے۔ جنہیں کھول کر دیکھنے کے لئے بہت سا حوصلہ درکار تھا۔

"آئرہ!میری جان!ریلیکس۔۔۔پریشان نہیں ہو۔کچھ نہیں ہوا۔"مروان نے تسلی دیتے اس کا ہاتھ تھاما جو ذرا سی دیر میں ٹھنڈا برف ہو گیا تھا۔

"یہ سب کیا ہے مروان؟کیا تم دونوں رخصتی سے پہلے ہی۔"کسی ہوٹل کا کمرہ دیکھ نخوت بھرے انداز میں سوالیہ لہجے میں بولے تھے۔

"پلیز بابا!آپ تو ایسی بات نہ کریں پلیز۔۔۔اس وقت یہ پتہ لگائیں یہ سب کیا کس نے ہے؟"وہ آئرہ کے ساتھ ساتھ نشاط کو بھی سنبھال رہا تھا۔

"مما یار آپ تو ریلیکس کریں۔پلیز آپ سنبھالیں ایسے۔۔۔"وہ اس وقت خود کو بہت بے بس محسوس کر رہا تھا۔

"مروان بیٹا یہ سب۔۔۔میری بچی،آئرہ کی۔۔۔یہ ہٹاؤ سب۔اجمل صاحب!یہ کیا ہو رہا ہے؟میری بچی کی ایسی تصویریں یہ میڈیا والے پاگل ہو گئے ہیں کیا۔"وہ کپکپاتی ہوئی آئرہ کو سینے سے لگاتیں ہزیانی سی کیفیت میں چلائی تھیں۔

"یہ بھی تمہارے بیٹے اور بہو کا کارنامہ ہے۔ چھپ کر نکاح کیا بھی تھا تو کیا اکیلے کمروں میں ملاقاتیں کرنا ضروری تھا۔" وہ ہمیشہ کی طرح انہیں ہی قصوروار ٹھہرا رہے تھے۔

"یہ جھوٹ ہے ماموں۔ میں اور مروان کبھی کسی ہوٹل میں تنہائی میں نہیں ملے۔ یہ ہم نہیں ہیں۔ مروان بتاؤ ناں تم ان کو۔۔۔" کچھ بھی تھا وہ تھی تو ایک عورت ہی ناں جو یوں اپنی عزت سرے بازار رسوا ہوتی محسوس کر کپکپا اٹھی تھی۔ جب کہ، مروان اب وہ تصاویریں بغور دیکھ رہا تھا۔ فلی نیکڈ تصاویریں دیکھ اس کا دماغ جھنجھنا اُٹھا تھا۔ اور جو بیک گراؤنڈ تھا۔ اس طرح کی کسی جگہ پر وہ کبھی ملے بھی نہیں تھے۔

"تمہیں کسی کو صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے آئرہ۔ یہ فیک تصاویریں ہیں بابا! آپ کو لگتا ہے کہ میں اپنے گھر کی عزت یوں ہوٹل کے رومز میں نیلام کروں گا؟ نکاح کیا تھا میں نے آئرہ سے۔ اگر میں کوئی ریلشن بنانا بھی چاہتا تو اس کے لئے میرا اپنا گھر میرا بیڈ روم بہت تھا۔ سنا آپ نے۔ اور پلیز ہمیشہ کی طرح فضول کے مفروضے گڑھنا چھوڑ دیں۔" وہ آئرہ کو بری طرح روتا سسکتا دیکھ اسے سینے سے لگاتا درشت لہجے میں غرایا تھا جو اس کے نرم لہجے کا ہرگز بھی خاصہ نہیں تھا۔

"تو ٹھیک ہے پھر ثابت کرو کہ یہ تصاویریں جعلی ہیں۔۔۔اور کس کس کا منہ بند کرواؤ گے مروان سلطان؟اس گھر کی عزت مٹی ہو چکی۔شوشل میڈیا کے ہر پلیٹ فارم پر تمہاری بیوی کی۔۔۔"وہ ابھی کوئی سخت لفظ بولتے کہ مروان چلایا تھا۔آئرہ کے رونے میں مزید تیزی آگئی تھی۔

"بس بابا۔باہر والے کیا سوچتے ہیں یا کیا کہتے ہیں مجھے اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے۔آئرہ کی عزت میری عزت ہے۔میری بیوی کے خلاف ایک بھی لفظ بولنے سے پہلے ہزار بار سوچئے گا۔کیونکہ میں برداشت نہیں کروں گا۔اور یہ آپ کے جس بھی دشمن کی حرکت ہے ناں اسے تو میں اپنے ہاتھوں سے نیست ونابود کروں گا۔آپ دیکھ لیجیے گا۔"نشاط بیگم تو دونوں باپ بیٹے کو یوں جھگڑتا دیکھ سکتے میں چلی گئی تھیں۔جب کہ آئرہ بآواز زور زور سے رونے لگی تھی۔ایک عورت کے پاس عزت ہی تو ہوتی ہے اور اگر وہ بھی نہ رہے تو پھر وہ کہیں کی بھی نہیں رہتی۔

"آئرہ پلیز چپ کر جاؤ،وہ فیک پکچرز ہیں۔ہم ابھی ساتھ میں ایک پریس کانفرنس کریں گے اور یہ بات واضح کر دیں گے کہ وہ سب جھوٹ ہے۔اور فکر نہیں کرو ہمارے مجرم کو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"وہ اس کی کمر سہلاتا دلاسہ دینے والے لہجے میں بولا تھا۔

"نہیں، اب کچھ نہیں ہو سکتا مروان۔ میری تصاویریں۔ تم نے دیکھا وہ میں۔ وہ میں تھی۔ وہ سب میں۔۔۔" بے ربطگی سے بولتی وہ ایک دم ہی اس کے ہاتھوں میں جھول گئی تھی۔ مروان نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ اُسے گہرا صدمہ پہنچا تھا۔

"مروان جلدی سے ہسپتال چلو بچے۔ آئرہ کی پلز بہت سلو ہے۔" نشاط بیگم نے اس کی کلائی پکڑی تو وہ ہول کر رہ گئی تھیں۔ جب کہ اس بار وہ بھی تیزی سے باہر کی جانب بھاگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

آئرہ کی طبیعت خرابی کی وجہ شدید قسم کا جھٹکا تھا جو وہ اعصابی طور پر برداشت نہیں کر پائی تھی۔ مروان اس کے پاس سرہانے بیٹھا سوچوں میں گم تھا۔ تین گھنٹے کے اندر اندر اجمل صاحب وہ ویڈیو اپنے سورسز کا استعمال کرتے ہوئے ہر سوشل میڈیا پلیٹ فارم سے ہٹوا چکے تھے اور ویڈیو وائرل کرنے والے کے خلاف قانونی کارروائی کی جانی تھی۔

"پانی۔" حلق میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے تھے۔ مروان چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"آئرہ! تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔" وہ نرم لہجے میں استفسار یہ گویا ہوا تھا۔

"ہمم!" وہ ہنکار بھرتے کہنیوں کے بل اٹھ بیٹھی تھی۔ جس نے سائیڈ رکھے جگ سے پانی کا گلاس بھر کر اس کی جانب بڑھایا تھا۔

"کیا ہوا؟ ٹھیک تو ہو نا تم۔" وہ اس کے دو گھونٹ بھر کر واپس آنکھیں موند جانے کے باعث تشویش میں مبتلا ہوا تھا۔

"ہمم! فی الحال تو ٹھیک ہوں۔" وہ سردگی سے بولی۔

"مگر مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہیں۔" وہ اس کی جانب سے رخ پھیر کر لیٹ گئی تھی۔

"فی الحال مجھے اکیلا چھوڑ دو پلیز۔۔۔" مروان کتنے ہی لمحے خاموش رہا تھا اور پھر ایک سرد آہ خارج کرتا اپنی جگہ سے اٹھ گیا تھا۔

"تم ریسٹ کرو۔۔۔ مجھے واپس لوٹنے میں شاید دیر ہو جائے۔" وہ اس کی پیشانی پر نرم گرم بوسہ دیتا روم کی لائٹس آف کرتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

جب کہ اس کی نگاہوں کے سامنے ایک بار پھر وہی واہیات منظر لہرایا تھا۔ دو موتی ٹوٹ کر رُخساروں پر پھسلے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج تین دن گزر چکے تھے۔ آئرہ اور مروان کے درمیان عجیب رنجش کی دیوار حائل ہو گئی تھی۔ پہلے پہل تو مروان کو لگا کہ وہ دکھی تھی۔ شاید اس لئے ٹینشن کا شکار تھی۔۔۔ جب کہ ایسا نہیں تھا۔ وہ تو کچھ اور ہی سوچے بیٹھی تھی۔ آج وہ گھر ہی تھا۔ ڈنر کے بعد وہ بھی سیدھا روم میں آیا تھا جہاں وہ صبح فرم جانے کے لئے اپنی تیاری میں مشغول تھی۔

"اللہ کا شکر ہے۔ تمہیں بھی یہ خیال آیا کہ وکالت کی ڈگری تم نے جھک مارنے کے لئے نہیں لی تھی۔۔۔ جو شادی کے بعد سے بالکل ہی گوشہ نشین ہو گئی ہو۔" وہ بات کرنے کی غرض سے بولا تھا جو ڈریسنگ روم سے باہر آتی ایک نظر اسے دیکھ، سنگھار آئینے کے عین سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔

"ہمم! کچھ دنوں کے لئے میں واقعی بھول گئی تھی کہ میں نے یہ ڈگری کس مقصد کے تحت لی تھی۔ مگر ، فکر نہیں کرو۔ مجھے سب یاد آ گیا ہے۔" وہ حد سے زیادہ بے رُخی اور سنجیدگی سے گویا ہوئی تھی۔

"یہ تم مجھ سے کس ٹیون میں بات کر رہی ہو آئرہ!" وہ ذرا ٹھٹھک کر بولتا نزدیک آیا تھا۔

"یہی کہ میں نے یہ ڈگری محض اپنے باپ کے قاتلوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لئے لی تھی۔"اس نے اَبرو اُٹھائے۔

"ہمم!"وہ خاموشی سے کتنی ہی دِیر بس اُسے دیکھے گیا تھا جو چہرے پر نائٹ کریم لگاتی نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔۔

"اچھا، چلو آکر ریسٹ کرو۔ پھر صبح سے تمہیں جوائننگ بھی دینی ہے۔"اس کا ہاتھ تھام کر بیڈ کی جانب قدم اُٹھاتے مروان کے قدم اِس کے انداز پر ٹھہر گئے تھے۔۔۔جو اس کی گرفت سے اپنے ہاتھ چھڑاتی اس کی طرف دیکھنے سے مسلسل اجتناب برت رہی تھی۔

"تم سو جاؤ۔۔۔میں تھوڑی دیر تک سو جاؤں گی۔"مروان کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے۔

"یہاں میری طرف دیکھو آئرہ!تمہارے دماغ میں آخر چل کیا رہا ہے؟"ٹھوڑی کے نیچے دو انگلیاں ٹکا کر چہرہ اُوپر اٹھاتا وہ سوالیہ لہجے میں بولا تھا۔

"کچھ نہیں چل رہا۔"وہ ایک بار پھر اس کا ہاتھ ایک طرف کر گئی۔

"اچھا تو پھر بار بار میرا ہاتھ کیوں جھٹک رہی ہو۔"

"میں نے کب تمہارا ہاتھ جھٹکا؟" وہ حیرانگی سے بولتی اس کی جانب پلٹی تھی۔

"تم بار بار میری بات رد کر رہی ہو۔۔۔یہ جھٹکنا نہیں ہوا تو کیا ہوا؟" وہ باقاعدہ طور پر باز پرس پر اتر آیا تھا۔

"اگر تمہیں ایسا لگتا ہے تو پھر ایسا ہی ہو گا۔" وہ ناگواری سے بولتی سائیڈ سے نکلنے لگی تھی۔

"چاہتی کیا تم مجھ سے؟" وہ زچ ہوا تھا۔

"کچھ نہیں چاہتی۔۔۔مجھے جو کرنا ہے میں خود کروں گی۔" مروان نے آنکھیں میچ کر خود پر ضبط کیا تھا۔یقیناً پھر کوئی نیا خناس تھا جو اس کے دماغ میں گھس گیا تھا۔

"اوکے فائن! جیسی تمہاری مرضی۔" وہ غصے میں لب بھینچتا، بیڈ پر اپنی جگہ پر رُخ پلٹ کر لیٹ گیا تھا۔

جب کہ وہ کتنی ہی دیر خاموشی سے یونہی کھڑی رہی تھی۔۔۔اور پھر گہری سانس بھرتی اپنا تکیہ اٹھا کر صوفے پر سونے کی غرض سے لیٹ گئی تھی۔

مروان نے غصے سے سائیڈ رکھا کشن اٹھا کر زمین پر پھینکا تھا۔جب کہ وہ پتھر کی ہوئی یونہی لیٹی رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح صادق سے نکلتا سورج اپنے جوبن پر تھا۔ وہ دونوں اس وقت ناشتے کی میز پر موجود تھے۔ دونوں کے مابین قائم تناؤ کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔ مگر، نشاط بیگم پھر بھی خاموش رہی تھیں۔ اجمل صاحب اور مروان اپنی باتوں میں مصروف تھے۔

"پھپھو میں آج سے فرم ری جوائن کر رہی ہوں۔" وہ اچانک سے بولی تھی۔

"اہمم! اتنی جلدی۔۔۔ بیٹا ابھی شادی کو مہینہ بھی نہیں ہوا ہے۔ میں کہہ رہی تھی کہ کچھ دن آرام کر لیتیں۔" نشاط بیگم نے نرم لہجے میں کہا تھا۔

"کیوں ماما؟ اس نے کون سا صبح صبح کھیتوں میں ہل چلانے جانا ہوتا ہے جو تھک گئی ہے۔ جانے دیجیئے ویسے بھی گھر میں پڑے پڑے محترمہ کے دماغ کو زنگ لگتا جا رہا ہے۔" اس بار وہ طنز کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔۔۔ جب کہ آئرہ خاموش رہی تھی۔

"چپ کرو تم۔ آئرہ کی مرضی ہے، جو جب جیسے چاہے جوائن کرے۔ جیسی تمہاری مرضی بیٹا۔" نشاط نے معاملہ کی گمبھیرتا دیکھ نرم لہجے میں کہا۔

"ضرورت ہی کیا ہے یہ نوکریاں کرنے کی۔۔۔ آرام سے بیٹھے گھر میں۔ کس چیز کی کمی ہے؟ روپیہ، پیسہ، اچھا کپڑا لتا، نام اسٹیٹس۔۔۔ سب کچھ تو مل رہا ہے اسے یہاں۔" اس بار اجمل صاحب نے بیچ میں مداخلت کرنا ضروری سمجھی تھی۔

"سب کچھ ہے۔ مگر مجھے اس سب سے حرام کی اور خون کی بدبو آتی ہے۔ اس لئے میں اپنا حق حلال کا کمانا چاہتی ہوں۔" اس بار وہ خود پر قابو نہیں رکھ سکی تھی۔ وہ شادی کے بعد سے بالکل خاموش تھی۔ اور خاموشی کو وہ شاید کوئی اور ہی رنگ دینا چاہ رہے تھے۔

"آئرہ! خاموش رہو۔" مروان کی تنبیہ پر وہ استہزائیہ مسکراتی ایک جھٹکے سے چیئر چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟ پہلے ناشتہ ختم کرو۔" پلیٹ جوں کی توں بھری دیکھ وہ خود کو کہنے سے روک نہیں پایا تھا۔

"میرا ہو گیا۔ آپ اپنی فیملی کے ساتھ بریک فاسٹ انجوائے کریں۔" دانت پیس کر کہتی وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگ گئی تھی۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا آخر اس لڑکی میں اکڑ کس بات کی ہے۔"اجمل صاحب ناگواری سے گویا ہوئے تھے۔

"چھوڑ دیجیئے آپ لوگ۔۔۔جو مرضی کرے۔ویسے بھی بچی نے اتنا پڑھا لکھا ہے یوں گھر بیٹھ کر ضائع تو نہیں کر سکتی ناں۔"انہوں نے ہمیشہ کی طرح اس کی حمایت کی تھی۔۔۔جب کہ مروان خاموشی سے اٹھ کر ایک امپورٹنٹ فون کال کرنے کی غرض سے ایکسکیوز کرتا ناشتا کی ٹیبل چھوڑ چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"پتہ نہیں کیا سمجھ کر رکھا ہے مجھے۔۔۔جیسے میں ان لوگوں کے کالے کرتوت سے ڈر جاؤں گی یا پھر ان کی ہر حرکت پر پردہ ڈال دوں گی۔نہیں،ایسا کبھی نہیں ہو گا۔بی بریو آئرہ الہیٰ!تم نے اجمل سلطان سے اپنے ماں-باپ کے خون کا بدلہ لینا ہے۔"آئینے کے عین سامنے کھڑی اپنے عکس سے مخاطب وہ خود کو ہی ہمت دلا رہی تھی۔

"اب مجھے کسی کی پروا نہیں ہے۔۔۔جو شخص مجھے ڈرانے دھمکانے کے لئے میری عزت کو یُوں سرے بازار رَسوا کر سکتا ہے وہ سب کر سکتا ہے۔پھر میں کیوں لحاظ کروں۔۔۔اور مروان سلطان اگر تم میرا

ساتھ نہیں دے سکتے تو آئرہ الٰہی کو بھی وقتی سہاروں کی ضرورت ہر گز نہیں ہے۔" دانت پر دانت رکھے خود ساختہ قیاس کرتی وہ کچھ ہی دِیر میں مخصوص سیاہ رنگ کوٹ پہنتی نیچے کی جانب بڑھی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"میں جا رہی ہوں پھپھو۔" سفید کڑکڑاتے شلوار سوٹ پر ویسٹ کوٹ پہنے، اپنی طلسماتی شخصیت سے لاپرواہ، اس وقت ہال میں پڑے صوفوں پر پاؤں پر پاؤں رکھے بیٹھا دور سے ہی اُسے دیکھ چکا تھا۔ سیاہ کوٹ میں ملبوس آئرہ نے سر پر اسکارف لپیٹ رکھا تھا۔ بآواز اطلاع کرنے کا خاص مقصد اپنی آواز سے مروان کی سماعتوں کو بھی فیضیاب کرانا تھا۔ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے لبوں پر ایک دلکش مسکان کھل گئی تھی۔

"جا رہی ہو۔۔۔ خیر سے جاؤ۔ اللہ میری بچی کو کامیاب کرے۔" وہ بھی اٹھ کر قریب آئی تھیں، ساتھ ہی اس کی پیشانی چوم کر دعا دی تھی۔ آئرہ کو یکدم اپنی ماں کی یاد ستائی تھی۔ اب مروان بھی قدم قدم چلتا قریب آ رہا تھا۔ وہ ایک نظر دیکھ کر نگاہیں پھیر گئی۔

"میں ساتھ چلتا تمہارے۔۔۔ مگر مجھے ابھی بابا کے ساتھ نکلنا ہے۔ تم ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤ۔ مگر آج سے پروٹوکول کی گاڑیوں کے علاوہ دو لیڈیز گارڈز اینی ٹائم تمہارے ساتھ ہوں گی۔ خیال رکھنا!" آئرہ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟ میں اپنا خیال خود بھی رکھ سکتی ہوں۔" اسے یہ بات ناگوار گزری تھی۔

"جانتا ہوں مگر، میں مزید کوئی رسک نہیں لے سکتا۔ گارڈز تمہارے ساتھ ہی جائیں گے۔ باقی میں نے سیکیورٹی ٹائٹ کرا دی ہے۔ ٹینشن کی کوئی بات نہیں ہے اور کچھ بھی ہو تم نے سب سے پہلی کال مجھے کرنی ہے۔ ایک بات اور، فی الحال تم کہیں بھی جانے سے گریز کرنا۔ تمہیں اپنے کیس سے ریلیٹڈ جو بھی انفو چاہیے ہو گی وہ تم میرے ساتھ رہ کر کلیکٹ کرو گی۔" وہ باور کرا رہا تھا۔ آئرہ کو اس کا یہ حکم جتاتا انداز ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔

"اتنی ساری پابندیاں! اس سے تو بہتر ہے کہ میں جاؤں ہی ناں۔" وہ تن فن کرتی الٹے قدموں اپنے روم میں واپس جانے کے لیے پلٹی تھی۔

"یہ بہت اچھا فیصلہ ہے۔۔۔ابھی جو حالات ہیں شاید تمہارا گھر میں رہنا ہی ٹھیک ہے۔ویسے بھی بابا بھی صحیح کہہ رہے ہیں۔عورت گھر کی چار دیواری میں ہی اچھی لگتی ہے۔"پشت پر ہاتھ باندھے وہ پُر اسرار لہجے میں جان بوجھ کر اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔

"عورت نہ ہو گئی ان کی غلام ہو گئی۔میں جا رہی ہوں پھپھو!"جن قدموں سے واپس پلٹی تھی انہی قدموں پر پلٹتی وہ گھر کے بیرونی حصے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔جب کہ،مروان اور نشاط بیگم کے لبوں پر مسکراہٹ کھل گئی تھی۔

"نہ تنگ کیا کرو مروان۔اتنی سی جان ہے اس کی،وہ بھی جل جل کر ختم کر لینی ہے کسی دن۔"وہ نرمی سے تنبیہ کرتیں مسکرا کر اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھیں۔جب کہ مروان گھڑی میں وقت دیکھتا کچھ سوچ کر باہر کی جانب بڑھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"بیٹھو گاڑی میں۔"وہ ابھی باہر ہی کھڑی تھی جبھی عقب سے ابھرتی مروان کی آواز پر چونکی تھی۔جو گھوم کر جاتا ڈرائیور کو باہر نکال کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔جب کہ وہ منہ بناتی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔

"تمہاری شاید ہی کوئی کل سیدھی ہے۔ تم نے قسم کھار کھی ہے۔نہ خود سکون لو گی نہ کسی اور کو چین سے جینے دو گی۔" وہ محض اس کی فکر میں خود اپنا ارادہ تبدیل کرتا اسے فرم چھوڑنے جا رہا تھا۔اس کا ارادہ جلد از جلد واپس لوٹنے کا تھا۔

"میں نے نہیں کہا تمہیں فکر کرنے کو۔۔۔ تم خود اپنی مرضی سے آئے ہو۔" وہ پھاڑ کھاتے لہجے میں بولتی رُخ پلٹ کر بیٹھ گئی تھی۔وہ سر جھٹک کر ڈرائیونگ میں مصروف ہو گیا تھا۔جب کہ آئرہ نے حیرانگی سے ایک گاڑی آگے اور دو پیچھے دیکھی تھیں۔۔۔یعنی اس ایک اکیلی بندی کے لئے اتنا پروٹوکول۔۔۔افف!

" جسے مجھے مارنا ہو گا ناں وہ ان سب کی موجودگی میں بھی مار دے گا۔" وہ جتانے سے باز نہیں آئی تھی۔

"کیا تم خاموشی سے بیٹھ سکتی ہو!" وہ سخت لہجے میں بولا تھا۔اس کا یہ انداز اسے ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔

"میں یہ گاڑیاں ساتھ لے کر ہرگز بھی نہیں گھوموں گی۔" وہ اپنی ضد پر ڈٹی ہوئی تھی۔

"میں نے تم سے پوچھا نہیں ہے آئرہ سلطان!" وہ جتاتے لہجے میں بولا تھا۔اس بار وہ خاموش ہو گئی تھی۔

گاڑی ایک جھٹکے سے لاء فرم بلڈنگ کے عین سامنے آکر ٹھہری تھی۔وہ اُترنے لگی تھی۔مروان بھی ساتھ ہی گاڑی سے باہر آیا تھا۔

"چلو۔"اسے ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر میں کھڑا کرتا اپنی ہمراہی میں بلڈنگ میں داخل ہوا تھا۔

"السلام علیکم!گڈ مارننگ سر اینڈ میڈم۔۔۔اینڈ ویلکم بیک۔"الہام انہیں ساتھ دیکھ خوش دلی سے وش کرتی نزدیک آئی تھی۔

"تھینک یو مس الہام۔"دونوں نے رسمی سی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر دھیمے لہجے میں کہا تھا۔جب کہ آئرہ پُر وقار انداز میں قدم اٹھاتی،اپنے کیبن کی جانب بڑھی تھی۔مروان تمام اسٹاف کو اور گیٹ پر موجود چوکیدار کو کچھ ضروری ہدایات کرتا اپنی شعلہ جوالہ بیوی کے آفس کی جانب بڑھا تھا۔

"آئرہ میری بات دھیان سے سنو۔۔۔اپنا خیال رکھنا!اور ہاں محتاط رہو۔آفس کے باہر لیڈیز گارڈز موجود ہیں۔گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔میں تم سے صرف ایک کال کی دوری پر ہوں۔"اس کے قریب آکر ماتھے پر بوسہ دیتا وہ نرم نگاہوں سے دیکھتا بلڈنگ سے نکل آیا تھا۔۔۔جب کہ وہ اس کے حصار میں جکڑی کھڑی سیکریٹری کی آواز پر چونکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اس وقت سرکاری ہیلی کاپٹر میں موجود اجمل صاحب کی ہمراہی میں صوبہ سندھ میں ہونے والے ایک جلسے میں جا رہا تھا۔ آئرہ کو لاء فرم ری جوائن کئے پندرہ دن ہونے والے تھے۔ ہر طرف سے راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔ وہ اس وقت بھی گہری سوچ میں گم، بالکل عین سامنے بیٹھے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو آسمان کی بلندیوں سے نیچے کی جانب دیکھتے مسکرا رہے تھے، یوں اونچائیوں پر پہنچ کر نیچے زمین کو تفاخر سے دیکھنا ان کی پرانی عادت تھی۔

"بابا!" اس نے گلہ کھنکھار کر مخاطب کیا۔ پائلٹ تسلسل سے ہیلی کاپٹر اُڑا رہا تھا۔

"ہمم!" وہ چونک کر متوجہ ہوئے جو گہری نظروں سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔

"بھائی کے کیس کی اگلی شنوائی قریب آ رہی ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں بول رہا تھا۔

"جانتا ہوں۔" انہوں نے گویا ناک سے مکھی اُڑائی۔

"مجھے آج تک ایک بات سمجھ نہیں آئی۔" وہ ذرا متعجب نظر آ رہا تھا۔

"کیا؟" انہوں نے ناسمجھی سے بیٹے کے بگڑے تیور دیکھے تھے۔

"آج میرے بھائی کے قتل کو ہوئے کئی ماہ ہونے کو آئے ہیں۔۔۔ مگر اب تک اسے انصاف نہیں مل سکا۔ جب کہ ہماری پارٹی پاکستان کی چار بڑی سیاسی جماعتوں میں سے ایک ہے۔ جب ایک سیاسی پارٹی کے لیڈر کے بیٹے کو انصاف کے لئے اتنے دھکے کھانے پڑ رہے ہیں تو عوام کا کیا حال ہو گا۔" وہ دوٹوک لہجے میں بولا تھا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تمہارا؟ تمہیں کیا لگتا ہے ہمارا مخالف اتنی جلدی اور آسانی سے ہار مان لے گا ؟ یہ بھول ہے تمہاری، اگر ہم ایک بڑی سیاسی جماعت ہیں تو مت بھولو کہ ایک سیاسی لیڈر بہت سی بندشوں میں جکڑا ہوتا ہے۔ مانتا ہوں کہ میرے لخت جگر کا خون ہوا ہے۔۔۔ مگر یہ سب اتنا سیدھا نہیں ہے جتنا تمہیں اور تمہاری بیوی کو نظر آتا ہے۔" انہوں نے ناگوار لہجے میں بیٹے کو باز رکھا تھا۔

"اس سب سے آئرہ کا کوئی واسطہ نہیں ہے بابا۔۔۔ ویسے بھی میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔" اس نے گویا حتمی فیصلہ کر لیا تھا۔

"کیسا فیصلہ ؟" وہ تفتیشی لہجے میں بولے۔

"بھائی کے قتل کا کیس اب میں خود ہینڈل کروں گا۔۔۔ مت بھولیں کہ آپ کا بیٹا بھی ایک وکیل ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے گویا باپ کو یاد کرایا تھا۔

"خاموش رہو اور یہ وکالت کا بھوت اپنے سر سے اُتار دو۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ مجھے تمہارے اس پروفیشن سے سخت اختلاف ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم یوں ٹکے ٹکے کے لوگوں کا کیس سالوں عدالت میں لڑتے رہو۔ یہ ہماری جماعت ہے۔ پچاس سالوں کی محنت ہے ہماری۔۔۔ تم اگلے الیکشن کے وزیر اعظم ہو۔ اپنی پوزیشن سنبھالو اور بس سیاست میں دلچسپی لو۔" انہوں نے ڈپٹ دیا تھا۔

"مجھے کیا کرنا ہے۔۔۔ اس بات کا فیصلہ میں خود کروں گا بابا۔" وہ اتنا بول کر خاموش ہو گیا تھا۔۔۔ جب کہ اس بار اجمل صاحب بھی خاموشی اختیار کر گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"آئرہ!" آج چھٹی کا دن تھا یہی وجہ تھی کہ آئرہ گھر میں ہی موجود تھی۔ اور آج کا سارا دن وہ ریسٹ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ فرم سے اتنے دن غیر حاضری کے باعث بہت سے کیسیز تھے جو پینڈنگ تھے، اور اب کام کا سارا لوڈ اس کے سر آ گیا تھا۔۔۔ مگر ان تمام مصروفیات کے باجود وہ اپنے اہم مشن سے ہر گز بھی غافل نہیں ہوئی تھی۔ جن لوگوں نے ان کی فیک آے آئی جنریٹڈ بیڈ روم کی ویڈیو لیک کی تھیں وہ ملزمان پکڑے جا چکے تھے۔ مگر انہوں نے یہ سب کس کے کہنے پر کیا تھا؟ اس بات کا پتہ اب تک نہیں چل سکا تھا۔

"بیٹا میں سوچ رہی تھی کہ کیوں نا تمہارا اور مروان کا ولیمہ کر دیا جائے۔" انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔ وہ اتنا تو جانتی تھیں کہ ان کے شوہر کو تو اس شادی سے کوئی خاص غرض نہیں تھی۔

"مگر مامی اتنی جلدی۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا بہانہ پیش کرتی۔

"کیا مطلب ہے کہ جلدی؟ بیٹا شادی کو مہینے سے اُوپر ہونے والا ہے۔" انہوں نے یاد دہانی کرائی۔

"آپ مروان سے ایک بار پوچھ لیجئے گا۔" اس بار اس نے سارا ملبہ مروان پر ڈالنا چاہا تھا۔

"اسے کیا اعتراض ہو گا بھلا۔۔۔ میں تمہاری رائے جاننا چاہتی ہوں۔ اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو۔" انہوں نے اطلاع دینے والے انداز میں کہا تھا۔

"مجھے کوئی اعتراض تو نہیں ہے مگر میں چاہ رہی تھی کہ اگر ہم کچھ ماہ ٹھہر کر ولیمہ کریں تو کوئی ایشو تو نہیں؟" اس نے ان کی بات کا مان رکھتے اپنی رائے قائم کی تھی۔

"نہیں بیٹا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تم سے پوچھنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ جیسا تم مناسب سمجھو۔" انہوں نے اسے کشمکش میں گھرا دیکھ مزید زور دینا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ وگرنہ اب وہ تاخیر نہیں کرنا چاہتی

تھیں۔دوسری جانب مروان اور اجمل صاحب الیکشن کیمپین چلانے میں مصروف تھے۔کتنے ہی دن ہو گئے تھے ان دونوں کے مابین کوئی تفصیلی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

بلآخر وہ دن بھی آن پہنچا تھا جس دن الیکشن ہونا تھا۔آج صبح سے ہی ووٹنگ کا سلسلہ جاری تھا۔کئی جگہوں پر دھاندلی ہو رہی تھی تو کئی پولنگ بوتھ پر اسٹاف ہی نہیں پہنچا تھا۔کئی شہروں میں ہنگامی صورتحال تھی۔پورے ملک میں ہائی الرٹ جاری کر دیا گیا تھا۔شام پانچ بجے ووٹنگ بند ہو چکی تھی۔جب کہ اب بس انتظار تھا تو نتائج کا۔۔۔

"آپ کو کیا لگتا ہے بابا عوام کا کیا فیصلہ ہو گا؟"وہ اس وقت ڈرائنگ روم میں موجود ایل ای ڈی کے سامنے بیٹھے نیوز چینل پر نشر ہونے والے غیر حتمیٰ نتائج کا انتظار کر رہے تھے۔جو ابھی بہت سے چھوٹے ضلع کے ہی آ سکے تھے۔

"عوام کے فیصلے کا انتظار کس کو ہے؟"انہوں نے استہزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

"مطلب آپ کو یقین ہے کہ جیت آپ کی ہی ہو گی؟"باپ کا کانفیڈینٹ قابل دید تھا۔

"ظاہر ہے برخوردار! پچھلے ایک سال سے یونہی تو چپلیں نہیں گھس دی میں نے۔۔۔شہر شہر جلسہ کرنے میں۔لوگوں کی ہمدردیاں سمیٹنے میں۔کروڑوں روپیہ خرچ کیا ہے۔میرا ایک بیٹا سیاسی شہید ہے۔اس کی جان اس ملک کی خاطر گئی ہے۔تو ظاہر سی بات ہے الیکشن تو ہر حال میں ہم نے ہی جیتنا تھا ناں عوام ہمارے ساتھ ہے۔"انہوں نے ذرا ٹھہر کر متوازن لہجے میں کہا تھا۔۔وہ داد دینے والے انداز میں سر ہلا گیا۔

"دیکھو نتائج آنا شروع ہو گئے ہیں ہر جگہ سے ہماری پارٹی الیکشن جیت رہی ہے۔"انہوں نے اسکرین پر چلتے غیر حتمیٰ نتائج کی جانب اشارہ کیا تھا۔

"ویسے بابا آپ تو کہہ رہے تھے آپ کو عوام کی رائے کا انتظار نہیں ہے۔اور غالباً اس الیکشن میں پہلے ہی سلیکشن ہو چکی ہے۔۔۔تو اب یہاں بیٹھ کر نتائج کا انتظار کرنا میرے خیال سے نری بیوقوفی اور وقت کا ضیاع ہے۔"اس نے کہتے ساتھ ہی قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

وہ روم میں آیا جہاں پہلی نگاہ صوفا کم بیڈ پر بیٹھی آئرہ سے جا ٹکرائی تھی۔اس نے نظر ترچھی کر بغور اس کی حالت کا جائزہ لیا تھا جو شاید کچھ دیر قبل ہی شاور لے کر بیٹھی تھی۔جس کے باعث اس کے

گھنگھریالے بالوں میں بم سا پھٹا ہوا تھا۔ آسمانی رنگ جوڑے میں اس کی رنگت کھل سی رہی تھی۔ دوپٹہ بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔ آنکھوں پر ریڈنگ گلاسز لگا رکھے تھے۔ اس کا مطلب وہ واقعی بہت اہم کام میں مصروف تھی۔ کھٹکے کی آواز پر ایک نظر مروان پر ڈالتی وہ ہنوز بڑے انہماک سے اسکرین دیکھ کم اور گھور زیادہ رہی تھی۔ وہ سر جھٹک کر قدم قدم چلتا بیڈ پر ڈھنے کے انداز میں گرا تھا۔

"کیا ہوا؟ طبیعت تو ٹھیک ہے ناں تمہاری؟" وہ ذرا چونکی۔۔۔ جو اس کے دوپٹے کا ایک سرا پکڑ کر چہرے پر ڈالتا آنکھیں موندے دو انگلیوں سے اپنی کنپٹیاں دبا رہا تھا۔

"آپ کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے بیرسٹر صاحبہ!" وہ چونکی کیونکہ، وہ ناراضگی میں ایسے القاب و آداب کا استعمال کرتا تھا۔

"اگر سر میں درد ہے تو کافی منگوا دوں؟" وہ گہری سانس بھرتی لیپ ٹاپ ایک طرف کو رکھتی پاؤں میں چپل اڑس کر قدم اُٹھاتی نزدیک آ رہی تھی۔

"ہمم! تھوڑا زہر بھی ڈال دینا پلیز۔۔۔" وہ جان کر طنز کر رہا تھا۔ آئرہ سمجھ گئی تھی یہ ناراضگی کا اظہار اس کی اتنے دنوں کی بے رُخی کا نتیجہ تھا۔

"چھوٹے بچوں کی طرح ریکٹ مت کیا کرو بالکل اچھے نہیں لگتے۔" مروان نے یونہی اس شیفون کے دوپٹے کے پار سے گھور کر دیکھا تھا جو اس کے سر پر کھڑی ابرو اٹھا کر گھور رہی تھی۔

"دماغ نہ خراب کرو میرا اور جاؤ یہاں سے۔" موڑ توڑ کر دوپٹہ کا گولا بنا کر اس کی جانب اچھالتا وہ اچھا خاصہ تپا ہوا تھا۔

"لگ رہا ہے سیاست دان صاحب الیکشن ہار گئے ہیں۔" دوپٹہ کیچ کر کے واپس بیڈ پر ڈالتی وہ قریب آ کر کان میں سرگوشی کرتی اسے چڑانا نہیں بھولی تھی۔ وہ آنکھیں میچ کر پڑا تھا۔ معاً مروان نے ایک دم کروٹ لی تھی وہ بدک کر دور ہوئی۔

"کیا مسئلہ ہے محترمہ آپ کا۔ میرے سر پر کیوں سوار ہو گئی ہیں؟" وہ تیز لہجے میں بولا تھا۔ جب کہ اس بار وہ خاموشی سے پلٹ گئی تھی۔ مروان نے سخت نظروں سے اس کی دُور جاتی پشت کو گھورا تھا اور ایک بار پھر کروٹ بدل کر آنکھیں موند گیا۔

ابھی کچھ ہی لمحے گزرے تھے جب ماتھے پر اس کے ملائم ہاتھوں کا سرد سا لمس محسوس ہوا تھا۔ وہ یونہی لیٹا رہا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ مچل رہی تھی۔ جب کہ اب وہ آہستہ آہستہ سر دبا رہی تھی۔ اُسے سکون سا ملا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ کروٹ لیتا اس کی گود میں سر رکھتا آنکھیں موند گیا تھا۔ آئرہ نے اس کی ڈرامے

بازیوں پر ایک گہری سانس بھری تھی۔کچھ دیر بعد اس کی بھاری ہوتی سانسیں اس بات کی گواہ تھیں کہ وہ گہری نیند میں اُتر چکا ہے۔

"دیکھ رہے ہیں بابا آپ۔۔۔یہ نتائج سامنے آئے ہیں، ہماری پارٹی تمام حلقوں سے ہار رہی ہے۔یہ سب اس اجمل سلطان کا کیا دھرا ہے۔اپنے بیٹے کا قتل ہی اس کرسی کو حاصل کرنے کے لئے کیا تھا۔جانتا تھا کہ اس بار اس کی دال نہیں گلنے والی۔اس لئے اس نے یہ قدم اٹھایا تھا۔"وہ ٹی وی اسکرین پر چلتے غیر حتمی نتائج کا سلسلہ دیکھ پیچ و تاب کھا رہا تھا۔انہیں اپنے صوبے اپنے گڑھ سے شکست کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

"ابھی صبر کرو۔۔۔ابھی نتائج آنا باقی ہیں۔"بھلا بازی پلٹنے میں کون سی دیر لگنی تھی۔

"نتائج آ چکے وزیر اعظم کی کرسی اس بار بھی وہ اجمل سلطان لے جائے گا دیکھ لیجئے گا آپ۔"وہ تفاخر سے بولتا تن فن کرتا وہاں سے نکل آیا تھا۔

رات کی سیاہ تاریکی ہر سو اپنے پنکھ پھیلا رہی تھی۔ اجمل صاحب آج بہت خوش تھے۔ کیونکہ، ہر طرف سے جیت انہی کی ہونی تھی۔ مگر، ابھی حتمی نتائج کا انتظار تھا۔

"نشاط بیگم کیا بات ہے، آج آپ کے بہو بیٹے نہیں آئے کھانے پر۔" انہوں نے ان کی غیر موجودگی محسوس کر استہزائیہ پوچھا۔

"میں نے بلانے بھیجا تھا مگر مروان جلدی سو گیا ہے۔ آئرہ نے کہا کچھ دیر بعد وہ ساتھ ہی کھائیں گے۔" اجمل صاحب سن کر سر جھٹک گئے اور پھر سے کھانے میں مصروف ہو گئے۔

"مروان! اُٹھ جاؤ۔ شام سے سُو رہے ہو تم۔" آئرہ نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے نرم لہجے میں کہا تھا اس نے مندی مندی سی آنکھیں کھولی تھیں۔

"ٹائم کیا ہو رہا ہے؟" خمار بھری آنکھیں بمشکل کھولتے ذرا اونچا ہو کر بیٹھا تھا۔

"ساڑھے آٹھ بج رہے ہیں۔ تم نے ڈنر بھی نہیں کیا۔" وہ پاس ہی بیٹھی تھی، جہاں مروان بھاری ہوتا سر تھامے بیٹھا تھا۔

"سر زیادہ درد کر رہا ہے تو ٹیبلٹ لو، اٹھو جلدی میں کھانا لے کر آتی ہوں۔" وہ سستی سے بیڈ پر پڑا تھا۔ جبھی وہ اسے ہاتھ پکڑ کر کھینچ کر اُٹھاتی خود روم سے باہر نکلی تھی۔ جب کہ وہ گدی سہلاتا قمیض کے بٹن کھول کر اُتار چکا تھا۔ نجانے کیوں آج عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ وہ فریش ہونے کی غرض سے واش روم کی جانب بڑھا تھا۔

وہ ڈنر کا بول کر روم میں واپس لوٹی تو مروان فریش سا لوز سے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس صوفے پر بیٹھا تھا۔

"مروان! نیچے ہی آ جاؤ۔ کب سے روم میں ہی ہیں ہم لوگ۔ میں نے ٹیبل سیٹ کرا دی ہے۔ آ جاؤ جلدی۔ مامی پوچھ بھی رہی تھیں تمہارا۔" وہ سر جھٹک اٹھ کر خود بھی اس کے پیچھے ہی گیا تھا۔

"مروان بیٹا خیریت؟ جلدی سو گئے تھے۔" انہوں نے بیٹے کے پاس آنے پر ماتھے پر بوسہ دے ڈالا تھا۔

"بس ذرا تھکن ہو گئی تھی۔ اب الیکشنز ختم ہو گئے ہیں سو بس اب ذرا بوجھ کم ہو گیا ہے۔"

"اچھا چلو کھانا کھالو پھر بات کرتے ہیں۔" وہ سر ہلاتا ڈنر ٹیبل پر آن بیٹھا تھا۔ جہاں آئرہ پہلے سے موجود اسے دیکھ مسکرائی۔

"بیٹھ جاؤ یار! میں خود لے لوں گا۔" پلیٹ میں سرو کرنے پر وہ سالن کا ڈونگا اس کے ہاتھ سے لیتا وہی ہاتھ پکڑ کر ساتھ چیئر پر بیٹھا چکا تھا۔

"ہاں بس بیٹھ ہی رہی تھی۔" وہ پھر بھی اس کی پلیٹ میں تھوڑا سا مٹن کڑاہی نکال کر خود اپنی پلیٹ میں اسٹیم فش کے دو پیس نکال کر کانٹے کی مدد سے کھانا شروع کر چکی تھی۔

"بہت دن ہو گئے تم نے کوکنگ نہیں کی۔" وہ اس قدر غیر متوقع بات پر چونکی، پھر گہری سانس بھر کر واپس پلیٹ پر جھک گئی۔۔۔ جب کہ وہ ہنوز رغبت سے کھانا کھانے میں مشغول تھا۔

"آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میں نے شادی کے بعد سے کچھ بھی کک نہیں کیا۔" اس نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلا کر گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیا تھا جو شام والے حلیے میں موجود اس وقت بھی اس کی ساری توجہ کھینچ چکی تھی۔

"وہی کہہ رہا ہوں۔ کیوں؟" پاٹ سے روٹی نکال کر نوالہ بناتے اس نے ابرو اُٹھائے۔

"وقت کہاں ہوتا ہے میرے پاس۔۔۔ خیر تم بتاؤ کیا بناؤں۔ تم کیا کھاؤ گے ؟" اس نے سر جھٹک کر اس کا سنجیدہ موڈ دیکھ ذرا اشتیاق سے پوچھا تھا۔ دونوں کے درمیان قائم ناراضگی کی دیوار شام کے بعد آپ ہی دم توڑ گئی تھی۔

"جو آپ بنائیں گی ہم خوشی خوشی کھالیں گے۔" اس بار وہ شوخ لہجے میں بولا تھا۔

"ہاں اتنے تم معصوم۔۔۔" اس نے گھورا تو اِس بار وہ کھل کر مُسکرایا تھا۔

"خیر، ابھی میں ماما کے پاس جارہا ہوں۔ کافی لے کر ٹیرس پر آؤ پھر تفصیل سے ڈسکس کریں گے کہ اس وقت میرا کیا کھانے کا دل چاہ رہا ہے۔" وہ کھانا مکمل کرتا نیپکن سے چہرہ تھپک کر شوخ لہجے میں بولتا چیئر چھوڑ چکا تھا۔۔۔ جب کہ اس نے گلاس میں پانی انڈیلتے اسے محض گھورنے پر اکتفا کیا تھا۔

وہ اس وقت اپنے کیبن میں موجود بڑے انہماک سے کسی کام میں غرق تھی جبھی الہام کی آمد پر وہ مسکرائی، جو اس کے لئے کافی کا کپ لائی تھی۔۔۔

"تھینکیو۔۔۔اس وقت مجھے اس کی شدید طلب ہو رہی تھی۔"الہام نے ہولے سے مسکراتے سر کو خم دیا تھا۔

"یار ذرا نیوز چینل تو لگائیں۔دیکھیں، باہر کیا حالات ہیں۔"پہلا گھونٹ بھرتی اب وہ ریلیکس انداز میں چیئر پر بیٹھی تھی۔

"اوکے جی۔"وہ اس کی سیکریٹری ضرور تھی۔۔۔مگر آئرہ اور وہ کالج میں ساتھ ہی تھے۔

"افف!الیکشنز ہو گئے مگر اس میڈیا کے پاس جیسے اور کوئی خبر ہی نہیں ہے۔"آئرہ نے نیوز چینل پر وہی دھاندلی اور سیٹس کی سیاسی بحث ہوتی دیکھ بیزاری سے سر جھٹکا۔

"بس میڈم یہی حال ہے ہمارے میڈیا کا، سیاست کا، ایون کے ہر سرکاری ادارے کا، ہر جگہ بس کرپشن ہی کرپشن ہے۔"الہام نے تاسفی لہجے میں رائے کا اظہار کیا تھا۔

"ویسے آپ کو کیا لگتا ہے؟کیا یہ الیکشن صحیح ہوئے۔ان سیاسی پارٹیز کا انتخاب کیا واقعی عوام کا فیصلہ ہے؟"وہ ساتھ رکھی چیئر پر نشست سنبھالتی ذرا متجسس لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"یہ اور عوام کا فیصلہ ؟ نہیں ہماری عوام کے پاس ابھی تک اتنا شعور ہی نہیں آیا کہ وہ یہ بات سمجھ سکیں کہ آپ کے پاس انتخاب کرنے کا آپشن موجود ہونا کتنی بڑی بات ہے۔" وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔

"مطلب؟" اس نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"مطلب یہ جناب کہ ہمارے ملک میں کم از کم بھی پچیس کروڑ عوام ہے۔۔۔ اور نادرہ کے پاس صرف بارہ کروڑ ووٹ رجسٹرڈ ہوا، جس میں سے حالیہ الیکشن میں صرف چھ کروڑ عوام نے ووٹ کاسٹ کیا ہے۔ مطلب یہ سیاسی پارٹیز کا جو انتخاب ہے یہ ہماری آدھی آبادی کے ووٹ پر بھی نہیں جیتے ہیں۔" وہ دو لمحے کو ٹھہری تھی۔

"مطلب پچیس کروڑ کی آبادی والے ملک میں صرف بارہ کروڑ ووٹ، یعنی ہماری آبادی کا آدھا سے بھی کم۔ پھر ووٹ ڈالنے والے صرف چھ کروڑ، یعنی ہمارے ملک کی آبادی کا صرف ایک حصّہ۔۔۔ تو یہ سیاسی لیڈرز کا انتخاب عوام کا انتخاب کیسے ہو گیا بھلا؟ یہ سب پرانے کھاپڑ ہیں جو سالوں سے ملک پاکستان کو لوٹ رہے ہیں اور اگر آئندہ بھی ہماری عوام یونہی سوتی رہی تو سن نوے کی دہائی کے بعد سے ہم ترقی کی دوڑ میں جتنا پیچھے ہوتے جا رہے ہیں اس سے کئی زیادہ پیچھے ہو جائیں گے۔ بلکہ ہو رہے ہیں۔۔۔ کیونکہ ہمارا انتخاب آج بھی بنیادی ضرورتوں پر منحصر ہے۔ وہی روٹی، کپڑا اور مکان۔ تو

ٹیکنالوجی کی دنیا میں بھلا ہم کیسے ترقی کریں۔ جس ملک میں کرپٹ سیاست دان ہر بار الیکٹ ہو کر آجائیں اور ایماندار کو سولی پر چڑھا دیا جائے وہاں کی عوام کا کوئی مستقبل نہیں ہوتا۔" اس کا لہجے ہر احساس سے عاری تھا۔

"ایک اہم بات اور ہم ترقی یافتہ نہیں بلکہ ترقی پذیر ملک ہیں۔۔۔ اور ہمارا جو سسٹم ہے نا اس میں وڈیرہ شاہی رائج ہے۔ تلوے چاٹنا اور شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری نبھانا ہمارے سسٹم میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ اور یہ جو ہمارے ہر ادارے کے ملازمین بڑے بڑے عہدوں پر بیٹھے ہیں، یہ زیادہ نہیں صرف ایک نیشنالٹی پر بک جاتے ہیں۔ جو چند ڈالرز کی ہوا پر ملکی راز فاش کر دیتے ہیں۔ اور ویسے بھی بکے ہوئے لوگوں کے پاس آقا کی بات ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔" الہام نے سمجھ کر تاسفی انداز میں سر ہلایا تھا۔

"اور رہی سہی کثر نئے پڑھے لکھوں نے پوری کر دی ہے۔ جو ساون کے اندھے ہیں۔ جنہیں صرف ہری ہری سوجھتی ہے۔ جو لوگ ڈنکے کی چوٹ پر غلط کو غلط کہنے کی جرات نہ کر سکیں۔ جن کی سوچ اس ملک میں رہ کر ساری فیسلیٹیز اویل کر کے اور پھر جب اس ملک کے لئے آواز اٹھانے کی بات آئے، اس ملک کی خاطر جنگ کرنے کی بات آئے تو ہمیں تو روٹی ہمارا باپ کھلاتا ہے۔ بھلا ہم کیوں فضول

میں سسٹم کے خلاف آواز اٹھائیں یا ووٹ ڈالنے جائیں۔جی ہم تو نیوٹرل ہیں۔جب کہ صحیح اور غلط کا ساتھ دینے کی بات آجائے تو نیوٹرل بننے کا کوئی جواز ہی نہیں پیدا ہوتا۔یا تو آپ صحیح ہوں یا پھر غلط اور اگر آپ نیوٹرل ہیں، تو پھر آپ منافقین اور جاہلوں کی صف میں کھڑے ہیں جن کا مقصد صرف ہنسی ٹھٹھا اُڑانا ہے۔ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنا، ہر جگہ اپنے ملک کا نام بدنام کرنا، بس یہی ان کی زندگی کا مقصد رہ گیا ہے۔در حقیقت ملک میں بڑھتی کرپشن کی سب سے بڑی وجہ صرف سیاست دان نہیں بلکہ ہماری قوم بھی ہے جس کی مثال صرف ہجوم جیسی رہ گئی ہے۔ہمارے ملک کا اہم سرمایہ یوتھ جنریشن ہے۔پوری دنیا کی نظریں پاکستان کی نوجوان نسل پر ہیں۔مگر افسوس ہمارے ملک میں نوجوان کے دماغ کو استعمال کرنے کے لئے اب تک کچھ نہیں کیا گیا۔تعلیم اور نصاب آج تک پچاس سال پرانا چل رہا ہے۔پھر وہ لاکھوں روپے کی ڈگری کا پیپر اس ملک میں ایک جاب تک نہیں دلاتا۔کہیں قوم پرستی، کہیں اقلیت، کہیں صوبہ پرستی، پھر وہ تنگ پریشان ہو کر دوسرے ملکوں میں جا کر محنت مزدوری کر رہے ہیں۔افسوس کا مقام ہے ہمارے لئے۔۔۔مگر ہماری قوم پھر بھی نہیں سدھرتی۔ابھی حال ہی میں پاکستان چاند پر گیا ہے۔مگر یہاں بھی ہماری قوم ہنسی مذاق بنانے میں مصروف ہے۔جہاں پوری دنیا ہمیں مبارک دے رہی ہے۔وہیں ہماری قوم یہاں بھی مذاق بنا رہی

ہے۔ عجیب باتیں کر رہی ہے۔ یہ فخر کا مقام ہے مگر یہ بات ان عقل سے پیدل لوگوں کو کون سمجھائے۔۔۔ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہمیں ایک پڑھی لکھی قوم بننے میں پچھتر سال لگے ہیں۔ مگر مکمل طور پر ایک پڑھی لکھی باشعور قوم بننے میں سو سال مزید لگیں گے۔" وہ باتوں کے درمیان کافی ختم کر چکی تھی۔

"اچھا الہام، آپ ایک کام کریں۔ وہ جو داؤد کمپنی کے سی ای او کے پراپرٹی کا کیس آیا ہے ہمارے پاس اس کی فائل لے کر آئیں۔" موبائل پر آتی مروان کی کال دیکھ اس نے عجلت میں کہا تھا۔ الہام او کے کہتی کیبن سے نکل آئی تھی۔۔۔ جب کہ اس نے موبائل اُٹھا کر کان سے لگایا تھا۔

"ہیلو!" دُوسری جانب سے اس کی گمبھیر آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی جو موبائل کان اور کندھے کے درمیان دبائے ہوئے تھی۔

"میں دُو گھنٹے میں فری ہو جاؤں گا۔ اپنے کام نبٹالو میں خود تمھیں پک کروں گا۔" فائل کے ڈھیر سے اپنی مطلوبہ فائل تلاش کرتے آئرہ کے تیزی سے حرکت کرتے ہاتھ ٹھہر گئے تھے۔

"کیوں خیریت؟"اس نے ابرو اُٹھائے۔

"کیوں، میں تمھیں پک نہیں کر سکتا۔پہلے بھی تو میں ہی کرتا تھا۔"مروان کے ماتھے پر بل سمٹ آئے تھے۔

"ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔پھر ڈنر باہر ہی کریں گے۔مجھے کچھ شاپنگ بھی کرنی ہے۔"مروان نے کان سے موبائل ہٹا کر ایک لمحے کے لئے گھور کر موبائل کو دیکھا تھا۔

"موبائل مت گھورو۔"دوسری جانب سے اس کی شوخ سی آواز بلند ہوئی تھی۔

"کام پر دھیان دو۔"مروان کوئی بھی جواب دیے بغیر کال بند کر چکا تھا۔جب کہ وہ کندھے اچکاتی فائل پر جھک گئی تھی کچھ لمحوں بعد ہی الہام نے اس کی مطلوبہ فائل لا کر میز پر رکھ دی تھی۔

****

مروان کے آنے میں ابھی کچھ وقت تھا جبھی وہ کچھ ضروری کام کی غرض سے فیمیل گارڈز اور ایک پروٹوکول گاڑی کی ہمراہی میں اپنے گھر جا رہی تھی۔بہت دن ہو گئے تھے وہ الہی ہاؤس نہیں جا سکی

تھی۔ مگر اس وقت وہاں جانے کا مقصد کچھ ضروری دستاویزات لینے تھا جو وہ اجمل سلطان کی موجودگی کے باعث سلطان محل سے دور ہی رکھتی تھی۔ کیونکہ اُسے واقعی کسی پر بھروسہ نہیں تھا۔

وہ موبائل پر جھکی بیٹھی تھی جبھی گاڑی ایک جھٹکے سے ٹھہری تھی۔ کسی نے بلیک ویگو سامنے سے لا کر لگائی تھی۔ گارڈز کی گاڑی الرٹ ہو گئی تھی۔

"کون ہے یہ؟" آئرہ نے سیکنڈ کی بھی پرواکئے بغیر مروان کا نمبر ڈائل کرنا چاہا تھا، مگر دوسری جانب سے گاڑی سے اترتے خطیب کو دیکھ وہ ٹھہر گئی تھی۔ پیچھے گارڈز کو ٹھنڈا رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ ساتھ ہی گاڑی کے دروازے سے چپک کر بیٹھنے کے بجائے وہ کھسک کر عین وسط میں بیٹھ گئی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟" وہ ونڈو گلاس نیچے کرتی اسے دیکھنے لگی جو آنکھوں پر سے سیاہ رنگ سن شیڈ اتارتا ونڈو پر جھکا کھڑا تھا۔

"کیسی ہیں آئرہ جی؟" مسکراتا لہجہ کسی زہر سے کم ہرگز نہیں تھا۔

"مروان پر گولی چلا کر تم اپنے گھٹیا اور بے غیرت ہونے کا ثبوت پہلے ہی دے چکے ہو۔ مگر پھر بھی عزت سے پوچھتی ہوں، یہ گھٹیا حرکت کرنے کی وجہ ؟"اس نے ابرو اٹھائے تھے۔ خطیب نے اس کے لب و لہجے پر آنکھیں سکیڑیں۔

"زبان شیریں ملک گیری! بیرسٹر صاحبہ اگر لمبی زندگی اور دیرپا وکالت جھاڑنی ہے تو زبان میں ذرا مٹھاس پیدا کریں ورنہ ایک میان میں دو تلواروں کا رہنا تو ویسے بھی ناممکن ہے۔" آئرہ کا بے باک لہجہ ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔

"اب تم جیسا ضمیر فروش پالتو مجھے میری دائرہ حدود کا بتائے گا؟" آئرہ بھی مزید لگی لپٹی رکھے طنزیہ پھنکاری۔ وہ پھر بھی ضبط کرتا ٹھنڈا رہا۔

"نہ نہ آئرہ جی! میں تو بس آپ کو یہ بتانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ جو روٹی کی بھوک ہوتی ہے ناں، بڑی بری طلب ہے۔ بھوک انسان سے وہ سب کرا لیتی ہے۔ جس کی وہ کبھی خواہش بھی نہیں کرتا۔ اب کب، کون، کہاں اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے آپ کی زندگی کا دیا بجھا دے۔ بھلا کون جانتا ہے؟"وہ ذرا سا جھک کر بولتا خباثت سے مسکرایا تھا۔ جب کہ آئرہ نے بے نیازی سے سر جھٹکا۔

"دھمکی لگا رہے ہو؟"وہ مسکرایا۔

"نہیں! میں تو بس آپ کی خیریت پوچھنے کی غرض سے آپ کے آفس گیا تھا پتہ چلا آپ اپنے گھر کے لئے نکل گئی ہیں سو ہم آپ کی محبّت میں پیچھے پیچھے چلے آئے۔" اب وہ سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔

"شٹ اپ!" آئرہ کو اس کی یہ بکواس ہضم نہیں ہوئی تھی۔

"ارے غصّہ کیوں ہو رہی ہیں جناب۔ فکر ہو رہی تھی آپ کی۔ نظر نہیں آ رہیں آپ بہت دنوں سے۔۔۔ تو میں نے سوچا آپ کی خیریت دریافت کر لوں، کہیں اس نے آپ کو چار دیواری میں قید تو نہیں کر دیا۔" دل جلاتی مسکراہٹ لبوں پر سجائے کمینگی کی انتہاؤں کو چھو رہا تھا۔

"وہ میرے ساتھ کچھ بھی کرے وہ حق رکھتا ہے۔ شوہر ہے میرا۔ تمھیں میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور ہاں! آئندہ ایسی گھٹیا حرکت کرنے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں۔ چلیں آپ۔۔۔ اور گاڑی واپس آفس کی طرف لے لیں۔" اس کے حکم پر ڈرائیور گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔

جب کہ پیچھے موجود خطیب گارڈز کی ہمراہی میں دور جاتی گاڑی دیکھ زوردار قہقہہ لگا کر مسکرایا تھا۔

"چلیں؟" وہ گاڑی میں آ کر بیٹھی تو مروان نے اسے گم سم دیکھ پوچھا۔

"ہاں چلو۔" وہ سر پر بندھا اسکارف ڈھیلا کرتی سیٹ کی پشت پر سر گرا گئی۔

"کافی تھکی ہوئی لگ رہی ہو۔" اس نے آنکھیں موند رکھی تھیں۔

"ہاں! بس آج کام زیادہ تھا۔" وہ سر ہلا گیا۔ خطیب کے بارے میں پوچھنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ کجا کہ ہر لمحہ اس کی لوکیشن کے باعث وہ باخبر رہتا تھا۔ مگر یہ بات آئرہ نہیں جانتی تھی۔

"اچھا بتاؤ کس ریستوراں میں کھانا کھاؤ گی؟" وہ سوالیہ لہجے میں بولا۔

"گھر ہی چلو، میرا موڈ نہیں۔"

"کیوں؟ اس وقت تو تم نے خود کہا تھا چلنے کو اور پھر شاپنگ۔۔۔" وہ موڑ کاٹتا گاڑی گھر کے راستے پر ڈال چکا تھا۔

"ہاں کہا تھا مگر اب موڈ نہیں۔" وہ آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھتی لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سجا کر گویا ہوئی تھی۔

"ہمم! تم بتاؤ۔۔۔ کہاں مصروف رہے؟" اب وہ باقاعدہ طور پر اس کی جانب رُخ موڑ کر بیٹھ گئی تھی۔

"کہیں نہیں، بس پتہ ہے تمہیں۔۔۔۔" وہ اس وقت سگنل پر کھڑے تھے۔ ساتھ ہی وہ آئرہ سے باتوں میں مشغول تھا، جبھی اچانک وہاں کوئی خواجہ سرا کھڑکی پر نمودار ہوا تھا۔

"ہائے اللہ! کتنی سوہنی جوڑی ہے تمہاری۔۔۔ اللہ خوش رکھے۔ ہائے باجی! تو کتنی پیاری ہے۔ راجا تیرے ساتھ تو یہ بہت پیاری لگ رہی ہے۔" وہ دونوں ہی مردانہ بھاری سی آواز پر چونک گئے تھے۔ مروان نے ایک نظر آئرہ کو دیکھ ڈیش بورڈ پر رکھے کھلے پیسوں میں سے چند نوٹ نکال کر ان کے حوالے کئے تھے۔

"خوش رہے۔ تیری گھر والی یونہی تجھ سے محبت کرتی رہے۔ جلد تمہارے گھر میں ننھا پھول کھلے۔ تمہارا آنگن بچوں کی چہکار سے گونج اُٹھے۔" اس خواجہ سرا کی اس قدر بے باک دعاؤں پر وہ خفت زدہ سی چہرے کا رُخ پھیر گئی تھی۔ جب کہ مروان نے اُس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ بشمکل مسکراہٹ ضبط کرتے سگنل کھلتے ہی گاڑی آگے بڑھالی تھی۔

"ویسے میں سوچ رہا ہوں کہ ہمارے یہاں پہلے بیٹا ہو گا یا بیٹی!" چہرے پر شریر سی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ آئرہ کو چھیڑنے کی غرض سے سوالیہ انداز میں بولا تھا۔ اس نے رخ پھیر کر خشمگیں نگاہوں سے گھورا تھا۔

"گھر چلو جلدی۔" وہ جھینپ مٹانے کو گھور کر بولی تھی۔ وہ قہقہہ لگا گیا۔

"اوہ! بیر سٹر صاحبہ شرما رہی ہیں۔" اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتا وہ ہنوز شرارت کے موڈ میں تھا۔

"ویسے مجھے جہاں تک یاد ہے کسی نے مجھ سے کہا تھا کہ میں شرماؤں تو اپنے ہونے والے بچوں کے باپ سے بھی نہیں، تم کیا چیز ہو مروان سلطان! تو اب یہ میری گنہگار آنکھیں کیسا منظر دیکھ رہی ہیں۔" آئرہ کو آج اپنا جملہ یاد آیا تو جی بھر کر شرمندگی نے آن گھیرا تھا۔ وہ واقعی جذبات میں بڑی بڑی باتیں بول جاتی تھی۔

"تمہاری آنکھیں واقعی گنہگار ہو گئی ہیں جبھی کچھ بھی دیکھتی رہتی ہیں۔ سامنے دیکھ کر گاڑی چلاؤ۔" اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنے کی کوشش میں ناکام وہ ذرا گھور کر بولتی رُخ پلٹ کر بیٹھ گئی تھی۔ جب کہ مروان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"ویسے میں بتا رہا ہوں مجھے پہلی اولاد بیٹی ہی چاہیے وہ بھی گھنگھریالے بالوں والی۔" ان کی گاڑی دیکھ سلطان محل کا صدر دروازہ کھول دیا گیا تھا۔ جب کہ ڈرائیوے سے ہوتی گاڑی پورچ میں آکر ٹھہری تھی۔ گارڈز نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا تھا۔

"تمہیں معلوم ہے مروان۔۔۔ آج کل تمہارا دماغ ٹھرک میں بہت اسپیڈ سے چل رہا ہے۔" دھیمی آواز میں دانت پر دانت رکھ کر پیستی وہ ایک جھٹکے سے کار کا دروازہ بند کرتی اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

وہ گھر میں آیا تو وہاں ایک الگ ہی رنگ چھڑا ہوا تھا۔ اجمل صاحب نا جانے کس خوشی میں گھر کے ہال میں موجود قہقہہ پر قہقہہ لگا رہے تھے۔ جب کہ نشاط بے تاثر چہرے سمیت خاموش بیٹھی تھیں۔

"السلام علیکم!" اس نے سلامتی بھیج کر نظر کے اشارے سے ماں سے سوالیہ پوچھا۔ آئرہ روم میں جا چکی تھی۔ وہ اجمل صاحب پر ایک ملامتی نگاہ ڈال

بیٹے کو دیکھ اٹھ کر چلی گئیں تھیں۔

"آؤ آؤ برخوردار!" انہوں نے جوش سے اسے اپنی جانب بلایا تھا۔

"خیریت بابا! بہت خوش دکھائی دے رہے ہیں؟" ساتھ بیٹھتے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"خوش تو بیٹا جی واقعی بہت ہوں۔" انہوں نے کھلے دل سے اپنی خوشی کا اظہار کیا تھا۔

"وہ کیوں بھلا؟" اس نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

"ارے! یہ کیا بات ہوئی، تم نہیں جانتے کہ اگلا وزیر اعظم تمہارا باپ ہے۔ اس مہینے کی پندرہ کو ہم نے حلف اُٹھانا ہے، اور پارٹی کی طرف سے تمھیں بھی ایک پاور فل عہدہ ملنے جا رہا ہے۔" انہوں نے بیٹے کی لاعلمی پر تاسفی انداز میں اسے دیکھا کم گھورا زیادہ تھا۔ جب کہ وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"میرے لئے صرف ایک عہدہ؟ یہ بتائیں کہ میں کب پرائم منسٹر کی کرسی پر بیٹھوں گا؟" اس بار صوفے پر، پاؤں پر پاؤں چڑھا کر آرام دہ انداز میں بیٹھتے مروان نے سوالیہ انداز میں پوچھا تھا۔

"وزیر اعظم بننے کے لئے یہ ابھی تمہاری عمر نہیں ہے۔ ملک کی باگ دوڑ سنبھالنا تم جیسے جذباتی بچوں کا کام نہیں ہے۔ ذرا میچیور ہو جاؤ۔ تمہارا نمبر دس سال بعد آئے گا۔" انہوں نے تحمل مزاجی سے کہتے بیٹے پر طنز کیا تھا۔ وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

"تو آپ نے ایسے ہی مجھے لارا دے رکھا تھا۔" وہ مسکراہٹ چھپا رہا تھا۔

"تو تمھیں کیا لگتا ہے سیاست بچوں کا کھیل ہے۔ الیکشن سے صرف چار ماہ پہلے تم نے پارٹی جوائن کی ہے۔ اور اب تمھیں باقاعدہ سیاسی عہدہ دے دیا جائے؟ نہیں بیٹا جی۔ پہلے ذرا اپنا ووٹ بینک تو

بناؤ۔ عوام میں چہرہ شناسی تو کراؤ۔ اپنا آپ منواؤ۔ پھر پاور میں آؤ گے تو اچھے لگو گے۔ اور پاور چاہیے تو محنت ابھی سے کرنی ہو گی۔" آئین کے مطابق پرائم منسٹر کی کرسی سنبھالنے کے لئے کنڈیڈیٹ کا چالیس سال کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ انہوں نے اسی نظریہ کے تحت سمجھایا تھا۔

"یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کون کس عہدے کے لئے اہل ہے اور کون نا اہل۔" وہ ذو معنویت سے بولا، جب کہ وہ سر جھٹک گئے۔

"ویسے وہ بابا مجھے آپ کو انفارم کرنا تھا کہ بھائی کا جو وکیل ہے ایک دو پیشیوں کے بعد اسے فارغ کر دیجئے گا۔ مجھے نہیں لگتا یہ کیس لڑنا اس وکیل کے بس کی بات ہے۔" اجمل صاحب کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"تمھیں پھر سے وکالت کا بھوت سوار ہو گیا ہے۔" انہوں نے ناگوار لہجے میں کہا تھا۔

"نہیں، ہر گز نہیں۔ یہ کیس بہت پیچیدہ ہے۔ دوسری بات میں نہیں چاہتا کہ میرے پروفیشن کے درمیان میرے جذبات آڑے آجائیں۔ اور میں حق اور انصاف کا فیصلہ نہ کر سکوں۔ اسی لئے میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ بھائی کا کیس آئرہ دیکھے گی۔" اس نے دھماکہ ہی تو کیا تھا۔

"وہ آئرہ؟ کل کی لڑکی؟ اس کی محبّت میں تم اندھے ہوئے ہو۔ میں نہیں۔۔۔" وہ استہزائیہ مسکرایا۔

"محبّت کا تو کوئی عمل دخل ہی نہیں۔ ویسے بھی جب گھر میں وکیل موجود ہے تو باہر کی خاک چھاننے کا مقصد۔ ویسے بھی آئرہ کو اپنے بابا کو لے کر جو بھی شک و شبہات ہیں لگے ہاتھوں وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔" اجمل صاحب نے ناسمجھی سے دیکھا۔

"باپ کو ڈبل کراس کرنا چاہ رہے ہو برخوردار۔۔۔ باپ کے سامنے بیوی سے لاتعلقی کا اظہار اور دوسری جانب اسی بیوی کی پشت پناہی؟ پاگل سمجھ رکھا ہے مجھے!" وہ بیٹے کی ہیرا پھیری بھانپ گئے تھے۔

"نہیں، ہرگز نہیں۔ مگر اتنا بیوقوف بھی نہیں سمجھا تھا آپ کو۔" وہ گھٹنوں پر دونوں ہاتھ دھر کر اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ انہوں نے طیش میں بیٹے کو دیکھا تھا۔ وہ بدتمیز تو کبھی نہیں رہا تھا۔

"خیر بابا، آج میری بیوی کی سالگرہ ہے۔ اور میں تھوڑا کوالٹی ٹائم اپنی بیوی کے ساتھ اسپینڈ کرنا چاہتا ہوں۔ سو پلیز ہمیں ڈسٹرب نہ کیجئے گا۔" اس کا اشارہ سمجھ کر وہ لب بھینچ گئے۔ جب کہ وہ موبائل پر آتی کال دیکھ روم میں جانے کے بجائے گھر سے نکل گیا تھا۔

☆☆☆

یہ منظر کراچی کے ساحل کنارے کھڑے ٹوڈیکس پر مشتمل کروز کا ہے جو آج ایک برتھ ڈے پارٹی کی غرض سے بُک کیا گیا تھا۔ جہاز کو سالگرہ کے حساب سے ڈیسینٹ اسٹائل فلی ڈیکور کیا گیا تھا۔ آج کی ساری رات وہ آئرہ کے ساتھ صرف پانی کی سیر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

وہ ارجنٹ کام کی وجہ سے باہر آ گیا تھا۔ پر فی الحال اس کا گھر جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ جب کہ آئرہ کو وہ ایک فارمل ڈنر انویٹیشن کا بولتا ریڈی رہنے کا بول چکا تھا۔ اس کا ارادہ سرپرائز دینے کا تھا۔ اور اس وقت وہ ڈرائیور کے ساتھ یہاں آ رہی تھی۔ اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ وہ ٹائمنگ کو لے کر ذرا حیران ہوئی تھی۔ مگر پھر مروان کا سوچ کر سر جھٹک گئی۔ وہ کون سا اکیلی جا رہی تھی۔ وہ گاڑی سے اتر کر نزدیک آتی آئرہ کو دیکھ مسکرایا جو اس کی خواہش کے مطابق سرخ رنگ میکسی میں مکمل تیار سج سج کر قدم اٹھاتی قریب آ رہی تھی۔ بڑی بڑی آنکھوں پر سیاہ پلکیں سایہ فگن تھیں۔ چہرہ مقناطیسی کشش لئے ہوا تھا۔ کانوں میں ڈائمنڈ اسٹڈز ڈال رکھے تھے۔ مخروطی انگلیوں میں نازک انگوٹھیاں ٹھہری ہوئی تھیں۔ گھنگھریالوں بالوں کو ہاف کیچر میں قید کر کے پشت پر بکھرا رکھا

تھا۔ سلک کا پرنٹڈ اسکارف سر سے گھما کر گردن میں لپیٹا ہوا تھا۔ کندھوں سے پھسلتی چادر سنبھالتی، ہائی ہیل میں مقید پاؤں کو بہت احتیاط سے اُٹھاتی چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجائے قریب آرہی تھی۔

"یو لک لولی ان دیٹ آؤٹ فٹ!" مروان کا اپنی جانب بڑھا ہوا ہاتھ تھام کر نزدیک آئی، معاً کان کے قریب ابھرتی سرگوشی پر بمشکل مسکراہٹ دباتے اس کی جانب پلٹی۔

"کیوں؟ ویسے اچھی نہیں لگتی۔" وہ جانتی تھی کہ سیاہ اور سرخ رنگ مروان کا پسندیدہ تھا۔ جبھی اس نے اس میکسی کا انتخاب کیا تھا۔ وہ چہرہ جھکا کر دھیرے سے مسکرا تا دل کے تار چھیڑ گیا تھا۔ اس بار آئرہ نے بغور اس کی تیاری کا جائزہ لیا تھا۔

سیاہ رنگ ڈنر سوٹ میں ملبوس، وجیہہ چہرے پر نرم تاثر سجائے بلا کا حسین لگ رہا تھا۔ سلکی بالوں کو پیچھے سیٹ کر رکھا تھا۔ ہونٹوں پر شریر سی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ جب کہ ان سیاہ موتی جیسی ٹمٹماتی آنکھوں کی روشنی آئرہ کی ہمراہی میں مزید دوچند ہو جاتی تھی۔

"آئی مین ٹو سے تم آج اس لباس اور میرے پسندیدہ رنگ میں بہت پیاری لگ رہی ہو۔" کمر کے گرد اپنا حصار قائم کرتا وہ اپنی جانب مرکوز آنکھوں میں دیکھ نرمی سے بولا، تو وہ بے ساختہ ہی مسکرا دی تھی۔

"کیا پارٹی اس کروز پر ہے؟" اب وہ اس کی ہمراہی میں باقی کا راستہ عبور کرتی سامنے کھڑے کروز کو دیکھ سوالیہ بولی۔

"جی کچھ ایسا ہی سمجھ لیں۔ چلیں؟" وہ سر ہلا گئی، تو احتیاط سے اس کی میکسی پکڑ کر کروز میں انٹر ہوتا فی الحال فرنٹ ٹیرس میں ہی ٹھہر گیا تھا۔ جب کہ پائلٹ ہاؤس میں موجود کیپٹن مروان کی جانب سے اشارے ملتے ہی کروز اسٹارٹ کر چکا تھا۔ اور کچھ ہی سیکنڈز میں وہ کنارہ چھوڑ چکے تھے۔ جب کہ رات کے اندھیرے میں جگمگ کرتے کروز کو خالی دیکھ متجسس نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"کیا یہاں صرف ہم دونوں اکیلے ہیں؟" وہ اب تک اس کے حصار میں قریب کھڑی تھی۔ چہرہ اٹھا کر سوالیہ انداز میں پوچھتے اس نے ابرو اُٹھائے۔

"اگر میں کہوں کہ ہاں۔۔۔ تو آپ کو کوئی اعتراض؟" اس کی کتھئی آنکھیں معنی خیزی سے مسکرائی تھیں۔

"بالکل بھی نہیں۔ بلکہ بہت اچھی بات ہے۔ رنگ برنگے لوگوں کو دیکھ کر مجھے وحشت سی ہونے لگتی ہے۔" اس نے ذرا منہ بسور کر کہا تھا تو وہ بے ساختگی سے مسکراتا اس کے گالوں پر لب رکھ گیا۔

"شرم کرو کچھ۔" اس نے گھورا۔ کجا کہ وہاں کوئی نہیں تھا مگر، وہ جھینپ گئی تھی۔

"اگر شرم ہی کرتا رہا تو اس خواجہ سرا کی دعائیں کب رنگ لائیں گی۔" اس کی کمر کے گرد قائم حصار تنگ کرتا ایک بار پھر اس کے تیکھے نقوش اپنی خوشبو سے مہکاتا، وہ بھرپور شرارت کے موڈ میں تھا۔

"مروان!" وہ پزل ہوئی۔ اور آنکھیں جھپک کر اس کی جذبات لٹاتی نگاہوں سے آنکھیں چرائی تھیں جو آج کسی اور ہی موڈ میں تھا۔

"جی مروان کی جان۔" وہ دونوں کھلے آسمان تلے بے انتہا قریب کھڑے تھے۔ جب کہ شپ اپنی رفتار سے سمندر کی لہروں کے سنگ چلتا چلا جا رہا تھا۔

"انسان بن جاؤ۔ اور مجھے بتاؤ کہ اس سب کا کوئی خاص مقصد۔" اپنی برتھ ڈے تو اسے کبھی یاد ہی نہیں رہتی تھی اور اس بار بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

"خاص مقصد صرف یہی ہے کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ کچھ وقت ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔ جہاں بیرسٹر صاحبہ کی انٹری سرے سے بینڈ ہے۔" وہ اس کے سرسراتے لہجے کی سرگوشی پر مسکرائی۔

"کیوں بیرسٹر صاحبہ نے کیا بگاڑ دیا آپ کا؟" ہمیشہ کی طرح اس کے ہاتھ اس کے بالوں سے جا الجھے تھے۔ جو تیز ہوا کے دوش پر اسکارف اتر جانے کے باعث پھڑ پھڑا رہے تھے۔ اس کی چادر اب وہ ایک طرف رکھ چکا تھا۔

"نک چڑھی بیرسٹر صاحبہ میری بیوی کو ذرا رومانٹک نہیں ہونے دیتیں۔" اس کی تیاری کا تفصیلی جائزہ لیتے اس نے مسکراہٹ دبائی۔

"اچھی بات ہے۔ کیونکہ یہ کام آپ بخوبی بہت اچھا کر لیتے ہیں۔" مروان نے سر جھکا کر اس کی بات کی تائید کرتے سر تسلیم خم کیا تھا۔

"تو پھر اجازت ہے ناں؟" اس کی آنکھوں میں شرارت رقص کر رہی تھی۔

"جی نہیں! ہٹو پیچھے۔۔۔ مجھے ذرا یہ شپ تو گھومنے دو کون سی بھول بھلیاں ہے یہاں۔" اس کی قربت پر سٹپٹا کر دور ہوتی وہ کیبن کی جانب بڑھی جو بھی تھا مگر وہ کھڑے تو باہر ہی تھے۔ جب کہ وہ اس کی گھبراہٹ انجوائے کرتا قہقہہ لگا کر اس کے پیچھے گیا تھا۔ بارہ بجنے میں صرف پانچ منٹ باقی تھے۔

☆☆☆

"ہیپی برتھ ڈے سویٹ ہارٹ!" وہ جیسے ہی فرنٹ کیبن کراس کرتی کروز کے دوسرے حصّے میں آئی تھی پیچھے سے ساتھ آتے مروان نے عقب سے اس پر اپنا حصار قائم کرتے کان میں دھیرے سے سرگوشی کی تھی۔وہ جو ہونقوں کی طرح منہ کھولے ریڈ اینڈ بلیک تھیم میں ڈیکوریٹڈ کیبن دیکھ رہی تھی۔ایک لمحے کو ٹھہر گئی تھی۔۔۔اور پھر اپنی یادداشت پر ماتم کرتی اس کے حصار میں مکمل گھوم گئی تھی۔

"میں پھر بھول گئی۔" اس نے آنکھیں کھول کر ناک چڑھائی۔

"جی بالکل۔" وہ مزے سے اس کے ایکسپریشن انجوائے کر رہا تھا۔

"تمہیں یاد تھا۔" اب وہ بھرپور انداز میں مسکرائی تو وہ کندھے اچکا گیا۔

"تمھیں میرا برتھ ڈے کیسے یاد رہتا ہے۔" وہ خوش تھی یا پھر حیران اس کی اپنی سمجھ سے باہر تھا۔

"چلو پہلے کیک کاٹ لو۔باقی باتیں بعد میں۔" ایک طرف کورکھا ریڈ ولویٹ کیک دیکھ وہ دھیرے سے مسکرائی ساتھ ہی نائف اُٹھا کر کیک کٹ کرتے ایک چھوٹا پیس مروان کے منہ میں ڈالتے باقی اپنے منہ میں رکھا تھا۔جب کہ وہ اس کی جلد بازی پر مسکرا دیا تھا۔

"ویسے یہ برتھ ڈے بس ابھی تک یاد ہے یا آئندہ چند سالوں بعد بھی یاد رہے گی۔" وہ جو کوٹ اور جیکٹ اُتار کر ایک طرف کو رکھ رہا تھا اس کی شرارتی آواز پر چونکا۔

"اتنے سالوں سے بھی تو یاد رکھی ہوئی ہے۔" ذرا خشمگیں نظروں سے گھور کر دیکھا تھا۔

"وہ تو لڑکی پٹانے کے لئے یاد رکھی ہوئی تھی۔" وہ کہاں باز آنے والی تھی۔

"جو پہلے سے پٹی ہوئی ہو اسے پٹانے کی کیا ضرورت۔" آئرہ نے گھور کر دیکھا تھا۔

"یہ سوچ ہے تمہاری۔۔۔ اور اگر میں نکاح کے عین وقت پر منع کر دیتی پھر۔" شرارت سے بولتے اس نے پاس رکھے صوفے پر بیٹھنا چاہا تھا۔ جب کہ وہ آگے بڑھ کر ایک ہی جست میں اپنے حصار میں لے چکا تھا۔

"یہ سوچ ہے آپ کی کہ آپ کے پاس انکار کی گنجائش تھی۔ ابھی تو شریفوں والے انداز میں نکاح کیا تھا انکار کرتیں تو سیدھا گن پوائنٹ پر نکاح کرتا۔" وہ گمبھیر لہجے میں بولا۔ آئرہ نے آنکھیں چھوٹی کر گھورا۔

"جیسے میں تو تمہاری بندوق سے ڈر جاتی نا۔"

"بندوق سے نہیں ڈرتیں مگر گولی کھا کر تو لازمی ڈر جاتیں۔" اس نے مسکراہٹ دبائی۔

"کیا تم مجھے گولی مار دیتے۔" اس نے آنکھیں پھیلائیں۔ اس نے کوئی بھی جواب دیے بغیر پینٹ کی پاکٹ سے رکھی لال رنگ کی مخملی ڈبیہ نکالی تو وہ خاموش ہو گئی۔

"اس میں کیا ہے؟" اس نے اشارے سے کھولنے کو کہا تو وہ اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھتی ڈبیہ کھولنے لگی۔

"افف مروان۔۔۔ اتنا مشکل گفٹ لے کر آئے ہو۔" وہ ڈائمنڈ کی نوز پن تھی۔

"اِسے پہننے کے لئے مجھے ہر حال میں پھپھو کی مدد چاہیئے۔" اس کی جانب دیکھتے اس نے اظہار کیا۔

"کیوں پھپھو کی مدد کیوں چاہیے۔ جب پھپھو کا بیٹا حاضر ہے۔" وہ پینٹ کی پاکٹ سے ہاتھ نکال کر اس کے ہاتھ سے کیس لیتا پن نکالنے لگا۔ وہ یکدم پیچھے ہوئی۔

"ہٹ جاؤ پیچھے۔ نازک سی تو ناک ہے میری۔ تم درد کر دو گے۔" اس نے بھاگنے کی راہ تلاش کی۔ مگر وہ مسکراہٹ دباتا اسے اپنے قابو میں لے چکا تھا۔

"اگر مجھے تکلیف ہوئی تو پھر دیکھنا تم۔" اس وقت ناک میں محض سونف کا تنکا پڑا تھا جسے وہ آہستگی سے نکالتا لونگ پہنانے لگا جو دونوں ہاتھ پیچھے کئے ڈری ڈری سے کھڑی تھی۔ اور وہ پوری توجہ سے اپنے کام میں مگن تھا۔

"ہو گیا۔ دیکھو کتنی ہاٹ لگ رہی ہو۔" ناک پر بوسہ دیتا، اپنی کارروائی مکمل کر کے پیچھے ہوتا وہ ہنوز شرارت کے موڈ میں تھا۔ جو سرخ ناک اور آنکھوں میں پانی لئے غصّے سے گھور رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ نوز پن پہننے کے نام سے اس کی کتنی جان جاتی تھی۔ نوز پیرسنگ بھی اس نے زبردستی ہی کرائی تھی۔

"ہٹو پیچھے۔ بات نہیں کرنا مجھ سے۔۔۔ میرے ناک میں درد کر دیا۔ اتنے سخت ہاتھ ہیں تمہارے۔" آنکھوں کا پانی صاف کرتی وہ خفگی سے بولتی، کیبن سے باہر نکل کر آتی، ریلینگ پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ہوتی ناراضگی دکھا رہی تھی۔

"حد ہو گئی۔ چھوٹی بچی جیسا ری ایکٹ نہ کرو۔ سب میرڈ لڑکیاں خوشی خوشی پہنتی ہیں۔ اور مجھے اتنی پسند ہے۔ اب یہ ہمیشہ تمہارے نوز میں رہنی چاہیئے۔" وہ جو لہروں کا شور سنتی اسے بھرپور انداز میں نظر انداز کر رہی تھی۔ اس کا اپنی جانب رخ کر کے کھڑا ہونے پر گھور کر رہ گئی۔

"آؤ یہاں ٹائی ٹینک پوز دیتے ہیں۔۔۔" وہ شرارتی لہجے میں بولتا اسے لئے شپ بو پر لایا تھا۔

"مجھے نہیں دینا کوئی پوز وغیرہ۔۔" تیز ہوا کے باعث بال ہوا میں اُڑ رہے تھے، جبھی وہ نروٹھے پن سے بولی تھی۔

"ہو گیا تمہارا۔۔ چلو اب آ جاؤ۔۔" وہ نہ نہ کو نظر انداز کئے آسمان کی جانب رُخ کئے، دونوں ہاتھ ہوا میں پھیلائے، آئرہ کو اپنے سینے سے لگائے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔ جبکہ رات کا دلکش منظر، بڑی بڑی لہروں کے سنگ ہچکولے لیتا کروز، وہ اس لمحہ کو محسوس کر وہ بھی ایک لمحے کے لئے آنکھیں میچ گئی تھی۔

"سو رومینٹک ناں۔۔" کان کے قریب سے اُبھرتی مروان کی آواز پر وہ ہولے سے مسکراتی اسکی جانب پلٹی تھی۔۔ جو ہنوز اسے اپنے حصار میں لیا کھڑا تھا۔۔

"رومینٹک کا تو پتہ نہیں۔۔ مگر تمہارے ساتھ یہ سب بہت خوبصورت ہے۔" اس پیارے سے اظہار پر وہ دلکشی سے اسکے چہرے پر جھکا تھا۔۔ جس نے سٹپٹا کر اسے پیچھے دھکیلا تھا۔۔

"انسان بن جاؤ تم۔۔ ٹھر کی انسان۔۔۔" بشمکل اس کے کمزور پڑتے حصار سے نکلنے میں کامیاب ہوتی وہ گھور کر بولتی ذرا فاصلے پر ہوئی تھی۔۔ جو اسکی نہ نہ نظر آنداز کئے زبردستی ناک کی نوک پر لب رکھ گیا تھا۔۔ جس کا منہ ایک بار پھر سے بن گیا تھا۔۔۔ جبکہ اب وہ قدم اُٹھاتی نزدیک آئی۔۔

"رات کے بارہ بج رہے ہیں غالباً۔ کھانا کھانے کا کوئی پروگرام ہے یا پھر یہیں پر پروگرام وڑ گیا۔" خود بھی ریلینگ سے ٹیک لگاتی وہ جتاتے لہجے میں بولی۔

"انتہائی ان رومانٹک لڑکی ہو تم۔ چلو آؤ تمھیں کھانا کھلاتا ہوں۔ پھر تمھیں ذرا رومانٹک مومنٹس کو انجوائے کرنے کی کلاسز بھی دیتا ہوں کہ شوہر کا موڈ خراب نہیں کرتے، نکمی لڑکی!" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کھینچ کر لے جاتا ذرا گھور کر بولا جو اس کے تپے تپے سے تاثرات دیکھ قہقہہ لگا کر گال پر بوسہ دیتی ہمقدم ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"اوہ سو فائنلی! آج وہ دن آ ہی گیا جب ہم آپ کی سالگرہ نڈر ہو کر سب کے سامنے منا سکیں۔" وہ دونوں اس وقت باربی کیو سے لطف اندوز ہو رہے تھے جب وہ اچانک سے بولا تھا۔

"کیوں، پہلے کوئی پابندی تھی کیا؟" وہ نا سمجھی سے ذرا ابرو اٹھا کر بولی جو ہاتھ میں موجود چھری اور کانٹا اُلٹ کر رکھتا اب باقاعدہ طور پر اس کی جانب گھوما تھا۔

"پابندی نہیں زوجہ! پابندیاں تھیں۔ پہلے ہم آفیشلی ہز بینڈ وائف نہیں تھے ناں۔" وہ مسکرایا تھا۔ تو وہ سمجھ کر سر ہلا گئی۔

"ویسے اب مجھے تمہاری برتھ ڈے ہمیشہ یاد رہے گی۔" وہ ایک بار پھر ذو معنویت سے بولا تھا۔

"وہ کیسے؟" اس نے متعجب لہجے میں پوچھا۔

"بھئی میں نے آج غور کیا کہ زوجہ کی شعلہ بیانی اس قدر عروج پر کیوں ہوتی ہے۔" تیر کمان جیسی ابرو مزید اپر ہوئی تھی۔

"دراصل مجھے اب معلوم ہوا کہ محترمہ 9/11 کو یعنی امریکا میں تباہیاں مچاتی ہوئی دنیا میں تشریف لائی تھیں۔ جبھی مزاج میں اتنی تیزی اور گرمی ہے۔" بالآخر وہ شرارت سے بولتا اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"تم اور تمہاری باتیں۔۔۔سیاسی لوگ صرف باتیں ہی اچھی بنا سکتے ہیں۔" مروان نے گھور کر دیکھا۔رات کا پر فسوں منظر اس قدر خوبصورت اور مکمل تھا کہ وہ دونوں ہر چیز سے غافل تھے۔

"اور وکیل ان باتوں میں اُلجھا کر سامنے والے کو زِیر کرنے میں ماہر۔" اس نے پلکوں کو خم دے کر گویا شان سے یہ تعریف وصولی تھی۔

"ویسے تمھیں کیا لگتا ہے مروان؟ تم کب اس سلطنت میں راج کر سکو گے؟" وہ مبہم مسکراہٹ سنگ چہرہ جھکا گیا۔اور اس کی یہی ادا تھی جو آئرہ کی دلی دنیا زِیر وزَبر کر جاتی۔

"مجھے خواہش نہیں، اس منصب و تخت کی۔مجھے تو تمہارے دل کی سلطنت میں راج کرنا ہے۔" وہ جو مگن سی کھانے سے انصاف کر رہی تھی۔معاً سماعتوں سے ٹکراتی بھاری گمبھیر آواز پر نظر اُٹھا کر اس کی کانچ سی چمکتی گہری آنکھوں میں جھانکتی ٹرانس میں دیکھے گئی تھی۔کیا وہ سچ میں اس کا دیوانہ تھا؟

"ہیلو میڈم!" اس کے چٹکی بجانے پر وہ گڑبڑا کر ہوش میں آئی۔

"ہاں۔میں نے کہا نا کہ سیاست دان صرف باتیں اچھی بنا لیتے ہیں۔" پلکیں جھپک کر اپنی خفت مٹاتی وہ دھیمی آواز میں سرگوشی کرتی نظر جھکا گئی۔

"آئرہ۔۔۔"وہ جو سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی اس کی سنجیدہ آواز پر چونکی۔

"بھائی کے قاتل کا پتہ چل گیا ہے۔"آئرہ نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔کیا وہ سچ کہہ رہا تھا؟

"تمہارا مطلب ماموں۔۔۔"اسے اپنی ہی آواز پرائی لگی تھی۔

"جانتا ہوں کہ میرا انتخاب درست نہیں، مگر آج کا دن تمہارے لئے آگاہی کا دن ہے۔تمہارا سب سے بہترین برتھ ڈے گفٹ جو شاید تمھیں عمر بھر یاد رہے گا۔"آئرہ کو اس کے لب و لہجے، سرد پڑتے تاثرات اور اجنبی رویے سے خوف آیا تھا۔حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

تو نے بکنا ہے تو بیوپار بھی ہو سکتا ہے

چاہنے والا تیرا خریدار بھی ہو سکتا ہے

اپنے دشمن کو ابھی شک کی نگاہوں سے نہ دیکھ

تیرا قاتل تو تیرا یار بھی ہو سکتا ہے

(خلیل الرحمان قمر)

(ماضی)

"یار تو نے رشتے کے بارے میں گھر میں بات کی؟" اجمل سلطان اپنے جگری یار الٰہی صاحب سے سوالیہ انداز میں بولے۔

"بات تو کی ہے۔۔۔ مگر ابھی نشاط کی مرضی معلوم کرنا باقی ہے۔" حبیب الٰہی کے مسکراتے لہجے پر گویا انہیں سکون سا آیا تھا۔

"شکر ہے یار! تو تو بات کرنا نشاط سے۔" الٰہیٰ صاحب نے دُوست کو گھور کر دیکھا تھا جو کچھ زیادہ ہی اتاولا ہوا جا رہا تھا۔

"ویسے کیا بات کرنی ہے نشاط سے؟" وہ جان کر چھیڑ رہا تھے۔

"یہ بھی میں بتاؤں؟" انہوں نے گھور کر دیکھا تھا۔ وہ ہولے سے مسکرائے۔

"بیٹا جی ہم اب جلد از جلد نشاط کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ بہتر ہے کہ تم اپنے ابّا سے بول کر پہلے رشتہ ڈال دو، ورنہ اماں بابا کا تو معلوم ہی ہے تمہیں۔" انہوں نے ہاتھ جھاڑ کر باور کرایا۔

"ہاں، ہاں۔ بس آج کل میں بابا سے بات کر لوں گا۔ ویسے نشاط کی شادی تو ہو ہی جانی ہے تو بتا کہ اب تیرا شادی کا کیا ارادہ ہے؟ مزید نکاح کو اور کتنا لٹکانا ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ اپنی شادی سے پہلے زمرد کو فارغ کر دوں۔" اس بار انہوں نے الٰہی صاحب کے گلے میں بازو ڈال کر ذو معنویت سے پوچھا تھا۔

"یار۔۔۔ ابھی تو میرا ارادہ کرمنل لاء میں اسپشلائیزشن کا ہے۔ مگر میرا یہی ارادہ ہے کہ میں زمرد کو رخصت کرا کر ہی ساتھ لے جاؤں۔" انہوں نے اپنے ارادوں سے آگاہ کیا تھا۔

"اچھی بات ہے۔ ویسے بھی مجھے نکاح کو اتنے عرصے لٹکانا اچھا نہیں لگتا۔" حبیب صاحب نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"ویسے ایک بات بتا بھائی اور کتنا پڑھے گا تو؟ لاء میں ماسٹر کر لیا اب بس کافی ہے۔" اجمل صاحب نے گھورا۔ جب کہ وہ مسکرائے جو لاء میں پی ایچ ڈی کا ارادہ رکھتے تھے۔

"بھئی ہم قانون کی پیروی کرنے والے لوگ ہیں۔ تمہاری طرح قانون کو سائیڈ پاکٹ میں رکھنے والے نہیں۔ ہمیں قانون کی تمام شکوں کو پڑھنا پڑھتا ہے جب کہ آپ جیسے مہان لوگ تو راتوں رات اپنی مرضی کا قانون بنا لیتے ہیں۔" وہ ذو معنویت سے بولے تو اجمل صاحب نے ان کی گردن دبوچ لی تھی۔ اور اب دونوں ہی قہقہہ لگا رہے تھے۔ اجمل صاحب نے لندن یونیورسٹی سے پولیٹیکل سائنس

اور انٹر نیشنل ریلشنز میں گریجوئشن کیا تھا۔وہ دونوں ہائی اسکول کے زمانے سے بہت اچھے دوست تھے اور اب بہت جلد یہ دوستی دوہری رشتہ داری میں تبدیل ہونے جا رہی تھی۔

"تو بس عالم ہم یہ رشتہ پکا سمجھیں؟" یہ اجمل سلطان کے والد شامیر سلطان تھے جو فارمر جج عالم الٰہی سے ان کی رضا پوچھ رہے تھے۔

"بالکل بھئی ہمیں کیا اعتراض ہو گا۔" وہ تو پہلے ہی رشتہ داری بنا چکے تھے اور اب تو یہ رشتہ مزید مضبوط ہونے جا رہا تھا۔

"مبارک ہو بھئی پھر برخوردار۔" شامیر سلطان جو سیاست کی دنیا میں اگرچہ بہت بڑا نہیں مگر ایک مستحکم نام ضرور تھے۔جن کی رشتہ داری ایک جج کے بیٹے کے ساتھ مزید مضبوط ہونے جا رہی تھی۔دونوں ہی خاندان نے اک دوسرے کی بیٹی لے کر ایک رشتہ کو مضبوط کر لیا تھا۔۔مگر کون جانتا تھا جو رشتہ بظاہر جتنا مضبوط دکھائی دے رہا تھا اتنا ہی کمزور بھی تھا!

آج سلطان محل اور الٰہی ہاوس میں خوشیوں کی بہار چلی آئی تھی۔ کیونکہ آج دونوں ہی گھروں میں ان کے اکلوتے بیٹے اور بیٹی کی شادیاں تھیں۔ اور دونوں ہی جگری دوستوں نے اپنی بہنوں کی شادی ایک دوسرے کو دے کر اس دوستی کو رشتہ داری میں بدل کر مضبوط کر دیا تھا۔

اجمل صاحب پھولوں کی خوشبوں سے مہکتے حجلہ عروسی میں داخل ہوئے تھے۔ نشاط بیگم روایتی انداز میں سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ انہیں دیکھ چہرے پر ایک شرمگیں مسکراہٹ رقص ہوئی تھی۔ وہ بھرپور انداز میں مسکراتے ہوئے مسہری کے نزدیک گئے تھے۔ آج ان کی محبت ان کے پہلو میں آگئی تھی۔ بھلا اس سے زیادہ خوش بختی اور کیا ہو سکتی تھی۔

"کیسی ہیں نشاط؟" سلام کے بعد وہ ان کا مومی ہاتھ اپنے سخت ہاتھوں کی گرفت میں لئے بہت محبت سے بولا تھا۔

"میں ٹھیک۔" وہ فطرتاً شرمیلی لڑکی تھیں۔ اور ان کی یہی شرم وحیا تھی جس پر نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے اجمل صاحب دل ہار گئے تھے۔ سالوں سے یہ خواہش دل میں دبا رکھی تھی۔ مگر انہیں ہمت تب ملی جب ان کے بغیرت دوست نے ان کی لاڈلی اکلوتی بہن کے لئے اپنے ماں باپ کو سوالی بنا کر بھیجا تھا

جس پر کسی بڑے نے کوئی اعتراض نہیں اٹھایا تھا۔ تو پھر بھلا محبّت کے حصول کے لئے وہ کیسے پیچھے رہتے۔

"تو پھر نشاط بیگم آپ کو ہمارا ساتھ دل و جان سے قبول ہے ناں۔" ان کے ہاتھ میں خوبصورت سے سونے کے جڑاؤ کنگن پہناتے انہوں نے محبت سے اپنے حصار میں لیا تھا جو دھیرے سے مسکرائیں تو گویا ہر شے ہی کھلکھلا اُٹھی تھی۔

"فائنلی آپ ہمارے پاس آ ہی گئیں زمرد بیگم۔" وہ سنگھار آئینے کے عین سامنے کھڑی تھیں جب خواب گاہ میں داخل ہوتے حبیب صاحب نے انہیں محبت سے عقب سے اپنے حصار میں لیا تھا۔ سُرخ رنگ شرارے میں ملبوس وہ بلا کی حسین لگ رہی تھیں۔ حبیب صاحب کی تو نظریں ہٹنے سے انکاری تھیں۔

"آپ خوش ہیں؟" ان دونوں کا نکاح چھ ماہ قبل ہی ہو گیا تھا۔۔۔ اور دونوں ہی جانب سے پسندیدگی تھی۔ مگر، پہل حبیب صاحب کی جانب سے کی گئی تھی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے؟ کیا مجھے خوش نہیں ہونا چاہیئے؟" ان کا رخ اپنی جانب موڑتے سوالیہ انداز میں بولے، جو جھکی جھکی نظروں اور دو آتشہ روپ سمیت ان کی دلی دنیا زِیر وزَبر کر گئی تھیں۔

"نہیں۔" وہ دھیمی سی آواز میں بولی تھیں۔۔۔جب کہ وہ دلکش انداز میں مسکراتے انہیں اپنے حصار میں لے گئے تھے۔ آئینے میں نظر آتا ان دونوں کا عکس مکمل تھا۔

شادی کو ایک سال ہونے کو آیا تھا، اجمل صاحب اپنے والد کے ساتھ سیاست میں مصروف ہو گئے تھے۔ جب کہ نشاط بیگم کے ساتھ ان کی شادی شدہ زندگی بہت اچھی اور سہل گزر رہی تھی۔ کچھ ہی ماہ میں وہ دونوں والدین کے رتبے پر فائز ہونے جا رہے تھے۔

جب کہ حبیب الٰہی زمرد کی ہمراہی میں کرمنل لاء میں اسپیشلائیزیشن کے لئے لندن موو کر گئے تھے۔ زندگی اپنی ڈگر پر رواں دواں تھی۔

پانچ سال بعد۔۔۔

اجمل صاحب اور نشاط بیگم کو اللہ نے اس عرصے میں دو سال کے وقفے سے دو بیٹوں کی نعمت سے نوازہ تھا۔بڑا بیٹا جہانزیب سلطان جب کہ، چھوٹا بیٹا مروان سلطان۔۔۔دونوں بچوں کے ساتھ ان کی زندگی بہت اچھی اور پر سکون گزر رہی تھی۔جب کہ اس عرصے میں اپنے دو پوتوں کو دیکھ کر جینے والے شامیر سلطان رضائے الٰہی سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تھے۔

الٰہی صاحب اور زمرد بیگم بھی پاکستان واپس آ گئے تھے۔زمرد کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ باہر ہی سیٹل ہو جاتیں مگر، حبیب صاحب کی وطن عزیز سے محبت انہیں واپس پاکستان کھینچ لائی تھی۔

فی الحال وہ بے اولاد ہی تھے۔حبیب صاحب اب سارا سارا دن اپنے کیسز بھگتانے میں مصروف رہتے تھے۔بہت ہی کم عرصے میں ان کا نام شہر کے ناموار وکیلوں کی فہرست میں شامل ہونے لگا تھا۔زمرد اور ان کی زندگی بھی بہت اچھی گزر رہی تھی۔زمرد شوہر کی غیر موجودگی میں اکثر ہی سلطان محل آجایا کرتی تھیں۔اس طرح بچوں کے ساتھ ان کا بھی دل لگا رہتا تھا۔وہ حسب معمول آج بھی سلطان محل میں موجود تھیں، جب حبیب صاحب بھی بیگم کی تلاش میں سسرال ہی آ گئے تھے۔

"کیسی ہو گڑیا؟" انہوں نے بہن کے سر پر ہاتھ رکھتے محبت بھرے لہجے میں دریافت کیا تھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں بھائی۔ آپ بتائیں کیسے ہیں؟ اور اتنا مصروف کیوں رہتے ہیں۔ بیچاری میری بھابھی آپ کی غیر موجودگی میں اُداس ہو جاتی ہے۔" انہوں نے زمرد کو دیکھ شرارت سے کہا تو وہ اپنی نازک سی بیوی کو ایک نظر دیکھ مسکرا دیے تھے جو سال پہلے ان کے ماں باپ کے گزر جانے کے بعد ان کی غیر موجودگی میں بالکل اکیلی ہو گئی تھیں۔

"بھئی جب ہم گھر ہوتے ہیں تو آپ کی بھاوج ہمیں زیادہ لفٹ ہی نہیں کراتی تو پھر ہم شریف النفس کیا کریں۔ لے دے کر کام سے ہی دل لگی کرنی پڑتی ہے۔" وہ شرارتی لہجے میں بولے۔ جب کہ زمرد نے ناراض نظروں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔

"اوہو! زہے نصیب! آج تو شہر کے نامور وکیل صاحب تشریف لائے ہیں۔" اجمل صاحب کی آواز پر وہ مسکرا کر اُٹھے تھے تاکہ اپنے جگری یار سے بغل گیر ہوا جا سکے۔

"ہم کہاں بڑے لوگ ہیں سیاست دان صاحب۔ بڑے لوگ تو آپ ہیں۔ کبھی کسی شہر، تو کبھی کسی ملک۔" دوست کی کمر تھپتھپاتے انہوں نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا تھا۔ جبھی وہاں جہانزیب اور مروان بھی آ گئے تھے۔

"السلام علیکم انکل!" وہ ماموں یا پھپھا کہنے کا تکلف ذرا کم ہی کیا کرتا تھا۔ اور اس کی توتلی زبان سے اتنے مشکل الفاظ ادا ہونا بھی آسان بات نہیں تھی۔

"وعلیکم السلام! کیسے ہیں میرے دونوں بیٹے؟" حبیب نے باری باری دونوں کو پیار کرتے گود میں بیٹھا لیا تھا۔

"ہم بالکل ٹھیک ہیں چاچو۔۔۔ مگر آپ ہمارے گھر کیوں نہیں آتے۔" جہانزیب نے پہلے اسے چاچو ہی کہا تھا جب کہ زمرد اور نشاط ایڑی چوٹی کا زور لگا چکی تھیں کہ وہ کسی طرح پھپھا یا پھر ماموں کہہ لے۔۔۔ مگر وہ ناکام رہی تھیں۔

"بھئی آپ کے چاچو بہت مصروف آدمی ہو گئے ہیں۔" اجمل صاحب نے ذرا خفگی سے کہا تھا۔

"ارے کیا بات کر دی تم نے یار۔۔۔ اپنے گھر والوں کے لئے کیسی مصروفیت، اور اپنے بیٹوں کے لئے تو میں ہمیشہ فارغ ہی فارغ ہوں۔" وہ محبت سے بولے تھے۔ تو دونوں نند بھابھی دھیرے سے مسکرا دی تھیں۔

"نشاط بیگم! جایئے آپ کا بھائی آیا ہوا ہے، کھانا کا اہتمام کرائیں بھئی۔۔۔زمرد بچے، جاؤ تم بھی بھابھی کی مدد کرو۔" انہوں نے کچھ ضروری بات کرنے کی غرض سے انہیں منظر سے ہٹانا چاہا تھا۔

وہ دونوں ہی خواتین اٹھ کر ایک طرف کو چل دی تھیں۔جب کہ اب وہ باقاعدہ طور پر ان کی جانب گھومے جو مروان سے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

"یار کب تک میرے بچوں کے پیچھے پڑے رہو گے۔یہ بتاؤ مجھے چاچا کب بنا رہے ہو؟" وہ ذو معنویت اور ذرا شرارت سے بولے تھے۔

"یہ میرے بھی بیٹے ہیں سمجھے۔" انہوں نے ذرا جتاتے لہجے میں بولا تھا۔

"بھئی مجھے پہلے بھتیجی ہی چاہیئے تاکہ میں اس کی شادی اپنے جہانزیب سے کر کے ہماری رشتہ داری کو مزید مضبوط بنالوں۔" انہوں نے ہمیشہ والا جملہ بولا تھا۔

"ایک تم اور تمہاری بہن دونوں ہی عجیب ہو۔۔۔میری بچی ابھی دنیا میں آئی ہے نہیں، اور تم لوگوں کو اس کی شادی کی فکر پڑ گئی ہے۔" انہوں نے ذرا گھور کر کہا۔کیونکہ زمرد کئی بار ان سے اپنے دل کی خواہش کا اظہار کر چکی تھیں۔لیکن ان کا ارادہ اپنے لاڈلے بھتیجے مروان کو اپنا داماد بنانے کا تھا جو اپنی

پھپھی کا لاڈلا اور مزاجاً بھی بالکل حبیب جیسا تھا۔ نرم طبیعت اور ملنسار۔۔۔ جب کہ جہانزیب اپنے باپ پر گیا تھا۔ ضدی، جذباتی اور گرم دماغ۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"حبیب! تم آج کل کس کا کیس لڑ رہے ہو؟" وہ لان میں موجود تھے۔

"کس کا؟" انہوں نے ناسمجھی سے دوست کو دیکھا۔

"یار ابھی جس کا کیس لڑ رہے ہو۔ رحمانی کے مڈر کیس کا۔۔۔ اس کیس سے دور رہو۔ وہ اچھے لوگ نہیں ہیں۔" انہوں نے سمجھانے کی ناکام سی کوشش کی تھی۔

"اوہ کم ان یار۔۔۔ اب ان سے کیا ڈرنا، یہ سب میری جاب کا حصہ ہے۔" انہوں نے بات ہوا میں اڑائی تھی۔

"سو تو ہے میرے بھائی! مگر پھر بھی خیال رکھا کرو۔ یہ خطرناک لوگ ہیں۔" انہوں نے باور کراتے لہجے میں تنبیہ کی۔

"ہمم! خیر تم بتاؤ، سیاست کے کیا حالات چل رہے ہیں؟ اس الیکشن میں تمہارا کیا عہدہ ہو گا؟" انہوں نے بات گھما دی تھی۔

"ہاہاہا! ابھی مجھے جو عہدہ چاہئے اس کے لئے بہت محنت کرنی ہے۔ بہت سے پاپڑ بیلنے پڑیں گے۔ ابھی تو بس خانہ پوری نام کی سیاست کھیل رہا ہوں۔" وہ دوست کی بات سن ہولے سے مسکرا دیے تھے۔

"چلو آؤ، چیس کھیلتے ہیں عرصہ ہوا ہم نے کوئی بازی نہیں لگائی۔" باتیں کرتے کرتے وہ دونوں ہی وہاں سے نکل آئے تھے۔

"حبیب!" وہ دونوں گھر واپسی کے راستے کی جانب گامزن تھے جب زمرد نے انہیں ہولے سے پکارا تھا۔

"جی جانم!" وہ موڈ میں تھے۔۔۔ مگر وہ سنجیدہ دکھائی دے رہی تھیں۔

"بھائی صاحب کیا کہہ رہے تھے۔" حبیب نے باقاعدہ چہرے کا رخ موڑ کر اپنی بیوی کی پریشان صورت دیکھی تھی۔

"کیا کہہ رہے تھے؟"

"آپ آج کل کس کا کیس لڑ رہے ہیں۔۔۔بھائی صاحب کہہ رہے تھے وہ خطرناک لوگ ہیں۔ آپ ان سے دور رہیں۔" حبیب کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"کیا اجمل نے تمہیں یہ سب مجھ سے کہنے کو کہا ہے؟" انہیں اجمل کی یہ حرکت ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔

"ناراض مت ہوں۔ وہ ہمارا بھلا ہی چاہتے ہیں۔" زمرد جانتی تھیں کہ حبیب کو اپنی جاب سے ریلیٹڈ کسی کی آدھی بات بھی نہیں پسند تھی۔

"جانتا ہوں۔ مگر اسے یہ باتیں تم سے کر کے پریشان نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اس بیوقوف نے نشاط کو بھی فضول کی ٹینشن دے دی ہو گی۔" وہ خفگی سے بولے۔

"میں نے اور بھابھی نے کوئی ٹینشن نہیں لی ہے۔۔۔اور آپ بھی ٹینشن نہ لیں۔ بس اپنا خیال رکھیں۔" شوہر کا موڈ خراب ہوتا دیکھ فی الحال انہوں نے ان کا موڈ اچھا کرنے کی غرض سے نارمل لہجے میں کہا تھا۔

حبیب صاحب آج کل حد سے زیادہ پریشان رہنے لگے تھے جس کی سب سے بڑی وجہ عدالت میں چلتے حالیہ کیسز تھے۔سیاست تو تھی ہی نری دھوکے فریب کی دنیا۔۔۔مگر،انہیں اجمل سے ہرگز بھی یہ اُمید نہیں تھی کہ وہ بھی اسی طرح غلط کاموں میں ملوث ہو جائے گا۔کجا کہ ابھی تک اس کا نام پس پردہ ہی تھا۔مگر وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی بھی ہیرا پھیری کی وجہ سے ان کا بھائی جیسا دوست یا بہن کسی بھی مشکل کا شکار ہوتے۔۔۔کیونکہ،ایک بات تو طے تھی کہ اگر اجمل کسی مشکل میں پھنستا تو اس سے ان سب کی لائف ڈسٹرب ہوتی۔وہ اسٹڈی میں موجود کیس اسٹڈی کرتے گہری سوچوں میں ڈوبے ہوئے تھے جبھی کھٹکے کی آواز پر وہ چونکے۔نگاہیں اٹھا کر سامنے دیکھا تو وہ ہولے سے مسکرا دیے۔۔۔جہاں آنکھوں میں نیند لئے دروازہ کے پاس ناراض سی کھڑی زمرد انہیں مسکرانے پر مجبور کر گئی تھیں۔

"آپ نے کہا تھا کہ آپ میرے پاس ہی ہیں۔میری آنکھ لگتے ہی آپ یہاں آ گئے۔" وہ خفگی سے بولتیں پلٹنے لگی تو وہ جلدی سے سب کچھ چھوڑ کر ان کے پاس آتے اپنے حصار میں لئے روم میں آ گئے تھے۔

"یار آپ سو گئی تھیں۔ پھر مجھے آپ کی فکر میں نیند نہیں آ رہی تھی۔ ساری رات جاگ کر کیا کرتا؟

"وہ انہیں اپنے حصار میں لئے بیٹھے تھے۔

"اور اگر پھر سرہانے بیٹھ کر آپ کو دیکھتا رہتا تو پھر آپ ہی ناراض ہوتیں۔" وہ ذرا شرارتی لہجے میں بولے تھے، زمرد نے انہیں گھور کر دیکھا تھا۔

"بہت تیز ہیں آپ۔" وہ جھینپ مٹانے کو ان کے سینے میں چہرہ چھپا گئی تھیں۔۔۔ جب کہ وہ قہقہہ لگاتے انہیں اپنے حصار میں لئے بیڈ پر آ بیٹھے تھے جو تخلیق کے مراحل سے گزر رہی تھیں۔۔۔ اور ان کے چلتے آج کل موڈ سوینگز اور طبیعت خرابی کے باعث وہ اپنا زیادہ تر وقت گھر میں ہی گزارتے تھے۔

"بابا! یہ پریٹی ڈول ہماری سسٹر ہے نا؟" کچھ دیر قبل ہی زمرد نے ایک پیاری سی گول گتھنی سی بچی کو جنم دیا تھا جسے چھ سالہ جہانزیب بمشکل گود میں لئے کھڑا لہجے میں محبت سموئے گویا ہوا تھا۔ جب کہ مروان بھائی کے سامنے اپنا قد چھوٹا ہونے کی وجہ سے اُچک اُچک کر اسے دیکھنے میں کوشاں تھا۔ سبھی اس کی جدوجہد پر مسکرا دیے تھے۔۔۔

"جی میری جان یہ آپ دونوں کی چھوٹی سی سسٹر ہے۔" نشاط بیگم نے مسکرا کر کہا تھا۔ زمرد کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا جب کہ، وہ لوگ ابھی باہر ہی کھڑے تھے۔

"نو بابا پھپھو نے کہا تھا یہ والی ڈول صرف میری ہے۔ بھائی کو آپ اور ماما دوسری لا دیں۔" وہ اس قدر اچانک بولا تھا کہ نشاط بھائی کے سامنے شرمندہ ہو کر رہ گئی تھیں۔ جب کہ اجمل صاحب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ حبیب صاحب نے بہن کا خفت سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ اپنے خبیث دوست کو گھور کر دیکھا تھا۔

"جو حکم میرے شیر بیٹے کا۔" نشاط کی ناراض نظریں خود پر مرکوز دیکھ وہ شرارت سے باز نہیں آئے تھے۔ جب کہ نرس کی اجازت پر وہ اپنی بیٹی کو گود میں اُٹھائے وارڈ کی جانب بڑھے تھے۔۔۔ جہاں ان کی دنیا، ان کی بیوی، ان کی منتظر تھی۔

"شکریہ میری جان! مجھے زندگی کا اتنا انمول تحفہ دینے کے لئے۔" وہ بیٹی کو گود میں لئے زمرد کے نزدیک آ کر پیشانی پر ہونٹ رکھتے محبت سے گویا ہوئے تھے۔ جو نقاہت اور کمزوری کے باعث

دھیرے سے آنکھیں کھولتیں ایک بار پھر آنکھیں موند گئی تھیں۔۔۔جب کہ وہ اپنی بیٹی کو پیار کرنے میں مصروف تھے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"پھپھو! دیکھیں، یہ کتنی روڈ ہے۔ میں پیار کر رہا ہوں اور یہ مجھے نخرے دکھا رہی ہے۔" ساڑھے چار سالہ مروان اپنی پھپھی کے ساتھ دس ماہ کی آئرہ کو گود میں لئے بیٹھا ذرا ناراضگی سے بولا تھا۔

"مروان میرا گڈا وہ ابھی بہت چھوٹی ہے ناں۔۔۔تمہارے پیار کرنے سے وہ گھبرا رہی ہے۔" زمرد نے اسے سمجھانے کی ناکام سی کوشش کی تھی جو اس کے چھوٹے گلابی ہاتھ پاؤں کو بار بار چوم رہا تھا۔

"یہ بھیا کی طرح بہت روڈ ہے۔ آپ نے کہا تھا میری ڈول ہے تو اسے میری طرح ہونا چاہئے تھا سوفٹی سا۔" وہ ذرا فخر سے گردن اکڑا کر بولا تھا۔ آج کل اس کی یہی روٹین تھی وہ اسکول کے فوراً بعد ڈرائیور کے ساتھ الٰہی ہاوس آجاتا تھا۔۔۔اور زمرد کے اکیلا ہونے کے خیال سے نشاط اور اجمل کی طرف سے بھی اسے کھلی چھوٹ ملی ہوئی تھی۔ مگر آئرہ صاحبہ تھیں جن کے مزاج ہر وقت سوا نیزے پر رہتے تھے۔

"اہمم! بھئی اب جب یہ بڑی ہو جائے گی تو آپ اس کو اپنی طرح بنا لیجئے گا سوفٹ نیچر کا۔" زمر دنے محبت سے اس کے پھولے پھولے گال چوم لئے تھے۔

"اوکے! چلو گڑیا ہم کھیلتے ہیں۔" وہ اس کے لاڈ اُٹھانے میں مگن ہو گیا تھا۔۔۔جب کہ زمر دانہیں مسکرا کر دیکھتیں، حبیب صاحب کی کال کی جانب متوجہ ہوئی تھی جو بزی روٹین میں بھی اپنی بیگم کا حال احوال دریافت کرنا ہر گز نہیں بھولتے تھے۔

وقت ہوا کی رفتار سے تیزی سے گزرتا چلا جا رہا تھا۔ اجمل صاحب کا سیاست کی دنیا میں ایک نام اور مرتبہ بن چکا تھا۔ آج کل وہ صوبے میں بطور وزیر اعلیٰ اپنی خدمات فراہم کر رہے تھے۔ جہانزیب ہائی اسکول پاس کرنے کے بعد ہائر اسٹڈیز کے لئے انگلینڈ چلا گیا تھا۔ مروان میٹرک کے پیپرز دے رہا تھا۔ آئرہ سکینڈری کی اسٹوڈنٹ تھی۔ وہ پیپرز میں مصروف ہونے کی وجہ سے بہت دنوں سے آئرہ سے نہیں مل سکا تھا۔ جو آج کل اس کی کال بھی ریسیو نہیں کر رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ کل آخری پیپر ہونے کے باوجود وہ آج الہیٰ ہاوس میں موجود تھا۔

"آئرہ!" وہ اسے ڈھونڈتا ہوا اس کے روم میں آیا تھا۔ گود میں لیپ ٹاپ لیے بیٹھی وہ مروان کو دیکھ چہکی۔

"مروان! جلدی سے یہاں آؤ۔ دیکھو، میں نے کیا ڈھونڈا۔" وہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس بیڈ پر پیر پسار کر بیٹھی پُرجوش دکھائی دے رہی تھی۔ پندرہ سالہ مروان کے لمبے چوڑے قد کے سامنے وہ بالکل چھوٹی سی بچی ہی لگتی تھی۔

"کیا ڈھونڈ لیا مس آفت نے۔" وہ شرارت سے بولتا اس کے ساتھ بیٹھا۔ اس نے گھور کر مروان کو دیکھا تھا۔

"مجھ سے پنگے نہ کرو بابا سے شکایت لگا دوں گی تمہاری۔" اس نے ہمیشہ والی دھمکی دی تھی۔ مروان نے مسکراہٹ دبائی۔

"اوہ! بے بی آئرہ مجھ سے فائٹ نہیں کر سکتی۔۔۔ ویک آئرہ!" وہ اسے چڑا رہا تھا۔ جب کہ وہ مزے سے لیپ ٹاپ کی پیڈ پر انگلیاں پھیرتی بڑی دلچسپی سے پیڈ پر انگلیاں پھیر رہی تھی۔

"یہ دیکھو۔" اس نے ایک انگلش ہارر موووی کا سین چلایا تھا۔ جب کہ مروان نے خشک تاثرات سے اس کی جانب دیکھا تھا جو مسکراہٹ دبا رہی تھی۔

"اوہ مروان چھوٹو بے بی کو ڈر لگ رہا ہے۔" مروان کو بچپن میں ہارر موویز دیکھنے سے ڈر لگتا تھا۔ اور آئرہ کو بچپن سے اس کی یہ کمزوری ہاتھ لگی تھی۔ وہ اسے چڑانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے سکتی تھی۔

"سدھر جاؤ تم۔۔۔ اب میں کوئی چھوٹو سا مروان نہیں ہوں جو تم جنگلی بلی مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہی ہو۔" وہ گھور کر بولتا منہ بسور کر جگہ چھوڑنے لگا تو وہ کھلکھلائی۔

"اچھا دیکھو تو سہی اس شخص کا میک اپ کتنا اچھا کیا گیا ہے۔ بالکل رئیل جن لگ رہا ہے۔" اس کا کندھا پکڑ کر زبردستی بیٹھاتی وہ شرارت سے بولی۔ جو ہنوز نظریں ارد ادھر گھما رہا تھا۔ یہ حقیقت تھی کہ وہ ابھی بھی ہارر موویز دیکھنے سے جھجھکتا تھا۔

"تم بالکل چڑیل ہو۔" وہ اسے گھور کر بولا تو وہ کھلکھلائی، جب کہ سین یکدم تبدیل ہوا تھا۔ اور اب سٹپٹانے کی باری آئرہ کی تھی۔

"اوہ یہ انگریز کتنے بے شرم ہوتے ہیں۔" اسکرین پر ابھرتا بے باک سا سین دیکھ اس نے جھٹ لیپ ٹاپ لڈ گرا دی تھی۔ جب کہ مروان نے مسکراہٹ ضبط کرتے ایسا تاثر پیش کیا تھا گویا کچھ دیکھا ہی نہ ہو۔

"تم میری کال کیوں نہیں ریسیو کر رہی تھی؟" اس کے سوال پر اس نے منہ بسور کر گھنگھریالے بالوں کی ایک شریر سی لٹ انگلی پر لپیٹی۔

"تمہیں نہیں معلوم۔" وہ خفگی سے بولتی منہ بسور کر بیٹھ گئی تھی۔

"کم ان آئرہ۔۔۔ بسمل جسٹ میری فرینڈ ہے۔" وہ جانتا تھا کہ اس کا بات کرنا اسے ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔

"تو پھر میں کون ہوں؟" اُس نے گھورا۔

"یار تم تو میری بیسٹ فرینڈ ہو نا۔ مائی ڈول!" اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اسے بہلانے کی کوشش کی۔ اس نے گھورا۔

"میں کوئی ڈول نہیں ہوں۔ڈونٹ کال میں آڈول۔۔۔بابا کہتے ہیں میں ان کا بہادر بیٹا ہوں۔" اس نے جان کر تصحیح کی تو مروان نے ڈرنے والا تاثر دیا تھا۔

"اچھا اب ناراض تو نہیں ہو؟" اس نے پوچھا۔

"ابھی بھی ناراض ہوں۔جب تک تم اس چڑیل سے بات کرنا نہیں چھوڑو گے میں بات نہیں کروں گی۔" وہ خفگی سے بولتی بیڈ سے اتر گئی۔

"پھپھو کہاں ہیں؟" وہ کندھے اچکاتا ناراض سی آئرہ کے تعاقب میں جاتا سوالیہ لب و لہجے میں بولا۔

"ماما کچن میں ہیں شاید۔۔۔آجاؤ ہم بھی وہیں چلتے ہیں۔" وہ نرمی سے بولتی ساتھ ہی باہر آئی تھی۔

"پھپھو! کیسی ہیں آپ؟" وہ عقب سے ان پر اپنا حصار قائم کر گیا، جو حبیب صاحب کی محبت کے باعث دن بدن خوبصورت ہوتی جا رہی تھیں۔

"پھپھو کی جان تم کب آئے؟" انہوں نے جھٹ بھتیجے کا ماتھا چوما۔

"بس ابھی۔" آئرہ کاؤنٹر کے پاس ہائی چیئر پر بیٹھ گئی تھی۔

"اچھا آئرہ نے تنگ تو نہیں کیا۔" وہ اپنی شرارتی بیٹی کی طبیعت سے خوب واقف تھیں۔ جو حبیب کے ساتھ ساتھ نشاط، اجمل اور جہانزیب کی بھی لاڈلی تھی۔ اور مروان اور اس کا تو قصہ ہی الگ تھا۔ وہ دونوں لڑتے بھی انتہا کے تھے اور دونوں کا ایک دوسرے کے بغیر گزارا بھی ممکن نہیں تھا۔

"ہاں چیک کر لیں ماما اپنے بھتیجے کا گال وغیرہ۔۔۔ کہیں کوئی نیل ویل نہ ہو رہا ہو۔" وہ منہ بسور کر بولی تو وہ مسکرا کر اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔

"پھپھو آپ نے نوٹس کیا۔ یہ جیسے جیسے بڑی ہوتی جا رہی ہیں مزید روڈ ہوتی جا رہی ہیں۔ جب کہ آپ نے کہا تھا کہ جب یہ بڑی ہو جائے گی تو میری طرح کول ہو جائے گی۔" اس نے جان کر اس کی لٹ کھینچ کر چھیڑا تھا۔

"ماما۔ دیکھیں یہ مجھے تنگ کر رہا ہے۔" وہ عادتاً چڑ گئی تھی۔

"مروان۔" اس بار انہوں نے بھتیجے کو تنبیہ کی جو ہنستا ہوا آئرہ کے کان پکڑ کر سوری کرنے لگا۔

"میں کسی دن شوٹ کر دوں گی اس کو۔" وہ برہمی سے بولی تھی۔

"آئرہ۔ مذاق کر رہا ہے وہ۔ ہر وقت اوور نہ ہوا کرو۔" انہوں نے بیٹی کو گھورا جو منہ بسور گئی۔

"بھئی بیگم آپ ہر وقت میری بیٹی کو ڈانٹتی کیوں رہتی ہیں۔" جبھی حبیب کی آواز پر وہ دوڑ کر ان کے گلے لگی تھی۔

"بابا! صرف آپ ہی تو مجھ سے پیار کرتے ہیں۔" وہ ان کے گلے لگتے ہوئے لاڈ سے بولی تو مروان اور زمرد نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"السلام علیکم انکل!" وہ عادتاً ابھی بھی انکل ہی کال کرتا تھا۔

"شیر تم مجھے جہانزیب کی طرح چاچو کیوں نہیں کہتے یا پھر ماموں؟" انہوں نے اسے سینے سے لگاتے ہمیشہ والا شکوہ کیا جو دیکھتے ہی دیکھتے ان کے قدبرابر ہو گیا تھا۔

"چاچو تو آپ بھائی کے ہیں ناں اور ماموں لفظ آپ کی گریس فل پرسنالٹی پر سوٹ نہیں کرتا۔" اس نے ہمیشہ والا جواز پیش کیا تھا۔

"تو پھپھا بول لو ناں۔" زمرد نے ٹھوکا دیا تھا۔

"میرے اتنے گریس فل سے انکل آپ کو کہاں سے پھپھا اور ماموں لگتے ہیں۔" مروان نے مسکا لگاتے کہا تھا۔ حبیب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"صاحبزادے تمہارے کہنے کا مطلب کیا ہے۔ آئرہ گڑیا مجھے ماموں کہتی ہے تو کیا میں ماموں لگتا ہوں؟" پیچھے سے آتے نشاط اور اجمل ان کی گفتگو سُن چکے تھے۔

"مامی۔" آئرہ بھاگ کر اپنی مامی پلس پھپھی کے گلے سے لگی تھی۔

"ویسے میری بیٹی کہتی ہے تو کچھ تو سچائی ہو گی ناں۔" اجمل آئرہ کو پیار کرتے اب بہن سے مل رہے تھے۔ جو کھل سی گئی تھی جبھی حبیب صاحب نے بہن کو سینے سے لگاتے ٹھہوکا دیا۔

"چلو، کوئی نہیں اپنی بیٹی کے لئے میں ماموں بھی بن جاؤں گا۔" وہ محبت بھرے لہجے میں بولے۔۔۔ جب کہ اب آئرہ اور مروان وہاں سے نکل آئے تھے۔۔۔ اور ساتھ ہی وہ چاروں بڑے بھی ڈرائنگ روم میں آکر اکھٹے بیٹھ گئے تھے۔

"جہانزیب بھائی۔" وہ اٹھارہ سالہ جہانزیب ہی تھا۔ جو دیکھنے میں ایک کڑیل نوجوان جیسا دکھائی دے رہا تھا۔ باہر کی آب و ہوا میں اس کی شخصیت میں واضح نکھار آیا تھا۔ لیپ ٹاپ اسکرین پر ابھرتا چہرہ دیکھ وہ چہک کر اسے پکارنے لگی۔

"جی گڑیا؟" اس کے لہجے میں بے پناہ محبت تھی۔

"بھائی آپ واپس کب آئیں گے؟" وہ اس کا اکلوتا بھائی تھا جو پڑھنے کی غرض سے اتنی دور چلا گیا تھا۔

"میں تو اتنی جلدی نہیں واپس آنے والا۔ بٹ تمہیں میٹرک کے بعد پڑھنے کے لئے میرے پاس آنا ہے، اوکے۔" اس نے ہمیشہ والی بات کی تھی۔

"ضرور ویسے بھی میں نے اور مروان نے ڈیسائیڈ کیا ہے کہ ہم بابا کی طرح لاء ہی پڑھیں گے۔ اور ہم دونوں بھی آپ کی طرح باہر سے ہی پڑھیں گے۔" وہ ہمیشہ کی طرح پٹر پٹر شروع ہو چکی تھی۔ جب کہ ساتھ بیٹھا مروان صرف اس کی باتوں پر مسکرا رہا تھا۔

"مروان! کیا تم واقعی سیریس ہو؟" جہانزیب کو ذرا کھٹکا ہوا، کیونکہ وہ مانچسٹر یونیورسٹی سے پولیٹیکل سائنس کی ڈگری لے رہا تھا۔ کیونکہ، اجمل صاحب اپنے دونوں بیٹیوں کو ہی سیاست میں لانا چاہتے تھے۔

"بھائی یہ بیوقوف ہے، آپ اس کی باتوں پر زیادہ دھیان نہ دیں۔" مروان نے ہنس کر کہا تو اس نے پلٹ کر مروان کو گھورا۔

"میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی مروان۔ تم نے مجھ سے پرومس کیا تھا کہ ہم سیم سبجیکٹ پڑھیں گے۔ وہ بھی سیم یونی میں۔" اس نے جھٹ منہ بسور کر یاد دہانی کرائی۔

"آئرہ گڑیا یوں ضد نہیں کرتے۔ آپ اگر اپنے بابا کی طرح لاء پڑھنا چاہتی ہو تو ضرور پڑھو۔ مگر مروان کو فورس نہیں کرو، یہ اپنی مرضی کی فیلڈ چوز کرے گا۔" جہانزیب جانتا تھا کہ وہ بچپن سے ہی آئرہ سے کس قدر اٹیچڈ تھا۔ وہ چاہ کر بھی اسے انکار نہیں کرے گا۔

"ڈونٹ وری بھائی، میں کسی کی مرضی پر نہیں چلتا۔ جو میرا دل کہے گا میں وہی پڑھوں گا۔۔۔ اور یہ میری چھوٹی سی بیسٹ فرینڈ کی باتوں کو زیادہ آپ دل پر نہ لیا کریں۔" اب وہ تینوں ہی ادھر ادھر کی باتوں میں مگن ہو گئے تھے۔

"آج میں یہاں خاص مقصد کے تحت آیا ہوں۔" وہ دونوں دوست الگ تھلگ کو بیٹھے باتوں میں مگن تھے۔

"کیسا مقصد؟" حبیب نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا تھا۔

"تم لغاری کے کیس میں کیوں ہاتھ ڈال رہے ہو۔" وہ پہلے ہی ایک بہت بڑے گھپلے اور قتل میں ملوث تھا۔ اور حالیہ ایک ابھرتی ہوئی ماڈل کا ریپ اور پھر قتل۔۔۔ اور آج کل حبیب ان کے کیس میں زیادہ ہی انٹرفیئر کر رہے تھے۔ پہلے اجمل کسی بھی قسم کا ثبوت حبیب کے ہاتھ لگنے سے قبل ہی اُوپر اُوپر ہی حبیب کا پتہ صاف کر دیا کرتے تھے۔ مگر اب معاملات ہاتھ سے نکلتے محسوس ہوئے تھے۔

"کیا مطلب ہے یار۔ میرے پاس کیس آیا میں نے لے لیا۔' انہوں نے عام سے لہجے میں کہا تھا۔

"وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر تم تو جانتے ہو ناں کہ اردشیر لغاری کریکٹر وائز ایک اچھا انسان نہیں ہے۔ اور آج کل تم جس طرح کے کیسز میں انٹرسٹ لے رہے ہو وہ سراسر ہیرا پھیری کا کیسز ہیں۔ وہ لڑکی کوئی ریپ وکٹم نہیں ہے۔ بلکہ وہ بھی کسی سازش کا حصہ ہے۔ میں صبح سے لے کر شام تک اسی بوسیدہ سسٹم کا حصہ ہوں۔ سب کے اصل چہروں سے بہت اچھے سے واقف ہوں یار۔ تو دور رہ ان لوگوں سے۔" انہوں نے دوست کی محبت میں کہا تھا۔

"میرے بھائی مجھے کچھ نہیں ہو رہا۔ اور پھر تو تو ہے ناں میرے ساتھ۔" حبیب نے ہمیشہ کی طرح معاملہ ٹالنا چاہا۔

"تم میری بات نہیں سمجھ رہے ہو۔ میں بس اتنا کہہ رہا ہوں یہ کیس چھوڑ دو۔" اس بار انہوں نے صاف لفظوں میں کہا تھا۔

"ابھی میں نے اس کیس کو پراپر اسٹڈی نہیں کیا ہے۔ اگر مجھے لگا کہ یہ سب پری پلانڈ اور ہیرا پھیری کا کیس ہے تو میں خود چھوڑ دوں گا۔ بیکاز آئی نو کہ میں ایک اکیلا اس سسٹم کے خلاف نہیں لڑ سکتا۔ وہ بھی تب، جب ان کی جڑیں اس قدر مضبوط ہیں۔ مگر ہاں اگر مجھے وہ بچی معصوم لگی تو پھر میں اردشیر لغاری کو ضرور سزا دلاؤں گا۔ بلکہ آج میرا مشورہ تمہارے لئے ہے میرے بھائی۔۔۔ تم دور رہو ان دو نمبر لوگوں سے۔ سیاست اپنی جگہ مگر، پھر بھی ذرا فاصلہ برقرار رکھو۔" انہوں نے تنبیہ کی تو اجمل صاحب ایک گہری سانس بھر کر رہ گئے تھے۔

"تم فکر نہ کرو یار! سب ٹھیک ہے۔" وہ انہیں بہلانے کی غرض سے گویا ہوا تھا۔

"جانتا ہوں۔۔۔ مگر میں نہیں چاہتا کہ تم پر یا بچوں پر کوئی بھی انچ آئے۔" وہ متفکر نظر آرہے تھے۔

"ایسا نہیں ہو گا۔ تم بس اپنا خیال رکھو۔" وہ متوازن لہجے میں گویا ہوئے تو حبیب صاحب نے پُر سوچ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔

'مروان کا ایڈمیشن کالج میں ہو گیا تھا۔ جب کہ آئرہ بھی اب نائنتھ کے ایگزام دے رہی تھی۔ اجمل صاحب سیاست کے سیاہ سفید میں اتنا ڈوبے تھے کہ اب انہیں کسی چیز کی پروا نہیں رہی تھی۔

"اجمل صاحب اب آپ کیا کرنے جا رہے ہیں۔ پلیز مجھے کچھ بتائیں گے بھی؟" نشاط پریشان سی قریب آئیں جو آج دو ماہ بعد غیر ملکی دوروں سے واپس آئے تھے۔ اب ان کا زیادہ تر وقت گھر بچوں سے دور ہی گزرتا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا کیا کرنے جا رہا ہوں؟" اس بار انہوں نے ذرا تیز نگاہوں سے بیوی کی جانب دیکھا، جو آج کل ان کے کام میں حد سے زیادہ ہی مداخلت کر رہی تھیں۔

"آپ یہ سب کیا کر رہے ہیں اجمل صاحب! کچھ دن پہلے تک آپ کا نام ایک ماڈل کے ساتھ بدنام کیا جا رہا تھا۔۔۔ اور اب منی لانڈرنگ میں ملوث۔ یہ سب کیا ہے؟" وہ حد سے زیادہ پریشان تھیں۔

"کچھ نہیں ہے یار ایسے ہی فیک نیوز ہیں یہ سب۔۔۔ تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے؟ کیا تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں دھوکا دے سکتا ہوں۔" نشاط کو آنکھوں میں آنسو لئے کھڑا دیکھ وہ ذرا ٹھنڈے ہوتے اٹھ کر نزدیک آئے جو ڈریسنگ کے پاس کھڑی تھی۔

"اس بات کو چھوڑ دیں مگر یہ منی لانڈرنگ کا کیس۔" ان کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"یار تم یہ حبیب کی باتوں کو زیادہ سر پر نہ سوار کیا کرو۔ یہ سیاست ہے اور سیاست میں تھوڑا بہت سیاہ و سفید کرنا ہی پڑتا ہے۔ اگر میں ضرورت سے زیادہ نیک بننے کی کوشش کروں گا ناں تو میرے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا الٹا جان سے الگ جاؤں گا۔" انہوں نے ہر بار کی طرح انہیں قائل کرنا چاہا۔

"تو سیاست ضروری تو نہیں ہے اجمل۔ ہمارا اپنا بزنس ہے ہم وہی رن کرتے ہیں۔ آپ یہ سب برے کام چھوڑ دیں، مجھے ڈر لگتا ہے۔ اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو۔۔۔" اجمل صاحب کو ملنے والی قتل کی دھمکیاں ان کی نظروں سے ہرگز بھی مخفی نہیں تھیں۔

"پھر وہی بات۔۔۔ یار یہ تم عورتیں ایک چیز کے پیچھے کیوں پڑ جاتی ہو۔ کچھ نہیں ہو رہا مجھے۔ نہیں مر رہا میں۔۔۔ اور اگر مر بھی گیا ناں تو دو جوان بیٹے ہیں میرے اور کروڑوں کی جائیداد، میرے بعد بھی

عیش و عشرت کی زندگی گزار سکتی ہو تم۔" وہ جھنجھلا کر سخت لہجے میں غرائے تھے۔نشاط نے تاسفی نگاہوں سے شوہر کو دیکھا تھا اور پھر مزید بحث کا ارادہ ترک کر تیں روم سے نکلنے لگی۔

"اب کہاں جا رہی ہو؟" انہوں نے سوالیہ نظروں سے ان کی پشت کو دیکھا۔

"اپنے بیٹے کے پاس۔۔۔اگر آپ کو یہی لگتا ہے کہ آپ جو کچھ ہمارے لئے کر چکے وہ بہت ہے تو پھر ٹھیک ہے۔آپ کی جو مرضی آئے وہ کریں۔" وہ تیز لہجے میں بولتیں روم سے نکل گئی تھیں۔جب کہ اب اجمل کو بھی اپنے سخت لفظوں کا احساس ہوا تھا۔

اجمل صاحب ان کی ناراضگی اور خاموشی کو کسی بھی خاطر میں لائے بغیر اپنی سابقہ سرگرمیوں میں ملوث ہو گئے تھے جن میں کرپشن اور دیگر جرائم پیشہ کام شامل تھے۔وہ اب سیاست کے جس دلدل میں اتر گئے تھے وہاں حمام میں سب ہی بے لباس تھے تو ایسا کیسے ممکن تھا کہ اُجلے لباس والا کسی کو بھی برداشت ہوتا، سو جو اس دلدل میں اترتا ہے وہ ایسی جیسا ہو جاتا ہے۔

حبیب جب لاء فرم سے واپس آئے تو وہ حد سے زیادہ پریشان دکھائی دے رہے تھے۔زمرد انہیں پریشان دیکھ خود بھی پریشان ہو گئی تھیں۔

"حبیب! کیا ہوا؟ سب ٹھیک تو ہے نا؟ آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟" وہ پچھلے کئی گھنٹوں سے اسٹڈی میں بند تھے۔۔۔اور بس خاموشی سے کسی غیر مرئی نکتے کو گھور رہے تھے۔

"زمرد پتہ نہیں کیوں مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کچھ بہت برا ہونے والا ہے۔" وہ پچھلے ایک سال سے لغاری کے خلاف ریپ کا کیس لڑ رہے تھے اور عدالت میں بس تاریخ پر تاریخ مل رہی تھی۔

"اللہ نہ کرے۔ہوا کیا ہے؟" وہ ہول کر رہ گئیں۔

"اجمل ہمارا اجمل نہیں رہا۔" ان کے لہجے میں تاسف در آیا تھا۔

"کیا، کیا ہوا ہے بھائی کو؟ حبیب سب ٹھیک تو ہے ناں؟" وہ ہول کر رہ گئیں۔ایک طرف شوہر تو دوسری جانب بھائی۔وہ دونوں خواتین کیسے نہ پریشان ہوتیں۔

"ابھی تک تو کچھ نہیں ہوا۔مگر مجھے لگتا ہے اس کی حرکتوں کی وجہ سے ہمارے رشتوں کو بہت بڑا نقصان ہونے والا ہے۔" وہ اپنی پیشانی تھامے بیٹھے تھے۔

"حبیب پہلیاں کیوں بجھا رہے ہیں۔ صاف صاف لفظوں میں بتائیں نا آخر پریشانی کیا ہے؟" وہ ان کا ہاتھ تھام گئیں۔

"سیاست کی دنیا اچھی دنیا نہیں ہے یہ تو تم بھی جانتی ہو۔ مگر اپنے مقاصد کے لئے کسی کا قتل کرانا یا پھر برے لوگوں کے ساتھ ملوث ہونا بھی اتنا ہی خطرناک ہے جتنا کہ خود غلط کام کرنا۔" بیوی کے سامنے انہوں نے ناپ تول کر لفظوں کا چناؤ کیا تھا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟ کیا بھائی نے کسی کا قتل کیا ہے؟" ان کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"نہیں۔ نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ مگر وہ جن لوگوں کے دست شفقت میں پھل پھول رہا ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک ایسے کام کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ پھر تم جانتی ہو کہ انسان برائی میں رہے تو برا ہو ہی جاتا ہے۔ آج اس کے ہاتھ صاف ہیں مگر اگلے چند سالوں میں بھی اس کے ہاتھ صاف ہی رہیں بھلا اس بات کی کیا گارنٹی ہے۔"

"تو پھر۔۔۔ آپ بھائی کو سمجھاتے کیوں نہیں ہیں؟"

"وہ اب ہماری سمجھتا ہی کب ہے۔ پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے اس کو۔۔۔ شہرت اور دولت کا ایسا نشہ چڑھا ہے کہ وہ یہ تک بھول چکا ہے کہ دو جوان بیٹے ہیں اس کے۔ کسی نے ذاتی دشمنی میں کسی ایک کو نقصان پہنچا دیا تو۔۔۔"

"اللہ نہ کرے! کیسی باتیں کر رہے ہیں حبیب صاحب۔" ان کا ہاتھ سینے پر گیا تھا۔

"زمرد میری بات سنو۔ اب وہ میری کسی بات کو خاطر میں نہیں لاتا۔ ویسے بھی ہمارا رشتہ اب سالے بہنوئی والا زیادہ ہو گیا ہے۔ نشاط بھی سمجھا سمجھا کر تھک چکی ہے۔ مگر وہ نہیں مانتا۔ تم بہن ہو، تم بات کر کے دیکھو شاید تمہاری بات مان جائے۔" زمرد لب چبا رہی تھیں۔

"میں کیا بات کروں بھائی سے حبیب؟ سیاست ان کا شوق ہے اور بابا کے زمانے سے ہی وہ یہ سب کر رہے ہیں۔ وہ پیچھے تو ہر گز نہیں ہٹیں گے۔" انہوں نے پریشانی کا اظہار کیا۔

"میرے کہنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ وہ آج کل گردیزی اور لغاری کے ساتھ بہت زیادہ انوالو ہے اگر اس ریپ کیس میں مجھے اجمل کی طرف سے کسی بھی قسم کی کوئی انوالمنٹ نظر آئی تو میں اپنے پیشے سے دغابازی نہیں کروں گا۔" اس بار وہ سنجیدگی سے بولے۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں حبیب؟ دوسروں کی وجہ سے ہم اپنے رشتے کیوں خراب کریں۔" شوہر کے پختہ ارادوں سے وہ خوب واقف تھیں۔

"وہ صرف کیس نہیں ہے زمرد، میرے لئے آزمائش ہے۔ اس بچی کا اتنی بری طرح سے ریپ کیا گیا ہے کہ پوسٹ مارٹم بھی مشکل ہو گیا تھا۔ تم خود سوچوں اگر اجمل۔۔۔" انہوں نے زمرد کے تاثرات دیکھ دانستہ لفظ ادھورے چھوڑے۔

"بس کر دیں حبیب! مانا کہ بھائی کے مزاج میں بہت سی تبدیلیاں آگئی ہیں۔ مگر وہ کردار کے کھوٹے ہرگز نہیں ہیں۔ نہ ہی وہ کسی کی بہن بیٹی کی عزت پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔ اور آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔ کچھ تو خیال کریں وہ صرف میرے بھائی نہیں بلکہ آپ کی بہن کے شوہر اور بچوں کے باپ بھی ہیں۔" زمرد جھٹ بھائی کے دفاع میں بولی تھیں۔

"اجمل کے کردار پر مجھے کوئی شک نہیں۔ میں نے یونہی اپنی بہن اسے نہیں دی تھی۔ اگر وہ نظر کا خراب ہوتا تو آج نہ تو تم یوں میرے روبرو بیٹھی ہوتیں اور نہ ہی نشاط تمہارے بھتیجوں کی ماں ہوتی۔" بیوی کی بے جا حمایت پر انہوں نے جتاتے لہجے میں کہا تھا۔

"میں بس اتنا کہہ رہا ہوں کہ اس کی باقی کی سرگرمیاں ٹھیک نہیں ہیں۔"

"اچھا میں بات کروں گی بھائی سے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ اور پلیز حبیب! دوسروں کی وجہ سے ہمارا سکون غارت نہ کریں۔ بھائی اگر کچھ غلط کر بھی رہے ہیں تو وہ خود سنبھال بھی لیں گے۔ یہاں کوئی بھی دودھ کا دھلا نہیں ہے۔ اور آپ نہیں جانتے بابا کہتے تھے کہ سب کے ساتھ چلنے کے لئے تھوڑ بہت جھوٹ سچ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ کیا وکیل جھوٹ نہیں بولتے؟ کیس جیتنے کے لئے زور آزمائی نہیں کرتے؟ سب سب کچھ کرتے ہیں۔ اس ملک میں اتنا اچھا صاف ستھرا قانون نہیں ہے کہ ہر جگہ بندہ اچھی اچھائی سے جیت جائے۔ مگر ہر کوئی آپ کی طرح نہیں ہوتا جو اپنے ہی گھر والوں کی غلطیوں کے پیچھے پڑ جائے۔ اگر بھائی نے کچھ غلط کر بھی دیا ہے تو بجائے آپ ان کے عیب پر پردہ ڈالنے کے مزید چاک کر رہے ہیں۔" وہ بولنے پر آئیں تو بولتی ہی چلی گئیں۔ حبیب نے تاسفی انداز میں اپنی بیوی کو دیکھا تھا۔ اس کی پرورش جس ماحول میں ہوئی تھی اس کی سوچ کا ایسا ہونا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ ہاں بڑی بات تب ہوتی جب وہ اپنے باپ اور بھائی سے الٹ ہوتی۔ مگر حقیقتاً ایسا کم ہی ہوتا ہے۔

"آئرہ کو صبح جلدی اُٹھا دینا۔ اور اس سے کہو میرے ساتھ کالج چلے۔ اس کا ایڈمیشن کرانا ہے۔" وہ گفتگو سمیٹ گئے۔ زمرد کو احساس ہوا وہ شوہر کو ناراض کر چکی ہیں۔ کیونکہ وہ جس قدر اصولوں کے

پکے تھے یہ بات ان سے ہر گز بھی ڈھکی چھپی نہیں تھی۔وہ صرف بیوی کا لحاظ کر گئے تھے وگرنہ یہ بات کوئی اور کرتا تو وہ شاید اس کی طبیعت ہرن کر چکے ہوتے۔

"کیوں آپ صبح فرم نہیں جائیں گے ؟اور آپ کو جانے کی کیا ضرورت ہے۔مروان کہہ رہا تھا وہ اپنے ساتھ لے جائے گا آئرہ کو۔آپ کہتے ہیں تو میں ساتھ چلی جاتی ہوں۔"انہوں نے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"آئرہ میری بیٹی ہے زمرد۔۔۔اور پلیز تم آئرہ اور مروان کے دماغ میں فضول باتیں نہ ڈالا کرو۔وہ بچے ہیں ابھی۔ویسے بھی جس طرح کے حالات ہیں،مجھے نہیں لگتا کہ ہمارے درمیان پہلے جیسی محبتیں برقرار رہیں گی۔"زمرد نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟"انہیں اب غصہ آیا تھا۔

"یہی کہ تم ان دونوں بچوں کے دماغ میں یہ خناس بھرنا بند کر دو کہ بڑے ہو کر ہم ان کی شادی کر دیں گے۔"وہ دانت پیس کر بولے تھے۔زمرد نے حیرانگی سے شوہر کو دیکھا تھا،جو آج پہلی بار اس قدر غصے سے مخاطب ہوئے تھے۔

"آپ کو ہو کیا گیا ہے حبیب! میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اور ویسے بھی یہ بات بچپن سے طے ہے میری آئرہ کی شادی مروان سے ہو گی۔ آخر برائی کیا ہے اس بچے میں۔ اور وہ صرف میرے بھائی کا نہیں آپ کی بہن کا بھی بیٹا ہے۔ اگر نشاط بھابھی کو آپ کے خیالات کے بارے میں پتہ لگا تو انہیں کتنا دکھ ہو گا۔" وہ جگہ چھوڑ کر قریب ہو گئی تھیں۔

"بھائی، بھائی، بھائی۔۔۔ پلیز چپ کر جائیں زمرد۔ مجھے یہ شادی کرنی ہی نہیں چاہئے تھی۔ آپ ہر جگہ پر اس دوہرے رشتے کو مہرہ بنا کر بلیک میلنگ شروع کر دیتی ہیں۔ اگر میں آپ کی ہر بات کو نظر انداز کر دیتا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں آپ کے اُونچے نام والے بھائی سے ڈرتا ہوں یا پھر اپنی بہن کی وجہ سے گھبراتا ہوں۔ محبت کرتا ہوں آپ سے۔ صرف آپ کی خاطر سب برداشت کر جاتا ہوں۔ مگر زمرد یار آپ نے تو میری کمزوری کو میری سزا ہی بنا دیا ہے۔" وہ سخت لہجے میں بولتے اسٹڈی سے باہر نکل گئے تھے۔

زمرد بے شک ایک اچھی لڑکی تھیں، جنہیں حبیب صاحب پہلی ہی نظر میں دل دے بیٹھے تھے۔ مگر در حقیقت وہ ایک اونچے خاندان سے تعلق رکھنے والے باپ اور بھائی کی لاڈلی بیٹی تھیں جس کی طبیعت میں نہ سننے کی عادت نہیں تھی۔ نہ ہی وہ اپنے آگے کسی کی بات کو کچھ خاص گردانتی تھیں۔ جب کہ

حبیب صاحب تو ان کی ہر ادا سے ہی محبت کی تھی۔ بے شک وہ ایک بہترین بیوی اور اچھی ماں ثابت ہوئی تھیں۔ مگر، ان کے مزاج کا ضدی پن اور انا ہنوز قائم تھی جس پر حبیب نے ہمیشہ ہی کمپرومائز کیا تھا۔

زمرد بیگم کی دن بدن بڑھتی ہٹ دھرمی اب ان کے رشتے میں دراڑ پیدا کرنے کا باعث بن رہی تھی۔ حبیب صاحب غصّے سے جا چکے تھے۔ جب کہ پیچھے خاموش بیٹھیں زمرد کتنے ہی لمحے حبیب کے لفظوں میں پنپتی سختی محسوس کر سوچتی رہ گئی تھیں۔ آخر اس رشتے کو چلانے میں ان سے کہاں کمی رہ گئی تھی کہ حبیب کو لگنے لگا تھا کہ وہ اپنے اونچے نام اور خاندان پر زیادہ ہی پھول رہی ہیں۔ مروان سے ان کا لگاؤ فطری تھا۔ انہیں وہ بالکل حبیب کا عکس لگتا تھا۔ نرم مزاج اور ملنسار! اپنی بیٹی کے لئے وہ انہیں بہترین چوائس لگتا تھا۔ انہیں یقین تھا کہ وہ ان کی بیٹی کو اتنا ہی خوش رکھے گا جتنا آئرہ کا باپ انہیں رکھتا تھا، وگرنہ بھتیجا تو ان کا جہانزیب بھی تھا۔

*****

"بابا آپ میرے ساتھ کالج جائیں گے ؟" سیاہ رنگ پینٹ کوٹ میں ملبوس حبیب صاحب اور آئرہ ناشتہ کی میز پر موجود تھے۔۔۔جب کہ زمرد خاموش تھیں۔

"ہاں جی بیٹا جی۔ صرف میں نہیں بلکہ آپ کی ماما بھی۔" انہوں نے زمرد کی خاموشی محسوس کر فوراً ہی پروگرام ترتیب دیا تھا۔ انہیں احساس تھا کل رات پریشانی میں وہ کچھ زیادہ ہی بول گئے تھے۔

"میں کہیں نہیں جارہی آئرہ۔ تم اپنے باپ کے ساتھ ہی چلی جاؤ۔ ویسے بھی وہ تمہارے لئے جو کریں گے وہ بہترین ہی ہو گا۔ بھلا میری کیا ضرورت!" ان کا تلخ لہجہ جتاتا ہوا تھا۔ پندرہ سالہ آئرہ نے چونک کر ماں کو دیکھا تھا جو روز کی بانسبت مُسکرا نہیں رہی تھیں۔

"کیوں ماما؟ آپ بھی چلیں ناں ساتھ۔۔۔ویسے بھی مروان بھی ساتھ آرہا ہے۔" اس نے فوری بتایا تھا۔ حبیب صاحب کی نگاہیں خاموشی سے ناشتہ کرتیں زمرد پر ہی ٹکی تھیں جو ہنوز لاپرواد کھائی دے رہی تھیں۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے مروان کو ساتھ لے جانے کی۔ اور ہر وقت مروان کی رٹ نہ لگایا کرو۔ اپنے کام خود کرنا سیکھو۔" وہ اس بار ڈپٹ کر بولیں تو آئرہ کا چہرہ بجھ سا گیا۔ جب کہ حبیب صاحب نے اشارہ سے اسے تحمل رکھنے کا کہا۔

"کیا ہو گیا ہے زمرد بیگم۔ آپ صبح صبح کیوں ڈانٹ رہی ہیں میری بیٹی کو؟" اپنی بیٹی کا اُداس چہرہ دیکھ اب حبیب نے مداخلت ضروری سمجھی۔ جو ان کی بات کا کوئی بھی جواب دیے بغیر زیر لب بڑبڑاتی میز چھوڑ کر اُٹھ گئی تھیں۔

"بابا! کیا مما آپ سے ناراض ہیں؟" فلیپر جینز کے ساتھ سیاہ رنگ کرتی پہنے بیٹھی آئرہ نے گھنگھریالے بالوں کو ہاف کیچر میں قید کر رکھا تھا۔ اپنے ماں باپ کے درمیان کھینچاؤ سا محسوس کر سوالیہ بولی۔ حبیب صاحب نے کندھے اچکاتے اداس سی صورت بنائی تھی۔

"چلیں میرے پیارے سے بابا جان آپ اُداس نہ ہوں۔ ہم واپس آ کر مما کو منالیں گے۔" اس نے باپ کا کندھا تھپک کر دلاسہ دلایا تو وہ بھی ہولے سے مسکرا دیے۔ جبھی وہاں اٹھارہ سالہ مروان کی انٹری ہوئی تھی جو جینز کی پینٹ پر سیاہ لیدر کی جیکٹ زیب تن کئے ہمیشہ کی طرح ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے اس کی شخصیت میں واضح نکھار آیا تھا۔

"السلام علیکم انکل!" مروان کو دیکھ حبیب کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی تھی۔ وہ اُنہیں بیٹوں کی طرح عزیز تھا۔

'وعلیکم السلام! کیسے ہو بھئی؟ آج کل کہاں غائب رہتے ہو برخوردار!" انہوں نے بھانجے کی پیٹھ محبت سے تھپکی جو آئرہ کے ساتھ ہی ایک چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔ زمرد بھی بھتیجے کی آواز پر وہیں آ گئی تھیں۔

"بس آج کل اسٹڈیز میں بزی ہوں ماموں۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔ ساتھ ہی کھڑا ہو تا زمرد کے گلے لگا تھا۔

"السلام علیکم پھپھو! کیسی ہیں؟" حبیب صاحب نے بغور اپنی بیوی کو دیکھا، جن کا چہرہ بھتیجے کی آمد کے باعث کھل سا اٹھا تھا۔ یہ شاید بیٹے کی کمی تھی جو وہ مروان میں تلاش کرنے لگی تھیں یا پھر وہ شروع سے اس میں اپنے داماد کو دیکھتی تھیں۔ پہلی بار حبیب کو بیٹے کی کمی شدت سے محسوس ہوئی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ ناشتے میں کیا لو گے؟"

"کچھ بھی نہیں پھپھو! بس ہمیں کالج کے لئے نکلنا ہے۔ آئرہ کو لینے آیا ہوں۔" اس نے گھڑی میں وقت دیکھ کر کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں میری جان۔ آئرہ اپنے بابا کے ساتھ جا رہی ہے تو اب حبیب ہی ایڈمیشن کرا دیں گے۔ تم بھی کالج چلے جاؤ۔ فضول میں پڑھائی کا حرج ہو گا۔" زمرد نے اس تمام عرصے میں ایک بار بھی حبیب کی جانب نہیں دیکھا تھا۔ اور یہی بات انہیں بری طرح کھل رہی تھی۔

"ارے بیگم کیوں ضرورت نہیں ہے بھئی۔ اب میں بوڑھا کہاں دھکے کھاتا پھروں گا۔ مروان کالج کے بارے میں سب جانتا ہے۔ دونوں ساتھ ہی دیکھ لیں گے۔" وہ جلدی سے بولے۔

"اوہ کم آن ایڈوکیٹ حبیب الہیٰ! میرے ہینڈسم اور ڈیشنگ سے بابا کو بوڑھا کہہ کر ان کی انسلٹ تو نہ کریں۔" آئرہ ذرا منہ بنا کر بولی تو حبیب صاحب کا بلند بانگ قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"تم ذرا باتیں کم بنایا کرو۔ جلدی اُٹھو! لیٹ ہو رہا ہے۔ تمہیں گھر چھوڑ کر پھر تمہارے بابا کو فرم بھی جانا ہے۔" اس بار انہوں نے وقت کا احساس کرایا۔

"ہاں جی۔ جاؤ زمرد اپنی چادر بھی لے آؤ۔ تم ہمارے ساتھ جا رہی ہو۔ گھر اکیلی رہ کر کیا کرو گی۔" مروان کی موجودگی کے باعث وہ ضبط سے ایک غصے بھری نگاہ ان پر ڈالتیں اپنے روم کی جانب بڑھی تھیں۔

"آپ دونوں بچے بیٹھو میں بس ابھی آیا۔" حبیب صاحب بھی ان کے پیچھے ہی گئے تھے۔ جب کہ وہ دونوں اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔

****

وہ ڈریسنگ روم میں آ کر کپ بورڈ سے اپنا بیگ اور چادر لیتیں ابھی پلٹنے کو ہی تھیں جب خود کو حبیب کے حصار میں قید پایا۔

"جانم ناراض ہو مجھ سے۔" ان کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے وہ لہجے میں ہمیشہ والی محبت سمو کر بولے تھے۔ زمرد نے انہیں نرمی سے پیچھے کرتے حصار سے نکلنا چاہا۔

"اچھا ناں سوری۔ رات کو ٹینشن میں کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا۔ اب معاف کر دو۔ اور جلدی سے موڈ ٹھیک کرو۔ تم جانتی ہو ناں تم مجھے اُداس بالکل بھی اچھی نہیں لگتی۔" وہ ایک بار پھر انہیں اپنے حصار میں لے چکے تھے۔

"آئرہ اور مروان باہر ویٹ کر رہے ہیں۔" وہ اُلٹا ہی جواب دے کر ان کا حصار توڑ چکی تھیں۔

"معافی نہیں ملے گی۔" وہ ایک بار پھر انہیں حصار میں قید کر گئے۔ انہوں نے گھور کر دیکھا۔

"حبیب جوان بیٹی کے باپ ہیں آپ۔۔۔اب آپ کو یہ حرکتیں زیب نہیں دیتیں۔" وہ سخت لہجے میں بولی تھیں تو وہ ہولے سے مسکراتے ان کے رخسار پر لب رکھ گئے۔

"ارے بیگم آپ کے لئے تو یہ دل آج بھی بچہ ہے جناب۔" زمرد کا چہرہ ہنوز سپاٹ تھا۔

"اب مسکرا دو نا یار! ورنہ میرا دن اچھا نہیں گزرے گا۔" وہ بالآخر ہتھیار ڈال گئے۔

"بس۔۔۔" انہوں نے مصنوعی لب کھینچ کر مسکرانے کی کوشش کی۔

"ایسے نہیں اصل والا، جیسے میری زمرد مسکراتی ہے۔" ان کا لہجہ محبت سے گندھا ہوا تھا۔ بالآخر زمرد کو اپنی ناراضگی قائم رکھنا مشکل لگا تھا۔

"میں ناراض ہوں آپ سے۔۔۔یہ بات یاد رکھیے گا۔" وہ دھیرے سے مسکراتے زمرد کی پیشانی پر لب رکھتے اپنے حصار میں لئے روم میں واپس آئے۔

"میں منالوں گا۔ بس تمہیں پتہ ہے ناں کہ، یہ جو میرا کبھی کبھی کا غصہ ہے، بہت گندا ہے۔ کچھ بھی بول دیتا ہوں۔" وہ جیسے اپنی غلطی مان رہے تھے۔

"غصے میں انسان سچ بولتا ہے۔" وہ جتانا نہیں بھولیں۔

"غصے میں انسان پر شیطان غالب آجاتا ہے اور اس وقت وہ صرف بکواس کرتا ہے۔ اور میں نے جو بھی کہا وہ سب بکواس ہی تھی۔ انسان سچ صرف تب بولتا ہے جب اس کا دل اور دماغ بالکل حاضر ہوتا ہے۔" وہ بیوی کی غلطی ہونے کے باوجود ایک بار پھر گھٹنے ٹیک گئے۔

"اور طعنوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟" وہ خود پر سیاہ رنگ چادر ڈالتیں ابرو اچکا کر بولی تھیں۔ تو انہوں نے ایک بار پھر سوری کیا۔

"کل رات آپ نے میرا بہت دل دکھایا ہے حبیب! میں نے تو کبھی ہمارے درمیان اسٹیٹس کا فرق نہیں آنے دیا۔ مگر پھر بھی آپ نے ایسا سوچا۔" وہ یکدم بھاری دل سے بولتیں روہانسی ہو گئی تھیں۔

"نہیں میری جان۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ پلیز سوری۔ آئرہ اور مروان دونوں میرے بچے ہیں۔ بس میں کل بیٹی کے معاملے کو لے کر زیادہ ہی جذباتی ہو گیا تھا۔ اور کچھ بھی بول گیا۔ اب نہیں ہو گا، پکا!" وہ جھٹ ان کے آنسو پونچھ گئے۔ انہیں بھلا کہاں برداشت تھا کہ ان کی محبوب بیوی کی آنکھ میں آنسو آتے۔

"میں آئرہ کی شادی مروان سے ہی کروں گی۔ وہ بہت سویٹ ہے بالکل آپ کی طرح۔۔۔ اور میں چاہتی ہوں کہ میری بیٹی بھی ہمیشہ خوش رہے جیسے اس کے بابا اس کی ماما کو رکھتے ہیں۔" بالآخر انہوں نے شوہر کے دل میں آیا میل صاف کرنا چاہا۔

"اوہ تو مروان کی اتنی فیور کرنے کے پیچھے یہ وجہ ہے۔ کیونکہ، میرا بھانجا بالکل میرا پرتو ہے۔ ہمم!" وہ ذومعنویت سے بولے تو زمرد مسکرا دیں۔

"مسکراتی رہا کرو۔ جب تم اور آئرہ اُداس ہو جاؤ تو مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا یار۔" وہ اب باتیں کرتے باہر آ گئے تھے۔ جہاں مروان اور آئرہ کسی بات پر بحث میں مصروف تھے اور بیچارہ مروان ہمیشہ کی طرح ان کی لاڈلی کے سامنے تحمل مزاجی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

"آپ شاید صحیح کہہ رہی تھیں زمرد کہ ہماری بیٹی کے لئے مروان ہی بیسٹ ہے۔ اگر کوئی واقعی میرے بعد میری بیٹی کو پیار سے ہینڈل کر سکتا ہے تو وہ صرف مروان ہے۔ میرا پیارا بھانجا۔" مروان کو آج پہلی بار انہوں نے دوسری نظر سے دیکھا تھا۔ اور دیکھتے ہی فخر سا محسوس ہوا تھا۔

"وکیل صاحب میں تو ہمیشہ ہی صحیح ہوتی ہوں۔" زمرد نے ذرا اترا کر کہا تو وہ مسکرا کر آنکھیں گھما گئے۔

"چلیں بچوں۔" آئرہ کا چہرہ غصے کی تمازت کے باعث سُرخ پڑ گیا تھا۔۔۔جب کہ مروان کے چہرے پر ہنوز سنجیدگی قائم تھی۔ان دونوں کی بحث انٹر میڈیٹ کے بعد سیم فیلڈ چوزنہ کرنے پر ہوئی تھی۔مروان کچھ اور پڑھنا چاہتا تھا جب کہ آئرہ بضد تھی کہ وہ بھی وہی پڑھے گا جو وہ پڑھ رہی ہے۔

"کیا ہوا برخوردار کیا آئرہ نے بھی اپنی ماں کی طرح آپ کو خاموش کرا دیا ہے۔" حبیب نے نرم لہجے میں کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"بس ویسے ہی انکل! میرے خیال سے چلتے ہیں۔ہمیں لیٹ ہو رہا ہے۔" وہ چاروں اب مسکراتے وہاں سے نکل آئے تھے۔

آئرہ کو کالج جاتے ہوئے تین ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔مروان اور وہ سیم ہی کالج میں تھے۔مروان پاس آؤٹ ہو چکا تھا۔۔۔جب کہ آئرہ کا یہ فرسٹ ایئر تھا۔وہ گھر آئی تو زمرد کو ذرا پریشان پایا۔

"کیا ہوا مما؟ اتنی پریشان کیوں ہیں؟" کالج کے سفید یونیفارم میں اس کی دودھیا رنگت چمک رہی تھی۔

"کچھ نہیں۔بس تمہارے بابا میری کال ریسیو نہیں کر رہے۔ آج ان کی عدالت میں کیس کی شنوائی تھی۔ پتہ نہیں کیا بنا؟ جائیداد کا تنازعہ تھا۔بڑا پیچیدہ کیس تھا۔" وہ ہنوز پریشان تھیں۔ساتھ ہی نیوز چینل بھی لگا رکھا تھا۔

"کم آن مما۔ریلیکس رہیں، اب تو پیشی بھگتا کر فرم جا بھی چکے ہوں گے۔میں کال کر کے پوچھتی ہوں۔" اس نے نمبر ڈائل کیا جبھی اسکرین پر بریکنگ نیوز چلنے لگی تھی۔

"ناظرین یہاں آپ کو بریکنگ نیوز سے آگاہ کرتے چلیں کہ معروف بیرسٹر حبیب الہیٰ پر جان لیوا حملہ۔۔۔بتایا جارہا ہے کہ ایک گولی سینے کے پاس اور دوسری ٹانگ کے بے حد نزدیک لگی ہے۔حبیب صاحب کی حالت تشویش ناک بتائی جارہی ہے۔جب کہ ساتھ ہی آپ کو آگاہ کرتے چلیں معروف بیرسٹر حبیب الہی فارمر جج عالم الہی کے بیٹے اور حالیہ وزیر اعلیٰ سندھ اجمل سلطان کے بہنوئی بھی ہیں۔مزید۔۔۔"نیوز کاسٹر تیز لہجے میں بولتی زمرد کے پاؤں تلے زمین کھینچ گئی۔

"حبیب!"

"بابا!"

"مما!" زمرد یکدم لہرا کر گری تھیں۔ آئرہ بے یقینی کی سی کیفیت میں دوڑ کر ان کی جانب بھاگی تھی۔ ساتھ ہی مروان کا نمبر ڈائل کیا تھا۔ بیل جا رہی تھی مگر کوئی کال ریسیو نہیں کر رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہاں آئرہ کی بآواز بلند رونے چلانے کی آوازیں گونج اُٹھی تھیں۔

"منع کیا تھا ناں تمہیں کہ اس سب سے دور رہو۔ مگر تم میری سنتے کب ہو؟" اجمل صاحب نے ہسپتال کے بستر پر زخمی لیٹے حبیب کو دیکھ تنفر بھرے لہجے میں کہا۔

"آئرہ اور زمرد کہاں ہیں؟" ان کی نگاہیں کافی دیر سے ان دونوں کی متلاشی تھیں۔ انہوں نے دوست کو جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ جس جائیداد پر تنازعہ تھا وہ ایک عام شہری کی ملکیت تھا، جب کہ اُس پر لغاری دانت گاڑ کر بیٹھا تھا۔ دوسری طرف وہ ریپ کیس۔۔۔ اجمل تو سمجھا سمجھا کر تھک گئے تھے۔

"انہوں نے کہاں جانا ہے۔ یہیں ہیں۔" اجمل صاحب نے ٹالنا چاہا۔

"یہیں ہیں تو اب تک میری خیریت پوچھنے کیوں نہیں آئیں۔" انہیں شدت سے کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔

"بلاتا ہوں۔" حبیب کی نگاہیں باہر جاتے اجمل پر ہی مرکوز تھیں۔ کچھ دیر بعد سرخ آنکھیں اور چہرہ لئے آئرہ وارڈ میں داخل ہوئی تھی۔ کچھ ہی دیر پہلے یہاں سے پولیس اور میڈیا گیا تھا۔ جنہیں دیکھ وہ گھبرا سی گئی تھی۔

"بابا۔ آپ ٹھیک تو ہیں ناں۔" وہ بھاگ کر ان کے سینے سے لگی تھی۔

"میری جان میں بالکل ٹھیک ہوں۔ میرا بہادر بیٹا رو کیوں رہا ہے۔" انہوں نے محبت سے اس کے بال سنوارے جو باپ کے گلے لگی پھر سے آنسو بہانے لگی۔

"آپ کی مما کہاں ہیں بیٹا جی۔" انہوں نے نقاہت بھری آواز میں پوچھا۔

"بابا وہ پریئر روم میں ہیں۔ بس ابھی آتی ہوں گی۔" آئرہ نے اجمل کے لفظ لوٹائے تھے۔ جب کہ حبیب بیٹی کے لفظوں پر بھی مطمئن نہیں ہو سکے تھے۔۔۔ اور پھر وہ کچھ ہی دیر میں دوائیوں کے زیر اثر سو گئے تھے۔

زمرد نے رُو رُو کر اپنی حالت خراب کر لی تھی۔نشاط انہیں سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھیں کہ اگر وہ اس حالت میں حبیب کے سامنے جائیں گی تو وہ اور پریشان ہو جائے گا۔۔۔جب کہ وہ حبیب سے ملنے کے لئے بضد تھیں اور بالآخر نشاط اور اجمل کی تمام تر کوشش رائیگاں گئی تھیں۔۔۔اور وہ شام میں حبیب کی حالت میں بہتری آتے ہی اپنی حالت کی پروا کئے بغیر ہی وارڈ میں چلی آئی تھیں۔

"زمر!میری جان یہ کیا حالت بنالی ہے تم نے اپنی۔" وہ زمرد کو اپنے کندھے پر سر رکھ کر روتا بکھرتا دیکھ تڑپ اُٹھے تھے۔

"میں ٹھیک ہوں۔" انہوں نے ان کا ہاتھ تھپتھپایا۔مگر وہ کیا کرتیں جنہوں نے ایک ہی دن میں دوہرہ غم برداشت کیا تھا۔ان کے لئے گزرے یہ دن کسی قیامت سے کم ہرگز نہیں تھے۔

"حبیب!" وہ ایک بار پھر پھپھک پھپھک کر رو پڑیں۔

"زمر۔۔۔تم اب مجھے پریشان کر رہی ہو۔بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے۔تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔"اب وہ متفکر ہوئے۔زمر دنے جلدی ہی اپنی حالت پر قابو پایا تھا۔۔۔اور اپنی تکلیف میں حبیب کو مزید تکلیف نہیں دینا چاہتی تھیں۔

"میں اور آئرہ ڈر گئے تھے۔"وہ دھیمی سی آواز میں بولیں۔

"اب میں ٹھیک ہوں۔خاموش ہو جاو اب۔"وہ حبیب کی خاطر اپنی سسکیاں دبا گئیں مگر دل خون کے انسو رو رہا تھا۔یکدم اچانک سے ان سے اتنی بڑی خوشی چھین گئی تھی۔آئرہ کے بعد تو وہ دونوں امید ہی چھوڑ گئے تھے۔مگر کل ملنے والی خبر کسی قیامت سے کم ہر گز نہیں تھی۔اس قدر اچانک شاکڈ کے باعث ان کا مس کیرج ہو گیا تھا جس کی خبر انہیں نقصان اٹھانے کے بعد ہوئی تھی۔

وہ چار روز ہسپتال میں گزار کر گھر آ چکے تھے۔زمر د حبیب کے سینے سے لگی مزید اس دکھ کو اپنے دل میں چھپا نہیں سکی تھیں۔جب کہ حبیب تو سکتے میں چلے گئے تھے۔انہیں مزید اولاد کی کتنی خواہش تھی۔کجا کہ آئرہ نے ان دونوں کی زندگی مکمل کر دی تھی۔مگر وہ بھی اپنا ایک بڑا کنبہ چاہتے

تھے۔۔۔اور اتنا بڑا نقصان! حبیب کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔زمرد تو ان کی پناہوں میں اپنا در بانٹ گئی تھیں۔ مگر وہ اولاد کھو جانے کا غم کس سے بانٹتے؟

"حبیب! مجھے معاف کر دیں۔یہ سب میری غفلت کی وجہ سے ہوا۔اگر میں خیال رکھتی تو ایسا نہ ہوتا۔" وہ حبیب کی خاموشی محسوس کر معافی مانگنے لگیں۔

"اس میں تمہاری تو کوئی غلطی نہیں ہے زمرد۔۔۔صبر کرو اگر یہ خوشی ہمارے نصیب میں ہوتی تو ہمیں ضرور ملتی۔اللہ کی طرف سے آزمائش ہے غم نہ کرو۔اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔" انہوں نے زمرد کو اپنے حصار میں لیتے نرمی سے سمجھایا جو ہچکیاں بھرتی آنکھیں موند گئیں۔جب کہ حبیب کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر نکلتے زمرد کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔کل عدالت کے فیصلے پر گردیزی کو حراست میں لے لیا گیا تھا جس کے فوراً بعد ان پر جان لیوا حملہ ہوا تھا۔۔۔اور اس کے بعد ان کا جو نقصان ہوا تھا۔اس کا ازالہ ممکن نہیں تھا۔

"تم چاہتے کیا ہو؟" اجمل صاحب ان کے آفس میں موجود تھے جو صحتیابی کے فوراً بعد فرم جوائن کر چکے تھے۔

"کچھ نہیں چاہتا۔ میں نے تمہیں وارن کیا تھا مگر تم نے میری بات نہیں مانی۔ اب میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر اس سب میں تمہارا ہاتھ ہوا تو پھر عدالت تمہارے خلاف جو بھی فیصلہ لے۔" اجمل ہولے سے مسکرائے۔

"یہ بھول ہے تمہاری حبیب۔۔۔ کیونکہ میرے ہاتھ اب وہاں تک پہنچ چکے ہیں جہاں تم یا کوئی بھی قانون مجھ پر آسانی سے ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ البتہ تم نے کچھ اُلٹا کرنے کی کوشش کی تو تم ضرور جان سے جاسکتے ہو۔" وہ اپنے بھائی جیسے دوست کو قتل کی دھمکی لگا رہے تھے۔ حبیب صاحب تلخی سے مسکرائے۔

"میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میرا ہی دوست مجھے قتل کی دھمکی دے گا۔" آئرہ جو باپ سے ملنے آفس آئی تھی۔ دروازہ کھولتے باپ کے آخری الفاظ ہی سن سکی تھی اور پھر وہ ڈر کر وہیں ٹھہر گئی۔

"یار۔۔۔ نہ کر۔ میں مر کر بھی کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔ مجھے فکر ہے تیری۔ اپنا نہیں تو آئرہ اور زمرد کا ہی سوچ لے۔" بالآخر انہوں نے ہتھیار ڈال دیے تھے۔۔۔ جب کہ آئرہ بھی متفکر ہوئی۔ کیا ایک بار پھر اس کے باپ کو کسی سے خطرہ تھا؟

"ماموں کیا بابا کو پھر سے کسی نے تھریٹ دی ہے؟" اس کی اچانک آمد پر وہ دونوں ہی چونکے۔

"نہیں میری جان۔" حبیب نے اجمل کو گھورا۔

"آئرہ گڑیا اپنے باپ کو سمجھاؤ۔ یہ فضول میں بڑے لوگوں سے پنگا لے رہا ہے۔ اس کی جان کو خطرہ ہے۔ اب تم ہی اپنے باپ کو عقل کے ناخن دو۔" وہ جانتے تھے کہ وہ بس آئرہ کی ہی سنتا تھا۔ اس لئے تیزی سے کہتے وہاں سے نکل آئے۔۔۔ جب کہ آئرہ باپ کے لئے متفکر ہو گئی۔

"حبیب پلیز یہ، اس کیس کا پیچھا چھوڑ دیں ہماری خاطر۔" زمرد کو دو دن ہو چکے تھے۔ حبیب کو قائل کرتے۔ دو دن بعد عدالت میں شنوائی تھی۔

"زمرد مجھے موت قبول ہے مگر میں منافق نہیں بن سکتا۔ میں آخری سانس تک حق کے ساتھ کھڑا ہوں۔۔ اور اب تمہیں بھی ایک اچھی بیوی ہونے کا ثبوت دینا چاہئے۔ میرا ساتھ دے کر۔ جیسے میں نے ہمیشہ تمہارا دیا ہے۔" وہ انہیں تھام کر قریب کرتے محبت سے بولے۔

"میں آپ کے ساتھ ہی ہوں۔ مگر آپ میرا اور آئرہ کا بھی تو سوچیں نا۔" وہ روہانسی ہوئیں۔

"ہم ہر لمحہ بس آپ کا ہی تو سوچتے ہیں جناب۔اب بس آپ سو جائیں صبح جلدی اٹھنا ہے۔" وہ انہیں بہلا کر سلا کر خود اسٹڈی کی جانب بڑھے جہاں انہیں کچھ اہم پوائنٹس پر غور کرنا تھا۔جن لوگوں نے حبیب صاحب پر گولی چلائی تھی وہ ٹرینڈ شوٹر تھے۔مگر بہت کوششوں کے بعد بھی انہوں نے لغاری کے خلاف منہ نہیں کھولا تھا۔مگر عدالت انہیں سزا سنا چکا تھی۔

"سر!باہر کوئی آیا ہے جو آپ سے ملنا چاہتا ہے۔" حبیب نے ناسمجھی سے دیکھا۔جب کہ آفس میں اجمل کو داخل ہوتا دیکھ انہوں نے تاسف سے اپنی سیکریٹری کو دیکھا۔جب کہ ان کے ساتھ اردشیر لغاری بھی آیا تھا۔

"کیسے ہیں بیرسٹر صاحب؟" حبیب نے ناراض نظروں سے اجمل کی جانب دیکھا تھا۔

"کیسے آنا ہوا؟"

"حبیب لغاری صاحب تم سے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔" اردشیر لغاری سیاست کی دنیا کا ایک بڑا نام۔۔۔جس کا آج کل سکہ چل رہا تھا۔

"کیسی بات؟" انہوں نے ابرو اُٹھائے۔

"یہی کہ اس کیس کو چھوڑ دو۔" انہوں نے گن نکال کر ڈیسک پر رکھی۔

"ورنہ؟" ایک نظر ڈیسک پر گھومتی گن پر نظر ڈالتے انہوں نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"ورنہ ہم تمہیں راستے سے ہٹانے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ میرے خیال سے ایک بار کا ٹریلر آپ کے لئے کافی نہیں تھا۔ اب پوری فلم ہی دکھانی پڑے گی۔" لغاری نے ایک سیکنڈ میں پسٹل اٹھا کر حبیب پر تان لی تھی، جب کہ اجمل نے دوست کی نظروں میں تاسف دیکھ نگاہیں چرائی تھیں۔

"اگر آپ جناب کو یہ لگتا ہے کہ میں ان خالی خولی دھمکیوں سے ڈر جاؤں گا تو یہ آپ کی بھول ہے۔۔۔ اب آپ لوگ جا سکتے ہیں۔ اچھا خاصہ وقت برباد کر دیا میرا۔" لغاری نے طیش میں اجمل کی جانب دیکھا تھا، جرائم میں ڈوبے اجمل صاحب کا ان لوگوں کا ساتھ دینا مجبوری بن گیا تھا۔ وہ ساتھ ہی نکل آئے تھے۔ جب کہ حبیب کتنی ہی دیر تک خاموش بیٹھے رہ گئے تھے۔

"تمہیں میری ایک بات سمجھ کیوں نہیں آ رہی؟ کیوں پنگا لے رہے ہو ان خطرناک لوگوں سے۔۔۔ جس لڑکی کے لئے تمہارے دل میں ہمدردی جاگ رہی ہے نا ایک نمبر کی۔۔۔" انہوں نے بہن اور بیوی کی موجودگی کے باعث لفظوں پر قابو کیا تھا۔ وہ اس وقت نشاط کی ہمراہی میں الہیٰ ہاوس میں موجود تھے۔

"میں نے تم جیسے ضمیر فروش انسان سے کوئی مدد مانگی۔ نہیں نا؟ تو بہتر یہی ہے کہ تم اپنے کام سے کام رکھو۔" حبیب صاحب نے بمشکل ضبط کیا تھا۔ زمرد اور نشاط نے لب چبائے۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ آج سے تمہارا اور ہمارا ہر واسطہ تعلق ختم۔۔۔ اب تم جانو اور تمہارے بیوی بچے۔" وہ درشت لہجے میں بولتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بھائی! یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ حبیب غصّے میں ہیں۔۔۔" سب سے پہلے ہوش زمرد کو آیا تھا۔

"صحیح کہہ رہا ہوں۔ یہ خود تو مرے گا ساتھ میں تم سب کو بھی زندہ درگور کر دے گا۔" وہ سخت لہجے میں غرائے۔

"اللہ نہ کرے کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ اجمل۔ اللہ میرے بھائی کو لمبی عمر دے۔ آپ ایک بار ان کی بات تو سنیں۔" نشاط بھائی کا ضبط سے سُرخ پڑتا چہرہ دیکھ دہل کر رہ گئیں۔

"کیا غلط کہہ رہا ہوں۔۔۔ اور تم چلو میرے ساتھ۔ اب سے تمہارا اس شخص سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔" انہوں نے تیز لہجے میں بولتے بیوی کو گھورا۔

"نہیں۔۔ میں۔۔۔" وہ گھبرائیں۔

"بھائی۔"

"نشاط! جاؤ تم۔" حبیب صاحب نے کڑے دل سے کہا تھا۔۔۔ جب کہ ان دونوں کے جانے کے بعد حبیب صاحب اور زمرد کے مابین زبردست قسم کی لڑائی ہوئی تھی۔ اپنے روم میں موجود آئرہ پہلی بار ماں باپ کو لڑتا جھگڑتا دیکھ سہم سی گئی تھی۔۔۔ اور پھر اس کے بعد وہی ہوا تھا، جس کا ڈر تھا۔

"بہت سمجھایا تجھے بیرسٹر مگر مسئلہ یہ ہے کہ جب تیرے جیسوں کو ایمان داری کا بھوت سوار ہو جائے تو پھر وہ کسی کو گنتی میں نہیں لاتے اور پھر جان سے ہاتھ دھو کر ہی سکون ملتا ہے۔" وہ آج کی پیشی میں

عدالت میں بہت سے ٹھوس ثبوت پیش کر چکے تھے۔ جس کے باعث لغاری کی گرفتاری کا فوری وارنٹ جاری ہو گیا تھا۔ وہ پولیس کی تحویل میں کھڑا لہجے میں بے پناہ درشتی لئے دہاڑا تھا۔

حبیب صاحب مسکرائے۔

"ظالم کی رسی دراز ضرور ہوتی ہے مگر ہمیشہ کے لئے نہیں ایک نہ ایک دن اس نے ضرور کھینچنا ہوتا ہے۔" وہ تمسخر اُڑاتے لہجے میں بولے۔

"چلو دیکھ لیں گے۔" وہ معنی خیزی سے بولتا پولیس کے ساتھ چلا گیا تھا۔

اجمل صاحب نے حبیب کو بارہا سمجھایا مگر وہ تو گویا نہ سمجھنے کی قسم کھا کر بیٹھے تھے۔

*****

"بھئی ہماری گڑیا تو ڈاکٹر بننا چاہتی تھی تو اب یہ آپ کو اچانک سے وکیل بننے کا بھوت کیوں سوار ہو گیا ہے۔" انہوں نے لان میں بیٹھی پُر سوچ سی آئرہ کو چھیڑا۔

"بابا مجھے تو شروع سے آپ جیسا بننا تھا بس یہ مروان نے بیچ میں دھوکا دے دیا۔ پہلے کہتا تھا کہ میں حبیب انکل کی طرح لائر بنوں گا اور پھر اپنی زبان سے پھر گیا۔" وہ منہ بسور کر بولی۔ حبیب الٰہی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"میرا بچہ آپ کا اور مروان کا جو دل چاہے آپ وہ پڑھو کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔" انہیں یاد آیا کہ ایک بار انہوں نے جذبات میں اپنی خواہش کا اظہار کر دیا تھا کہ ان کی بیٹی وکیل بنے۔۔۔ اور بس یقیناً اس نے یہ سر پر سوار کر لیا تھا۔

"جی جی میں جانتی ہوں آپ بے فکر رہیں حبیب صاحب۔" وہ شرارت سے بولی تو انہوں نے اپنی بیٹی کو سینے سے لگاتے اس روز اسے بہت سی باتیں سمجھائی تھیں۔ حوصلہ دیا تھا۔ کیونکہ، وہ ان کی لاڈلی اولاد تھی اور اب انہیں اپنی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں رہا تھا۔

****

"بیرسٹر حبیب الٰہی کی موت اپنے آفس میں اچانک ہارٹ اٹیک پڑ جانے کے باعث ہو گئی تھی اور وہ خاموشی سے اپنے پیچھے سولہ سالہ آئرہ اور زمرد کو روتا سسکتا چھوڑ گئے تھے۔

اجمل صاحب نے تو گویا نہ بولنے کی قسم کھالی تھی۔ بہن کی روتی صورت دیکھ وہ انہیں دلاسہ بھی نہیں دے سک رہے تھے۔ اس قدر اچانک موت پر سب حیران تھے۔ جب کہ زمرد اور اجمل صاحب نے حبیب کا پوسٹ مارٹم نہیں ہونے دیا تھا۔ وہ دکھ میں تھیں جب کہ، اجمل صاحب نجانے کیا سوچے بیٹھے تھے؟

نشاط لاڈلے بھائی کو کھو کر پاگل ہو جانے کے در پر تھیں۔ چھوٹی سی آئرہ باپ کو کھو کر کئی دن ہسپتال میں رہی تھی۔۔۔ اور مروان اس کی وجہ سے ایک پاؤں پر ہسپتال میں کھڑا رہا تھا۔ اسے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ آخر یہ سب ہو کیا رہا تھا؟

زمرد شوہر اور پھر بیٹی کی ایسی حالت دیکھ حواس گنوا گئی تھیں۔ انہیں نہ اپنا ہوش تھا اور نہ ہی بیٹی کا!

****

وقت کا کام ہے گزرنا سو وہ گزر ہی گیا تھا۔ حبیب صاحب کی موت ایک معمہ بن چکی تھی۔ سی سی ٹی وی فوٹیج کے مطابق تو یہ ایک طبعی موت تھی۔ مگر زمرد، آئرہ اور نشاط بخوبی جانتی تھیں کہ یہ صرف موت نہیں تھی بلکہ قتل تھا۔۔۔ مگر ان کا واحد سہارا اجمل صاحب ان کو تو مانو دوست کی موت کا کوئی غم ہی نہیں تھا۔

اور پھر تھک ہار کر زمرد نے بھی چپ سادھ لی تھی۔ کیونکہ، وہ ایک تلخ حقیقت ہر گز بھی نہیں بھول سکتی تھیں کہ وہ ایک جوان بیٹی کی ماں تھی جو اب یتیم ہو چکی تھی۔

***

وہ لان میں اُداس سی بیٹھی اپنے بابا کو یاد کر رہی تھی۔ آج حبیب صاحب کو ان سے بچھڑے پورا ایک ماہ ہو چکا تھا۔ مروان روز ہی اپنی پھپھی اور آئرہ کے پاس آتا تھا۔ زمرد، اجمل اور نشاط کے بے حد اسرار کے باوجود عدت کے دنوں میں سلطان محل جانے سے انکاری کر گئی تھیں۔

"یہاں کیوں بیٹھی ہو؟" مروان اس سے فاصلے پر لان میں چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔ وہ چونکی نہیں تھی۔

"چلو آؤ۔۔۔ آئس کریم کھا کر آتے ہیں۔" مروان نے اس کا موڈ دیکھ بہلانے کی کوشش کی تھی۔

"میرا موڈ نہیں ہے۔" وہ سادہ سے لہجے میں بولی تھی۔

حبیب صاحب کی موت کا اسے خاصہ گہرا صدمہ لگا تھا۔ وہ بالکل خاموش ہو کر رہ گئی تھی۔ نہ کچھ بول رہی تھی اور نہ ہی کسی بات کا جواب دیتی تھی۔ اور تو اور ضد کرنا بھی اس نے چھوڑ دیا تھا۔

"مگر میرا موڈ ہے۔ چلو، آجاؤ اب نخرے نہ دکھاؤ۔ پھر جب میں چلا جاؤں گا تو یاد کرو گی مجھے۔" وہ ویسے ہی شرارت سے بولا تھا۔ آئرہ نے چونک کر سر اٹھایا۔

"کہاں جا رہے ہو تم؟" اس نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"بھیا کے پاس باہر۔" اس نے مطلع کیا تو وہ بجھے دل سے نگاہیں چرا گئی۔۔۔ جب کہ اگر پہلے والی آئرہ ہوتی تو اس سے سو سوال کرتی۔

"اب چلو بھی، موڈ ٹھیک کر لو۔ باہر اکیلا ہرگز نہیں جاؤں گا۔ تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا۔" وہ تلخی سے مسکرائی۔

"جب بابا اپنے ساتھ نہیں لے کر گئے تو تم سے کیا امید لگانا۔" وہ اس قدر سفاک لہجے میں بولی تھی کہ ایک لمحے کو تو مروان دہل کر رہ گیا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو یار! انکل کی روح کو تکلیف ہو گی۔ اور ایک نہ ایک دن تو سب نے ہی اس دنیا سے چلے جانا ہے۔ صبر کرو۔" مروان نے آگے بڑھ کر اسے کندھے سے لگایا تھا جو ہمیشہ کی طرح اس کا سہارا پاتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

"مروان بابا اتنی جلدی کیوں چلے گئے۔ ابھی تو میں نے ان کا خواب پورا کرنا تھا۔ ان کے جیسا کامیاب وکیل بننا تھا۔" وہ اس کے کندھے سے لگی مسلسل رو رہی تھی۔۔۔ جب کہ وہ کچھ نہ کچھ بولتا مسلسل اس کی دلجوئی کرنے میں لگا تھا۔

******

اجمل صاحب کے بے حد اسرار کے باعث مروان اڑھائی سال قبل جہانزیب کے پاس یو کے چلا گیا تھا۔ وہ پہلے ہی آئرہ کی وجہ سے اپنے کچھ ماہ ضائع کر چکا تھا۔ جہانزیب کی ڈگری کا یہ آخری سال تھا۔ جب کہ آئرہ کا کالج ختم ہو گیا تھا اور اب وہ گھر میں فارغ تھی۔

"ماما!" وہ دونوں خاموشی سے کھانا کھا رہی تھیں، جب زمرد آئرہ کی آواز پر چونکیں۔

"جی میری جان!" انہوں نے اپنی بیٹی کی جانب دیکھا جو حبیب کے بعد بالکل بدل گئی تھی۔

"ہمیں بابا کے قاتلوں کو سزا دلوانی چاہیئے۔" زمرد نے چونک کر بیٹی کے تاثرات جانچے۔

"تمہارے بابا کی موت طبعی موت تھی آئرہ۔" انہوں نے بہت بھاری دل سے کہا تھا۔

"نہیں ماما! مجھے یاد ہے ایک دن میں بابا کے پاس فرم گئی تو وہاں ماموں بھی تھے، جو انہیں خبر دار کر رہے تھے۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ میرے بابا کا قتل کیا گیا ہے۔" اس نے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔

"آئرہ تم ابھی بچی ہو۔ اپنی پڑھائی پر دھیان دو۔ مجھے مروان کی کال آئی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اس نے تمام پراسس کر لیا ہے۔ بس تم بھی اپنی پیکنگ کرو، تم بھی کچھ ماہ میں مروان اور جہانزیب کے پاس جا رہی ہو۔ اپنی پڑھائی پر دھیان دو بس!" انہوں نے ذرا سخت لہجے میں کہتے بیٹی کو خاموش کرا دیا تھا جس کا دماغ الگ ہی تانے بانے بننے میں مصروف تھا۔

*****

"ماموں! کیا بابا کا قتل ہوا تھا؟" وہ اگلے دن ہی اپنے ماموں کے پاس موجود تھی۔ اپنے باپ کے قاتلوں کا پتہ کرنے کے لئے۔

"آپ کو کس نے کہا؟" وہ ٹھٹھک گئے۔

"آپ نے بابا کو محتاط رہنے کا کہا تھا تو اس کا میں کیا مطلب سمجھوں؟" وہ سخت لہجے میں باز پرس کر رہی تھی۔

"وہ بات اب پرانی ہو گئی۔" اجمل صاحب نے اپنا دامن بچایا۔

"مگر ماموں۔۔۔"

"بس آئرہ۔ آپ ابھی بچی ہو۔ یہ بتایئے، آپ نے اپنی تیاری کر لی؟ کچھ روز میں آپ کی فلائٹ ہے اور گھبرانے کی ضرورت بالکل نہیں ہے وہاں بھائی ہے آپ کا۔ دل لگا کر پڑھائی کریے گا۔ آپ نے بھی اپنے باپ کی طرح ایک کامیاب وکیل بننا ہے۔" آئرہ خاموشی سے لوٹ آئی تھی۔

*****

وہ اس وقت مروان کی ہمراہی میں اکسفورڈ اسٹریٹ پر پیدل چل رہی تھی۔۔۔ جب کہ مروان مسلسل کچھ نہ کچھ بول رہا تھا یا پھر اس کی توجہ مختلف لوگوں اور اشیا کی جانب کرا رہا تھا۔

"آئرہ۔" اس بار اس کی غائب دماغی پر مروان نے اسے جھنجھوڑ دیا تھا۔

"کیا ہوا؟" وہ چونک گئی تھی۔

"یار! میں ہی کب سے باتیں کر رہا ہوں مگر، تم تو ایسے سن ہو گئی ہو جیسے سستہ نشہ کر لیا ہو۔" مروان نے اسے گھور کر دیکھا جو اسے ایک نظر دیکھتی منہ بنا گئی۔

"اب کیا ہوا تمہیں۔ آخر منہ کیوں بنا ہوا ہے تمہارا؟" اس بار وہ باقاعدہ زچ ہوا تھا۔

وہ دونوں اس وقت سیم ڈریسنگ کئے سیاہ رنگ پینٹ شرٹ پر لانگ کوٹ اور ہاتھوں میں دستانے پہنے ساتھ ساتھ قدم اُٹھا رہے تھے۔

"منہ تو نہیں بنا ہوا۔ تمہیں ایسا کیوں لگ رہا ہے۔" وہ اب نارمل ہو گئی تھی۔

"کیونکہ میں اپنے دوستوں کی گیدرنگ چھوڑ کر تمہیں کمپنی دے رہا ہوں تاکہ تم بور نہ ہو۔۔۔ مگر تم ہو کہ میری ایک کان سے سُن رہی ہو اور دوسرے سے نکال رہی ہو۔" اس بار اس نے خفگی سے کہا تھا جب کہ آئرہ ہولے سے مسکائی۔ اسے لندن آئے ایک ماہ ہونے کو آیا تھا اور ابھی کلاسز اسٹارٹ ہی ہوئی تھیں۔ اگر جہانزیب اور مروان نہ ہوتے تو شاید اسے سیٹل ہونے میں اچھا خاصہ وقت لگ جاتا۔

"اچھا سب چھوڑو تم یہ بتاؤ آج کیا کھلا رہے ہو مجھے۔" اس نے شرارت سے بات کا رخ بدلا تھا۔

"اہمم! یار آج کچھ باہر سے ٹرائی کرتے ہیں۔" وہ ذرا منہ بنا کر بولا۔

"نہیں۔ باہر کا کھانا بالکل اچھا نہیں ہے۔ آج تم مجھے کوئی سبزی بنا کر کھلاؤ۔" وہ فرمائش تو ایسے کر رہی تھی جیسے وہ اس کا پرسنل خانساماں ہو۔

"بہت اچھے۔۔۔یہ فرمائشیں غالباً مرد اپنے گھر کی عورتوں سے کرتے ہیں۔" مروان نے گھور کر احساس کرایا۔

"عورتوں سے کرتے ہیں۔۔۔اور میں آئرہ الہیٰ ہوں۔" اس نے ذرا اکڑ کر، اترا کر کہا۔

"چلو آؤ بیٹا۔ کر لو عیش۔ پھر میں اور بھائی کریں گے آرام اور تمہیں کچن میں ڈالیں گے۔ آخر ہم نے پاکستان سے ایک لڑکی کو بلایا کیوں ہے۔ اسی لئے تاکہ وہ ہمارے کپڑے دھو سکے۔ کچن سنبھالے۔" اس نے شرارت سے کہا تو آئرہ نے ذرا گھور کر اس کے بازو پر ایک دھپ لگائی اور مسکراتی ہوئی ہمقدم ہوئی۔

****

"گڑیا! کوئی پریشانی تو نہیں ہے یونیورسٹی میں۔" وہ، جہانزیب اور مروان اس وقت رات کا کھانا کھانے میں مشغول تھے جب جہانزیب نے محبت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں بھائی۔ کوئی پریشانی نہیں ہے۔ بلکہ آپ کا تھینک یو! ورنہ میں سب اکیلے کیسے مینیج کرتی۔" اس نے مشکور انداز میں کہا۔ جب کہ مروان خاموشی سے کھانا کھانے میں مگن تھا۔

"ارے تھینک یو کیوں بھئی۔ بھائی ہوتے کس لئے ہیں۔ میرے اور مروان کے ہوتے تمہیں کیا ضرورت ہے خواری اٹھانے کی۔" اس نے شفقت بھرے لہجے میں کہا۔ مروان کو ایک زبردست پھندا لگا تھا۔

"کم آن بھائی! آپ اس میڈم کے اکلوتے بھائی ہیں۔ بس یہی بہت ہے۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے اس کا بھائی بننے کا۔" اس نے جلدی سے تصیح کی۔ آئرہ نے گھور کر دیکھا۔ جب کہ جہانزیب نے مسکراہٹ دبائی۔

"کیا؟" آئرہ کو خود کو گھورتا دیکھ اس نے اَبرو اُٹھائے۔

"بھائی اپنے بھائی سے کہہ دیں۔ میں اس سے بات نہیں کر رہی۔۔۔ اور آپ پلیز اسے یہ سبزی بنانا سیکھا دیں۔ بروکلی کی سبزی کم اور یخنی زیادہ لگ رہی ہے۔" کھانے سے انصاف کرتے اس نے جھٹ کھانے میں نقص نکالا تھا۔

"کل سے خود بنالینا۔ اوکے!" اس نے بھی چڑ کر کہا تھا۔ ایک تو وہ کھانا بنا کر بری طرح تھک چکا تھا۔ اوپر سے میڈم کے نخرے ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

"ہاں تو بابا نے تمہیں کس خوشی میں ساتھ بھیجا ہے۔ اسی لئے تو بھیجا ہے تا کہ تم مجھے اور بھیا کو اچھے اچھے کھانے بنا کر کھلا سکو۔" جان کر اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔

"دیکھ رہے ہیں آپ بھیا اس احسان فراموش لڑکی کو۔"

"بھئی تم دونوں چونچے لڑاتے رہو۔ میں تو جا رہا ہوں سونے۔ صبح یونیورسٹی جانا ہے میں نے۔ میرا فائنل ائیر ہے۔ تم بچے ابھی مذاق مستی میں لگے رہو۔ آگے جا کر پتہ لگے گا کہ پڑھائی کتنی ٹف ہے۔" اس نے جھٹ دامن بچاتے وہاں سے نکلنا چاہا، جب کہ اب وہ دونوں واقعی زبانی کلامی پانی پت کی جنگ شروع کر چکے تھے۔

*****

مروان نے گزرے تین سالوں میں پہلے پولیٹیکل سائنس میں ڈگری لی تھی۔۔۔ اور اب آئرہ کی آمد کے بعد اس کی ضد اور اپنی دلی خواہش پر وہ بھی ایل ایل بی میں ایڈمیشن لے چکا تھا۔ اب اس کا فائدہ یہ ہوا تھا کہ وہ دونوں ایک ہی کلاس میں تھے۔ جہانزیب کا آخری سمسٹر تھا وہ خوب دل لگا کر محنت کر رہا تھا۔

پڑھنے کا سب سے زیادہ مزاح آئرہ کو آرہا تھا۔جب کہ اجمل صاحب کو جب علم ہوا کہ وہ ماسٹر میں ایڈمیشن لینے کے بجائے پراپرلاء کی ڈگری میں اپنا کیریئر سیٹ کر رہا ہے تو وہ اچھا خاصہ خفا ہوئے تھے مگر پھر آئرہ کی خاطر خاموشی اختیار کر گئے۔جب کہ وہ یہ جانتے تھے کہ مروان کا جھکاؤ بھی شروع سے وکالت کی طرف ہے۔کیونکہ وہ اپنے باپ سے زیادہ اپنے پھپھو کو ایڈمائیر کرتا تھا۔

وقت گزرتا چلا جارہا تھا۔جہانزیب کی ڈگری مکمل ہو گئی تھی۔وہ پاکستان واپس جارہا تھا۔جب کہ نشاط اور زمرد کے بے حد اصرار پر وہ دونوں بھی ساتھ ہی واپس جارہے تھے۔ایک وجہ کہ اب وہ دونوں اپارٹمنٹ میں اکیلے ہو جاتے۔کجا کہ اپارٹمنٹ شئیر کرنا ایک عام بات تھی جس پر اجمل کو تو کوئی اعتراض نہیں تھا مگر نشاط اور آئرہ اس چیز کے لئے ہرگز بھی راضی نہیں تھیں۔فی الحال وہ چھٹیاں گزارنے پاکستان جارہے تھے۔

****

"مما یقین کریں یہ دونوں اپنی عمر کا لحاظ بھول کر ایسے چوہے بلی کی طرح لڑائی کرتے ہیں ناں کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔میں روزانہ کی بنیاد پر ان کی لڑائی ختم کرا رہا ہوتا تھا۔اور اب تو یہ دونوں اکیلے

ہو گئے۔ اللہ جانے کون کس کا سر پھوڑ دے۔" جہانزیب نے مسکراتے لہجے میں ماں کو اطلاع دی تھی۔ جب کہ زمرد نے آئرہ کو گھور کر دیکھا۔

"یہ میں کیا سن رہی ہوں آئرہ؟ کیا چھوٹی بچی ہو تم۔۔۔" زمرد نے بیٹی کو اڑے ہاتھوں لیا۔ جب کہ مروان اس صورت حال سے حظ اٹھا رہا تھا۔

"مما پہلے لڑائی آپ کا لاڈلا شروع کرتا ہے۔ ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے اسے منہ لگانے کا۔" وہ منہ بنا کر تفاخر سے بولی تو مروان نے ابرو اٹھا کر اس احسان فراموش لڑکی کو گھورا تھا۔

"پھپھو! ایک بات تو طے ہے۔ آپ کی بیٹی اول درجہ کی احسان فراموش ہے۔ میں اس کی پڑھائی اور اسائنمنٹ میں جتنی ہیلپ کرتا ہوں آپ کو نہیں معلوم۔ اگر میں اسے منہ نہ لگاؤں تو آپ کی بیٹی فیل ہو کر بیٹھی ہو۔" مروان نے بھی گھور کر حساب بے باک کیا تھا۔

"چپ کرو تم۔ میری بچی بہت قابل ہے، یقیناً وہ تمہاری پڑھائی میں ہیلپ کرتی ہو گی۔" ساتھ بیٹھی نشاط نے جھٹ بھتیجی کو سینے سے لگایا تھا۔ وہ مروان کو زبان دکھاتی اب ان سے فرمائشیں کرنے میں لگ چکی تھی۔ وہ مسکرایا۔ جب کہ جہانزیب کے اشارے پر مروان اور وہ وہاں سے نکل آئے تھے۔

****

"اجمل صاحب! آئرہ اور مروان نے واپس جانا ہے۔ مگر زمرد اپارٹمنٹ میں ان دونوں کی اکیلے موجودگی کے باعث راضی نہیں ہے۔" نشاط بیگم نے بیڈ پر شوہر کے ساتھ بیٹھتے دھیمے لہجے میں کہا جو ان کو اپنے حصار میں لیتے ذرا نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب ہے؟"

"مطلب دونوں بچے جوان ہیں اور نا محرم بھی۔ پہلے جہانزیب ساتھ تھا تو بات اور تھی۔ مگر اب ان دونوں کا ساتھ رہنا کچھ مناسب نہیں لگتا1۔" انہوں نے نرم لہجے میں جتایا۔

"کم آن نشاط۔ مجھے اپنے دونوں بچوں پر پورا بھروسہ ہے۔ نہ آئرہ ایسی ہے کہ ہماری تربیت پر حرف آنے دے اور نہ ہی مروان۔۔۔ اور تم جانتی تو ہو وہ دونوں اچھے دوست ہیں۔ ہمارے بچے کبھی ہمیں مایوس نہیں کریں گے۔" انہوں نے رسانیت سے کہا۔

"میں جانتی ہوں۔ مجھے ان دونوں پر بہت مان ہے۔ مگر دونوں بالغ ہیں، شیطان حاوی ہونے میں وقت نہیں لگاتا۔ پھر دوسری بات کہ زمرد نے ہمیشہ سے ہی دونوں بچوں کو اشارے کنارے میں یہ بات

باور کرار کھی ہے کہ ہم دونوں ان کے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ پھر ایسے میں جذبات کا ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا میری بات۔" اس بار وہ سنجیدگی سے بولیں۔

"اچھا چلو چھوڑ یار۔ اس مسئلہ کا میں نے ایک حل سوچ رکھا ہے۔ بس وہی کریں گے۔ خیر تم زمرد سے بات کرو، میرا ایک دوست ہے جو زمرد کو اپنی زوجیت میں لینا چاہتا ہے اور مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں۔ اس کے سامنے پوری جوانی پڑی ہے۔ آئرہ کی ذمہ داری اب میری ہے۔ تم اسے قائل کرو۔" اس قدر اچانک بات پر نشاط نے ہونقوں کی طرح اپنے شوہر کو دیکھا تھا۔

"یہ کیا بات کر رہے ہیں آپ اجمل صاحب! میرے بھائی کو ابھی دنیا سے گئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے۔ آپ نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا؟" نشاط کی انکھوں میں آنسو اتر آئے تھے۔ اجمل سلطان ایک تاسفی سانس خارج کرتے خود بھی اٹھ بیٹھے تھے۔

"نشاط تم جذباتی ہو رہی ہو۔ زمرد کے سامنے پوری زندگی پڑی ہے اور پھر آئرہ لڑکی ذات ہے۔ آٹھ دس سال بعد اس کی شادی ہو جانی ہے پھر؟" انہوں نے بیوی کو نرمی سے سمجھانا چاہا تھا۔

"آپ جانتے ہیں ناں میری اور آپ کی لاکھ کوششوں کے باوجود وہ الہیٰ ہاوس چھوڑ کر سلطان محل آنے کے لئے راضی نہیں ہوئی۔۔۔جب کہ یہ اس کے باپ کا گھر ہے۔ مگر وہ حبیب بھائی کی یادوں کے ساتھ زندہ رہنا چاہتی ہے۔" انہوں نے شوہر کی سوچ پر ماتم کیا۔

"تم سمجھاؤ گی تو مان جائے گی۔"

"اور آئرہ؟ کیا وہ اپنے باپ کی جگہ کسی دوسرے شخص کو برداشت کر سکے گی؟ نہیں، کبھی نہیں۔ اور سچ بات تو یہ ہے وہ میرے بھائی کی بیوہ ہے اجمل، میں ایسا نہیں چاہتی۔ اگر زمرد کبھی اپنی مرضی سے، دل سے اپنے لئے کوئی فیصلہ لینا چاہے تو میں اس کے ساتھ ہوں، مگر میں اسے کبھی فورس نہیں کروں گی۔" وہ اٹل لہجے میں بولی تھیں۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میں جو فیصلہ لوں گا وہ آپ سب کو ماننا پڑے گا۔" وہ ذرا سختی سے بولتے اسٹڈی کی جانب بڑھے تھے۔

******

"زمرد تم بتاؤ۔ تمہیں میرے فیصلے سے کوئی اعتراض تو نہیں؟" زمرد تو حیران پریشان سی بھائی کے حصار میں بیٹھی تھیں۔ جب کہ اس لمحے حبیب کی یاد شدت سے آئی تھی۔ بلکہ اس ستمگر کی یاد کب نہیں آتی تھی۔

"میں آئرہ سے اس کی مرضی پوچھ لوں۔" وہ بہت دقت کے بعد بولنے کے قابل ہوئیں۔

"ہاں ضرور پوچھو۔ میں مروان سے اس کی مرضی پوچھ چکا ہوں۔۔۔ اور بلکہ تم بہتر جانتی ہو کہ یہ تمہارا ہی کیا دھرا ہے کہ مروان تو کوئی اعتراض کر ہی نہیں سکتا تھا۔" زمرد کو سینے سے لگاتے انہوں نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا۔

'لیکن کیا بھائی صاحب۔ ابھی یہ سب ضروری ہے۔ ابھی تو وہ دونوں ہی بہت چھوٹے ہیں۔" زمرد کا دل بھرایا تھا۔

"چھوٹے کہاں ہیں دونوں بالغ بھی ہیں اور سمجھدار بھی۔۔۔ اور نشاط نے مجھ سے ذکر کیا تھا تمہارے خدشے کا۔ جب وہ دونوں نکاح میں ہوں گے تو ان کے اپارٹمنٹ میں ساتھ رہنے سے کوئی مسئلہ تو نہیں ہو گا ناں۔" زمرد خاموش ہو گئیں۔

"جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔" وہ مزید گویا ہوئیں۔

"ایک اور بات کرنا چاہ رہا تھا میں تم سے۔" وہ زمرد کے پاس اکیلے ہی آ گئے تھے۔

"کیا بات؟" وہ سنبھل گئی تھیں۔

"آئرہ کی ذمہ داری اب خیر سے مروان کی ہے۔ دیکھو میں تمہارا بھلا ہی چاہتا ہوں۔ مروان اور آئرہ کی جب ڈگری مکمل ہو جائے گی تو ان دونوں کی رخصتی کر دیں گے۔ مگر تمہارے سامنے ابھی پوری زندگی پڑی ہے۔" زمرد نے ناسمجھی سے بھائی کو دیکھا تھا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟" انہوں نے ناسمجھی سے بھائی کی جانب دیکھا۔

"میرا ایک دوست ہے۔ وہ تمہیں اپنی زوجیت۔۔۔" وہ ابھی بول ہی رہے تھے کہ زمرد ایک جھٹکے سے بھائی کے حصار سے نکل کر دور ہوئی تھیں۔

"بس بھائی! کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا کہ میں اپنے شوہر کی جگہ کسی اور کو دوں گی۔ بھلے حبیب اب اس دنیا میں نہیں رہے مگر میں ابھی بھی ان سے محبت کرتی ہوں۔ اور میری آئرہ۔۔۔ ایسی بات کرنے سے پہلے کچھ تو خیال کیا ہوتا بھائی۔" ان کے لہجے میں تاسف در آیا تھا۔

"زمرد میں تمہارا بھلا۔۔۔"

"بس۔مجھے نہیں چاہیئے آپ کی ہمدردی۔اور میں آپ پر اتنا بوجھ بن گئی ہوں، مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔ مگر اب آپ کو میری طرف سے مزید پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔میں اپنے شوہر کے گھر میں رہتی ہوں۔" زمرد بھائی سے خفگی کا اظہار کرتیں جتانا نہیں بھولی تھیں۔

"تم حبیب کی بیوی نہیں بیوہ ہو۔" وہ مزید بولے۔

"اب کچھ نہ بولیے گا پلیز! ورنہ میں لحاظ نہیں کروں گی۔میری زندگی میں صرف ایک ہی مرد کی جگہ تھی اور وہ حبیب تھے۔اگر اب وہ میرے ساتھ نہیں رہے تو میں ان سے بے وفائی نہیں کر سکتی۔۔۔اور اتنی بڑی زندگی گزارنے کے لئے حبیب مجھے اپنی اولاد کی ذمہ داری سونپ کر گئے ہیں۔بھلے آئرہ اور مروان کا نکاح ہو جائے مگر جب تک رخصتی نہیں ہوتی وہ میری سرپرستی میں رہے گی۔مجھے آپ کا یا کسی کا بھی احسان نہیں چاہیئے۔" اجمل صاحب ان کے جذباتی پن پر خاموش ہو گئے تھے۔

*****

"مروان! کہاں ہو تم؟" آئرہ سے جب سے زمر دنے نکاح کا ذکر کیا تھا وہ تو ہتھے سے ہی اکھڑ گئی تھی۔

"دوست سے ملنے جارہا ہوں۔ کیا ہوا سب خیریت؟" وہ متفکر لہجے میں سوالیہ گویا ہوا۔

"ابھی گھر آؤ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" اس کے لہجے میں پنپتا غصہ محسوس کر وہ کچھ کچھ سمجھ گیا تھا۔

"شام تک آتا ہوں۔" وہ اتنا بول کر رابطہ منقطع کر گیا۔

* * * *

"یہ سب کیا ہے؟ ماموں مما سے کیا کہہ رہے تھے؟" وہ پُر سکون انداز میں بیٹھا جوس پی رہا تھا۔ جب کہ وہ غصے سے بپھری باز پرس پر اتر آئی تھی۔

"کیا کہا بابا نے؟" آئرہ کا سرخ چہرہ الگ ہی لطف دے رہا تھا۔

"تمہیں نہیں معلوم!" وہ بازو سینے پر لپیٹ گئی۔

"نہیں، آئرہ بے بی۔۔۔ تم بتاؤ گی تو ہی معلوم ہو گا نا۔" وہ شریف بنا۔

"سب بڑے چاہتے ہیں کہ ہمارا نکاح کر دیا جائے۔" اس کے تاثرات دیکھ آئرہ کو آگ ہی لگ گئی تھی۔ مگر فی الحال وہ خود پر ضبط کر گئی۔

"صرف بڑے نہیں میں بھی ایسا ہی چاہتا ہوں۔" اس نے سکون سے اس کے سر پر بم پھوڑا تھا۔

"کیا؟"

"تم ٹھرکی انسان۔۔۔ تم نے مجھ پر نظر رکھی ہوئی تھی۔" اس کا منہ حیرت کی زیادتی سے وا ہوا تھا۔

"اب زیادہ ننھی کاکی نہ بنو۔" مروان نے اس کی اوور ایکٹنگ پر گھور کر دیکھا۔ وہ گڑبڑائی۔

"میں یہ نکاح نہیں کروں گی۔"

"کس خوشی میں؟" اس نے ابرو اُٹھائے۔

"کیونکہ میں نے تمہارے بارے میں کبھی ایسا نہیں سوچا۔" اس کا لہجہ دھیما ہو گیا تھا۔

"کیوں نہیں سوچا؟ اور میرے بارے میں نہیں سوچا تو پھر کس کے بارے میں سوچا۔ ویسے اچھی بات ہے کہ ابھی تم نے اس بارے میں کچھ نہیں سوچا۔ کیونکہ ان سب باتوں کے بارے میں سوچنے کی یہ ابھی تمہاری عمر بھی نہیں ہے۔" اس نے پُر سکون لہجے میں کہا تو آئرہ نے اس خبیث انسان کو گھورا تھا۔ جو رج کر میسنا تھا۔ سب کو یہ خوش فہمی تھی کہ مروان سیدھا سادہ اور شریف ہے۔ مگر کوئی آئرہ سے پوچھتا وہ کتنا میسنا تھا۔

"ہاں اور تم تو دادا ابو ہو نا۔ تمہیں سب سوچنے کی اجازت ہے۔" وہ تنک کر بولی تو مروان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"وہ تو میں ہمارے بچوں کی شادی کے بعد بنوں گا۔" بے باکی سے آنکھ کا کونا دباتا وہ اسے سر تا پیر سُرخ کر گیا تھا۔

"تم! بے غیرت انسان۔ نکلو میرے گھر سے۔ ابھی ماموں کو فون کر کے بولتی ہوں۔ کوئی اور ڈھونڈ لیں اپنے لاڈلے کے لئے میں نہیں کروں گی اس میسنے سے شادی۔" وہ کہاں باز آنے والی تھی۔

"میسنا؟" مروان نے گھور کر اسے دیکھا جو ناک چڑھا کر دیکھ رہی تھی۔ پھر سر جھٹک گیا۔

"دیکھو آئرہ بے بی، مانا کہ تم ابھی ہمارا چھوٹا سا بے بی ہی ہو۔" وہ مسکراہٹ ضبط کرتا اس کے تاثرات دیکھ کچھ بولنے کو تھا کہ اس کی گھورتی نگاہیں دیکھ خاموش ہو گیا۔

"اچھا تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ابھی صرف نکاح ہو گا اور اس کے پیچھے سب سے بڑا ریزن یہ ہے کہ ہمیں اپارٹمنٹ شئیر کرنا ہے۔ جب ڈگری کمپلیٹ ہو جائے گی تو رخصتی ہو گی۔ سو تم چل کرو۔" وہ اسے پریشان دیکھ مزید شرارت کا ارادہ ترک کر گیا۔

"لیکن میں ایسا نہیں چاہتی۔" وہ زچ ہوئی۔

"کیوں؟ آخر برائی ہی کیا ہے۔ ہماری شادی تو بچپن سے طے ہے۔ پانچ سال بعد بھی تو نکاح ہونا ہے نا سو آج کیوں نہیں۔" اس بار وہ ذرا برہمی سے بولا تھا۔

"زیادہ رعب نہ جھاڑو مجھ پر سمجھے۔" اس نے نخوت سے اس کی گرفت سے ہاتھ نکالا۔

"اچھا۔ تمہارا جو بھی فیصلہ ہے پھپھو کو بتا دینا۔ ویسے بھی اپارٹمنٹ میں تو تم نے میرے ساتھ ہی رہنا ہے۔ وہاں گن پوائنٹ پر نکاح کر لوں گا۔ ڈونٹ وری۔" وہ جانتا تھا کہ ایک نمبر کی ضدی تھی۔ جب خود کی سنک اتر جائے گی تو خود ہی مان جائے گی۔ اس لئے شرارتی لہجے میں بولتا وہاں سے نکل آیا تھا۔ جب کہ آج پہلی بار آنزہ کو صحیح معنوں میں مروان اور اپنے درمیان حائل جذبات کا اندازہ ہوا تھا۔ وہ جسے ہمیشہ دوستی کا نام دیتی رہی تھی۔ مروان کی جانب سے وہ محبت کا تناور درخت بن چکا تھا۔ مگر یہ تو طے تھا کہ مروان کے بغیر اس کا بھی گزارا ممکن نہیں تھا۔ یہ سوچ اس کے چہرے پر ایک شرمیلی سی مسکان کھل گئی تھی۔

****

ان دونوں کی اس ماہ کی فلائٹ تھی۔ آئرہ کی رضامندی کے فوراًبعد دونوں کی فلائٹ سے دو روز قبل نکاح طے پایا تھا۔

مروان کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا، جب کہ آئرہ فطری جھجھک کے باعث بالکل غائب تھی۔۔۔ مگر وہ خوش تھی۔ جانے سے پہلے اپنی کالج فرینڈز کے ساتھ اس کا میٹ اپ پلان تھا۔ آج وہ ریستوران میں آئی ہوئی تھی۔ خوب گپ شپ کے بعد وہ واپس لوٹ رہے تھے جب کوئی اجنبی اس سے ٹکرایا تھا۔

"اوہ سوری۔" وہ دھکا دیتا آگے بڑھ گیا۔ جب کہ اس کا موبائل نیچے گر گیا تھا۔ آئرہ جھک کر موبائل اُٹھاتی اس شخص کے پیچھے گئی تھی۔

"سُنیں! یہ آپ کا موبائل۔۔۔" اُس کے لفظ لبوں میں ادھورے ہی رہ گئے تھے اور وہ شخص لمحے میں نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ جب موبائل کی گھنٹی بج اُٹھی۔ اس نے ایک نظر اسکرین کو دیکھتے کال ریسیو کی۔

"مس آئرہ الٰہی! میری بات غور سے سنیں۔ میں جو بات آپ کو بتانے لگا ہوں وہ آپ کے لئے بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔" اپنے نام کی پکار پر وہ چونک گئی تھی۔

"ہیلو کون؟"

"میں کون ہوں یہ بات آپ کے لئے معنی نہیں رکھنی چاہیئے۔ بلکہ جو بات قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے والد صاحب کا قتل ہوا تھا۔ اور آپ کے والد کے قاتل آپ کے اپنے ماموں ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اپنے قتل سے کچھ روز قبل تک وہ بہت پریشان رہتے تھے۔ اس کے پیچھے یہی وجہ تھی کہ انہیں مسلسل اجمل صاحب کی طرف سے لائف تھریٹس مل رہی تھیں۔ اگر یقین نہیں آئے تو اپنے بابا کے آفس کی سی سی ٹی وی کیمرہ فوٹیج نکلوا کر دیکھ لیں جس میں آپ کے ماموں آپ کے بابا کو قتل کی دھمکی لگا رہے ہیں۔ باقی ثبوت ڈھونڈنا آپ کا کام ہے۔" بات ختم ہوئی تھی، اس سے قبل کہ وہ کچھ بھی جان پاتی کوئی بہت تیزی سے بھاگتا ہوا آیا تھا اور موبائل ہاتھ سے اُڑا لے گیا۔۔۔ جب کہ وہ ہونق ہوئی اس کی پشت تکتی رہ گئی۔ اور غائب دماغی سے گھر واپس آ گئی تھی۔ یہ بات دماغ سے چپک کر رہ گئی تھی کہ اس کے باپ کا قاتل اس کا ماموں تھا۔

* * * * *

"ایسا کیسے ممکن ہے۔ نہیں، نہیں، ماموں ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔ نہیں۔ بالکل نہیں۔ کوئی مجھے ورغلانے کی کوشش کر رہا ہے۔" وہ خود ساختہ قیاس کرتی مسلسل تذبذب کا شکار تھی۔

"لیکن پھر بھی، مجھے سی سی ٹی وی کیمرہ فوٹیج نکلوانی چاہیئے۔"

"کیا میں مروان سے بات کروں؟"

"نہیں۔ نہیں۔ اگر میں نے مروان سے یہ بات کی تو وہ ناراض ہو جائے گا۔"

وہ خود ہی سب سوچ بھی رہی تھی اور جواب بھی دے رہی تھی۔ اپنی سوچ کو غلط ثابت کرنے کے لئے وہ صبح ہوتے ہی فرم جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

اور صبح ہوتے ہی وہ فرم پہنچ بھی گئی تھی۔ مگر وہاں پہنچ کر جو جو چیزیں اُس کی نظروں میں آئی تھیں، وہ ناقابل یقین تھیں۔ کہیں اس کا ماموں پروٹوکول کے ساتھ اس کے باپ کے آفس میں تھا۔ تو کہیں اپنے سیاسی احباب کے ساتھ۔۔۔ اور ایک فوٹیج میں لغاری اس کے باپ کے ماتھے پر گن رکھ کر دھمکا رہا تھا۔ اور اس کا ماموں خاموش بیٹھا تھا۔ آئرہ نے بے یقینی سے اجمل کا رویہ دیکھا تھا۔ اور جس روز حبیب کا انتقال ہوا تھا اس روز کی تو فوٹیج ہی غائب تھی۔ یعنی اس کے ماموں کو لگا بھلا ان کے خلاف کون جا سکتا تھا۔ اسی لئے انہوں نے یہ ثبوت مٹانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اور یہی ان کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ یعنی یہ واقعی حقیقت تھی کہ اس کا ماموں بھی اس قتل میں برابر کا شریک تھا۔ اس

وقت اس کی سوچنے سمجھنے کی تمام تر صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ گئی تھیں۔ مگر وہ دل میں ایک مصمم ارادہ ٹھان چکی تھی اور اس پر جلد عمل پیرا ہونے کا ارادہ رکھتی تھی۔

******

"ہیلو آئرہ۔" یہ خطیب عالمگیر تھا جو حال ہی میں اپنی ڈگری مکمل کر کے پاکستان واپس آیا تھا اور اب اس کا ٹاکرا جہانزیب تھا جسے اجمل صاحب نے نیا نیا لانچ کیا تھا۔

"کیسی ہیں آپ؟" آئرہ کی جانب یہ ترپ کا پتہ پھینکنے والے بھی عمر صاحب ہی تھے۔ تاکہ اس الیکشن سے پہلے ان کی پوزیشن کمزور کی جا سکے۔

"میں ٹھیک۔" آئرہ کو سمجھ نہیں آئی اس نے کال کیوں کی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اس کے ماموں کا مخالف تھا۔

"خیر مجھے آپ کے والد صاحب کا سن کر بہت افسوس ہوا تھا۔ مگر اس وقت میں پاک میں نہیں تھا۔"

"ہمم۔" اس نے محض ہنکار بھرا۔

"ویسے کیا آپ اپنے والد صاحب کے قاتلوں کو سزا دلائیں گی۔" آئرہ کے دماغ میں لفظوں کی بازگشت گونج گئی تھی۔

"خیر میں حیران ہوں کہ آپ کے ماموا اس اسٹیٹ کے کرتا دھرتا ہیں ان کا اس سیاست میں نام چلتا ہے۔ پھر وہ کیوں خاموش ہیں؟ انصاف کیوں نہیں دلاتے۔" اس نے تاسفی لہجے میں بولا۔

"یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے۔ آپ نے کال کی اس کے لئے دلی شکریہ۔" وہ کھٹ سے کال بند کر گئی۔ جب کہ کہیں نہ کہیں جو کشمکش سی تھی۔ اب وہ ختم ہو گئی تھی کہ واقعی اس کا ماموں کیوں خاموش تھا؟

*****

"کیا بکواس ہے یہ۔ ایس پی! تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں داخل ہونے کی؟" اجمل صاحب نے چنگھاڑتے لہجے میں پوچھا تھا۔

"ہم معذرت چاہتے ہیں اجمل صاحب! مگر ہمارے پاس آپ کی گرفتاری کے لیے اوپر سے حکم آیا ہے۔ آپ کی بھانجی اور مرحوم حبیب الہیٰ کی صاحبزادی نے آپ پر قتل کے الزام میں پرچہ کٹوایا ہے۔" ان کا کہنا تھا کہ مروان، جہانزیب اور اجمل سب کو ہی سانپ سونگھ گیا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو ایس پی؟" جہانزیب کو سب سے پہلے ہوش آیا تھا۔

"بکواس نہیں حقیقت بیان کر رہا ہوں۔"

"بکواس بند کرو ایس پی! ہمارے گھر کی عورت کبھی تھانے کچہری کے چکر نہیں کاٹتی۔۔۔ اور خبردار جواب تم نے اس کا نام بھی لیا تو۔" مروان کا ضبط بس یہیں تک تھا۔ ایس پی کو گریبان سے پکڑتا وہ سخت لہجے میں دھاڑا تھا۔

"مروان!" اجمل صاحب چلائے تھے۔

"بابا آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ دو ٹکے کا پولیس والا کیا بکواس کر رہا ہے میری آئرہ کے بارے میں۔" وہ شاید ہی کبھی زندگی میں اتنا طیش میں آیا تھا جتنا اس شخص کے منہ سے آئرہ کا نام سن کر بپھر گیا تھا۔

"جناب! میں آپ پر آن ڈیوٹی ایک افیسر کے گریبان پر ہاتھ ڈالنے کے جرم میں پرچہ بھی کٹوا سکتا ہوں تو ذرا دھیرج رکھیں۔" وہ اٹل لہجے میں تنبیہ کرتا بولا تھا۔

"مروان چھوڑو اسے۔" جہانزیب نے آگے بڑھ کر سرخ چہرہ لئے کھڑے مروان کو پیچھے دھکیلا تھا۔ جب کہ نشاط جو نکاح کی شاپنگ پر سے لوٹی تھیں افیسر کی زبانی تمام باتیں سن سکتے میں چلی گئی تھیں۔

"آپ کو ہمارے ساتھ پولیس اسٹیشن چلنا ہو گا۔" اجمل نے غصے سے لب بھینچے۔

"میں تمہیں دیکھ لوں گا آفیسر! خاص کر کے جس طرح کا الزام تم نے میرے گھر کی بچی پر لگایا ہے۔ میں تمہیں بخشوں گا نہیں۔" وہ آفیسر کو اشارہ کرتے گھر سے نکلنے لگے تھے جبھی وہاں آئرہ داخل ہوئی تھی۔ مروان چیل کی سی تیزی سے اس کی جانب بڑھا تھا۔

"کہاں تھیں تم؟ اور یہ کیا بکواس کر رہا ہے تمہارے بارے میں۔" وہ سخت لہجے میں باز پرس کر رہا تھا۔ جب کہ وہ اسے ایک نظر دیکھ اپنا ہاتھ جھٹکے سے آزاد کراتی اجمل صاحب کی جانب بڑھی تھی۔

*****

"آپ کو ذرا شرم نہیں آئی ماموں میرے باپ کا قتل کراتے ہوئے؟" اس کے لہجے میں دکھ بول رہا تھا۔

"یہ کیا بکواس کر رہی ہو آئرہ۔" اجمل صاحب بھانجی کی اونچی آواز پر غصے سے دھاڑے تھے۔

"بکواس نہیں حقیقت ہے یہ۔ قاتل ہیں آپ میرے باپ کے۔ ارے! کتنے چہرے ہیں آپ کے۔۔۔ آخر کس قسم کے انسان ہیں آپ۔ پہلے میرے باپ کا قتل کرا کر آپ میری ماں کی شادی کرانا چاہتے ہیں۔" وہ ایک بار پھر پوری آواز میں چلائی تھی۔

"آئرہ! یہ کیا بکواس کر رہی ہو۔ ہوش میں تو ہو تم؟ جانتی ہو کیا اول فول بول رہی ہو۔" مروان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔

"سچ بول رہی ہوں۔ قاتل ہے تمہارا باپ میرے باپ کا۔" مروان کی آنکھیں سرخ پڑ گئی تھیں۔

"آئرہ گڑیا! یہ سب تم سے کس نے کہا ہے؟" جہانزیب نے تحمل کا مظاہرہ کیا تھا۔

"میں سچ بول رہی ہوں بھائی۔ آپ کو اگر مجھ پر یقین نہیں ہے تو آپ بے شک میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کو بابا کے آفس کی وہ سی سی ٹی وی فوٹیج دکھا سکتی ہوں جس میں ماموں کا دوست بابا کو

دھمکا رہا ہے اور ماموں ساتھ خاموش بیٹھے ہیں۔ کوئی میرے باپ پر پسٹل تان لے اور اجمل صاحب خاموش ہیں۔ کیا یہ بات قابل تفتیش نہیں۔" جہانزیب اور مروان نے خاموشی سے اس کی پوری بات سُنی تھی۔

"آئرہ پاگل ہو گئی ہو۔ اپنے ماموں پر اس طرح کا الزام لگاتے تمہیں شرم آنی چاہیے۔ اجمل اور حبیب بھائی صرف بہنوئی نہیں ہیں بچپن کے دوست بھی تھے۔ کچھ تو شرم کرو بیٹا۔" نشاط نے ساری بات سن آئرہ کو شرم دلانی چاہئے تھی۔

"میں سچ بول۔۔۔"

'آپ ہمارے ساتھ چلیں اجمل صاحب۔"

"آئرہ معافی مانگو بابا سے اور اپنا یہ الزام واپس لو۔ تم جانتی ہو یوں پولیس اسٹیشن جانے سے ہماری کس قدر سبکی ہو گی۔" مروان نے ضبط سے کہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یقیناً اسے کوئی غلط فہمی ہوئی تھی۔

"میں معافی نہیں مانگوں گی۔ یہ قاتل ہیں میرے بابا کے۔ انہوں نے قتل کیا ہے میرے بابا کا، میں انہیں پھانسی کے پھندے تک۔۔۔"

"خاموش!بس بہت بول لیا تم نے لڑکی۔" وہ آج بیٹی اور گڑیا سے لڑکی ہو گئی تھی۔ جس بھانجی سے انہوں نے کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی آج وہ اُسے بری طرح جھڑک چکے تھے۔

"بابا۔" جہانزیب نے آئرہ کو سہمتا دیکھ انہیں ٹھنڈا کیا۔

"بس جہانزیب۔ دفعہ کرو اس بے حیا لڑکی کو میرے سامنے سے جو اپنے ہی گھر کے مردوں پر، اپنے ہی محافظوں کے گریبان سرے بازار چاک کرنے پر تلی ہے۔" اجمل صاحب انتہا کے سفاک لہجے میں غرائے تھے۔

"آپ میرے محافظ نہیں ہیں۔ بلکہ آپ نے ہماری زندگی برباد کی ہے۔ اپنے کالے کرتوت چھپانے کے لئے آپ نے میرے بابا قتل کیا ہے۔ آپ کو ڈر لگ رہا تھا ناں کہ کہیں حبیب الہیٰ آپ کے دوستوں کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی جیل کی سلاخوں کے پیچھے۔۔۔"

"خاموش۔" بے ساختہ ہی ان کا ہاتھ اُٹھا تھا۔ آئرہ کی زبان کو بریک لگی تھی۔ جبھی مروان نے یکدم باپ کو تھام کر پیچھے کیا تھا۔

"نہیں پلیز۔۔۔" مروان نے باپ کو غصے سے پاگل ہوتا دیکھ التجائیہ انداز میں کہا تھا۔

"لے کر جاؤ اس لڑکی کو یہاں سے۔" وہ ضبط سے بولتے آفیسر کی ہمراہی میں پولیس اسٹیشن جانے کے لئے نکلے تھے۔ جب کہ آئرہ۔۔۔ جہانزیب، مروان اور نشاط کی آوازیں نظر انداز کرتی بھاگتے قدموں سے سلطان محل سے نکل آئی تھی۔ اس بات سے انجان کہ وہ انجانے میں نفرت کا جو بیج بو آئی تھی وہ جلد تناور درخت کی شکل اختیار کرنے والا تھا۔

*****

"اجمل سلطان پر جو قتل کا الزام لگایا جارہا ہے اس میں کس حد تک سچائی ہے یہ بات ہم خود اجمل سلطان سے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔" رپورٹر کے جھنڈ میں گھرے کھڑے اجمل صاحب ضبط سے کھڑے تھے۔

"میری بھانجی معصوم اور نادان ہے۔ آخر ایک اٹھارہ سال کی بچی کی سمجھ ہی کتنی ہوتی ہے۔ اور ہم سیاسی لوگ ہیں سو دوست اور دشمن ہیں ہمارے۔ کسی نے بچی کو بھڑکا دیا اور وہ بہکاوے میں آگئی۔ دوسری بات حبیب کی موت کوئی قتل نہیں بلکہ ایک طبعی موت تھی۔" اجمل صاحب تیز لفظوں میں اپنی پوزیشن کلئیر کرتے میڈیا کے جھنڈ سے نکل آئے تھے۔

****

وہ محض ایک گھنٹے میں پولیس کے معاملے نبٹا کر واپس سلطان محل آ چکے تھے، مگر عزت کا جو جنازہ نکلنا تھا وہ نکل چکا تھا۔ اجمل سلطان پر لگایا گیا قتل کا الزام اس وقت میڈیا کے ہر چینل پر گردش کر رہا تھا۔ جب کہ زمرد تو بیٹی کی کارستانی پر سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھیں۔ کجا کہ وہ حقیقت سے بہت حد تک واقف تھیں۔ مگر وہ خاموش تھیں صرف اور صرف بیٹی کی خاطر۔۔۔ اور وہ تھی کہ اپنے ہی ہاتھوں پاؤں پر کلہاڑی مار چکی تھی۔

******

"بابا یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میں سمجھاؤں گا آئرہ کو۔ آپ جانتے ہیں وہ نادان ہے، جذباتی ہے، نجانے کس نے اسے آپ کے خلاف بھڑکایا ہے۔ وہ آپ سے معافی مانگے گی مگر آپ پلیز! یہ نکاح تو نہ ختم کریں۔ چار دن بعد ہماری فلائٹ ہے۔" مروان باپ کے فیصلے کی کایا پلٹ پر التجائیہ لہجے میں بولا تھا۔

"خاموش۔ کوئی واسطہ نہیں ہے ہمارا اس بدبخت لڑکی سے۔ بھول جاؤ کہ اب وہ بے حیا اس خاندان کا حصہ بنے گی۔" وہ جب سے پولیس اسٹیشن سے واپس آئے تھے اجمل صاحب پر تو گویا خون سوار تھا۔

"پلیز بابا! پھپھو کا تو سوچیں۔اُن کے دل پر کیا گزرے گی۔" وہ ایک بار پھر قائل کرنے والے لہجے میں بولا۔

"انہیں دونوں کا سوچا تھا جبھی تم دونوں کو اس رشتے میں باندھنا چاہا۔۔۔ مگر اس لڑکی نے ثابت کیا کہ وہ بدبخت اس قابل ہی نہیں ہے۔اپنے باپ کی طرح ہے بیوقوف۔" آخری کے الفاظ وہ دانت کچکچا کر غرائے تھے۔

"مگر میں آئرہ کے علاوہ کبھی کسی سے شادی نہیں کروں گا۔آپ جانتے ہیں کہ میں محبت کرتا ہوں آئرہ سے۔" بالآخر اس نے زچ ہو کر کہا تھا۔وہ بائیس سال کا مروان اس کی ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"تمہیں نظر نہیں آرہا ہے مروان سلطان کہ وہ بالشت بھر کی لڑکی کس طرح تمہارے باپ کو بے عزت کر گئی ہے اور تم ہو کہ ابھی تک اسی کی محبت کا دم بھر رہے ہو۔" انہوں نے اب بیٹے کو لتاڑا تھا۔

"بس ٹھیک ہے۔پھر میں پرسوں جارہا ہوں اور تب تک واپس نہیں آؤں گا جب تک آپ اپنا فیصلہ نہیں بدل لیتے۔" وہ سخت انداز میں بولا۔

"باہر تم صرف اکیلے جا رہے ہو۔اس لڑکی سے اب تم نے کوئی بھی رشتہ رکھنے کی کوشش کی تو میں بھول جاؤں گا کہ تم میری اولاد ہو۔" وہ درشتی سے بولتے وہاں سے نکل آئے تھے۔

*****

"ماما! آپ میرے ساتھ چل رہی ہیں۔بس یہ بات فائنل ہے۔" زمردنہ بھائی کے پاس گئی تھیں نہ ہی اجمل صاحب نے وہاں آکر معاملہ سلجھانے کی کوشش کی تھی۔البتہ نشاط نے کئی بار آئرہ کو معافی مانگنے پر مجبور کیا۔مگر وہ نہیں مانی۔بالآخر دونوں طرف سے خاموشی چھا گئی۔آئرہ کے پاس فی الحال ایسا کوئی ثبوت نہیں تھا جس کی بنا پر وہ اجمل صاحب یا پھر اردشیر لغاری پر کوئی کیس کر سکتی۔یہ تو پھر ماموں تھا برداشت کر گئے لغاری کا نام لینا یعنی وہ آئرہ کی ہستی ہلا ڈالتا۔ابھی وہ اتنی بہادر بھی نہیں ہوئی تھی۔

دوسری جانب وہ سی سی ٹی وی فوٹیج بھی غائب ہو گئی تھی۔مروان نے جب اسے دکھانے کو کہا تو اس کا سسٹم بلینک پڑا تھا۔وہ سمجھ گئی کہ فی الحال اس قابل نہیں تھی کہ اپنے باپ کو اکیلے انصاف دلا سکے۔پہلے اسے مضبوط ہونا تھا۔اپنے باپ کے سارے قاتلوں تک پہنچنا تھا۔اور یہ تبھی ممکن تھا جب

وہ معاملات کی طے تک جاتی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا ماموں کتنا اثر ورسوخ والا انسان تھا۔ دوسری جانب ماں کی قسم نے اس کے پاؤں زنجیر کر دیے تھے۔

"ہاں ظاہر ہے اب تمہیں وہاں اکیلا تو نہیں بھیج سکتی۔ ویسے بھی اب تمہارا یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔۔" ٹھیک چار روز بعد وہ زمرد کی ہمراہی میں یوکے کے لئے فلائی کر چکے تھے۔ مروان بھی اس فلائٹ میں ساتھ ہی تھا۔ مگر آئرہ نے اسے منہ لگانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

****

"مروان! ضد نہیں کرو۔ میں نہیں چاہتی کہ میں تمہارے ساتھ سختی سے پیش آؤں۔" وہ اپنے اس اپارٹمنٹ میں آکر ٹھہری تھیں جس میں وہ کبھی حبیب کی ہمراہی میں رہا کرتی تھیں۔

"بس آپ کا اور میرا رشتہ اتنا ہی تھا کہ بابا کی ناراضگی کی نظر ہو گیا۔ آپ تو مجھے اپنا بیٹا کہتی تھیں۔ پھر بیٹے کے ساتھ ایسا سلوک کون کرتا ہے؟" وہ فلیٹ میں موجود انہیں اپنے ساتھ رہنے کے لئے قائل کر رہا تھا جب کہ آئرہ بالکل خاموش بیٹھی تھی۔

"تم آج بھی میرے بیٹے ہو مگر، اب یہ بس بھائی صاحب کو اچھا نہیں لگے گا۔"

"پلیز پھپھو۔ آپ جانتی ہیں ناں کہ بابا آئرہ کی حرکت کی وجہ سے غصہ ہیں۔ جب ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" زمرد نے بیٹی کی جانب دیکھا تھا جو سپاٹ تاثرات لئے خاموش بیٹھی تھی۔

پھر وہ ہولے سے مسکرائیں تو مروان نے ان کے ہاتھ تھام کر لبوں سے لگائے تھے۔

*****

"تمہارا کب تک ناراض رہنے کا ارادہ ہے؟" وہ سوالیہ لہجے میں بولا۔۔ جو فری پریڈ میں گراونڈ میں آ بیٹھی تھی۔۔ انہیں آئے ایک ماہ ہونے کو آیا تھا۔۔ اگر پہل مروان کی جانب سے نہیں ہوئی تھی تو آئرہ بھی خاموش تھی۔۔ مگر پھر تھک ہار کر مروان کو ہی پہل کرنی پڑی تھی۔۔

"میں تو تم سے ناراض نہیں ہوں۔۔" وہ ملائم لہجے میں بولی تھی۔۔

"تو پھر بات کیوں نہیں کر رہی مجھ سے۔۔" اب وہ سنجیدگی سے استفساریہ گویا ہوا۔۔

"تم بھول رہے ہو مروان۔۔ بات کرنا تم نے ترک کی ہے۔۔" وہ گھاس کو گھور رہی تھی۔۔

"اپنی حرکتیں دیکھی ہیں تم نے۔۔" اس بار وہ خفا لہجے میں بولا تھا۔۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔ تمہیں میری بات پر یقین نہیں ہے تو نہ کرو۔۔" وہ کڑے دل سے بولتی رخ پھیر گئی۔۔

"میں تمہاری بات پر اس دن یقین کرونگا۔۔ جب تم یہی بات کسی ٹھوس گواہ اور ثبوت کے ساتھ کروگی۔۔"

"یعنی میرا کہا تمہارے نزدیک کوئی ویلیو نہیں رکھتا۔۔" وہ استہزائیہ لہجے میں پھنکاری تھی۔۔

"تم اور تمہاری کہی ہر بات میرے نزدیک بہت زیادی اہمیت کی حامل ہے۔۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اتنا سب ہو جانے کے باوجود میں خود تمہارے پاس آیا ہوں۔۔ ورنہ تمہیں تو یہ بھی توفیق نہیں ہوئی۔۔" وہ ناراضگی سے گویا ہوا۔ تو وہ خاموش ہو گئی۔۔

"تمہاری اس حرکت کی وجہ سے ہمارا نکاح بھی کینسل ہو گیا۔۔" اس بار مروان نے شکوہ کیا۔۔ جو وہ اتنے دونوں سے دل میں دبائے بیٹھا تھا۔۔

"جو چیز آپ کے نصیب میں نہ ہو۔۔ پھر آپ کتنی بھی کوششیں کر لیں وہ آپ کو نہیں ملتی۔۔" وہ اسکی جانب پلٹتی سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی۔۔

"مگر تم میرا ہی نصیب ہو۔۔یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔اور اگر تم نے خود بھی مجھ سے میرا نصیب چھیننے کی کوشش کی تو اس کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔۔" وہ دُرشت لہجے میں بولتا بہت کچھ باور کرا گیا۔۔

"چلو آؤ کلاس میں چلتے ہیں۔۔ورنہ لیکچر مس ہو جائے گا۔" وہ اسکا ہاتھ تھام کر اٹھاتا کلاس کی جانب گامزن ہوا تھا۔۔

*****

وقت گزرتا گیا۔۔۔آئرہ اور مروان کی ڈگری کے ڈیڑھ سال مکمل ہو گیا تھا۔۔اجمل صاحب کے ساتھ ساتھ جہانزیب کا نام بھی سیاسی دنیا میں خوب جانا پہچانا جا رہا تھا۔۔اجمل صاحب کسی سیاسی دورے پر نکلے ہوئے تھے۔۔ساتھ ہی انکا ارادہ یو کے مروان سے ملنے جانے کا بھی ہو گیا تھا۔۔۔

"مروان میں نے تم سے جتنا کہا ہے بس اتنا کرو۔۔۔اس لڑکی سے دور رہو۔۔بس بات ختم۔۔۔" وہ مروان کے قائل کرنے پر بری طرح جھڑک گئے۔

"مگر بابا۔۔۔"

"جسٹ شٹ اپ۔۔۔وہ لڑکی اب تمہاری بیوی نہیں بن سکتی۔۔جو لڑکی تمہارے باپ کے خون کی پیاسی ہو گئی ہے تم آج بھی اسے ہی دل میں رکھے بیٹھے ہو۔۔ تف ہے تم پر۔۔" وہ درشت لہجے میں چنگھاڑے۔۔

"معاف کر دیں ائرہ کو۔۔"

"کیا اُس نے مجھ سے معافی مانگی؟؟؟ نہیں۔۔ایک بار بھی وہ میرے پاس نہیں آئی، سمجھے۔۔" وہ درشت لہجے میں بولتے اُسے خاموش کرا گئے۔۔

"مروان اور آئرہ کی پانچ سالہ لاء کی ڈگری مکمل ہو گئی تھی۔۔۔۔کچھ عرصہ کے بعد مروان کی واپسی تھی۔۔کیونکہ اب اجمل صاحب کی طرف سے پریشر تھا کہ اب اس نے ہر حال پاکستان واپس لوٹنا تھا۔۔وہ اور آئرہ اس وقت لندن کی سڑکوں پر پیدل مارچ کر رہے تھے۔۔ہر طرف انسانوں کا ایک جہاں امڈ ایا تھا۔۔رُوشیاں، کھکھلاہٹیں، مگر وہ دونوں اداس تھے۔۔مگر دونوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنی اُداسی ظاہر نہیں کی تھی۔۔۔دوسری جانب اجمل صاحب اسے صاف لفظوں میں کہہ چکے تھے کہ اگر اب اس نے ائرہ سے کوئی بھی رابطہ رکھا تو اسے نہیں بخشیں گے۔۔۔

******

"ائرہ میں نے ہمارے لئے ایک فیصلہ لیا ہے۔۔" وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا سنجیدگی سے بولا۔۔

"کیسا فیصلہ؟؟ وہ نا سمجھی سے بولی۔۔

"یہی کہ میں اور تم نکاح کر لیں۔۔۔" وہ اتنا اچانک بولا کہ ایک لمحہ کو آئرہ ٹھر گئی تھی۔۔

"ہوش میں تو ہو کیا بول رہے ہو؟؟" اُس نے درشتگی سے بولتے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں کی گرفت سے آزاد کیا تھا۔۔

"اس میں غلط کیا ہے۔۔ میں شروع سے یہی چاہتا ہوں۔۔ بلکہ سب ایسا ہی چاہتے تھے۔۔ مگر تمہاری وجہ سے اب بابا کبھی راضی نہیں ہونگے۔۔ مگر میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا آئرہ۔۔۔ تم جانتی ہو میں تمہارے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔۔" ایک جھٹکے سے اُسے اپنے قریب کرتا وہ عجیب جنونی لہجے میں بولا تھا۔۔

"یہ غلط ہے۔۔" اسکا حصار توڑتے، اس نے نفی کی۔۔

"کچھ غلط نہیں ہے یار۔۔ ایک بار نکاح ہو جائے گا تو سب خود ہی مان جائیں گے۔۔" مروان نے قائل کرنا چاہا۔۔

"اوکے ٹھیک ہے۔۔میں ماما سے پوچھ لیتی ہوں اگر وہ کہیں گئ تو۔۔۔"

"نہیں آئرہ۔۔پلیز سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔ابھی سب بڑے غصے میں ہیں۔۔اور تم فکر نہیں کرو۔۔۔میرا وعدہ میں تم پر آنچ بھی نہیں آنے دونگا۔۔میں سب مینج کرلونگا۔۔بس تم ہاں کردو۔۔"اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس نے التجائیہ لہجے میں کہا تھا۔۔

"نہیں مروان۔۔۔۔۔۔۔"اس نے نفی میں سر ہلاتے انکار کرنا چاہا۔۔

"آئرہ پلیز۔۔انکار نہیں کرو۔۔مجھے ہر حال پاکستان واپس جانا ہے۔۔اور میں نہیں چاہتا کہ میں پاکستان واپس جاوں اور بابا مجھے کسی بھی طرح سے بلیک میل کریں۔۔تم سمجھ رہی ہو نا میری بات۔۔۔"اس کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"مگر مروان۔۔۔"وہ نیم رضامند دکھائی دے رہی تھی۔۔

"اگر مگر نہیں۔۔صرف نکاح۔۔میں تمہیں کسی حال کھونا نہیں چاہتا۔۔"اس کے لہجے میں جنون بول رہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔میں نکاح کے لئے تیار ہوں۔۔مگر ایک شرط پر۔۔۔"وہ جیسے کسی نتیجے پر پہنچی تھی۔۔

"کیسی شرط؟؟"اس نے سوالیہ اُبرو اٹھائے۔۔

"تم بابا کے قاتل ڈھونڈنے میں اور پھر انکو سزا دلانے میں میری مدد کروگے۔۔پھر چاہے قاتل ماموں ہی کیوں نہ ہوں۔۔"اس نے ابرو اٹھا کر، اسے جانچنا چاہا۔۔۔مروان نے تاسفی نظروں سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

"بولو خاموش کیوں ہو گئے؟؟وعدہ کرو مجھے سے۔۔۔"

"میرا وعدہ رہا آئرہ۔۔۔۔حبیب انکل کے قاتلوں کو سزا ضرور دلاوں گا۔۔پھر چاہے وہ میرا باپ ہی کیوں نہ ہو۔۔۔مگر آگر بابا کا اس قتل میں کوئی ہاتھ نہیں ہوا تو تمہیں بابا سے معافی مانگنی ہو گی۔۔۔"آئرہ نے بغیر کسی تک و دو کو ہامی بھر لی تھی۔۔کیونکہ اتنا تو سمجھ آگیا تھا کہ وہ مروان کے بغیر اکیلی کچھ بھی نہیں کر سکتی۔۔۔

"میرے خیال سے ہمیں مما کو اعتماد میں لے لینا چاہئے۔۔"ائرہ نے نرم لہجے میں کہا۔۔

"ضرورت نہیں ہے ابھی۔۔کیونکہ میں جانتا ہوں، پھپھو کبھی نہیں مانے گی۔۔۔"

"تو پھر نکاح کب کرنا ہے؟"اس نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔

"ابھی۔۔ چلو میرے ساتھ۔۔۔" مروان کی بات پر وہ ہونق ہوئی۔۔ جو اسکی کسی بھی بات کو نظر انداز کئے ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گیا تھا۔۔۔۔

*****

نکاح کے فوراً بعد مروان اسے زبردستی اپنی ہمراہی میں اپارٹمنٹ لے آیا تھا۔۔۔ جو نکاح سے لے کر اب تک خاموش تھی۔۔۔

"آئرہ۔۔ کچھ بولو بھی۔۔۔ اب چپ کیوں ہو۔۔۔" وہ دونوں اس وقت لیونگ ایریا میں بیٹھے تھے۔۔۔ جبھی مروان گھٹنوں سے پکڑ کر پینٹ اُپر کو کرتا پاس پنجوں کے بل نیچے بیٹھا تھا۔۔۔

"کیا بولوں؟؟" نکاح کے بعد ایک جھجھک سی تھی جو اَڑے آگئی تھی۔۔ رشتہ بدل گیا تھا۔۔ تو یکدم جذبات بھی بدل گئے تھے۔۔

"کچھ بھی۔ لڑ ہی لو۔۔" اسکے گال پر ہاتھ رکھتا وہ محبت بھرے لہجے میں بولا تو وہ مسکرا دی۔۔

"ہنستی رہا کرو اچھی لگتی ہو۔۔" اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکراتا وہ متبسم لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔ جو نگاہیں جھکا گئی تھی۔۔۔

"تم خوش ہو ناں ائرہ۔۔۔"

"تم خوش ہو؟" اس نے جواب کے بدلہ سوال کیا۔۔

"بہت۔۔۔ اتنا کہ تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتیں۔۔۔۔" وہ جذبات سے بھاری گمبھیر لہجے میں بولا تھا۔۔ تو اسکی سیاہ پلکیں لرز کر رہ گئیں تھیں۔۔ جبکہ وہ اسکا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ دھیرے سے چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھامتا نرمی سے ماتھے پر لب رکھ چکا تھا۔۔ ایک طمانیت بھرا احساس تھا جو دونوں کی رگ وپے میں سکون سا بھر گیا تھا۔۔۔ آئرہ بے ساختہ ہی آگے بڑھتی اسکے سینے سے لگی تھی۔۔۔ اور نجانے کب کا غبار تھا جو وہ آنسوؤں کے راستے دل سے نکالنے لگی۔۔ جبکہ وہ مسلسل اسکا سر تھپک رہا تھا۔

******

"اردشیر لغاری جس پر آئے دن کوئی نہ کوئی کیس چلتا ہی رہتا تھا۔۔ وہ اپنے کچھ احباب سمیت طیارہ حادثے میں ہلاک ہو گیا تھا۔۔"

آئرہ کو جب یہ خبر ملی تو گویا ایک طمانیت بھرا احساس تھا جو دل کو ٹھنڈک پہنچا گیا تھا۔۔اس کے باپ کا ایک قاتل اور بہت سے لوگوں کا گناہ گار تو اس دنیا سے جا چکا تھا۔۔ مگر اس کا ماموں۔۔۔۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ اب وقت آ گیا تھا کہ وہ پاکستان واپس جاتی۔۔اور باپ کے قاتلوں کو کیفرِ کردار تک پہنچاتی۔۔۔

* * * *

مروان کو پاکستان واپس آئے تین سال کا عرصہ ہونے کو آیا تھا۔۔ آئرہ کی کرمنالوجی میں اسپشلائیزیشن کا یہ آخری سال تھا۔۔وہ دونوں ہی آپس میں رابطے میں تھے۔۔ان دونوں نے ہی یوکے سے بار پروفیشنل ٹرایننگ کورس کلئیر کیا تھا۔اور پریکٹس بھی وہیں کرنے کا آرادہ تھا۔۔ مگر مروان کو مجبوراً لوٹنا پڑا تھا۔اور آئرہ اسپشلائیزیشن کے لئے مزید دو سال ٹھر گئی تھی۔۔۔فی الحال مروان نے بھی حبیب صاحب کی فرم جوائن کر رکھی تھی۔۔۔

مگر ابھی اس نے باقاعدہ طور پر پریکٹیکلی کیسز لینے شروع نہیں کیا تھے۔۔ مگر وہ آئرہ کے پاکستان واپس آنے سے قبل حبیب صاحب کے قتل کیس کا کوئی کلیو ضرور نکالنا چاہتا تھا۔۔۔تاکہ وہ اپنے باپ کو بے گناہ ثابت کر سکے۔۔اور انکی فیملی پھر سے ایک ہو جائے۔۔۔

جہانزیب سیاست کی دنیا میں ابھرتا ہوا نام تھا۔۔۔ جہانزیب کا یہ دوسرا الیکشن تھا۔۔۔ ابھی وہ بطور وزیر خازانہ اپنی زمہ داریاں سر انجام دے رہا تھا۔۔

مگر آج کل جہانزیب کی بہت سی حرکتیں مشکوک ہو گئیں تھیں۔۔ اجمل صاحب اور جہانزیب کے درمیان آئے دن کلیش ہی رہتا تھا۔۔۔ دوسری جانب مروان اپنی سرگرمیوں میں مشغول تھا۔۔ بظاہر اجمل صاحب کو وہ فارغ ہی نظر اتا تھا۔۔ مگر اس وقت بہت بہت اہم کیسز پر کام کر رہا تھا۔۔ مگر وہ کسی بھی نتیجے پر پہنچنے سے قبل ثبوت اکھٹا کرنا چاہتا تھا۔۔ اور اس سب میں اس کے باپ کے جتنے کالے کرتوت اسکی نظروں کے سامنے آئے تھے۔۔۔ وہ دیکھ وہ مایوس ہو گیا تھا۔۔

****

ائرہ کو پاکستان آئے ابھی تقریباً ایک ماہ کا عرصہ ہی ہوا تھا۔۔ اور اس نے آتے ساتھ ہی اپنے بابا کی فرم جوائن کر لی تھی۔۔۔ جہاں پہلے ہی بہت سے تجربہ کار وکیل موجود تھے۔۔ اور انکے انڈر کام کرنے کا یہ سنہری موقع تھا۔۔۔

جبکہ مروان اپنے ہی چکروں میں الجھا ہوا تھا۔ پہلے تو وہ فرم جاتا تھا مگر وہ اب وہاں بھی نہیں آتا تھا۔۔۔ آج کل جہانزیب اور اجمل صاحب کے درمیان خوب اختلافات ہو رہے تھے۔۔ کیونکہ وہ آج

کل جو بھی کام کر رہا تھا وہ سب اس کے باپ کے اگینسٹ جا رہے تھے۔۔۔وہ سیاست میں کچھ زیادہ ہی نیک بننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔اس بات سے بے خبر کہ یہاں جو نیک بنتا ہے وہ جلد مارا جاتا ہے۔۔۔

****

"مروان تم میرے بھائی ہو۔۔میں تمہیں بتا رہا ہوں۔۔مجھے مسلسل قتل کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔۔میری جان کو خطرہ ہے۔۔" اپنے قتل کی رات سے دو دن قبل وہ بہت پریشانی کے عالم میں بے چینی کا اظہار کر رہا تھا۔۔کیونکہ وہ سیاست میں آیا ہی اس غرض سے تھا کہ وہ جو بھی کام کرے گا وہ عوام کے حق میں اس ملک کے حق میں بہتر ہو۔۔مگر در حقیقت یہ سب کرنے کے لئے سب سے بڑی مخالفت کا سامنا اسے اپنے باپ کی جانب سے ہی تھا۔۔۔

"بھائی آپ فکر نہ کریں۔۔ایک کام کریں کچھ عرصے کے لئے پاکستان سے باہر چلے جائیں۔۔" اس نے مشورہ دیا۔۔

"نہیں مروان۔۔میں منہ چھپا کر بھاگنا نہیں چاہتا۔۔۔مگر میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ مجھے باہر والوں سے زیادہ اپنوں سے خطرہ ہے۔۔۔" یہ الفاظ الارمنگ تھے۔۔مروان کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔

"مگر بھائی۔۔ آپ مجھے بتائیں تو سہی۔۔وہ شخص ہے کون۔۔جو آپ کو دھمکی لگا رہا ہے۔۔" مروان نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔

"سر فہرست خطیب عالمگیر اور اسکا باپ۔۔ کیونکہ اس بار الیکشن میں جو عہدہ میرے پاس آنے والا ہے۔۔وہ ہر حال خطیب عالمگیر ہڑپنا چاہتا۔۔دوسری بات یہ ہمارے مخالفین ہیں۔۔یہ ہمیں نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔۔۔" اسنے تفصیل بتائی۔۔

"اور؟؟"

"اور بابا کے سو کالڈ دوست۔۔جو چاہتے ہیں کہ میں بھی بابا کی طرح سیاہ سفید کا فرق مٹا کر ان کے کالے کرتوت میں انکا ساتھ دوں۔۔"

"ایک بات اور مروان۔۔۔ آئرہ کی بات بے مقصد نہیں تھی۔۔۔" اس بار وہ بُری طرح چونکا تھا۔۔

"مطلب؟؟"

"مطلب یہ سچ ہے کہ پھپھا کی موت طبعی موت ہر گز نہیں تھی۔۔انکا قتل ہوا تھا۔۔جس میں کہیں نہ کہیں زمہ دار ہمارے والد صاحب بھی ہیں۔۔"

"تو کیا انہونے قتل کیا ہے؟؟"

"نہیں۔۔۔ مگر جن لوگوں نے ایسا کیا تھا۔۔ بابا ان کے ہم نیوالہ، ہم پیالہ رہے ہیں۔ اور اب تو وہ شاید دنیا میں بھی نہیں رہے۔۔۔" بس پوری کہانی سمجھنے کے لئے جہانزیب کے اتنے ہی لفظ کافی تھے۔۔۔ لیکن اس سب کے خلاف انکے

* * * * *

وہی ہوا تھا جس کا ڈر تھا۔۔۔ جہانزیب کا قتل ہو گیا تھا۔۔ اور قتل کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ خطیب عالمگیر تھا۔۔ جو اسے کئی بار دھمکی دے چکا تھا۔۔۔ مگر کیا واقعی ایسا تھا؟؟ کیا واقعی جہانزیب کی موت اسی گولی سے ہوئی تھی، جو خطیب نے چلائی تھی؟؟ عدالت سمیت سب کو ہی اس سوال کا جواب مطلوب تھا۔۔

جہانزیب کا پوسٹ مارٹم بمشکل ہوا تھا۔۔ کیونکہ گولیوں سے اسکا چہرہ چھلی ہو گیا تھا۔۔۔ اسے زیادہ دیر نہیں رکھا جا سکتا تھا۔۔۔

آج سالوں بعد آئرہ اور زمر دنے سلطان محل میں قدم رکھا تھا۔۔نشاط تو بیٹے کے غم میں پاگل سی ہوگئی تھیں۔۔لیکن وقت ہر زخم کا مرہم ہے۔۔۔دیر سویر صبر اہی جاتا ہے۔۔۔

مگر یکدم اچانک سے آئرہ کا خطیب عالمگیر کا کیس لینا۔۔۔یہ بات قابل تفشیش تھی۔۔مگر جہانزیب کا قتل ایک مسٹری تھا۔۔۔جس نے سب کو اُلجھا کر رکھ دیا تھا۔۔

* * * * *

(حال)

"تو پھر بھیا کا قاتل کون ہے مروان؟؟کیا واقعی خطیب؟؟"آئرہ کے حلق سے گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔

"بھیا۔۔۔۔۔"اس نے کچھ ایسا کہا تھا کہ حیرانگی کے باعث آئرہ کی آنکھیں باہر آگئی تھیں۔۔

"وہاٹ؟؟؟؟اریو سیریس مروان۔۔۔"ائرہ کو حیرت انگیز جھٹکا لگا تھا۔۔جس نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔دو لمحے کے لئے اسکی سوچنے سمجھنے کی تمام تر زہنی صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ گئیں تھیں۔۔۔

"ڈیم سیریس۔۔۔بابا نے کسی کا قتل نہیں کیا۔۔نہ بھیا کا اور نہ ہی تمہارے بابا کا۔۔۔مگر ہاں انکا جرم بس اتنا ہے کہ انہونے قاتل کی پشت پناہی کی اور قاتل سے واقفیت رکھنے کے باوجود خاموش رہے۔۔۔یعنی بابا اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔۔۔"اس بار آئرہ سناٹے میں آگئی تھی۔۔اس کی تمام تر انوسٹیگیشن بے کار ہوگئی تھی۔۔۔یعنی اس نے صرف وہ دیکھا تھا جو دکھایا جارہا تھا۔جبکہ مروان نے جو انفورمیشن اکھٹا کر رکھی تھیں۔۔اس کے بارے میں تو وہ گماں بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔کروز مسلسل پانی کے بہاؤ سنگ بہتا چل جارہا تھا۔۔جبکہ وہ خاموش ہوگئی تھی۔۔جیسے کہنے کو کچھ باقی ہی نہ رہا ہو۔۔۔۔۔

*****

وہ دونوں بھرپور رات گزر کر صبح گھر واپس لوٹے تھے۔۔۔سچ جاننے کے بعد آئرہ کا دل عجیب خدشوں کا شکار ہوا تھا۔۔مگر پھر خیال آیا کہ اسکا باپ موت کے منہ تک صرف اس شخص کی وجہ سے ہی پہنچا تھا۔۔۔

"آئرہ۔۔"وہ سوُچوں میں گم بیٹھی تھی،

"ہمم۔۔"اس کی آواز پر چونکی۔

"تم فرم کب تک جاو گی؟" وہ سوالیہ بولا۔

"بس کچھ دیر میں۔۔۔ کیا تم جہانزیب بھائی کے قتل کا کیس خود لڑنا چاہ رہے ہو؟" آئرہ نے اَبرو اُٹھائے۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔ بس تم اپنی پیکنگ رَکھو۔۔۔ کچھ دنوں میں ہماری دبئ کی فلائٹ ہے۔۔" آئرہ نے چونک کر اُسکی جانب دیکھا تھا۔

"دبئ؟ مگر کیوں؟"

"ہم ہنی مون پر جارہے ہیں ناں۔۔" اُسے شرارت سوجھی۔۔ آئرہ نے آنکھیں گھمائیں۔۔

"انسان بن جاؤ۔" اُس نے ذرا گھور کر ٹوکا۔۔

"کیوں بھئی۔۔ نیولی میرڈ کپل ہیں ہم۔۔۔ کیا ہنی مون پر نہیں جاسکتے۔"

اب وہ فل شرارت کے موڈ میں اس کی کمر کے گرد حصار قائم کرتا رُخساروں پر لب رکھ گیا۔۔

"ہٹو پیچھے۔۔ مجھے فرم جانا ہے۔' وہ ایک لمحے میں سُرخ پڑتی اُسے پیچھے دھکیل گئ۔۔ جس کا بلند بانگ قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ جبکہ وہ خفگی سے دیکھتی ڈریسنگ رُوم میں بند ہو گئ تھی۔۔۔۔

****

"تم دُبئ کس خوشی میں جارہے ہو؟" مروان کی اطلاع دینے پر انکے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔ آگے چند دنوں میں اُنہونے حلف لینا تھا۔۔ اور صاحب زادے کے سیر سپاٹے ختم ہونے میں نہیں آرہے تھے۔۔

"ایک ضروری کام سے جارہاہوں۔۔ اور عین ممکن ہے کہ ہمیں وہاں آپ کی بھی اشد ضرورت پیش آئے گی۔۔ تو یادرکھیے گا۔" وہ ذومعونیت سے گویاہوا تھا۔۔

"ضرور تمہاری بیوی نے کوئی نیاکارنامہ سرانجام دیاہو گا۔۔" ان کی نفرت ہنوز قائم تھی۔

"آئرہ کے کارنامے کی فکر چھوڑیں۔۔ فی الحال، آپ اپنے کارنامے کی فکر کریں۔۔" وہ ذومعنی لہجے میں بولتا۔۔ وہاں سے نکل آیا۔۔۔

*****

"بسمل!" باپ کی آواز پر وہ چونک کر پلٹی۔

"جی۔۔۔"

"کہاں جارہی ہو؟" انہونے سوالیہ بھنویں اُٹھائیں۔۔

"خطیب سے ملاقات کرنے۔۔" گردیزی صاحب نے بیٹی کو گھورا۔

"اس کی وجہ؟"

"دشمن کا دشمن آپ کا دوست ہوتا ہے۔۔بس اسی پر عمل کرنے۔"

"اب کیا تکلیف ہوگئی ہے تمہیں؟؟ آئرہ اور مروان کے بیڈروم کی فیک پکس پلکلی وائرل کرا کر بھی تمہیں سکون نہیں ملا؟" وہ درشتگی سے بولے۔

"نہیں بابا۔۔ابھی کہاں۔۔۔ابھی تو بہت سارے حساب بے باک کرنے ہیں۔۔"

آنکھوں میں معنی خیز چمک لئے وہ کمینگی سے مسکرائی۔

"جو بھی کرو احتیاط لازمی ہے۔۔کیونکہ مجھے سیٹ اجمل کی پارٹی کی طرف سے ہی مل رہی ہے۔۔حلف لینے سے پہلے کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہئے۔۔"

وہ باور کرا رہے تھے۔۔وہ سمجھ کر سر ہلا گئی۔۔

*****

"مروان یہ دیکھو ذرا یہ کیا ہے؟؟" آئرہ ٹیبلٹ اُٹھا کر مروان کی جانب آئی۔۔جو نائٹ ڈریس پہنتا سُونے کی تیاری میں تھا۔۔۔

"کیا ہوا؟" اس نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔

"یہ کون بے غیرت انسان ہے یار۔۔۔" یہ مروان کی پکس تھیں۔۔جس میں وہ بیڈ پر اوندھے منہ شرٹ لیس پڑا تھا۔۔سائیڈ فیس واضح تھا۔۔جبکہ ساتھ ہی ایک خوبصورت سی لڑکی اس کے وجود سے چپکی ہوئی تھی۔۔۔

"معلوم نہیں۔۔لیکن یہ کب کی تصاویریں ہیں۔۔اور تمھیں کیوں نہیں معلوم؟؟" اُس نے سوالیہ پوچھا۔۔

"یہ اس رات کی تصویریں ہیں جس رات تم پر حملہ ہوا تھا۔۔" اوہ آئرہ نے بھنویں چلائیں۔۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے یہ جو کوئی بھی ہے بس اس کا مقصد ہم میں پھوٹ ڈلوانا ہے۔۔" اس بار وہ ذرا ناگواری سے بولی۔۔سد شکر تھا کہ پکچرز صرف آئرہ کے موبائل تک ہی آئیں تھیں۔۔

"یہ کام صرف بسمل کا ہے۔۔۔" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لئے بیڈ پر لیٹتا سنجیدگی سے بولا۔۔

"اب اسے کیا مصیبت آگئی ہے۔"وہ ناگواری سے بولی۔

"یہی کہ اُسے میں نے اپنے مقصد کے تحت یوز کیا۔۔"وہ تفصیلی لہجے میں بولا۔۔۔

"مطلب۔۔"اس نے سینے پر تھوڑی ٹیکاتے سوال کیا۔

"مطلب یہ جاناں کہ بسمل کو میں نے یہ لارا دیا تھا کہ آگر اس نے خطیب کے خلاف ثبوت اکھٹا کرنے میں میرا ساتھ دیا تو۔۔۔"اس نے اسکی بے تاثر نگاہوں میں دیکھا۔

"تو؟؟"مروان نے مسکراہٹ روکی۔۔

"تو یہ کہ میں دبئ میں ون نائٹ۔۔۔۔۔"

"آہ۔۔۔۔"اس کا جملہ اَدھورا ہی تھا کہ آئرہ نے اٹھ کر بیٹھتے اُس کے سینے پر مکا جڑا تھا۔۔

"تو پھر کیا فائدہ ہوا اِس کا؟؟"اس نے ابرو اُٹھایا۔۔جو خفگی سے گھورتا، سینہ سہلا رہا تھا۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔وہ چڑیل اُلٹا میرے ہی گلے پڑ گئی۔۔۔اور اب خطیب کے ساتھ مل کر میرے ہی خلاف سازشیں کر رہی ہے۔۔۔"اس نے ذرا منہ بنا کر کہا جبکہ وہ ہنوز غصّہ سے گھور رہی تھی۔۔

"کیوں گھور رہی ہو۔۔میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔بس ویسے ہی جال میں پھسانا چاہ رہا تھا۔"

"اور اُلٹا خود ہی جال میں پھنس گئے ہمم۔۔۔"اس بار مروان نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

"اچھا ناں سُوری۔۔"اسکے گرد حصار قائم کرتا وہ کمرے کی لائٹ بجھا چکا تھا۔۔۔

* * * * *

"خطیب یہ تم آج کل گردیزی کی بیٹی کے ساتھ زیادہ ہی مراسم نہیں بڑھا رہے ہو؟ مت بھولو وہ بھی مروان سلطان کا ایک پٹھو رہی ہے۔۔"انہونے بیٹے کو یاد دہانی کرائی۔۔

"یاد ہے مجھے بابا۔۔۔کچھ نہیں بھولا۔۔"وہ سر جھٹکا۔۔

"خیر اس وقت کہاں جا رہے ہو۔۔۔"اس نے سوالیہ پوچھا۔۔

"ایک بہت اہم کام کرنے۔۔۔جیسے پائے تکمیل تک پہنچانا تھا۔۔اپنا شانے پر پڑی شال جھٹک کر وہ عمر عالمگیر کو سُوچوں میں گم دیکھ وہاں سے نکل آیا۔۔

* * * * *

(دو روز بعد)

"یہاں آپ کو بریکنگ نیوز سے آگاہ کرتے چلیں کہ انصاف پارٹی کے چیئرمین عمر عالمگیر کے بیٹے خلاف عدالت میں زیادہتی کا کیس فائل۔۔۔بتایا جارہا ہے کہ خطیب عالمگیر نے پہلے اُبھرتی ہوئی ماڈل کو اپنی زیادتی کا نشانہ بنایا تھا۔۔خطیب عالمگیر کے خلاف گرفتاری کے وارنٹس جاری۔۔"یہ خبر سُنتے ہی جہاں عمر صاحب غصّے سے پاگل ہوئے تھے۔۔وہیں آئرہ کے چہرے پر مسکراہٹ کھل گئی تھی۔۔۔

"اب مزاح آئیگا خطیب عالمگیر۔۔تمہارے عیش کے دن ختم۔۔"اس نے جھٹ موبائل فون اُٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔۔

"ہیلو!"رمیز میری بات سنیں خطیب عالمگیر کے خلاف جس بھی لڑکی نے کس سیو کیا ہے اُس کی تمام ترانفارمیشن نکالیں اور اس لڑکی کو کسی بھی طرح میرے پاس لے آئیں۔۔کیونکہ یہ کیس میں لڑونگی۔۔۔"دوسری جانب سے رابطہ منقطع ہوا تھا۔۔

جبکہ اس کی نگاہیں سالوں پُرانی اس کیس فائل پر تھی۔۔جو اُسی ریپ وکٹم لڑکی کا کیس تھا جو اس کے باپ کی موت کے بعد خودکشی کر چکی تھی۔۔۔

"میں آپ کو انصاف ضرور دلاؤنگی بابا۔۔۔"اپنے باپ کو یاد کرتے اسکی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔۔۔

******

"آئرہ یار کیا ضرورت تھی ابھی اس کیس میں ہاتھ ڈالنے کی۔۔"وہ جو خود ثبوت اکھٹا کرنے پر لگا ہوا تھا آئرہ پر جھنجھلایا۔۔حبیب کے کیس میں وہ جن لوگوں پر ہاتھ ڈالنے جا رہا تھا۔۔وہ بہت خطرناک تھے یہی وجہ تھی کہ پیچھلے دو سال سے وہ فیلڈ میں ہونے کے باوجود در پردہ اس کیس کی چھان بین کر رہا تھا۔۔کیونکہ جانتا تھا کہ اگر وہ بھی آئرہ اور جہانزیب کی طرح سامنے آیا تو جلد راستے سے ہٹا دیا جائے گا۔۔۔

"تم بے فکر رہو۔۔خطیب کے کیس کے ساتھ ہی ہمارے سارے کیس ختم ہو جائیں گے۔۔اس شخص کو رہا کرانے والی بھی تو میں تھی ناں اب آندر بھی میں ہی کراؤنگی۔۔بے غیرت آدمی۔۔"آئرہ کو وہ دن یاد آگیا تھا جب اُس شخص نے اسکی ذات کو مہرہ بنا کر جہانزیب پر الزام لگایا تھا۔۔۔

"اوکے بیسٹ آف لک۔۔۔جو بھی کرنا خیال سے کرنا۔۔"اس کے ماتھے پر لب رکھتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔۔۔

"بے فکر رہو۔۔تم ہو نا میرے ساتھ فری کے بوڈی گارڈ۔۔"وہ ذرا شرارت سے بولی تھی۔۔جبکہ اس نے مصنوعی گھورتے اسی سینے سے لگایا۔۔۔

*****

"وہاٹ دا ہیل خطیب۔۔ مطلب میں یہاں آئرہ اور مروان کو الگ کرانے کی کوشیش کر رہی ہوں اور تم ہو کہ گل چھرے اڑانے سے ہی فرصت نہیں ہے۔۔"اُس نے ذرا گھور کر کہا۔

"اوہ کم آن بے بی۔۔۔وہ دو ٹکے کی لڑکی۔۔اس قابل ہی نہیں تھی کہ اسے میری قربت بخشی جائے۔"وہ ناگواری سے بولا

"اور اب؟؟جبکہ تم جانتے ہو کہ دو سے تین روز میں حلف اُٹھایا جانے والے ہیں۔۔تمہارا اور تمہاری پارٹی کا کیا امیج رہ جائے گا۔"اس نے تاسفی لہجے میں کہا

"تم اپنے باپ کی پارٹی کی فکر کرو بے بی جو ابھی تک اجمل سلطان کی چاکری کرنے پر معمور ہے۔"وہ ذرا ناگواری سے بولا۔

"افف!!ایک تو تمہاری خوش فہمی۔"وہ ناک بھنویں سمیٹ گئی۔

"ویسے ضمانت تو ہو گئی نا تمہاری؟"

"ظاہر سی بات ہے اس دو ٹکے کی لڑکی اتنی اوقات ہے۔۔اور فکر نہ کرو ایک دو روز میں خود ہی بیان بھی دے گی کہ اس نے دوسروں کے بہکاوے میں آکر محض مجھ پر جھوٹا الزام لگایا تھا۔۔۔

"چلو دیکھتے ہیں۔۔۔مگر تم ذرا سیریس ہو جاؤ۔۔"

"تم اپنی بچکانہ حرکتیں چھوڑ دو۔۔تمہارا ٹارگٹ صرف ان دونوں کی بربادی ہے۔۔جبکہ میرا ٹارگٹ وہ آئرہ سلطان ہے۔۔جسے ایک بار تو میں اپنے بستر کی زینت ضرور بناؤ گا۔۔یہ جتنی اکڑ ہے نا اس لڑکی میں۔۔سب دیکھ لونگا۔۔۔"وہ ناگواری سے پھُنکارا تھا۔۔جبکہ بسمل اسکے ڈرامے دیکھ خود ہی کوئی ترکیب لڑانے کا سوچتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔

****

کمرہ عدالت میں اِس وقت خاصی گہما گہمی تھی۔۔آج خطیب عالمگیر پر عائد الزام کی پہلی پیشی تھی۔۔ایک طرف وکیل اپنی مخصوص نشستوں پر براجمان تھے۔۔تو دوسری جانب ملاحظین اپنی مخصوص نشستوں پر بیٹھے جج صاحب کے منتظر تھے۔۔اور انہی نشستوں پر براجمان خطیب عالمگیر کا آئرہ کو دیکھ خون کھول گیا تھا۔۔۔

"عدالت کی کارروائی شروع کی جائے۔۔"جج صاحب کی آواز پر وہ چونکے اور ہوش میں آئے۔۔

"میں معزز عدالت کا وقت ضائع کئے بغیر ریپ وکٹم منزہ جاوید کی میڈیکل رپورٹ پیش کرنا چاہونگی جس سے یہ بات واضح ہے کہ اس بچی کا ریپ خطیب عالمگیر نے کیا ہے۔۔"اس نے رپورٹ پیش کی۔۔

"جج صاحب آپ نے رپورٹ دیکھی۔۔۔مگر میں اپنی ساتھ وکیل کے علم میں ایک اہم بات لانا چاہوں گا کہ یہ میڈیکل رپورٹ جھوٹی ہے۔۔اور اسکا واضح ثبوت لڑکی کی یہ والی میڈیکل رپورٹ ہے۔۔جس میں واضح لفظوں میں لکھا ہے کہ اس لڑکی کے بہت سے مردوں سے ناجائز تعلقات رہے ہیں۔۔اور اب یہ ایک عزت دار شخص کے بیٹے کے پیچھے تھی۔۔اور جب اسکی بات نہ بن سکی تو اس نے خطیب پر جھوٹا الزام لگا دیا۔۔"علوی صاحب نے کوٹ جھٹک کر تیز آواز میں کہا۔۔جبکہ آئرہ نے ایک تاسفی نگاہ ڈالی۔

"یور آنر میں وٹنیس باکس میں اپنی وکٹم کو بلانے کی اجازت چاہونگی۔۔۔"آئرہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"اجازت ہے۔"

"منزہ بیٹے۔۔کیا آپ معزز عدالت کو بتا سکتی ہیں کہ خطیب عالمگیر نے اس رات آپ کا ریپ کیوں کیا ؟؟"منزہ کی آنکھوں سے انسو رواں ہو گئے۔۔

"میرا نام منزہ جاوید ہے۔۔

میں نے کچھ عرصہ قبل ہی شوبیس جوائن کی ہے۔۔۔خطیب عالمگیر نے مجھے اپنے ساتھ ایک رات گزارنے کی آفر کی تھی۔۔جو میں نے ٹھکرا دی تھی۔۔بس اسی بات کا بدلہ لینے کے لئے انہونے میرے ساتھ زیادتی کی۔۔

"پندرہ اگست کی رات کو میں شوٹ سے واپس لوٹ رہی تھی جب اچانک میری گاڑی کو دو گاڑیوں نے اپنے گھیرے میں لے لیا۔۔اور زبردستی اپنے ساتھ لے گئے۔۔اور پھر اپنے فارم ہاؤس پر۔۔۔۔۔"وہ اتنا کہتی پھپھک کر رو پڑی۔

"میری معزز عدالت سے یہی درخواست ہے کہ مجرم خطیب کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے اور انکے خلاف قانونی کارروائی شروع کی جائے۔۔۔"وہ اتنا کہہ کر اپنی نشست پر واپس بیٹھ گئی۔۔۔

"ہاہاہا!!!اسٹوری اچھی تھی مس منزہ جاوید مگر یہاں آپ کو خطیب صاحب پر ریپ کا نہیں بلکہ گینگ ریپ کا الزام لگانا چاہیے تھا کیونکہ آپ کی باڈی سے تو ایک نہیں۔۔۔"

"آبجیکشن یور آنر۔۔۔"آئرہ یکدم چلائی تھی۔۔

"آبجیکشن اور رولڈ۔۔۔"اعتراض مسترد ہوا تھا۔۔

"دونوں میڈیکل رپورٹس ایک ہی ہسپتال کی ہیں۔۔جس سے یہ بات واضح ثابت ہوتی ہے کہ دونوں ہی رپورٹس کا درست ہونا ممکن نہیں۔۔۔یہ عدالت کیس کی کاروائی اگلے ماہ کی دس تاریخ تک ملتوی کرتے پولیس ڈیپارٹمنٹ کو درست میڈیکل رپورٹ عدالت میں پیش کرنے کا حکم سُناتی ہے۔اور خطیب عالمگیر کو اس بات کا پابند کرتی ہے کہ کیس کی کارروائی چلنے تک وہ یہ شہر یا ملک چھوڑ کر باہر نہیں جاسکتے۔۔۔۔"

عدالت برخواست۔۔۔

جج نے کیس کی نئی تاریخ سناتے کارروائی مکمل کر دی تھی۔۔جبکہ آئرہ منزہ کو تسلی دیتی،اپنے پیپرز اٹھاتی باہر نکلنے لگی تھی۔۔۔جبکہ خطیب اور عمر صاحب میڈیا کے گھرے میں کھڑے تھے۔۔۔

*****

"مروان۔۔۔"وہ جو صوفہ کم بیڈ پر پیر پسار کر لیٹا حبیب صاحب کا کیس اسٹڈی کر رہا تھا۔۔اس کی آواز پر چونکا۔۔

"بابا کے کیس کے لئے تمھیں کچھ اہم ثبوت ملے تھے۔۔تم وہ مجھے کب دو گے۔"

"فی الحال نہیں۔۔کیونکہ جو ثبوت مجھے ملے ہیں ان میں کتنی سچائی ہے یہ صرف بابا بتا سکتے ہیں۔۔۔میں صرف ایک ہی بات سوچنے پر مجبور ہیں کہ ایک ایسا شخص جس کو مرے پانچ سال کا عرصہ بیت گیا ہے وہ زندہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔"اس بار آئرہ چونکی۔۔

"مطلب؟؟"

"مطلب یہ کہ کیس کو جتنا سلجھانے کی کوشش کرتا ہوں یہ اتنا ہی الجھ جاتا ہے۔۔اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ بابا کے ماسٹر مائنڈ کے پیچھے کوئی اور ہے۔۔مگر جہانزیب بھائی نے مجھے جس شخص کا بتایا تھا وہ پانچ سال پہلے مر چکا۔۔سارے ثبوت اردشیر لغاری کے خلاف ہیں۔۔مگر ہم یہ بات عدالت میں ثابت

کیسے کریں گے کہ وہ شخص زندہ ہے۔۔اور آگر زندہ بھی ہے تو اس وقت کہاں ہے۔۔۔" آئرہ نے ذرا اچھنبے سے دیکھا تھا۔۔

"تمہارا مطلب ہے یہ وہی شخص ہے جس نے پہلے بابا کو آفس میں زہر دلوا کر قتل کرایا اور پھر جہانزیب بھائی کو۔ مگر یہ مرا نہیں زندہ ہے؟؟"

"مجھے نہیں معلوم کہ واقعی ایسا ہے بھی یا نہیں۔۔ مگر پھپھا کا پوسٹ مارٹم نہ ہونے دینا بابا کا قصور تھا۔۔اور جہانزیب بھائی پر جان لیوا حملہ بھی بابا کی جانب سے ہوا تھا۔ مگر بابا کا آرادہ قتل کا نہیں تھا۔۔وہ صرف بھائی کو دھمکانا چاہتے تھے۔۔۔۔ماسٹر مائنڈ جو کوئی بھی تھا مگر اس سب میں بابا برابر کے قصوروار ہیں۔۔"اس نے ٹرانس میں کہا۔

"مگر اس روز شپ میں تو تم نے کہا تھا کہ ماموں بے قصور ہیں۔۔"

"ایک آخری امید کی کرن سی نظر آئی تھی جو میرے باپ کو بے گناہ ثابت کر سکتی تھی۔۔ مگر درحقیقت ایسا ہوا نہیں۔۔"وہ تلخی سے بولا۔

"تم ٹینشن نہیں لو مروان۔۔سب ٹھیک ہو جاے گا۔۔ہم ضرور کامیاب ہونگے۔۔"اسکا ہاتھ تھام کر دلاسہ دیتی وہ نرم لہجے میں بولی تو وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

"ان شاءاللّٰہ۔۔۔۔"

******

"بابا کیا آپ کو ذرا احساس نہیں ہے کہ آپ اپنی خود غرضی میں کیا کچھ گنوا چکے ہے؟؟"وہ آج حلف اٹھا کر خوشی خوشی واپس لوٹے تھے۔۔بلاخر وہ اس بار وزیر اعظم کی کرُسی پر بیٹھنے میں کامیاب ہو ہی گئے تھے۔۔جس کے لئے انہونے سالوں پاپڑ بیلے تھے۔۔۔

"کیا چاہتے ہو تم؟؟"انہونے ناگواری سے بیٹے کو گھورا۔۔جبکہ آئرہ خاموش کھڑی تھی۔۔

"میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے سارے گناہ خود ہی قبول کر لیں۔۔وگرنہ مجھے مجبوراً انتہائی قدم اُٹھانا ہو گا۔۔"وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔

"تمھیں جو کرنا ہے وہ تم بصد شوق کرو۔۔مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔مگر ہاں آگر تمہارے ہاتھ میرے گریبان تک آئے تو یاد رکھنا مروان۔۔میں تمہارے بیٹے ہونے کا لحاظ نہیں کرونگا۔۔"وہ

درشتگی سے بولتے اپنے کمرے کی جانب بڑھے تھے۔۔ جبکہ وہ غصّے سے لب بھینچتا گھر سے باہر کی جانب گیا تھا۔۔

"مروان میری بات تو سنو۔۔۔" آئرہ اس کے تعقب میں گئی تھی۔۔

"مجھے کسی کی کوئی بات نہیں سُننی۔۔ فی الحال میں اکیلے رہنا چاہتا ہوں پلیز۔۔۔" وہ تیز لہجے میں بولتا ۔۔وہاں سے واک آوٹ کر گیا۔۔ جبکہ وہ پیچھے خاموش کھڑی رہ گئی تھی۔۔

*****

'وہ اس وقت سیاہ رنگ پینٹ کوٹ میں ملبوس سر پر اسکارف لپیٹے سپریم کورٹ میں ایک کیس کی پیشی بھگتا کر باہر نکلی ہی تھی کہ اس کا ٹکراؤ خطیب عالمگیر سے ہو گیا تھا۔۔ جو آنکھوں پر سے گلاسز اُتار کر مسکراتے لہجے میں نزدیک آیا تھا۔۔

"کیسی ہیں بیرسٹر صاحبہ۔۔" وہ مسکراتا لہجا آئرہ کے تن بدن میں آگ لگانے کے لئے کافی تھا۔۔۔

"آپ سے مطلب۔۔" اس نے ناگواری سے کہا۔

"مطلب تو سارے ہم تک ہی آتے ہیں۔" اس نے اس کی خوش فہمی دور کی تھی۔۔

"بکواس بند کرو اور اپنی اوقات میں رہو۔۔" وہ تیز لہجے میں غرائی۔۔۔

"خیر مجھے بس اتنا کہنا تھا کہ اس لڑکی کا کیس چھوڑ دو۔۔" وقت گھوم کر چلا آیا تھا۔۔ حبیب الٰہی کے سامنے بھی ایک ریپ وکٹم تھی۔۔ اور آج انکی بیٹی کے مقابل بھی۔۔۔ اور دونوں بار مقابل گھٹیا لوگ تھے۔۔۔

"میں یہ کیس اتنی آسانی سے چھوڑ دونگی یہ صرف تمہاری بھول ہے۔۔۔ بے فکر رہو۔۔ اس بار تمھیں پھانسی کے پھندے پر چڑھائے بغیر سکون سے نہیں رہونگی۔۔" اس کے لہجے میں ناگن سی پھنکار تھی۔۔

"تم ابھی جانتی نہیں ہو پیاری لڑکی، کہ تمہارا واسطہ کسی راہ چلتے چور اُچکے سے نہیں، بلکہ خطیب عالمگیر سے پڑا ہے۔۔" وہ آنکھوں میں سرد گی لئے دُرشت لب و لہجے میں بولتا استہزائیہ مسکرایا۔ اپنی گاڑی کا دروازہ کھولتی، وہ مسکرا کر پلٹی تھی۔

"میرے خیال سے میرا واسطہ کسی نیک، ایمان دار انسان سے بھی ہرگز نہیں پڑا۔۔ ہاں بس فرق اتنا ہے کہ اس بار میرا پالا خاندانی چور اُچکو سے پڑا ہے۔ جو اپنے پیشے سے بہت ایمان دار ہیں۔ اور مجھے پورا یقین ہے کہ وہ مجھے ہرانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں گے۔ مگر یاد رکھیے گا، جتنا آپ اپنے

خاندانی پیشے سے لگاؤ رکھتے ہیں۔۔اس سے کہی زیادہ میں اپنے وطن سے مخلص ہوں۔"وہ طنزیہ مسکراہٹ پاس کرتی اُس کے تن بدن میں آگ لگا گئی تھی۔۔چہرہ لہو رنگ ہو رہا تھا۔

"کالا کوٹ بہت پچھتاؤ گی تم!!تمہارے اس پیارے وطن میں آگر اسی عدالت میں تمہارے قتل کو خود کشی کہہ کر فائل کو ردی کا ڈھیر نہ بنادیا تو جوکتے کی سزا وہ میری سزا۔۔"وہ غصّے سے سرخ پڑتا سخت لہجے میں دھاڑا تھا۔

"دھمکی دے رہے ہیں خطیب صاحب۔۔ویسے ریس کا ہارا ہوا گھوڑا، ہنکارنے کے سوا کر بھی کیا سکتا ہے۔۔۔"اس کی گہری مسکراہٹ نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔۔وہ الیکشن میں سیٹس ہارنے کا حوالہ دینا نہیں بھولی تھی۔وہ بہت کوششوں کے باوجود اپنی حکومت بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔۔۔

"بکواس بند کرو لڑکی،ورنہ ایسا نہ ہو کہ میں تمہارے مستقبل کے روشن اُجالے کو تمہارے نصیب کا تاریک اَندھیرا بنادوں۔"اس نے ضبط سے جبڑے بھینچے۔

"ٹھنڈے ہو جائیں، اور قد سے اُونچے مکالمے بولنے سے اجتناب کیجئے۔ آسمان کا تھوکا منہ پر ہی گرتا ہے۔" وہ دونوں پارکنگ آئیریا میں کھڑے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے چیلنجنگ انداز میں گھور رہے تھے۔ جبھی کوئی ٹریفک پولیس اہلکار نزدیک آیا۔۔

"میڈم پارکنگ کی پرچی!!" اس نے مقابل کھڑی ہستی پر نگاہ پر ڈال بغیر بولنے پر خود کو جی بھر کر کوسا تھا۔ اس کی جانب اس کی پشت تھی۔ اس لئے وہ دیکھنے سے قاصر رہا تھا۔۔۔

"سر ان سے لیجئے۔۔ یہ ہیں خطیب عالمگیر صاحب۔۔ اس اسٹیٹ کے جدی پشتی کرتا دھرتا ۔۔ دوسرے لفظوں میں خاندانی چور اُچکے اور بہت پیسے والے ہیں۔۔ یہ اور انکا پورا خاندان سالوں سے ہمیں اور آپ کو لوٹ رہا ہے۔ آج میری طرف سے پیشہ وارنہ خاندانی لینڈ لارڈ گدا گرپے کریں گے۔۔" وہ بظاہر مسکراتی اسکے تن بدن میں آگ لگاتی اپنی گاڑی بھگا لے گئی۔۔۔۔

"آوٹ۔۔۔" غصّے سے سرخ پڑتا چہرہ لئے وہ آنکھوں پر گلاسز چڑھاتا بلیک کرولا میں بیٹھتا وہاں سے واک آوٹ کر گیا۔۔۔

****

"کیا حال ہیں اجمل سلطان۔ مبارک ہو۔۔ بلاخر اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو ہی گئے تم۔۔۔" کوئی شناسہ آواز تھی جو سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔

"کیسے یاد کیا؟" انہونے سوالیہ لہجے میں باز پرس کی۔۔

"یاد تو آپ کی ہر لمحہ ہی رہتی ہے۔۔۔ ویسے بھی ہم اپنے وفاداروں کو جلدی نہیں بھولتے۔۔" وہ استہزائیہ لب و لہجے میں بولے۔۔

"تو آج کیسے یاد آگئی؟"

"اس بار پھر سے ہمارے کام میں مداخلت کرنے والی ہستی تمہارے گھر کی ہے اجمل سلطان۔۔۔ آخر تمہیں چھوڑ کر ان سب کو ایمانداری کا بھوت کیوں سوار ہے؟؟ پہلے تمہارا دوست، پھر بیٹا اور اب بہو مقابل آرہی ہے۔۔۔" اجمل صاحب کی پیشانی پر پسینہ سا چمکا تھا۔۔

"آپ اسکی فکر نہ کریں وہ نادان ہے۔۔" اجمل نے بات سنبھالی۔۔

"اتنی نادان ہے کہ ایک مرے ہوئے آدمی کے خلاف انو سٹیگیشن کر رہی ہے۔۔" اجمل کو اچھنبا سا ہوا۔۔

"اب تک تو وہ صرف تمہیں اپنے باپ کا قاتل سمجھتی تھی۔۔ مگر اب اس کے ہاتھ سیدھے سیدھے ہمارے گریبان تک آرہے ہیں۔۔ یہ کوئی اچھی بات تو نہیں ہے اجمل سلطان۔۔" وہ معنی خیزی سے بولا تھا۔۔

"ایسا کچھ نہیں۔۔ میں نے سارے ثبوت مٹا دئے تھے۔۔ میرے یا پھر آپ کے خلاف اسے کوئی ثبوت نہیں ملے گا۔۔ اور فکر نہ کریں وہ میرے قبضے میں، میرے بیٹے کے نکاح میں ہے اب۔۔۔ ایسا ویسا کچھ نہیں کر سکتی۔۔" اجمل نے انہیں رام کرنا چاہا۔۔

"نہ نہ اجمل۔۔۔ جوان خون ہے۔۔۔ بالکل ویسے ہی جیسے حبیب کا خون گرم تھا۔۔ جہانزیب کا اور پھر اب تمہاری بہو کا۔۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری بھانجی ہماری سالوں کی محنت پر پانی پھیر دے۔۔ سالوں کی محنت ہے۔۔۔ بہتر ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے اسے پار لگا دو۔۔ وگرنہ اس میدان میں اگر کھیل ہمارا نہیں رہا تو کھیلنے تو ہمیں تمہیں بھی نہیں دیں گے۔۔" وہ جو بھی شخص تھا تنبیہ لہجے میں بولتا اجمل کو نئی پریشانیوں سے دوچار کر گیا تھا۔۔۔

******

اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے۔۔ جب آئرہ فرم سے واپس لوٹی تھی۔

پھر کچھ ضروری کام یاد آنے پر وہ مروان کو اطلاع کرتی رات کے کھانے کے بعد گھر سے نکل گئی تھی۔۔اور پھر کچھ دیر بعد وہ واپس آگئی تھی۔۔۔جبکہ وہ مروان نجانے کن اہم کاموں میں مصروف تھا۔۔

****

وہ رات گئے گھر لوٹا تھا۔۔اور سیدھا اپنے روم میں آیا تھا، مگر وہاں آئرہ کی عدم موجودگی محسوس کر اسے عجیب لگا۔۔اتنی رات کو وہ کبھی کمرے سے باہر نہیں رہتی۔۔

"اللہ جانے چڑیلوں کی طرح آدھی راتوں کو کہاں گشت کرنے جاتی ہے یہ لڑکی۔۔"

اس کا دماغ بھن ہی تو ہو کر رہ گیا تھا۔۔اس کا نمبر ڈائل کیا مگر نمبر آف۔۔

پھر وہ کمرے سے نکلتا اس کی تلاش میں پندرہ منٹ میں سلطان محل کا ایک ایک چپا چھان چُکا تھا۔۔

"پھر وہ بھاگ کر سرونٹس کوارٹر میں گیا تھا۔۔۔

"میڈم کہاں ہیں؟؟"اس کے سوال پر سب کو حیرت آنگیز جھٹکا لگا تھا۔۔

"اپنے روم میں ہی ہونگی سر۔۔"وہ ہونق ہوئے۔۔

"روم کیا وہ پورے گھر میں نہیں ہے۔۔اسی لئے تو تم سے پوچھ رہا ہوں۔۔کہاں ہے وہ؟؟" مروان درشت لہجے میں چنگھاڑا تھا۔۔

"سر میڈم گھر آتے ہی آندر چلی گئی تھیں۔۔اب ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہیں۔۔" وہ لب ہونٹوں میں دبائے درشتگی سے بولے۔۔

"تم سب کو تو میں بعد میں دیکھتا ہوں۔۔" وہ اُلٹے قدموں گھر میں واپس گیا تھا۔۔اور اپنے کمرے میں پہنچتے ہی لیپ ٹاپ پر گھر کی سی سی ٹی وی فوٹیج نکالی تھیں۔۔بیڈ روم کے علاوہ گھر میں ہر جگہ کیمرا ز نصب تھے۔۔

"آئرہ روم میں ہی موجود تھی۔۔کچھ دیر کے لئے وہ کوئی کال سننے کے لئے بالکنی میں گئی تھی۔اور پھر شاید سگنلز کے آیشو کے باعث روم سے باہر۔۔اور پھر روم میں واپس نہیں آئی۔۔۔مروان نے تیزی سے دوسری سی سی ٹی وی فوٹیج نکالی تھی۔۔

مگر وہاں کی کوئی بھی ریکارڈنگ موجود نہیں تھی۔۔۔وہ جو کوئی بھی تھا اس نے بہت چالاکی سے کام کیا تھا۔۔

"شٹ!!!" آئرہ کڈنیپ ہوئی تھی۔۔۔اور اسکی اور گارڈز کی ناک کے نیچے سے کوئی گھر سے کڈنیپ کرا کر لے گیا تھا۔۔۔اور وہ کچھ نہیں کر سکا تھا۔۔۔

اس وقت شدید طیش میں وہ دوڑتا ہوا اپنے باپ کے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

***

"آئرہ کا کچھ پتہ لگا؟؟"وہ دوڑ کر باہر آیا تھا۔۔

"نہیں سر۔۔"گارڈز مودب سے سر جھکا گئے۔

"تو پھر زمین کھا گئی یا پھر آسمان نگل گیا۔۔آخر گئی کہاں وہ؟؟"وہ درشتگی سے دھاڑا۔۔

"آخر کس کی اتنی جرات ہوئی ہے کہ اس نے مروان سلطان کی عزت پر بری نگاہ ڈالنے کی کوشش کی۔۔"وہ حد درجہ طیش کے عالم میں غرایا تھا۔۔

"عاصم مجھے اگلے ایک گھنٹے میں اپنی بیوی ہر حال میں چاہیے۔۔اسے ڈھونڈو۔۔اور آگر اسے تلاش کرنے کے لئے یہ شہر کیا آگر پورا ملک بھی بند کرانا پڑے تو کرا دو۔۔جاؤ ڈھونڈو اسے جا کر اس شہر کا

چپا چپا تلاش کرو۔مجھے اپنی بیوی ہر حالت میں زندہ سلامت چاہیے۔۔وگرنہ اپنی موت کے لئے تیار رہنا۔۔۔"وہ تیزی سے سر ہلاتے باہر کو بھاگے تھے۔۔

جبکہ مروان کی ایک کال پر شہر میں ہائی الرٹ جاری ہو گیا تھا۔۔ہر جگہ ناکا بندی نافذ ہو گئی تھی۔۔مگر آئرہ کا اب تک کوئی سراغ نہیں لگا تھا۔۔

* * * * *

"سرپرائز!سرپرائز!!"وہ نیم تاریکی میں ڈوبے کمرے میں داخل ہوتا،مقابل ہستی کو مکمل بے بس دیکھ طنزیہ انداز میں قہقہہ لگا گیا۔جس کو ایک لمحہ کو اپنی بینائی پر یقین نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔

"تو یہ پھڑ پھڑاتی چڑیا،قید میں آکر کیسا محسوس کر رہی ہے؟؟"وہ اس کا چہرہ تھوڑی سے تھام کر اُپر کو اٹھاتا کمینگی سے مسکرایا تھا۔۔ساتھ ہی منہ پر لگا ٹیپ ایک جھٹکے سے اُتارا تھا۔۔

"اصل سے خَطا نہیں اور کم اصل سے وفا نہیں۔۔تم نے ثابت کیا خطیب عالمگیر،کہ تم ایک کم نسل باپ کی بے غیرت اُولاد ہو۔۔"لفظوں کو آزادی ملتے ہی،کرسی پر بندھی بیٹھی،رسیوں میں جکڑی آئرہ زخمی شیرنی کی مانند غرائی تھی۔۔

"ہاہاہا!!! گھائل چڑیا رسی جل گئی، مگر بل ابھی تک نہیں گیا۔۔ اچھا ہے۔۔ ویسے آپ پر یہ طنطنہ جچتا ہے۔۔۔" وہ گھٹنوں کے بل بیٹھتا استہزایہ مسکرایا۔۔۔

"جو پہلے ہی گھائل ہوں۔ انہیں تمہاری یہ چوٹ کیا نقصان پہنچائے گی۔۔ ڈرو اس وقت جب تمہاری لگامیں وہاں سے کھینچی جائیں گی جہاں سے رہائی ممکن نہیں۔۔" اس کے لہجے سے کرب عیاں تھا۔۔

"ہائے!!! جتنا پھڑ پھڑانا ہے پھڑ پھڑالو۔۔ کیونکہ زخمی پروں کے ساتھ اُونچی اُڑان کا تمہارا خواب، خواب ہی رہ جائے گا۔۔" وہ اس کی بے بسی پر مسکرایا۔۔۔

"یہ تمہاری بھول ہے۔۔ یہ پنکھ آگر کٹ بھی جائیں تو تمھیں برباد کئے بغیر تو کمزور نہیں پڑیں گے۔۔" اسکے لہجے کی مضبوطی پر اس نے داد دینے والے انداز میں بھنوئیں اُچکائیں۔۔

"بیرسٹر صاحبہ پنچھی جب قید میں آجائے، تو وہ پنچھی نہیں رہتا، بلکہ پالتو بن جاتا ہے۔۔" آئرہ نے اپنی جانب بڑھتے غلیظ ہاتھوں پر بھرپور انداز میں مزاحمت کی تھی۔۔۔

"بھول ہے تمہاری۔۔۔ ایک بار مروان سلطان کو یہاں پہنچ جانے دو۔۔ پھر وہ تمھیں بتایئے گا کہ آخر قید میں میں ہوں یا تم۔۔" وہ ناگواری سے غرائی۔

"چلو کوئی نہیں چلالو زبان تمہارا حق بنتا ہے۔۔"وہ تھر تھراتے موبائل کی جانب متوجہ ہوتا وہاں سے نکل کر ذرا سائیڈ پر آیا تھا۔۔

****

"بابا آئرہ کہاں ہے؟؟؟اس نے آدھی رات کا لحاظ کئے بغیر ہی اجمل صاحب کے کمرے کا دروازہ بجا ڈالا تھا۔۔

"کیا ہو گیا ہے؟ دماغ خراب ہے تمہارا؟" وہ سخت لہجے میں غرائے۔

"آئرہ کہاں ہے۔۔مجھے بتائیں کیا کیا ہے آپ نے اس کے ساتھ۔۔۔" وہ شدید ضبط کا مظاہرہ کر رہا تھا۔۔

"مروان۔۔۔یہ کیا طریقہ ہے باپ سے بات کرنے کا؟"نشاط لمحوں میں خفا ہوئیں تھیں۔۔

"مما آپ پوچھیں ان سے کہاں ہے آئرہ۔۔وہ بیڈ روم سے غائب ہوئی ہے۔۔۔ آخر اتنی جرأت کس کی ہو گی کہ وہ ہمارے گھر میں گھس پر ہماری عزت کو لے جائے اور ہمیں کانوں کانوں خبر تک نہ ہو۔۔" وہ اس وقت غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔

"اجمل صاحب خدا کا واسطہ ہے آپ کو۔۔ کہہ دیں کہ اس بار اس سب میں آپ کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔۔" نشاط کے لہجے میں تاسف در آیا تھا۔

"تم لوگوں کو یہ کیوں لگتا ہے کہ ہمیشہ میں ہی غلط ہوں۔۔ اپنی ہڈ دھرمی کیوں نظر نہیں آتی۔۔۔ جب کسی کے گریبان پر ہاتھ ڈالو گے تو سکون سے تو تم بھی نہیں رہ سکتے۔۔ یہ کیسے بھول جاتے ہو تم لوگ۔۔" وہ شدید اضطرابیت کے عالم میں دھاڑے تھے۔۔

"بابا پلیز۔۔ اللہ کا واسطہ ہے آپ کو۔۔ بتا دیں کہاں ہے آئرہ۔۔۔ آئی سیور میں ہر معاملہ سے ہاتھ ہٹا لونگا۔۔۔ مگر آگر آئرہ کو کچھ ہو گیا ناں تو اس بار معاف نہیں کرونگا آپ کو۔۔" اس کے لہجے میں بے بسی واضح تھی۔۔

"اچھا اور بتاؤ۔ اور کیا کیا خرافات بھری ہیں تمہارے زہن میں تمہاری بیوی نے۔۔ بولو کیا کیا ہے میں نے؟" وہ سخت لہجے میں غرائے تھے۔۔

"کیوں جن لوگوں نے حبیب انکل کا قتل کیا۔۔ کیا آپ نے ان لوگوں کی پشت پناہی نہیں کی؟؟؟

"اپنے کالے کرتوت چھپانے کے لئے انکل کے قاتل کے ساتھ ہی زمر پھپھو کو باندھنے کی کوشش نہیں کی؟؟

"اور جب آپ کا پیٹ اس سب سے بھی نہیں بھرا تو آپ نے اپنے ہی بیٹے کو قتل کرا دیا؟؟ کیوں؟؟ آخر ایسا کیوں کیا آپ نے؟؟ کوئی باپ شہرت اور سلطنت حاصل کرنے کے نشے میں اتنا اندھا کیسے ہو سکتا ہے؟؟ آخر کیسے بابا؟؟" وہ شدید دکھ کے عالم میں چلایا تھا۔۔ نشاط کا ہاتھ دل پر پڑا تھا۔۔

"اجمل۔۔۔۔ یہ جھوٹ ہے ناں۔۔۔ کہہ دیں جھوٹ ہے۔۔۔ آپ اتنا نہیں گر سکتے۔۔۔ نہیں۔۔۔" نشاط نے ایک دم دروازہ کا سہارا لے کر خود کو سنبھالا تھا۔۔

"پاگل ہو گئے ہو مروان؟؟ کیا بکواس کر رہے ہو؟؟" وہ شدت جذباتیت سے غرائے تھے۔۔

"کیا غلط کہہ رہا ہوں۔۔۔ سب سچ کہہ رہا ہوں۔۔ آپ کے خلاف ایک ایک ثبوت ہے میرے پاس۔۔۔ آگر چاہوں تو ابھی آپ کے خلاف کیس فائل کر سکتا ہوں۔۔۔ کیا کر لیں گے آپ؟ ایک بیٹے کو تو موت کے گھاٹ اتار دیا کیا دوسرے کو بھی جان سے مروائیں گے؟؟؟" آج وہ سارے لحاظ بھول گیا تھا۔۔ جبکہ نشاط شدتوں سے روتی پیچھے گرنے کو تھیں جنہیں مروان نے آگے بڑھ کر جلدی سے تھاما تھا۔۔

"ماما۔۔۔ماما آنکھیں کھولیں پلیز۔۔۔" اجمل صاحب جو سکت میں چلے گئے تھے یکدم ہوش میں لوٹے تھے۔۔

"ڈاکٹر کو بلاؤ جلدی۔۔" وہ نشاط کی بگڑی حالت دیکھ خود بھی بوکھلا گئے تھے۔۔۔جو نیم بے ہوشی کی حالت میں بارہا جہانزیب کا نام پکار رہی تھیں۔۔۔

******

'مجھے جانے دو یہاں سے۔۔ورنہ بہت پچھتاؤ گے۔۔" آئرہ نے چنگھاڑتے ہوئے لہجے میں باز رکھنا چاہا تھا۔۔

"ہاہاہاہا۔۔۔کیوں بے بی ایک ہی دن میں ساری ہوا نکل گئی۔۔۔کہاں گیا تمہارا وہ دیوانہ شوہر جو ہر دم تمہاری محبت کا دم بھرتا تھا۔۔" وہ طنزیہ لہجے میں پھنکارا تھا۔۔

"صبر کرو۔۔۔وہ آتا ہی ہو گا، پھر پوچھوں گی تم جیسے بزدل انسان سے کہ اب بتاؤ، تم کہاں چھپو گے۔عورت پر اپنی مردانگی دکھا کر خود کو بہادر سمجھتے ہو تم۔۔۔" وہ ہمیشہ کی طرح مضبوط لہجے میں دھاڑی تھی۔۔خطیب اس اموشنل بلیک میلنگ پر خباثت سے مسکرایا۔۔۔

"وہ نہیں آئے گا سویٹ ہارٹ۔۔افسوس کہ تمہاری ساری التجائیں بیکار جائیں گی۔۔۔"کسی نسوانی آواز پر وہ بُری طرح چونکی تھی۔۔

"ہیلو آئرہ بے بی۔۔کیسی ہو؟"مقابل آتے،اُس نے سوالیہ آنداز میں پوچھا تھا۔۔

"تم۔۔"وہ بسمل تھی۔۔

"اوہ تو دو چیپ لوگ ایک پیج پر آگئے ہیں۔۔"وہ طنزیہ مسکرائی تھی۔۔

"کیا کریں۔۔۔دو محبت کرنے والوں کو توڑنے کے لئے دو برے لوگوں کا ملنا بہت ضروری ہوتا ہے۔"بسمل گردیزی کمینگی سے مسکرائی تھی۔۔

"چلو کوئی نہیں۔۔۔آج سب اپنی اوقات دکھادو۔۔تاکہ دل میں کوئی حسرت نہ رہے۔کیونکہ خاندانی لوگوں کا وقت بدلتا ہے میعار نہیں۔بدنسلوں کی قسمت بدلتی ہے اوقات نہیں۔اور تم دونوں ہمیں اپنا اصل دکھا چکے ہو۔۔۔"وہ استہزائیہ لب ولہجے میں بولی۔

"خطیب ڈارلنگ!آئرہ بے بی کو کھول دو۔صدمہ دماغ پر لگ گیا ہے۔۔۔ایسا نہ ہو کہ مروان سلطان کے آنے تک یہ مر مرا جائیں۔۔"وہ دُرشت لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔

"چلو کھول دیتے ہیں۔۔یہ بھی کیا یاد کریں گی۔۔"خطیب نے اسکی جانب قدم بڑھاتے ہاتھ کھول دئے تھے۔جبکہ کمر کے گرد ابھی تک رسیاں بندھی ہوئیں تھیں۔

"چلو خطیب تم آئرہ بے بی کے ساتھ انجوائے کرو۔۔اور میک شیور کرو، کہ مروان سلطان کے آنے تک انکی ساری اکڑ لازمی نکل جائے۔۔"وہ نفرت آمیز لہجے میں بولتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔جبکہ وہ قہقہہ لگا گیا۔۔۔آئرہ کو خوف سا محسوس ہوا تھا۔۔اس نے شدت سے اپنے رب کو پکارا تھا۔۔جبکہ خطیب اسکے نزدیک سے نزدیک آرہا تھا۔۔

*****

"مجھ سے دور رہو خطیب۔۔آگر مروان کو خبر ہو گئی تو وہ تمہیں زندہ درگور کر دے گا۔۔"اس نے اسے باز رکھنا چاہا تھا۔۔

"اوہ رئیلی!میں تو ڈر گیا۔۔"وہ کمینگی سے مسکرایا۔ساتھ ہی شرٹ کے دو اُپری بٹن کھول دئے تھے۔۔جس سے اسکا برہنا سینہ واضح ہوا۔۔

"دل تو چاہ رہا ہے، کہ اس بندوق کی ساری گولیاں تمہارے سینے میں اُتار دُوں، مگر سویٹ ہارٹ میں ایسا نہیں کرونگا۔۔میں کچھ ایسا کرونگا کہ تم زندہ رہتے ہوئے بھی ہمیشہ کے لئے مر جاؤ گی۔۔اور اپنی اس لمبی زبان کی گوہر افشائیوں پر ہمیشہ افسوس ہی کرتی رہ جاؤ گی۔۔۔" وہ انتہائی ناگواریت سے بولتا، آئرہ کو سسکنے پر مجبور کر گیا۔۔

"پلیز۔۔دور رہو مجھ سے۔۔ڈرو اللہّ سے۔۔" وہ دہائیہ لہجے میں بولی۔ جبکہ مقابل پر شیطانیت سوار تھی۔۔

"ڈر بھی جائیں گی آئرہ بے بی۔۔ مگر پہلے آپ کو تو ڈرا دیں۔۔" دوپٹہ اسکا نجانے کہاں گر گیا تھا۔۔ جبکہ وہ ہسائیڈر رکھی بندوق کمر پر اُڑستا آئرہ کے بال شدت سے مٹھی میں جکڑ گیا۔۔۔بے ساختہ ہی آئرہ کی دلسوز چیخیں بلند ہوئیں تھیں۔۔اس نے شدّت سے اپنے ربّ کو پکارا تھا۔۔۔

****

"کہاں جا رہے ہو مروان؟" نشاط ہنوز بے ہوش تھیں، جب اجمل صاحب کی پکار پر وہ ٹھر گیا تھا۔۔

"آئرہ کو لینے۔۔" دماغ نے کام کیا تو اسے احساس ہوا کہ اس کے لئے آئرہ تک پہنچنا کوئی مشکل نہیں تھا۔۔۔

"کیا تم جانتے ہو؟ کہ وہ کہاں ہے؟" وہ حیران ہوئے۔

"جی۔۔ مگر دعا کیجئے گا کہ اس سب کے پیچھے آپ کا ہاتھ نہ ہو بابا۔۔۔ ورنہ اس بار میں آپ کو معاف نہیں کرونگا۔۔" وہ تاسفی لہجے میں بول کر وہاں سے نکل آیا تھا۔۔ سر پر خون سوار تھا۔۔۔

*****

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔ مروان۔۔۔ بچاؤ۔۔۔۔ پلیز ہیلپ۔۔۔" اپنے وجود پر خطیب کے غلیظ ہاتھوں کا لمس محسوس کر وہ بُری طرح سے مدد کے لئے چلائی تھی۔۔۔ جو اسکے دونوں ہاتھ قابو کرتا گردن پر جھکتا اپنے دانت گاڑ چکا تھا۔۔۔

وہ ازیت کی انتہاؤں کو چھوتی بُری طریقے سے رُوئی تھی۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔ پلیز چھوڑ دو۔۔۔ مروان۔۔۔۔۔" اس بار وہ بھرپور آنداز میں مزاحمت کرتی ہاتھ پاؤں چلاتی کرسی سمیت نیچے گر پڑی تھی۔۔

"بیوقوف لڑکی۔۔" اس پر جیسے حیوان سوار ہوا تھا۔۔ اور بغیر کسی چیز کی پرواہ کئے اسکی گردن پر جھکتا، ایک بار پھر ظلم و بربریت کی انتہا کر گیا تھا۔۔۔ وہ مدہوش ہونے لگا تھا۔۔۔ اس بار وہ اُسے رسیوں سے آزاد کرتا کرسی سے اُٹھا کر زمین پر پٹخ چکا تھا۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔" وہ جتنا شدت سے چیخ سکتی تھی۔۔ چیخ تھی۔۔ جبکہ وہ اسکی قمیض کا گریبان چاک کرتا وحشی آنداز میں جھکا تھا۔۔ اس کے ہاتھ وہ پہلے ہی آزاد کر چکا تھا۔۔ پھڑ پھڑاتے پاؤں کو وہ اپنے پاؤں سے لاک کر چکا تھا۔۔ اسے ہاتھوں سے پیچھے دھکیلتی رُوتی سسکتی آئرہ میں نجانے کہاں سے ہمت آئی تھی کہ اپنی گردن پر جھکے خطیب کو زوردار آنداز میں پیچھے دھکیلتی تیزی سے اُٹھ کر بیٹھی تھی۔۔ وہ لڑکھڑا گیا تھا۔۔۔

جبھی خطیب کی کمر پر لگی بندوق اسکے پاؤں میں آگری تھی۔۔ آئرہ نے ایک نظر لڑکھڑا کر گرتے خطیب کو دیکھ ایک لمحے سے بھی پہلے جھک کر گن اُٹھائی تھی۔۔ اور سیدھی خطیب پر تان دی۔۔ اس وقت اسے اپنی حالت کا بھی کوئی ہوش نہیں تھا۔۔۔

ایک خوف سا طاری تھا۔۔ اپنی عزت محفوظ رکھنے کی کوشش تھی۔۔

"خبردار جو میرے قریب آئے۔۔۔" وہ خوف زدہ سی دو قدم پیچھے ہوئی۔۔

"آئے نیچے پھینک اس کو۔۔" خطیب نے قدم بڑھائے۔۔ آئرہ نے نشانہ لے کر اسکے پاؤں پر گولی چلائی تھی۔۔۔ خطیب نے لڑکھڑا کر دیوار کا سہارا لینا چاہا۔۔

"دور رہو مجھ سے۔۔۔" وہ مزید دو قدم دور ہوتی اسکے دوسرے پاؤں پر بھی گولی مار چکی تھی۔۔

"آہہہ۔۔۔ کتی۔۔۔۔" آئرہ کا نشانہ اتنا پکّا تھا یہ بات تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی۔۔ جبھی وہاں قریب سے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔۔۔

آئرہ نے جلدی سے ایک ہاتھ سے اپنا گریبان تھام کر خود کو کور کیا تھا۔۔ مگر دوسرے کپکپاتے ہاتھوں سے وہ اب تک خطیب پر پسٹل تان کر کھڑی تھی۔۔

"سالی۔۔۔ ادھر آ۔۔"

"خطیب میرے قریب مت آنا۔۔۔ ورنہ گولی مار دونگی۔۔" وہ وحشت سے چلائی، ساتھ ہی فائر کھول دیا تھا۔۔ مروان پولیس کی ہمراہی میں اس جانب سے آوازیں محسوس کر بھاگ کر آیا تھا، وہاں کا منظر دیکھ اسکا خون کھول گیا تھا۔۔ مگر اس سے قبل کے آئرہ خطیب کے گندے خون سے اپنے ہاتھ رنگتی وہ اُسے پیچھے دھکیل گیا۔۔ آئرہ کے کپکپاتے ہاتھوں سے گولی چلی تھی اور مروان کا بازو چیر گئی تھی۔۔

"مروان۔۔۔" وہ رُوتی مسکراتی کیفیت میں بھاگ کر اسکی سمت آئی۔ جیسے کسی میلے میں بچھڑا کوئی بچہ کسی اپنے کو دیکھ دیوانہ وار بھاگ پڑتا ہے۔۔۔ اس نے زخمی بازوؤں سے اُسے اپنے حصار میں لیتے اسے سینے سے لگاتے باقی سب کی نظروں سے محفوظ رکھا تھا۔۔ جو بری طرح لرزتی، سسکتی اسکے گرد حصار باندھ گئی تھی۔۔

"مروان۔۔۔ میں تمہیں۔۔۔ تمہیں گولی۔۔۔" اسکا بھل بھل بہتا خون دیکھ وہ کپکپاتے لہجے میں بشمکل بول پا رہی تھی۔۔

"شش! جسٹ ریلیکس۔۔ کچھ نہیں ہوا ہے مجھے۔ میں ٹھیک ہوں آئرہ۔" ایک ہاتھ سے اپنی جیکٹ اتار کر اپنے وجود کا حصّہ بنی آئرہ کے سینے پر پھیلائی تھی۔۔ جبکہ اسکی گردن پر پڑے نشانات اسکے ساتھ ہوئی زیادتی کا چیخ چیخ کر پتہ دے رہے تھے۔۔ وہ غصّہ ضبط کر گیا تھا۔۔

"اریسٹ کرواسے۔۔" ایس ایس پی اُسید عالم کی آواز پر وہ دونوں چونکے۔۔

"ٹھر جاؤ ایسی پی۔۔" خطیب جو بہت دِقت اور پریشانی کے ساتھ کھڑے ہونے میں کوشاں تھا۔۔ مروان کے تھپڑ اور سخت دھاڑ پر لڑکھڑا گیا۔۔۔ مروان کی آواز پر اُسید چونکا۔ ساتھ ہی اشارے سے سب پولیس والوں کو وہاں سے چلتا کیا تھا۔۔ آئرہ کی حالت دیکھ وہ خود ہی نگاہیں جھکا گیا

تھا۔۔ جس لڑکی کو اس نے ہمیشہ کونفیڈینٹ دیکھا تھا۔۔ اس وقت مروان کے سینے سے لگی بری طرح کانپ رہی تھی۔۔۔

"تم سے دشمنی اپنی جگہ خطیب عالمگیر! لیکن میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تمہارا قتل میرے ہاتھوں سے ہو گا۔۔" آئرہ نے خوف سے، جبکہ اُسید نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔۔

"اسکے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے کی ضرورت نہیں ہے مروان سلطان۔۔" اُسید نے سنجیدگی سے کہا۔۔ اب وہاں صرف مروان آئرہ، خطیب اور اُسید تھے۔۔

"مروان نہیں۔۔" آئرہ نے خوف سے اسکی جانب دیکھا، جو بندوق اٹھا کر اس پر تان چکا تھا۔۔

"مروان ہوش کے ناخن لو۔۔ بھابھی بالکل ٹھیک ہیں۔۔ اس سے میں اپنے طریقے سے نبٹ لونگا۔۔" اسید نے اسکے کندھے ہر ہاتھ رکھا۔۔

"اس کی ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی۔۔۔ اور بیوی کو ہاتھ لگانے والے کو میں اتنی آسانی سے چھوڑ دوں نہیں۔ اتنا بے غیرت نہیں ہوں میں۔۔ کہ کوئی میری عزت پر ہاتھ ڈالے اور

میں اسے زندہ چھوڑ دو۔۔لعنت پھر میرے مرد ہونے پر۔۔۔۔"مروان نے کہتے ساتھ ہی اسکے ہاتھ پر دو فائر کئے تھے۔۔

"آہ۔۔۔۔خطیب اور آئرہ کی چیخیں ایک ساتھ بلند ہوئیں تھیں۔۔جبکہ اسکا زخمی ہاتھ بری طرح سے لڑکھڑایا تھا۔۔

"مروان نہیں۔۔"اُسید اور آئرہ ساتھ میں چیخے تھے۔۔

"اسے ابھی آگر زندہ چھوڑ دیا تو اس کا باپ اسے کبھی سزا نہیں ہونے دے گا۔۔اور میری بیوی کی جانب میلی نگاہ سے دیکھنے کی سزا صرف موت ہے۔۔"مروان نے کہتے ساتھ ہی چار گولیاں اسکے سینے میں اتار دی تھیں۔۔۔

"مروان۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا کر دیا۔۔۔"آئرہ کو خوف آیا تھا۔۔وہ اپنے ہاتھ اس کے گندے خون سے رنگ چکا تھا۔۔صرف اسکی خاطر۔۔

"تم بھابھی کو لے کر جاؤ یہاں سے۔۔" اُسید کا کہنے پر وہ رُوتی چیختی آئرہ کو زبردستی اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا باہر لایا تھا۔۔ جبکہ اسکا زخم اب اتنی تکلیف دے رہا تھا۔۔ کہ بس لگ رہا تھا۔۔ وہ ابھی کہیں گر جائے گا۔۔ مگر اسے ابھی آئرہ کی خاطر خود کو سنبھالنا تھا۔۔

******

(دو دن بعد)

دو ماہ قبل ایک بازو میں گولی لگی تھی، جو اب تک مکمل ٹھیک نہیں تھا کہ اب دوسرے بازو میں گولی لگ جانا۔۔ سد شکر تھا کہ اس بار بھی گولی صرف چھوتی ہوئی گزر گئی تھی۔۔۔

"آئرہ کہاں ہے؟؟" آج دو دن ہونے کو آئے تھے۔۔ مگر وہ جب سے آئی تھی۔۔ اس کے سامنے نہیں آرہی تھی۔۔ رات کو وہ جب کمرے میں آتی تھی جب وہ داؤں کے زیر اثر گہری نیند میں ہوتا تھا اور صبح اسکے جاگنے سے پقبل ہی خواب گاہ سے فرار ہو جاتی۔۔ وہ نیچے جاتا تو معلوم ہوتا وہ الہیٰ ہاؤس گئی ہوئی ہے۔۔ دو روز کی اس آنکھ مچولی پر وہ بری طرح سے تپ گیا تھا۔۔

"سر میڈم تو اپنے گھر گئی ہوئی ہیں۔۔"

"کس کی اجازت سے؟؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہاں اسکی جان کو خطرہ ہے۔۔" وہ اسکا گریز بخوبی سمجھ رہا تھا۔۔

"سر بے فکر رہیں۔۔ وہ اکیلی نہیں ہیں۔۔ گارڈز انکے ساتھ ہیں۔۔"

"کونسے گارڈز جن کی ناک کے نیچے سے، کوئی میری بیوی کو میرے ہی بیڈ رُوم سے نکال کر لے گیا تھا۔۔" وہ درشتگی سے چنگھاڑا۔ وہ سر جھکا گئی۔ کیونکہ دو روز قبل ہی گارڈز کے دستے سے کچھ کو وہ پولیس کے حوالے کر چکا تھا۔۔ جنہوں نے اسے دھوکا دے کر خطیب عالمگیر کا ساتھ دیا تھا۔۔

"میڈم سے کہو دس منٹ کے اندر آندر روم میں واپس آئیں۔۔" وہ جانتا تھا کہ وہ گھر میں ہی کہیں ہے۔۔ بس مقصد اس سے چھپنا تھا۔۔

"مگر سر میڈم۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا۔۔

"پانچ منٹ کے آندر آندر بلا کر لاؤ اپنی میڈم کو۔۔ اب میں اپنے الفاظ دہراؤنگا نہیں۔۔۔ اور ساتھ یہ بھی بتا دینا کہ اب آگر وہ رُوم میں واپس نہیں آئیں تو باقی کسی بھی نتیجے کی زمہ دار وہ خود

ہو نگی۔۔۔" ملازمہ سرپٹ دوڑتی ہوئی، بیڈ روم سے باہر نکل گئ تھی۔۔ جبکہ وہ دروازے پر نظریں ٹیکائے بیٹھا اس ظالم لڑکی کا منتظر تھا۔۔۔

*****

اسے انتظار کرتے کافی دیر گزر گئ تھی۔۔۔ مگر آئرہ بی بی تو ایسی پردہ نشین ہوئیں تھیں کہ روم میں واپس آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔۔ وہ غصےٰ سے تکیہ زمین پر پٹخ چکا تھا۔۔

"جبھی کھٹکے کی آواز پر اس نے غصےٰ سے دروازے کی جانب دیکھا، جہاں وہ سُرخ آنکھوں کو جھکائے، گھنگھریالے بالوں کو جوڑے میں قید کئے ایک خاموش نگاہ ڈالتی رُوم میں داخل ہوئی تھی۔۔ لان کے سیاہ جوڑے پر سیکڑوں سلوٹیں بنی ہوئی تھیں۔۔ جبکہ اپنی گردن پر موجود نشانوں کو اس نے دوپٹے سے چھپا رکھا تھا۔۔

"یہ تم نے کب سے فلمی ہیروئینز والی حرکتیں شروع کر دی ہیں۔۔ دو دن سے میں پاگلوں کی طرح تمہیں پورے گھر میں ڈھونڈ رہا ہوں۔۔ اور تم پتہ نہیں کہاں گم ہو۔۔" مروان نے اسے دیکھتے ہی غصےٰ کے تیر برسائے تھے۔۔ جبکہ وہ خاموشی سے تکیہ اٹھاتی دوسری جانب سے گھوم کر سرہانے رکھتی پلٹنے لگی تھی۔۔ جبھی اس کی آواز نے قدموں کو زنجیر کیا تھا۔۔

"کیا چاہتی ہو۔۔۔میں اب خود آکر اپنے طریقے سے تمہاری زبان کھلواؤں۔۔یا اس کم بخت کی تحویل میں چند گھنٹے گزار کر ہی تمہاری ساری بہادری تیل لینے چلی گئی ہے؟؟" وہ حد سے زیادہ سفاکیت سے گویا ہوا تھا۔۔آئرہ نے پلٹ کر شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔جس کی نگاہوں میں اب نرم سا تاثر تھا۔۔

"یہاں آؤ میرے پاس۔۔" وہ لب چباتی ہولے سے قدم اٹھاتی اس کے نزدیک آئی تھی۔۔

"خاموش کیوں ہو۔۔۔ٹھیک ہوں میں۔۔کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔۔اور رہی بات خطیب کی تو اس کی ٹینشن نہیں لو۔۔اُسید سب سنبھال لے گا۔۔۔" تھوڑی کے عین نیچے انگلی ٹکا کر اسکا چہرہ اُپر کو اُٹھاتا وہ نرم لہجے میں استفسار یہ بولا تھا۔۔

"تمہیں کچھ آندازہ بھی ہے تم نے کیا کیا ہے؟؟" اس بار وہ ذرا غصےٰ سے بولتی اپنی ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی۔۔

"کیا کیا ہے میں نے؟؟خطیب عالمگیر پولیس انکاؤنٹر میں مارا گیا ہے۔۔اور اس نے میری بیوی کو کڈنیپ کیا تھا۔۔یہ کوئی چھوٹی بات تو نہیں۔۔اسے سزا تو ملنی ہی تھی۔۔اچھا ہوا پولیس مقابلے میں مارا گیا۔۔۔" اس کی کہانی بنانے پر آئرہ نے سخت نظروں سے گھورا تھا۔۔

"تمہیں لگتا ہے یہ سب اتنا آسان ہے؟؟نیوز چینل دیکھا ہے تم نے؟عمر عالمگیر پاگل ہو رہا ہے۔اس کا بیٹا مرا ہے مروان۔۔اور ایس ایس پی اُسید، کیا عمر عالمگیر اُسے زندہ چھوڑیں گے؟"اُس بار اُس نے احساس کرایا۔۔

"تو پھر یہ میری جان۔۔کہ یہ سب دیکھنے کا کام اُسید کا ہے۔۔تم زیادہ نہ سُوچو۔ویسے بھی پولیس والے سانپ کو رَسی اور رسی کو سانپ بنانا خوب جانتے ہیں۔۔۔"آئرہ نے زرا خفگی سے اسکی جانب دیکھا تھا جو بھنویں اچکاتا، اسکا ہاتھ پکڑ کر قریب کرتا، اسکی گردن کے گرد لپٹا دُوپٹہ نکالنے لگا۔۔آئرہ نے یکدم اسکا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔

"کیا؟؟"اسکی التجائیہ نگاہوں کو دیکھ اس نے ابرو اٹھائے۔۔یہی تو ہو لمحہ تھا جس سے وہ خوف کھا رہی تھی۔۔

"نہیں کرو۔۔"وہ ایک دم رُخ پلٹ کر جانے لگی تھی۔۔جب وہ اسکی کلائی سختی سے اپنی گرفت میں لیتا قریب کر گیا۔۔

"یہیں بیٹھی رہو۔اور مجھ سے بھاگنے کی کوشش مت کیا کرو۔۔بیکار ہے۔۔۔۔" وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتا، دوپٹہ اسکی گردن سے نکال کر بیڈ پر ڈال چکا تھا۔جبکہ وہ لمحہ یاد کر ایک بار پھر آئرہ کی کتھئی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں تھیں۔۔۔اور وہ ہچکیوں سے روتی اسکے سینے سے آلگی تھی۔۔

"میں نے خود کو زندگی میں کبھی اتنا بے بس محسوس نہیں کیا۔۔۔جتنا اس لمحے کیا تھا۔۔" مروان اسکی پشت سہلاتا اسے جی بھر کر رُونے دے رہا تھا۔۔جبکہ جلتی ہوئی نگاہیں مدہم پڑے ان نشانوں پر تھیں، جو خطیب کے بنائے ہوئے تھے۔۔

"مت کرو مروان۔۔۔مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔گھن آنے لگی ہے مجھے اپنے وجود سے۔۔" اسکے انگھوٹے کا لمس اپنی گردن پر محسوس کر وہ تڑپ کر رہ گئی تھی۔۔

"کیوں تمہیں کیوں گھن آتی ہے؟؟ تمہیں تکلیف پہنچانے والے بدبخت کو میں جہنم رسید کر چکا۔۔اب خبردار جو میرے سامنے ایسی کوئی فضول بکواس کی تو۔۔" جنونیت سے بولتا وہ اسے سختی سے خود میں بھینچ گیا تھا۔۔جو سہارہ ملتے ہی ایک بار پھر پھپھک پھپھک کر رو پڑی تھی۔۔

*****

”سر آپ اس بارے میں کیا کہیں گے ؟آپ کا مرحوم بیٹا آئرہ الہی کو کڈنیپ کرنے جرم میں ملوث تھا۔۔اور پولیس انکاؤنٹر میں مارا گیا۔۔جبکہ حال ہی انہونے قومی اسمبلی کی سیٹ جیتی تھی۔۔ایسی صورت حال میں انکا انکاؤنٹر، قابل تفشیش ہے۔۔“

میڈیا کے بیچ گھرے کھڑے عمر عالمگیر نے جوان سال بیٹے کو کندھا دینے کے بعد ڈھے سے گئے تھے۔۔

”کیا آپ مروان سلطان اور آئرہ الہی کے خلاف قانونی کارروائی کرائیں گے ؟“وہ سوالیہ بولے۔۔

"میرا بیٹا بے گناہ تھا۔۔۔میرے بیٹے کا جو بھی مجرم ہے۔۔جلد حوالات کے پیچھے ہو گا۔“وہ بھیگی سی آواز میں بولتے وہاں سے نکل آئے تھے۔۔ابھی کچھ ہی دنوں میں انہونے بطور گورنر سندھ حلف اٹھانا تھا۔۔مگر ابھی یہ نوبت ہی نہ آسکی تھی۔۔۔۔اور ایسی صورت حال میں ایک سیاسی شخصیت کا شہید ہونا معما بن گیا تھا۔ہر طرف نیوز گرم تھی۔۔سب جانتے تھے کہ خطیب عالمگیر کے خلاف کیس لڑنے والی وکیل آئرہ الہی تھی۔۔

******

وہ سینے پر بازو لپیٹے اُداس صورت لئے صوفے پر بیٹھی تھی۔۔ جبکہ وہ زخمی ہاتھ کی پرواہ کئے بغیر ہی لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔ جبھی مروان کو اسکی خاموشی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"آئرہ۔۔"

"ہمم۔۔۔" وہ خیالوں سے چونکی تھی۔۔

"یہاں آؤ۔" وہ قدم چلتی بیڈ پر آبیٹھی تھی۔۔

مجھے آئرہ الہیٰ اداس بالکل بھی اچھی نہیں لگتی۔۔" اس کے چہرے پر بکھرے بال سنوارتا وہ محبت بھرے لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔" وہ لب چبا کر بولتی حد درجہ ڈسٹرب لگ رہی تھی۔۔ مروان کا قتل کرنا وہ کسی صورت اپنے زہن سے نہیں نکال سک رہی تھی۔۔

"اپنے دل کے یہ سارے ڈر اور خوف مجھے دے دو۔ ویسے بھی میری آئرہ یوں ڈرتی گھبراتی اچھی نہیں لگتی۔۔"

وہ اس کے گھنگھریالے بالوں کی آبشار پشت پر بکھیر تا نرمی سے سنوارنے لگا تھا۔ جیسے وہ کبھی بچپن میں سنوارا کرتا تھا۔۔

"تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو مروان؟" وہ یکدم پیچھے کو مڑتی اسکی گود میں چہرہ چھپا گئی تھی۔۔

"جتنے الجھے تمہاری ان ناگن سی بل کھاتی زلفوں میں ہیں۔۔بس اتنی یہ تہہ میرے پیار کی ہیں۔ جس کی کوئی پیمائش نہیں کی جاسکتی۔۔" ذرا سا جھک کر اسکی خوف زدہ آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں گاڑتا وہ اسکا چہرہ تھام کر ماتھے پر بوسہ دیتا ذرا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔ جبکہ آئرہ سکون سا محسوس کرتی اسکی گود میں ہی سر رکھے آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

وہ کبھی کہتا نہیں تھا۔۔ مگر یہ حقیقت تھی کہ اسے آئرہ الہیٰ کی شخصیت میں سب سے زیادہ خوبصورت اس کے گھنگھریالے سیاہ بال ہی لگتے تھے۔۔ جو صرف اسکے خاصہ تھے۔۔۔

"ایس سی پی یہ کہاں گھسے چلے آرہے ہو؟؟" شوکت گردیزی صاحب نے پولیس کو اپنے گھر میں گھستے دیکھ اچنبھے سے پوچھا۔۔

"آپ کی بیٹی بسمل گردیزی کو خطیب عالمگیر کے ساتھ آئرہ الہی کو کڈنیپ کرنے اور مروان سلطان اور آئرہ سلطان کی فیک ناذیبا تصویریں لیک کرنے کے جرم میں گرفتار کیا جاتا ہے۔۔۔ کہاں ہیں وہ۔۔' ایس ایس پی اسید عالم کی بات پر ان کے سر پر چھت آگری تھی۔۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو ایس پی۔۔ میری بیٹی کا اس سب سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔" وہ درشت لہجے میں دھاڑے تھے۔۔

"یہ تو تھانے جا کر ہی پتہ لگے گا سر۔"

"جبکہ لیڈی پولیس کونسٹیبلز کچھ ہی دیر میں چیختی چلاتی بسمل کو اپنی ہمراہی میں لے گئے تھیں۔۔۔

****

"فورن منسٹر شوکت گردیزی کے گھر پولیس کا چھپا اور ان کی اکلوتی بیٹی بسمل گردیزی گرفتار۔۔ جن پر خطیب عالمگیر کے ساتھ آئرہ الہی کی کڈنیپنگ اور ویڈیو لیک والے کیس میں ملوث ہونے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔۔ ساتھ ہی بتایا جا رہا ہے کہ خطیب عالمگیر کی موت کے پیچھے بھی کہیں نا کہیں بسمل گردیزی کا ہی ہاتھ ہے۔۔" میڈیا پر چلتی نیوز دیکھ گویا آئرہ کے دل کو ٹھنڈک سی پہنچ گئی تھی۔۔۔

وہ اس لڑکی کا برا نہیں چاہتی تھی۔ مگر اس لڑکی نے مجبور کیا تھا کہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی یہ سب کر بیٹھی تھی۔۔۔

****

"بابا۔۔۔" مروان کی تیز آواز پر وہ چونک گئے تھے۔۔۔ نشاط کی حالت اس دن سے ہی ٹھیک نہیں تھی۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔ کیوں چلا رہے ہو؟؟" وہ درشت لہجے میں غرائے تھے۔۔

"آپ اپنے گناہوں کا اعتراف خود سے کریں گے۔۔ یا پھر آپ کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے۔۔ جو باقی سب کے ساتھ کیا۔۔" مروان کا لہجا ہر تاثر سے عاری تھا۔۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"بھائی کا قتل کرانے کا اعتراف آپ خود کریں گے۔۔ یا پھر میں خود پولیس کو زحمت دوں؟"

"یہ۔۔ یہ۔۔۔ کیا بکواس۔۔۔"

"پھر جھوٹ۔۔۔"

"میں جھوٹ نہیں بول رہا مروان۔۔یہ سچ ہے کہ میں نے جہانزیب کو قتل کرانے کی کوشش کی تھی۔۔۔کیونکہ میں مجبور تھا۔۔۔مگر اسکا قتل میں نے نہیں کیا۔۔میں بھلا کیسے اپنے بیٹے کو مار سکتا ہوں۔۔"انہونے گڑبڑا کر صفائی دینی چاہی۔۔

"پھر جھوٹ بابا۔۔صرف سیاست کے نشے میں آپ نے سب تباہ و برباد کر دیا۔۔"اس کے لہجے میں تاسف در آیا تھا۔۔"یہ سب سراسر جھوٹ ہے۔۔"انہونے اپنا دفعہ کرنا چاہا۔۔

"اوکے کوئی بات نہیں۔۔آئرہ کل ہی عدالت میں کیس فائل کرو اجمل سلطان کے نام سے۔۔کیونکہ اب میں مزید اپنے بھائی کے قاتل کو آزاد نہیں چھوڑ سکتا۔۔"

"جہانزیب بیٹا تھا میرا۔۔۔میں نے اسکا قتل نہیں کیا۔۔بلکہ جہانزیب کا قاتل لغاری ہے۔۔۔اس نے قتل کیا تھا میرے بیٹے کو۔۔۔"بلا آخر چیخ کر بولتے اپنی صفائی پیش کرنے لگے تھے۔۔

"لغاری نے قتل کیا تھا۔۔۔ایک ایسا شخص،جو سالوں پہلے پلین کریش میں مارا گیا ہے۔۔۔"مروان نے مصنوعی حیرانگی سے انکی جانب دیکھا تھا۔۔

"نہیں مراوہ۔۔زندہ ہے وہ۔۔۔روپوشی کی زندگی کاٹ رہا ہے۔۔مگر سیاست میں آج بھی اسکا ہاتھ بہت مضبوط ہیں۔۔۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔۔۔آپ عدالت میں اپنا بیان دے دیں۔۔۔تاکہ آپ کے ضمیر کا کچھ تو بوجھ ہلکا ہو اجمل صاحب۔۔۔آخر اپنے کے خون سے رنگے ہاتھوں کا بوجھ لے کر کیسے زندہ رہیں گے آپ۔۔" یہ نشاط بیگم کی آواز تھی۔۔۔بیوی کو ایک نظر دیکھ وہ منظر سے ہٹ گئے تھے۔۔ساری زندگی لگادی تھی۔اس نام اور مرتبے کے لئے اور اب جب اس نام کو کیش کرانے کا وقت آیا تھا۔۔تو اللہ کی جانب سے درازرسی کھینچ لی گئی تھی۔۔۔

*****

"دل سے بڑا کوئی مفتی نہیں ہوتا،اور ضمیر سے بڑا فتویٰ کوئی لگا نہیں سکتا۔۔دل تو یقیناً آپ سے باز پرس کرتا ہوگا ناں ماموں جان؟؟اور ضمیر غلطی کا احساس بھی دلاتا ہوگا۔۔۔آپ کا ضمیر کچوئے تو ضرور لگتا ہوگا۔۔کہ کیسے بھائی تھے آپ۔۔جس نے اپنی ہی بہن کا سہاگ اُجاڑ دیا تھا۔" آئرہ خاموش کھڑے اجمل سلطان تک قدم قدم چل کر آتی نزدیک آئی تھی۔۔

"میں تمہارے باپ کا قاتل نہیں ہوں لڑکی۔۔"

"مگر قاتل کی پشت پناہی تو کی تھی ناں۔۔"

"آگر تمھیں لگتا ہے کہ تم مجھے جیل کرادو گی تو یہ تمہاری بھول ہے۔۔"

وہ اب بھی نادم نہیں تھے۔۔

"آپ سے تو اب اللہ ہی حساب لے گا۔۔"وہ تاسفی لہجے میں بولتی واک آوٹ کر گئی۔۔۔کیونکہ وہ اب اس شخص کو اپنی ذات سے مزید دکھ نہیں دینا چاہتی تھی جس نے اسکا دامن خوشیوں سے بھر دیا تھا۔۔جو بھی تھا وہ تھے گو مروان سلطان کے باپ ہی ناں۔۔۔

*****

مروان سلطان اور آئرہ کی تصویریں وائرل کرنے،اور مروان کو نشہ آور دوائی کھلا کر نازیبا تصویریں بنانے میں سائیبر کرائم کیس کے جرم میں اسے سیکشن 497 کے تحت تین سال کی قید اور دس لاکھ روپے جرمانہ ادا کرنے کی سزا سنائی گئی تھی۔۔شوکت گردیزی ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے تھے کہ کسی بھی طرح بیٹی کو بچا لیا جائے مگر اس بار مروان کا کسی کو بھی بخشنے کا کوئی آرادہ نہیں تھا۔۔خطیب اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔عمر عالمگیر چاہ کر بھی اپنے بیٹے کے انصاف دلانے کے لئے کچھ نہیں کر سکے

تھے۔۔۔جبکہ ریپ و کٹم منزہ جاوید کو مروان اپنے اثر واسوخ کا استعمال کر کہ ملک سے باہر نکلوا چکا تھا۔۔۔وگرنہ وہ لوگ اس معصوم کو زندہ نہیں رھنے دیتے۔۔

اور اب بچا تھا اسکا باپ جو دو مہینے سے وِزیر اعظم کی کُرسی پر بیٹھ کر مزید پاور میں آگیا تھا اور اب ان پر ہاتھ ڈالنا اتنا بھی آسان نہیں تھا۔۔۔۔

* * * *

مروان نے کچھ روز قبل ہی بطور وزیر اعلیٰ سندھ حلف اُٹھایا تھا۔۔۔اور اب نئی بھاگ دوڑ میں جت گیا تھا۔وہ آئرہ سے کئے وعدہ کے مطابق اجمل سلطان کے خلاف قانونی کارروائی ڈال کر انہیں ان کے گناہ کی سزا دلانا چاہتا تھا۔۔مگر آئرہ انکار کر چکی تھی۔۔

وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ آخر کب تک۔۔۔

کب تک وہ اپنے ضمیر کی عدالت سے بری الزام بری ہوتے رہنگے۔۔ایک دن تو پکڑ میں آئینگے نا۔۔۔اور اب بس اسے اس دن کا انتظار تھا۔۔جب وہ خود اپنے منہ سے اقبال جرم کرتے۔۔۔

"مروان کہاں ہو؟؟"لبوں پر مسکراہٹ لئے وہ گھر کے راستے کی جانب گامزن تھی۔۔

"گھر ہی آرہا ہوں۔۔طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟؟" آئرہ آج اپنی طبیعت خرابی کے باعث فرم نہیں گئی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔۔۔میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں جلدی آنا۔۔" وہ اتنا بول کر مروان کی سنو سنو نظر انداز کرتی رابطہ منقطع کر گئی۔۔آنکھوں میں خوشی کے آنسو جھلملا گئے تھے کہ اللہّ نے اُسے اس قدر پیار کرنے والا شوہر دیا تھا۔۔۔

ہاتھ میں پکڑی رپورٹس پر نظر ڈال ایک بار پھر اس نے ان تمام نعمتوں پر اللہّ کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔

***

"آئرہ۔۔۔" وہ گھر واپس آتے ہی پکارتا ہوا سیدھا روم میں آیا تھا۔۔جبکہ وہ روم سے غائب تھی۔۔

"آئر۔۔۔۔" آنکھوں پر محسوس ہوتے نرم ہاتھوں کے لمس پر اس کے ہونٹوں پر ایک دلکش مسکراہٹ کھل گئی تھی۔۔۔

"خیریت۔۔۔آج اتنا پیار کیوں آرہا ہے۔۔" آئرہ کو اپنی پشت پر سر رکھ کر اپنے گرد حصار باندھتے محسوس کر اس نے سوال کیا۔۔

"میرے پاس ہمارے ہونے والے بچوں کے بچوں کے دادا ابو کے لئے ایک سرپرائز ہے۔۔۔" وہ ماضی کا ایک شرارتی سا لمحہ یاد آجانے پر ذرا ذو معونیت سے بولی تھی۔۔۔ جبکہ وہ اس انوکھے انداز پر دل کی گہرائیوں تک سرشار ہوا تھا۔۔۔

"میرے ہونے والے بچوں کے بچوں کی دادی ماں اب بتا بھی دیں۔۔ کیوں بندے کا ضبط آزما رہی ہیں۔۔۔ ورنہ میں خود گیس کر لونگا۔۔" وہ اکسائیٹڈ سا اسے کھینچ کر سامنے لایا تھا۔۔ جو سرخ رنگ ساڑھی زیب تن کئے دل کے تار چھیڑ چکی تھی۔۔

"افف!! باقی سرپرائز کا تو معلوم نہیں۔۔ مگر یہ سرپرائز بہت اعلی ہے۔۔" اس کی کمر کے گرد حصار بناتا وہ ذو معونیت سے بولا۔

"میرا سرپرائز خراب نہیں کرو۔" اسے ذرا پیچھے کو دھکیلتے اس نے جھینپ مٹانے کو کہا تھا۔

"میرے ہونے والے پوتوں کی دادی اماں اب بتا بھی دو کہ کیا واقعی میرا بیٹا یا بیٹی اس دنیا میں آنے والا ہے۔۔" آئرہ کو کمر سے پکڑ کر اونچا کرتے اپنے مقابل کئے اس کی کتھئی آنکھوں میں اپنی گہری سیاہ آنکھیں گاڑتا وہ اسے لفظوں میں گھما چکا تھا۔۔

"نہیں تم گیس۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ اپنی جون میں بولتی یکدم ٹھری۔۔

"یو۔۔چیٹر انسان۔۔"مروان جو اس کے فیس ایکسپریشن انجوائے کرتا بمشکل اپنی خوشی اور قہقہہ ضبط کئے ہوا تھا اس کے چلانے پر اسے گول گول گھماتا خوشی سے بھرپور آواز میں بلند و بانگ قہقہے لگا رہا تھا۔۔۔۔

"اوہ مائی گاڈ۔۔میرے گرینڈ چلڈرنز کی گرینڈ مام اتنا بڑا سرپرائز۔۔۔"اسے اپنے حصار میں لئے وہ بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔جو آنکھوں میں شکوہ لئے نروٹھے پن سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"انتہائی چالاک اور میسنے انسان ہو تم۔۔میرے بتانے سے پہلے ہی گیس کر لیا۔۔یہ نہیں میرے ساتھ تھوڑا سا پاگل بن کر مجھے بتانے دیتے۔۔"مروان کے بازو پر چٹکی کاٹتے اس نے شکوہ کیا تھا۔۔جبکہ وہ مسکرا کر اس کے رُخسار چوم گیا۔۔

"آئی ایم سو ہیپی آئرہ۔۔تھینک یو سو مچ مجھے اتنا پیارا سرپرائز گفٹ دینے کے لئے۔۔"اسکی بات نظر انداز کرتا اس کے کومل وجود کو اپنے حصار میں لیتا وہ جذبات سے لبریز آواز میں بولا تھا۔۔جبکہ آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔۔

"میں بھی بہت خوش ہوں۔۔"اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکرا کر پیشانی سے پیشانی ملائے بیٹھے دونوں نفوس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔اللہّ نے کتنے سالوں بعد کوئی خوشی دکھائی تھی۔۔وہ اللہّ کا جتنا شکر ادا کرتے کم تھا۔۔ہزار آزمائشوں کے بعد بھی ان دونوں کی محبّت ہر روز خوبصورتی سے پروان چڑھ رہی تھی۔۔۔

*****

اجمل صاحب۔۔۔"وہ آج پورے چار ماہ بعد وزیرِ اعظم ہاؤس سے سلطان محل آئے تھے۔۔جب نشاط نے سنجیدگی سے اُنہیں پکارا۔۔۔آئرہ والے حادثے کے بعد سے ان دونوں میں ناراضگی چل رہی تھی۔۔جسے نہ ختم کرنے کی کوشش نشاط نے کی تھی اور ہی اجمل صاحب نے۔۔۔

"جی۔۔۔"اس بار وہ ذرا نرمی سے بولے۔۔

"میرے خیال سے اب ہمیں آئرہ اور مروان کا ولیمہ کر دینا چاہئے۔۔"انہونے ناچاہتے ہوے بھی ان سے بات کی تھی۔۔انہونے جہانزیب کے قتل کا سُنُنے کے بعد سے مزید ساتھ رہنے سے انکار کر دیا تھا۔۔ابھی بھی وہ الگ کمروں میں رہ رہے تھے۔

"مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں آپ۔۔۔ آپ کو میری کیا ضرورت ہے بھلا۔۔ جا کر اپنے بہو بیٹے سے ہی مشورہ کر لیں۔۔" وہ ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ کناں لہجے میں بولے۔۔ تو وہ استہزائیہ مسکرائیں۔

"بالکل جن بچوں کا باپ آپ جیسا ہو انہیں واقعی آپ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔" وہ بھی طنز سے باز نہیں آئی تھیں۔

"ہمارا رشتہ اتنا کمزور تو نہیں تھا نشاط۔ کہ تم ذرا سی غلط فہمی کی نظر کر دو۔۔"

"غلط فہمی۔۔ بس کر جائیں اجمل۔۔ میں نے ہمیشہ آپ کی ہر غلط حرکت کو نظر انداز کیا اور دل کو سمجھاتی رہی کہ شاید یہ سب میری نظروں کا دھوکا ہے۔۔ مگر نہیں۔۔۔ آپ تو اپنے ہی بچوں کی خوشیوں کے دشمن بن گئے ہیں۔۔" وہ درشتگی سے بولتی پلٹنے لگی تھیں۔۔

"ویسے تو جو شخص اپنے بیٹے کو قتل کرا دے ایسے شخص کے ساتھ اپنی کوئی بھی خوشی بانٹنا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔۔ مگر پھر بھی مبارک ہو آپ کو دادا بننے والے ہیں آپ۔۔۔" وہ اتنا بول کر کمرے سے باہر نکل گئی تھیں۔۔ جبکہ وہ کتنی ہی دیر سکتہ میں رہ گئے تھے۔۔۔۔

"ہر باپ کی طرح انکا بھی ارمان تھا کہ وہ اپنی اولاد کی اولاد کو گود میں کھیلائیں۔۔اس کے لاڈ اٹھائیں ۔۔مگر ان کے بیٹے نے تو اس قابل ہی نہیں سمجھا تھا کہ وہ اپنی خوشی شئر کرتا۔۔۔

*****

وہ اس وقت گرے رنگ کی فرلڈ میکسی زیب تن کئے لائٹ میک اپ لک میں بلا کی حسین لگ رہی تھی۔۔دوپٹے کو ڈی شیپ میں ماتھے سے ذرا پیچھے سے سیٹ کر کہ اچھی طرح خود کو کور کیا گیا تھا۔۔

جبکہ چہرے پر چمکتے ممتا کے نوُر نے حسن کو چار چاند بخش دیے تھے۔۔وہ اس وقت لبوں پر دھیمی سی مسکان سجائے گلابوں سے مہکتے کمرے میں مروان کی منتظر تھی جو نجانے کہاں رہ گیا تھا۔۔بھلے ان کی شادی روایتی انداز میں نہیں ہوئی تھی مگر آج شام کی شاندار انداز میں ہوئی رائل طرز کے ولیمہ کے بعد وہ دلہن بنی اسکی اسکا انتظار تو کر سکتی تھی۔۔۔

وہ موم بتیوں اور چراغ کی روشنیوں میں کمرے کے فسوں خیز ماحول کا حصّہ بنی کھڑی گلاس ونڈو سے باہر کی رونقیں دیکھ رہی تھی۔۔جبھی کوئی کھٹکے کی آواز کے ساتھ روم میں داخل ہوا تھا۔۔وہ اسکی موجودگی محسوس کر زیر لب مسکرائی۔۔جس کے قدموں کی بھاری دھمک دل پر پڑتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

"تمھیں پتہ ہے تم آج مجھے کس قدر حسین لگ رہی ہو۔۔" عقب سے اس پر اپنا حصار قائم کرتا وہ جذبات سے بوجھل بھاری لہجے میں سرگوشیانہ گویا ہوا تھا۔۔وہ خاموش رہی۔۔۔

"تمہارے لئے ایک سرپرائز ہے۔۔۔" کندھوں سے تھام کر آہستگی سے اپنی جانب گھمایا جبکہ اب اس کے بالوں کی چند شریر لٹیں، چہرے پر جھول رہی تھیں۔۔ آئرہ نے زرا سی نگاہیں اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔جہاں محبّت کا ایک الگ ہی جہاں آباد تھا۔۔گہری آنکھیں خود میں ڈوبو دینے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔۔سیاہ رنگ ٹیکسیڈو میں ملبوس اب وہ پیچھے ہوتا جیکٹ اتار کر ایک طرف کو رکھتا ذرا ایزی ہوا تھا۔۔۔

"مگر وہ سرپرائز ادھار ہے مجھ پر۔۔۔" وہ سمجھ کر سر ہلا گئی۔۔جانتی تھی۔۔اس نے ڈلیوری کہ بعد ہنی مون پلین کر رکھا تھا۔۔وہ شاید واحد کپل ہو گا جو اپنے بچے کے ساتھ ہنی مون پر جاتا۔۔

کچھ کہو گی نہیں؟؟" تھوڑی سے تھام کر اسکا جھکا چہرہ اٹھاتا وہ مقابل لایا۔۔جبکہ نیم اندھیرے کمرے میں اسکی ناک میں چمکتا سیاہ موتی اسے بری طرح سے جانب کھینچ رہا تھا۔۔۔اور اس نگینے کو دیکھ اس رات کا منظر نگاہوں میں گھوم گیا تھا۔۔جب آئرہ کڈنیپ ہوئی تھی۔۔وہ اسی ناک کے پتھر میں لگی

ڈوائس کے تحت اس تک پہنچا تھا۔۔ پھر سوچ کر سر جھٹک گیا۔۔ کیونکہ کچھ باتیں صرف وہ اپنے تک محدود رکھتا تھا۔۔۔

"نہیں!! آج میں صرف تمھیں سنو گی۔۔" وہ ذرا شرارتی لہجے میں بولتی آگے بڑھ کر اس کے سینے پر سر رکھ گئی تھی۔۔۔ تو وہ دھیمے سے مسکراتا اس کے گرد حصار باندھ گیا۔۔

"تو پھر سُنو جاناں۔۔

کل ملا کر دو ہی خوشیاں ہیں میسر ہیں ہمیں

ان میں پہلی بھی آپ ہیں اور دوسری بھی آپ ہیں

اول بھی آپ ہیں، آخر بھی آپ ہیں

آغاز باب بھی آپ سے ہے، انجام باب بھی آپ ہیں

عشق کی ابتدا ہیں آپ، اور انتہا بھی آپ پر ہے

اول بھی آپ ہیں، آخر بھی آپ ہیں

جنون بھی آپ، رگوں میں دوڑتا لہو بھی آپ

سرور عشق بھی آپ، وحشت دیوانگی بھی آپ

میرا آسمان بھی آپ، زمین کا ستارہ بھی آپ ہیں

پہلا لفظ، آخری مصرع اور مکمل جذبات کی عکاسی

کتاب عشق کا عروج بھی ہیں آپ

اور اس عشق کی خوبصورت تکمیل بھی ہیں آپ

میری زندگی کی کتاب میں بس آپ ہی آپ ہیں

آخر ہم کیسے بتائیں آپ کو، کہ جاناں آپ ہمارے لئے کیا ہیں۔

مگر پھر بھی سُنو جاناں

تم میرا کُل جہاں ہو

اس کے کان میں دھیرے سے میٹھی میٹھی سرگوشیاں کرتا آج وہ اسے بُری طرح شرمانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔ جبکہ آئرہ اس خوبصورت اظہار محبّت پر شرما کر عملاً اس محبّت کا جواب محبّت سے دیتی، اسکی

گردن پر بوسہ دیتی گردن کے گرد بانہیں ڈال کر راہِ فرار تلاش کرتی، گھبرا کر اسی کی پناہوں میں ہی سمٹ گئی تھی۔۔۔

*****

(چار سال بعد)

"المیر۔" ماں کی آواز پر وہ ساڑھے تین سالہ بچہ بُری طرح چونکا تھا۔۔

"بیٹا یہ کیا کر رہے ہیں۔۔ چلیں جلدی سے واپس آئیں، آپ نے ماما کے ساتھ مل کر چاچو کے لئے لنچ ریڈی کرنا ہے۔ وہ بس آتے ہی ہونگے۔" یہ لاطینی امریکا کا ملک پیرو تھا۔۔ جہاں وہ اپنے محبوب شوہر اور بیٹے کے ساتھ پچھلے چار سال سے رہائش پزیر تھی۔۔ اور شادی کے سال بعد اللہّ نے انہیں اپنی نعمت سے نوازہ تھا۔۔۔

"جبھی دو خوش شکل نوجوان پہاڑوں میں گھرے اس گھر میں داخل ہوئے تھے۔۔ جہاں اِرد گرد بکھرے قدرتی خوبصورت مناظر آنکھوں کو خیرا کر رہے تھے۔

"بھابھی۔۔۔کیسی ہیں آپ؟؟"وہ ایئرپورٹ سے سیدھا وہیں آیا تھا۔ثمن نے مسکرا کر اپنے ہینڈسم سے دیور کو دیکھا تھا۔۔جو اپنے بھائی کا عکس تھا۔۔

"اللہ کا شکر۔۔آپ کیسے ہیں مروان۔۔اور آئرہ بچے کیسے ہیں؟؟"اس نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔۔

"سب ٹھیک ہیں بھابھی۔۔بس اس بار آپ لوگوں نے میرے ساتھ پاکستان واپس چلنا ہے۔۔ماما بھی میرے شیر کو بہت یاد کر رہی تھیں۔۔"مروان نے آگے بڑھ کر بھتیجے کو گود میں اٹھایا تھا۔۔جو چچا کی گود میں آتے ہی کھکھلایا تھا۔۔جبکہ جہانزیب ثمن کو لنچ تیار کرنے کا اشارہ کرتا مروان کی ہمراہی میں گھر کے اندرونی حصّے کی جانب بڑھا تھا۔۔

****

"تم جو یہ اپنی اس افلاطون اولاد کو میرے پاس اکیلا چھوڑ کر گئے ہو نا۔۔بالکل اچھا نہیں کیا۔۔۔"آئرہ ویڈیو کال پر نظر آتے مروان کے مسکراتے چہرے کو دیکھ شکوہ کناں لہجے میں بولی تھی۔۔جبکہ اس کے سینے پر سر رکھ کر شریف بنا لیٹا مائر ٹکر ٹکر باپ کو دیکھ رہا تھا۔۔مگر آنکھوں سے شرارت ٹپک رہی تھی۔۔

"میں نے تو تمھیں کہا تھا ساتھ چلنے کو۔۔ تم خود ہی میرے ساتھ نہیں آئیں۔" اس نے مسکراہٹ دبائی۔

"ہاں تو پھر مامی اکیلی ہو جاتی ناں۔۔" اس نے منہ بسورا۔۔

"اب یہ تو تمہارا اور تمہاری مامی کا مسلہ ہے۔۔ ویسے آئرہ یہاں لڑکیاں بہت خوبصورت ہیں۔۔ اور انکی آنکھیں تو افف۔۔۔" وہ اسے چھیڑنے کی غرض سے شرارت سے بولا۔۔ آئرہ نے دانت پیس کر مائر کی موجودگی کے باعث خود کو سخت جملہ کہنے سے بامشکل روکا تھا۔۔۔

"افف یہ چہرے کا گلال۔۔۔ میری جان ابھی تو میں آپ سے اتنے فاصلے پر ہوں۔۔ یوں شرمانا آپ پر سوٹ نہیں کرتا۔۔" وہ ہنوز شرارت کے موڈ میں تھا۔۔

"تم سدھر جاؤ مروان۔۔ ورنہ کسی دن میں تمہارا کچھ کر دونگی۔۔" دوسری جانب وہ اس کا تپا تپا چہرہ دیکھ قہقہہ لگا گیا۔۔

دانت آندر کرو۔" ناراض لہجہ۔۔

"اوکے ڈارلنگ اپنا خون نہ جلاؤ۔۔اپنا اور میرے گڈے کا خیال رکھنا۔میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں اوکے۔۔بائے۔۔"وہ پیچھے سے آتی آوازوں پر تیزی سے بولا تھا۔۔۔جبکہ آئرہ ایک گہری سرد آہ خارج کر کہ رہ گئی تھی۔۔

* * * * *

وہ جہانزیب کی فیملی کے ساتھ اس وقت گوکٹا سے پانچ کلو میٹر کا ٹریک چڑھ کر اُپر واٹر فال کی جانب آئے تھے۔۔ان کے ساتھ موجود لوکل گائیڈ انہیں وہاں کی خصوصیات سے آگاہ کرتا ساتھ چل رہا تھا۔۔

مروان ٹاؤن پہنچ کر آئرہ کو وہاں کی تصویریں اور ویڈیو سینڈ کرنے کی غرض سے ہر منظر کو کیمرے کی آنکھ میں قید کر رہا تھا۔۔۔

وہ رات گئے گھر واپس لوٹے تھے۔۔آئرہ المیر کے ساتھ بیڈ پر لیٹی ٹیبلٹ پر آج کی پکچرز اور تصویریں دیکھ رہی تھی۔جبھی مروان کی کال آگئی۔۔وہ ٹیب المیر کو تھماتی خود فون کال کی جانب متوجہ ہوئی۔۔جہاں مروان کی مسکراتی آواز سماعتوں سے ٹکراتی سکون سا بخش گئی تھی۔۔۔

معاًساتھ لیٹا المیرا ایک دم چلایا تھا۔۔

"باباواٹر فال۔"وہ اپنی توتلی سی زبان میں بہت تیزی سے بولتا مروان کو اپنی جانب متوجہ کر چکا تھا۔۔۔وہ اس وقت دنیا کی بلند ترین واٹف فالز میں سے ایک گوکٹا کیٹریکٹ کے پاس موجود تھے۔۔جو دیکھنے میں انتہائی خوبصورت منظر پیش کرتا ہے۔۔تیزی سے گرتی شفاف پانی کی ابشار کے پاس باپ کو کھڑا دیکھ وہ با آواز چلایا تھا۔۔۔

"جی بابا کی جان۔۔۔آپ بڑے ہو جاؤ پھر میں اپنے بیٹے کو بھی یہاں لے کر اؤنگا۔۔"وہ جانتا تھا کچھ دیر میں وہ وہاں سے جانے کی ضد باندھ لے گا اور آئرہ کو تنگ کرئے گا۔۔اسی لئے پہلے ہی بندھ لگایا تھا۔۔۔

"مگر مجھے ابھی جانا ہے۔۔"ضد میں وہ اپنے دادا پر گیا تھا۔

"ٹھیک ہے مگر ایک شرط پر۔"اس نے مسکراہٹ دبائی۔

"وہ تیا(کیا)"

"بھئی پہلے آپ اپنی چڑیا سے بول کر سارے دانت منگوالیں، جب چڑیا آپ کے سارے دانت واپس دے جائے گی پھر ہم بابا اور ماما یہاں جائیں گے اوکے۔" المیر نے فوراً چہک کر سر ہلایا تھا۔ جبکہ اب وہ آئرہ سے باتوں میں مشغول ہو گیا تھا۔۔۔

* * * * *

اجمل صاحب کو کرُسی سنبھالے چار سال سے زیادہ عرصہ بیت گیا تھا۔۔۔ اب ایک بار پھر الیکشن نزدیک آرہے تھے۔۔ اور وہ پھر انہی سرگرمیوں میں لگ گئے تھے۔۔

"اجمل سلطان۔۔" وہ راکنگ چیئر پر بیٹھے تھے۔ جب کوئی شناسہ آواز آئی۔

"کیسے ہو یار۔۔۔ تم تو مجھے بھول ہی گئے۔۔" یہ حبیب تھا۔۔ انکا دوست۔

"ویسے مجھے نہیں لگتا تھا کہ میرا یار اتنا بے غیرت ہو گا کہ میرے قاتلوں کے ساتھ بیٹھ کر میرے ساتھ غداری کرے گا"

"لیکن ہاں میں بھی کس سے شکوہ کر رہا ہوں۔۔ آگر تجھ میں ذرا سی بھی انسانیت ہوتی تو آج خود اپنے ہر جرم کا اعتراف کر چکا ہوتا۔۔۔"

"غداری میں نے نہیں تونے کی تھی۔۔میری بات نہ مان کر۔"وہ چلائے تھے۔۔

"تو تو یاری نبھالیتا اور میرے مجرموں کو سزا دلا دیتا۔۔تو تو یار تھا میرا تجھ پر تو حبیب الٰہی کے سو خون بھی معاف تھے۔۔مگر آئرہ۔۔میری گڑیا سے کس بات کی دشمنی نبھائی تونے۔۔۔"آجمل کو چپ سی لگی۔

"اس کے لئے میں تجھے کبھی معاف نہیں کرونگا بے غیرت آدمی۔۔"وہ اچانک خواب سے بیدار ہو کر اٹھ بیٹھے تھے۔۔ارد گرد میں دیکھا تو وہ اپنے کمرے میں اکیلے تھے۔۔نجانے کب ان کی آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔جبکہ اب انکا دماغ الگ ہی سوچوں میں ڈوب گیا تھا۔۔۔

****

(تین سال بعد)

"بیرسٹر صاحبہ۔آگر اپنے بچوں سے فرصت مل جائے تو ذرا ناچیز پر بھی نظر کرم فرما دیجئے گا۔۔۔"مروان سیاہ رنگ پینٹ کوٹ میں ملبوس ٹائی لئے کھڑا تھا۔۔تین سال پہلے وہ اجمل سلطان کو

سزا ہو جانے کے بعد سیاست کی دنیا کو خیر باد کہہ چکا تھا۔۔ جبکہ پارٹی کا نیا چیئرمین جہانزیب سلطان تھا ۔۔جو آج کل سیاست کی دنیا میں خوب سرگرم تھا۔۔۔

"سینئیر ایڈوکیٹ صاحب۔۔۔ آپ سے ایک ٹائی بھی نہیں بنتی۔۔" وہ اس وقت گھریلو حلیے میں موجود شرارت سے بولتی ذرا نزدیک آئی۔۔ جبکہ اس نے اسکی گردن میں ٹائی ڈال کر اپنے نزدیک کیا تھا۔۔۔ جو مائر کی پیدائش کے تین سال بعد تلہ اُپر دو بچوں کی پیدائش ہو جانے کے بعد پہلے سے زیادہ موٹی ہو گئی تھی۔۔ مگر مروان کو تو وہ ہر حال میں ہی اچھی لگتی تھی۔۔۔

"کیا کریں بیرسٹر صاحبہ۔۔۔ آپ کے بغیر تو ہم بالکل ہی نامکمل ہیں۔۔۔" وہ شرارتی لہجے میں بولتا اسکی ناک چوم گیا۔۔ دفتعاً وہ کھکھلا کر ہنستی اسکی ٹائی باندھنے لگی تھی۔۔ جو اسے نظروں کے حصار میں لئے محبّت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"ویسے یاد ہے ناں آج گھر جلدی واپس آنا ہے۔۔ کچھ دنوں میں تمہاری چھوٹی بیٹی کی سالگرہ ہے ۔۔ ہمیں اسکی تیاری بھی تو کرنی ہے۔۔۔۔" آئرہ نے یاد دلانا ضروری سمجھا۔۔ بچوں کی وجہ سے وہ فی الحال اپنے پروفیشن کو خیر باد کہہ چکی تھی۔۔ کیونکہ اس کے نزدیک فیملی زیادہ اہم تھی۔۔ نا کہ اسکا کیئریر۔۔

"افف!ایک تو جب سے یہ تینوں دنیا میں آئے ہیں۔۔ہماری تو کوئی بات ہی نہیں رہی ہے۔۔"مروان نے ہمیشہ کی طرح منہ بنایا۔۔

"ویسے یہ سب تمہاری غلطی ہے۔۔۔ تمہیں ہی چاہیئے تھا بڑا خاندان۔۔اور زیادہ بچے۔۔"آئرہ نے اسے گھور کر احساس کرایا، جبھی مروان قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔۔

"بڑا خاندان ہونے کے کتنے فائدے ہوتے ہیں۔۔دیکھو میری غیر موجودگی میں میری بیٹیاں اور بیٹا تمہیں بور نہیں ہونے دیتے۔۔"مروان نے ذرا شرارتی لہجے میں کہا تھا۔۔

"واہ واہ۔۔یہ شیطان کی پرتو جیسی اولاد مجھے ڈھنگ سے کھانا تو کھانے دیتی نہیں، بور ہونے کی فرصت کہاں ملے گی۔۔"آئرہ ناک چڑھا کر شکوہ کر گئی تو مروان کا بلند و بانگ قہقہہ بے ساختہ بُلند ہوا تھا۔۔جبکہ وہ اپنی سلطنت کے شہزادے کے سینے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

****

(تین سال پہلے)

"یہاں آپ کو بریکنگ نیوز سے آگاہ کرتے چلیں کہ فارمر پرائم منسٹر اجمل سلطان نے آج ہوئی پریس کنفرنس میں اپنے سارے گناہوں کو تسلیم کرتے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ ان کے بہنوئی اور مشہور مرحوم بیرسٹر حبیب الٰہی کی موت ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت قتل تھا۔۔۔جبکہ اپنے بیٹے جہانزیب سلطان کو بھی قتل کرانے کے پیچھے انکے کا ہی ہاتھ تھا۔۔۔ساتھ ہی ایک بڑا انکشاف کیا ہے کہ اردشیر لغاری جو کئی سال قتل ایک طیارہ حادثے میں جان بحق ہو گئے تھے وہ در حقیقت زندہ ہیں اور گمنامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔۔مگر ان دونوں قتل میں وہ برابر کے شریک ہیں۔۔۔اجمل سلطان اس وقت پولیس کسٹڈی میں ہیں۔۔ہم ان کے بیٹے اور چیف منسٹر آف سندھ مروان سلطان سے جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ کیا واقعی یہ حقیقت ہے یا پھر اجمل سلطان کسی کے دباؤ میں آکر یہ سب بول رہے ہیں۔۔۔"اجمل سلطان نے میڈیا پر اپنے قبال جرم سے ایک ہفتہ قبل اپنے عہدے سے استعفی دے دیا تھا۔۔۔

یہ خبر اس وقت پاکستان کے ہر چینل کی زینت بنی ہوئی تھی۔۔جبکہ گھر میں نشاط پاگلوں کی طرح رُو پڑی تھیں۔۔۔اپنی فرم میں موجود آئرہ کو خود پر ضبط کرنا مشکل لگا تھا۔۔

جبکہ مروان جو پچھلے کئی سالوں سے باپ کو ہر روز ان کے گناہ کا احساس کرا رہا تھا آج یوں اچانک انہیں اعتراف جرم کرتا دیکھ دہل کر رہ گیا تھا۔۔جو بھی تھا مگر وہ اپنے باپ کو نہیں کھونا چاہتے تھے۔۔۔

بسا اوقات اعتراف جرم کرنے کے لئے زندگی بھی کم پڑ جاتی ہے اور کبھی کبھار ایک لمحہ ہی آپ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے اور بلاخر اجمل سلطان کی زندگی میں وہ قیمتی لمحہ آ ہی گیا تھا جب انہیں ضمیر کی عدالت نے مجرم ٹھرایا تھا اور وہ خوش بختوں میں شامل ہو گئے تھے کیونکہ انہیں پچھتاؤ کچھوے لگا رہا تھا۔۔ہاں خوش نصیب ہوتے وہ لوگ جو زندگی میں ایک بار بچھتاتے ضرور ہیں کیونکہ گناہ تو سب کرتے ہیں مگر گناہ کا احساس بس کسی کسی کو ہوتا ہے۔۔کتنے تو دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں گناہوں کا احساس تک نہیں ہوتا اور احساس و پچھتاوے سے قبل موت انہیں آدبوچتی ہے۔۔۔۔

*****

کمرہ عدالت سج چکا تھا۔۔۔اجمل سلطان کی پکڑ کا وقت آّن پہنچا تھا۔۔۔

کمرہِ عدالت میں خاصی گہما گہمی تھی۔جج کے عین سامنے کی چند نشستوں پر ایک جانب مروان سلطان ،جبکہ دوسری جانب مجرم کی جانب سے نشاط بیگم اور چند ایک گواہاں موجود تھے۔

کمرہ عدالت میں وکلاء کے لئے موجود مخصوص نشستوں پر بر آجمان وکیل مقدمہ لڑنے کے لئے مکمل تیار تھے۔ جبکہ سینئر وکیل "انور شہزاد" خاصہ پر جوش نظر آرہا تھا۔ جو پارٹی کی طرف سے اجمل سلطان کا کیس لڑ رہے تھے۔۔ آج آئرہ الٰہی اپنے باپ کا کیس خود ہی لڑ رہی تھی۔۔

"عدالت کی کارروائی شروع کی جائے۔۔۔" جج نے اپنے مخصوص پروٹوکول میں کمرے عدالت میں اپنی نِشست سنبھالنے کے بعد با آواز اجازت دی۔۔

جج صاحب کی آواز پر انور صاحب اپنا کوٹ جھٹکتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔ نشاط یہ منظر دیکھ اپنے انسو ضبط کر رہی تھیں۔۔۔

"یور آنر!! میں عدالت کا وقت برباد کئے بغیر مدعا بیان کرنا چاہوں گا۔ کہ جن دو لوگوں کے قتل کا الزام میرے موکِل خود پر لے رہے ہیں۔۔ وہ سب دراصل جھوٹ ہے اور وہ زہنی دباؤ کا شکار ہیں۔۔ وہ دونوں ہی اپنی موت آپ موت کا شکار ہوئے تھے۔۔ ایک میری ساتھی وکیل کے مرحوم والد اور میرے بہت اچھے مرحوم ساتھی حبیب الٰہی جن کی موت اپنے آفس میں ہارٹ آٹیک کے باعث ہوئی تھی۔۔۔ دوسرے جہانزیب سلطان۔۔ آپ خود بتایئے جج صاحب کہ کیا کوئی باپ اتنا

سفاک ہو سکتا ہے کہ اپنے ہی جوان بیٹے کا قتل کرا دے؟؟"وہ نجانے کس کے کہنے پر یہ کیس لڑ رہے تھے جبکہ اجمل پہلے ہی اقبال جرم کر چکے تھے۔۔۔

"یور آنر میں اپنے سینئر کو یہ یاد کرانا چاہو نگی کہ وہ جس مجرم کا دفاع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ دراصل میڈیا کے سامنے پہلے ہی اقبال جرم کر چکے ہیں۔۔۔مگر ہاں میں مزید تسلی کے لئے اجمل سلطان کو وٹنیس باکس میں بلانا چاہو نگی تا کہ وہ ایک بار پھر اعتراف جرم کر کہ عدالت کا وقت ضائع ہونے سے بچالیں۔۔۔"آئرہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔

"اجازت ہے۔۔"پولیس کسٹڈی میں آتے اجمل کو دیکھ نشاط مروان کے سینے میں چہرہ چھپا گئیں تھیں۔۔۔

"میں اجمل سلطان۔۔۔یہ اقبال جرم کرتا ہوں کہ اپنے کالے کرتوت چھپانے کے لئے میں نے حبیب الہی کے قتل میں اردشیر لغاری کی پشت پناہی کی تھی۔جو زندہ ہے۔۔۔اور ساتھ ہی اس بات کا بھی اعتراف کرتا ہوں کہ اپنے بیٹے پر جان لیوا حملہ کرانے میں بھی میں بدنصیب باپ ہی شامل تھا ۔۔میرے بیٹے کو میرا اصل چہرہ نظر آگیا تھا۔اور میرے بارہا سمجھانے کے باوجود وہ پیچھے نہیں ہٹا تھا۔۔یہ حقیقت ہے کہ اپنے بیٹے پر جان لیوا حملہ کرا کر خطیب عالمگیر پر الزام ڈالنے والا بھی میں ہی تھا

۔۔مگر میرا مقصد قتل ہر گز نہیں تھا۔۔آئرہ اپنی بھانجی کو دھمکیاں دلوانے اور خود پر بھی جھوٹا جان لیوا حملہ کرانے میں ہی میں ہی ملوث تھا۔۔۔مگر یہ سچ ہے میں نے اپنے بیٹے کا قتل نہیں کرایا ہے۔۔میں اپنے بیٹے کا مجرم نہیں ہوں۔۔۔اس کے علاوہ میں اپنی صفائی میں کچھ نہیں کہونگا۔۔

"اجمل سلطان اتنا بول کر خاموش ہو گئے۔۔۔

"انور صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔۔"اجمل کے اعتراف جرم کے بعد ان کے پاس لفظوں کا ذخیرہ ختم ہو گیا تھا۔۔۔

"بیرسٹر آئرہ الہی کیا آپ عدالت سے کچھ کہنا چاہیں گی۔۔"

"جی بالکل یور آنر۔۔میں عدالت کے کسی بھی فیصلے سے قبل مقتول حبیب الہی کی بیٹی ہونے کے ناطے مجرم کے اقبال جرم کے بعد اجمل سلطان اور پیارے ماموں جان پر اپنے باپ کا خون معاف کرتی ہوں۔۔۔"مروان اور نشاط نے چونک کر اسکی پشت دیکھی تھی۔۔۔کمرہ عدالت میں ایک لمحے کو سناٹا سا چھا گیا تھا۔۔اجمل سلطان نے بے یقینی سے اپنی بھانجی کو دیکھا تھا وہ واقعی اپنے باپ کی بیٹی تھی ۔۔۔باظرف باپ کی باظرف اولاد۔۔۔۔

"مگر ساتھ ہی میں عدالت میں اپنے مخالف اجمل سلطان کی طرف سے ایک گواہ یا پھر یوں کہہ لیں کہ جیتا جاگتا ثبوت پیش کرنا چاہو نگی۔جو یہ بات ثابت کرے گا کہ آنکھوں دیکھا ہمیشہ سچ نہیں ہوتا۔۔"جج سمیت تمام ہی سامعین اور ملاحظین کے چہروں پر تحیر سمٹ آیا تھا۔۔۔

"اجازت ہے۔۔۔"

"اجازت ملتے ہی جہانزیب کمرہ عدالت میں داخل ہوتا نظر آیا تھا اور جج کے ساتھ ساتھ گردن کا رُخ موڑ کر دیکھتے سب ہی کی آنکھیں حیرت کے باعث پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔۔اجمل صاحب نے تو خود کو سنبھالنے کے لئے باقاعدہ سہارا لیا تھا۔۔۔قدم قدم چلتا جہانزیب سلطان باپ کے مخالف سمت کٹہرے میں کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"میرا نام جہانزیب سلطان ہے۔۔۔جو دنیا کی نظر میں آج سے آٹھ سال قبل قتل ہو چکا ہے۔۔۔مگر یہ حقیقت نہیں۔۔کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ زندگی چھیننے والے سے بڑا زندگی دینے والا ہے۔۔اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے سلامت رکھا۔۔۔بدقسمتی سے مجھ پر جان لیوا حملہ کرانے والے میرے والد صاحب تھے۔۔اور مجھے اس حملے سے محفوظ رکھنے والا اللہ کی ذات کے بعد میرا چھوٹا بھائی مروان سلطان تھا۔۔۔"وہ سب پر ایک طائرانہ نگاہ گھما کر بولنا شروع کر چکا تھا۔۔

*****

فلش بیک)

مروان یہ تم کیا کہہ رہے ہو میرے بھائی؟ یہ سب کیسے ممکن ہے؟؟" وہ حیرانگی سے گویا ہوا۔۔۔

"کیون ممکن نہیں ہے بھائی۔۔اس ملک میں سب ممکن ہے۔۔بس آپ وہی کریں جیسا میں کہتا ہوں۔۔۔"

اگلے چند روز میں جہانزیب پر دو بار جان لیوا حملہ ہوا تھا۔۔اور اس بار خطیب عالمگیر سے جہانزیب کی جھڑپ ہوئی تھی۔۔۔جو قتل کی دھمکی لگا چکا تھا۔۔اور قتل ہو جانے کے بعد اسی بات کا اردشیر لغاری نے فائدہ اٹھایا تھا۔۔اجمل سلطان کو جھوٹے حملہ کا کہہ کر جہانزیب پر سچ کی گولیاں برسائی گئیں تھیں۔۔۔۔جبکہ دوسری جانب مروان کی پلینگ تحت جہانزیب کی شکل وصورت والے چہرے پر گولی چلائی گئی تھی۔۔۔اور قتل کا الزام خطیب کے سر آیا تھا۔جبکہ خطیب کی گولی کا نشانہ چونک گیا تھا۔۔کیونکہ ایک ہی وقت میں دو الگ پسٹل سے گولی چلی تھی۔۔ایک جہانزیب کے ہم شکل کو زخمی کر چکی تھی۔۔۔

جبکہ جہانزیب کو مروان پہلے ہی ایک جعلی ایڈینٹی کی ہیلپ سے باہر بھیجوا چکا تھا۔۔

اور جہانیزیب کا جو ہمشکل تیار گیا تھا۔۔وہ بھی بالکل محفوظ رہا تھا، اور اب وہ انتظار کر رہا تھا تو اجمل سلطان کے پچھتاوے کا۔۔۔ مگر اس کیس میں آئرہ کی مداخلت نے اسے اچھا خاصہ زچ کیا تھا۔۔جو کچھ اور ہی ٹھان کر بیٹھی تھی۔۔

بلا آخر اجمل سلطان کے اقبال جرم کے بعد جہانزیب کا یوں سامنے آنا کسی معجزے سے کم نہ تھا۔۔۔

*****

"بیرسٹر آئرہ الہی کیا آپ عدالت سے مزید کچھ کہنا یا پیش کرنا چاہیں گی؟؟"جج صاحب نے ایک بار پھر آئرہ کو مخاطب کیا تھا۔۔جو اپنے مخالف کی وکیل سے ایک لمحے میں انکا وکیل صفائی بن گئی تھی۔۔۔

"اختتامی الفاظوں کے ساتھ میں بس معزز عدالت سے بطور بیرسٹر نہیں بلکہ بیٹی کی حثیت سے یہ درخواست کرنا چاہونگی کہ وہ تمام گواہ اور ثبوتوں کے مدے نظر رکھتے ہوئے مجرم اجمل سلطان کی سزا میں نرمی سے کام لے۔"کمرہ عدالت میں کھلبلی سی مچ گئی تھی۔۔وہ نک چڑی اپنے ماموں کے خون کی پیاسی بیرسٹر صاحبہ آج سب کو حیران کر گئی تھی۔۔جبکہ مروان کو آج اپنی بیرسٹر صاحبہ سے ایک بار

پھر نئے سرے سے عشق ہو گیا تھا۔۔وہ یو نہی تو اسکا دیوانہ نہیں تھا۔۔۔وہ الگ تھی،سب سے جدا اور خاص۔۔۔۔

مروان سلطان کی آئرہ عرف بیرسٹر صاحبہ۔۔۔

"مجرم کے اقبال جرم اور تمام گواہ اور ثبوتوں کو مدے نظر رکھتے ہوئے یہ عدالت مقتول کی بیٹی کی معافی کی صورت میں مجرم اجمل سلطان پر قتل کی سزا معاف کرتی ہے۔۔ساتھ ہی جہانزیب سلطان کی واپسی کی صورت میں ملزم اجمل سلطان کو اس کیس سے بری الزام کرتے ہوئے باعزت طور پر بری کرتی ہے۔۔۔ساتھ ہی منی لانڈرنگ کیس اور اردشیر لغاری کے کالے دھندھوں کے خلاف گواہی کی صورت میں اجمل سلطان کو وعدہ معاف گواہ کے طور پر سزا میں نرمی برتتے ہوئے سیکشن چار کے تحت تین سال کی قید اور پانچ کڑوڑ روپے جرمانہ ادا کرنے کی سزا سناتی ہے۔۔ساتھ ہی ہمارے ملٹری اداروں سے یہ درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی سورسز کا استعمال کرتے ہوئے جلد از جلد اردشیر لغاری کو اریسٹ کر کہ عدالت میں پیش کریں۔۔تاکہ مجرم کے خلاف قانونی چارہ جوئی عمل میں لائی جاسکے۔۔۔"

عدالت برخواست۔۔۔جج نے اپنا فیصلہ سنا کر پین کی نپ توڑ دی تھی۔۔۔

آئرہ کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔۔وہ اپنا کوٹ سنبھالتی تیزی سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔

*****

"سر آپ کی بھانجی بیرسٹر آئرہ الٰہی نے آپ پر اپنے باپ کا خون معاف کر دیا۔۔اس بارے میں آپ کیا کہیں گے۔۔"پولیس کی ہمراہی میں باہر آتے اجمل سلطان پر میڈیا والوں نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔۔

"باظرف باپ کی باظرف اولاد۔۔۔"وہ بس اتنا ہی بولے تھے۔۔جب جھوم چیرتی آئرہ ان کے نزدیک آئی۔۔

"مجھے یاد ہے اپنا پورا بچپن۔۔جب آئرہ گڑیا کہتے آپ کی زبان نہیں تھکتی تھی۔۔آپ نے مجھے ہمیشہ سگی بیٹیوں والا پیار دیا۔۔مروان اور بھیا سے زیادہ عزیز رکھا۔۔مگر پھر اچانک سب بدل گیا ۔۔میرے ایک باپ کیا دنیا سے گیا میں دوسرے کی بھی شفقت سے محروم ہو گئی۔۔۔آپ گزرے پندرہ سالوں میں یہ بھی بھول گئے کہ میں آپ کی بیٹی ہوں۔۔۔لیکن آج میں نے بیٹی ہونے کا فرض ادا کر دیا اور آپ کے سارے احسان اتار دیے۔۔۔میں نے اپنے باپ کا خون اپنے باپ جیسے ماموں کو معاف کر دیا۔۔۔بابا کہتے تھے آئرہ معاف کرنے والا بڑا ہوتا مگر معافی صرف اس صورت میں اچھی

لگتی ہے جب مجرم کو اپنے گناہ کا احساس ہو جائے۔۔ آپ کو گناہ کا احساس ہے اب میرے دل میں آپ کے لئے کوئی رنجش یا قدورت نہیں ہے۔۔۔"ان کے گرد حصار قائم کرتے وہ سینے پر سر رکھتی ہچکیوں سے روئی تھی۔۔ جنہوں نے اسکے ماتھے پر شفقت بھرا بوسہ دیا تھا۔۔ آج کتنے سالوں بعد اس نے خود کو پھر سے اپنے باپ والے حصار میں محسوس کیا تھا۔۔۔

*****

"تھینک یو آئرہ۔۔۔"گھر واپس آتے مروان سلطان کی آنکھیں ضبط کی زیادتی کے باعث سُرخ پڑ گئی تھیں۔۔ باپ کو پولیس کی گاڑی میں جاتا دیکھنا آسان نہیں تھا۔۔ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔۔۔

"تھینک یو تمہارا ڈیئر ہز بینڈ کہ آگر تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔۔۔ مروان کے ہونے سے آئرہ الہی کا وجود مکمل ہوتا ہے۔۔ شکریہ تمہارے ساتھ کا مان کا محبّت کا اور مجھے ایک مضبوط آئرہ بنانے کا۔۔ ایک مضبوط عورت کے پیچھے اس کے محرم کا ہاتھ ہوتا ہے۔۔ اور مجھے فخر ہے اس بات پر کہ تم میرے محرم ہو۔۔۔""آئرہ نے جذبات سے بوجھل گلوگیر آواز میں بولتے اسکا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا تھا۔۔ جو اسے سینے سے لگاتا، اسکی گردن میں چہرہ چھپائے آنسوؤں سے رُو پڑا تھا۔۔۔

"جب تم میرے لئے اپنے باپ کے خلاف جاسکتے ہو تو پھر میں تمہارے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتی ۔۔اور ویسے بھی میں نے اپنے باپ جیسے ماموں کو معاف کیا ہے۔۔۔دونوں کی بیٹی ہونے کا فرض نبھایا ہے۔۔تم اپنا دل ہلکا کر لو۔۔تم نے اپنا وعدہ وفا کر لیا۔۔۔"اسکی اپنی آواز بھی آنسو سے تر ہو گئی تھی۔۔۔جبکہ اب وہ خاموشی سے اسے محسوس کر رہا تھا۔۔دونوں کے ہی دلوں میں ٹھنڈک اتر گئی تھی۔۔۔نئی بہاریں دروازے پر کھڑی دستک لگا رہی تھیں۔۔جنہیں وہ دونوں ہی خیر مقدم کرنے کو پر جوش تھے۔۔۔

****

"افف۔۔"آج بہت تھکن ہو گئی۔۔

آج حیا کا برتھ ڈے تھا۔۔بچے سب سو چکے تھے۔۔مہرون رنگ ساڑھی پہنے آئرہ دھم سے بستر پر گری تھی۔۔

"سو تو ہے۔۔ویسے آج تم بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔"دوسری طرف سے ساتھ ہی گرتے مروان نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔

"وہ تو میں بچپن سے خوبصورت ہوں۔۔" وہ اترا کر بولی تو اسکا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

"تو پھر آج بیٹی کی سالگرہ کی خوشی میں کچھ یادیں نہ تازہ کرلی جائیں۔۔" اس کے زو معنی لہجے پر وہ بری طرح جھینپی تھی۔۔ جبکہ مروان نے قہقہہ لگاتے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔ جہاں وہ ہمیشہ رہنے کی متمنی تھی۔۔

****

"دادو۔۔ یہ دیکھیں المیر بھائی نے کیا کیا۔۔" چھوٹی سی حیا سلطان اپنی گڑیا کا ٹوٹا ہوا سر لے کر قریب آئی تھی۔۔

"المیر۔۔" وہ جہانزیب سلطان کا اکلوتا بیٹا تھا۔۔ جس کا مروان اور آئرہ کی سب سے چھوٹی بیٹی سے چھتیس کا آکڑا تھا۔۔

"دادو پہلے اس نے میری بس پر پتھر گرا کر اسکا شیشہ توڑا ہے۔۔ اس نے بھی منہ بسور کر شکایت لگائی۔۔

"افف!!ایک تو میں تم لوگوں کے مسلے سلجھا سلجھا کر تھک گئی ہوں۔۔"نشاط بیگم پوتا اور پوتی کی شکایات سُن اپنا سر تھام گئیں۔۔

"کیا ہوا ہماری پیاری سے مما کو۔۔"جہانزیب اور مروان نے ساتھ میں انہیں اپنے حصار میں لیا تھا۔۔

"یہ تم دونوں کی جو اولادیں ہیں نا انہونے مجھے پاگل کر دیا ہے بالکل۔۔"

وہ ناراضگی سے بولیں تو آئرہ اور ثمن نے بھی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔۔۔

"بابا۔۔۔۔"

مائر مروان، امل مروان اور حیامروان بھاگتے ہوئے باپ کی جانب لپکے تھے۔۔جو انہیں دیکھ اپنی بانہیں وا کر گیا تھا۔۔۔

"میری پرنسز کیسی ہیں؟؟"اس نے دونوں بیٹیوں کے گال پر بوسہ دیا۔۔امل بال اور نین نقش میں ہو بہو آئرہ کی کاپی تھی۔۔جبکہ حیامروان کا عکس تھی۔۔جبکہ المیرا اپنے دادا ابو کی کاربن کاپی تھا۔۔

"دیکھیں پھپھو آپ کے پوتا پوتی کتنے مطلب پرست ہیں اپنے باپ کی طرح۔۔ سارا دن رہتے میرے ساتھ ہیں اور باپ کے آتے ہی دم باپ کا بھرتے ہیں۔۔" وہ ذرا ناراض لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔ تو مروان نے اُسے گھور کر دیکھا۔۔

"میرے بچے ہیں تو مجھ ہی سے محبّت کریں گے ناں بیرسٹر صاحبہ۔۔" مروان کے چھیڑنے پر جہانزیب ہولے سے مسکرایا۔۔

"آپ کیوں منہ پھولا کر بیٹھے ہیں چیمپ؟؟" اس بار مروان نے بھتیجے کو گود میں لیا۔ جو باپ کی گود میں بیٹھی حیا کو گھور رہا تھا۔۔

"آپ کی بیٹی میرے بابا کو، مجھ سے چھین رہی ہے۔" المیر نے چھوٹی سی پیشانی پر ڈھیروں بل سجائے شکوہ کیا۔۔ مروان نے مسکراہٹ دبا کر ایک محبّت بھری نگاہ اپنی شرارتی بیٹی پر ڈالی تھی۔

جو ابھی گھٹنوں گھٹنوں چلتی تھی مگر شرارتوں میں اس نے اپنے بھائی کو بھی پیچھے چھوڑ دیا تھا۔۔ المیر فطرتاً شرمیلا اور ریزرو سا بچہ تھا۔۔۔

"شہزادے آپ یہاں میری گود میں آجائیں۔" مروان نے اسے پیار کیا تو وہ جلدی سے چچا کی گود میں بیٹھ کر مسکرایا مگر چھوٹی سی حیا منہ بسور کر تیز آواز میں روتی، ضدی انداز میں خود کو جہانزیب کی گرفت سے آزاد کراتی جھٹ تایا کی گود سے اُترتی باپ کی جانب لپکی اور اسے دھکا دے کر گود سے اتارتی خود بیٹھ گئی تھی۔ اور اب مروان کے سینے میں چہرہ چھپایا تھا۔۔۔ جبکہ اس ننھی پری کی جیلسی پر سب ہی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

"آئرہ یہ اس معاملے میں بالکل تم پر گئی ہے۔۔" یہ جہانزیب کی آواز تھی۔۔ جبکہ مروان نے آئرہ کو شرارت سے دیکھ قہقہہ لگاتے آنکھ کا کونا دبایا تھا۔۔۔ جس نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔

نشاط نے دل ہی دل میں اپنے خاندان کی نظر اُتار کر آنکھوں میں آئے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔ آگر جو اجمل سلطان کو سلطنتوں میں حکمرانی کی چاہ نہ ہوتی، سلطنت کا اسیر ہونا انکا خون سفید نہ کرتا تو آج وہ بھی ان خوشیوں کا حصّہ ہوتے، نہ کہ جیل میں سزا کی مدت پوری کر رہے ہوتے۔۔۔

*****

ختم شد